

WWW.PAKSOCIETY.COM

ماہنامہ  
پکی اور دکھی کہانیاں اور محبت

جوابدہ

پاکستان  
سوسائٹی  
ڈاٹ کام

جون 2015

WWW.PAKSOCIETY.COM

پوشیدہ آنسو نمبر

RS:90

جون 2015  
خاتین اور مردوں کی دکھی کہانیاں شائع کرنے والا پاکستان کا پہلا ماہنامہ جوابدہ

پاکستان سوسائٹی ڈاٹ کام

CPL No.220

ماہنامہ  
جواب عرض  
لاہور

جلد نمبر 41 - شماره نمبر 1

ماہ جون 2015

قیمت - 90 روپے

پوشیدہ آنسو نمبر

بان - شہزادہ عالمگیر  
نگران اعلیٰ - شہلا عالمگیر  
چیرمین - شہزادہ آتش  
• منجملہ ایگزیکٹو - شہزادہ فیصل

دفتر نیچر - ریاض احمد  
سرپرستین نیچر - جمال الدین  
0333.4302601

مارکیٹنگ  
کرن - ماہرہ نور - قاسمہ -  
راجہ - سارا - زارا -



جواب عرض پوسٹ بکس نمبر 3202 غالب مارکیٹ گلبرگ 1 لاہور

Scanned By Amir

ماہنامہ جواب عرض ماہ جون 2015 کے شمارے پوشیدہ آنسو نمبر کی جھلکیاں

گل بہار  
نادیہ نازش۔ 76

جنتی جن کے بہارے  
پرنس باہرٹی۔ 6

بھلی پکوں پہ ٹمبر سے بگڑو  
انتظار مسین ساقی۔ 72

یہ عشق نہیں آساں  
سیدہ صبا عباس۔ 64

زندہ لاش  
آفتاب احمد عباسی۔ 68

پوشیدہ آنسو  
خورشید زوہیب۔ 52

تم یہاں ہو  
محمد یونس ناز۔ 32

ایسا بھی ہوتا ہے  
ایم اے شرف بٹول۔ 40

ہمیں عشق ہوا  
فرزاتہ سردور۔ 18

بھی خوشی بھئی غم  
ناصر اقبال خٹک۔ 46

نہانوں کی سداقت ہر رنگ و شہ سے با آرزوی ہیں انکو تمام نہانوں نے تمام نامہ واقعات تخلیقی طور پر لکھے جاتے ہیں ان سے ماہانہ میں نئی  
پیداوار کے نام امکان جوئس کا یہ نامہ برائے: اردو، پنجشنبہ، نامہ روزانہ، دعا، دہلیش، شہزادہ عالمگیر، پرنسز زاہد اشیر، راجہ سمن

ہاں تم کہاں تم  
ایم آئی این۔ 130

جینا صرف میرے لیے  
آتش فائرہ۔ 110

پوشیدہ آنسو نمبر

رہنمائی رہنمائی  
مس افشاں۔ 86

## ملاقات

کون بے وفا  
حسن کاظمی۔ 122

ماہ جون 2015

پیار کا سراب  
فلک زاہد۔ 150

پسندیدہ اشعار

ترقی جنت  
منظور اکبر۔ 186

## عفو و درگزر

عفو کے لغوی معنی دھانپنا، مٹانا، معاف کرنا اور درگزر کرنا ہے یعنی اللہ کا بندے کے گناہ پر پردہ ڈالنا اسے مٹا دینا اور اسے بخش دینا ہے قرآن پاک میں یہ لفظ مغفرت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اصطلاح شریف میں عفو سے مراد ہے کسی کی زیادتی اور برائی کو انتقام کی قدرت کے باوجود معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا قدرت اور طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اگر انسان انتقام نہ لے سکتا ہو تو یہ عفو نہیں ہوگا بلکہ اسے بے بسی کا نام دیا جائے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا عفو صرف قادر اور طاقت ور ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ عفو کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی معاف کر دے خواہ طبیعت اس پر آمادہ نہ ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دل کی خوشی کے ساتھ معاف کرے اور اگر ممکن ہو تو اس کے ساتھ کچھ احسان بھی کرے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا ہے آپؐ نے ایک کافر سے مجبوریں قرض لیں آپؐ حضرت عمر کے ساتھ جا رہے تھے کہ وہ کافر آ گیا اور وقت مقررہ سے پہلے ہی اپنے قرض کا تقاضا شروع کر دیا اور گستاخی شروع کر دی کہ آپؐ کے گلے میں چادر ڈال کر تل ڈالے اور کھینچنا شروع کر دیا حضرت عمر نے اس پر تلوار کھینچی لی آپؐ نے حضرت عمر کو روک دیا اور اس کافر کو معاف کر دیا اور حضرت عمر کو حکم دیا کہ اسے مجبوریں واپس کر دو اور جو حصہ تم نے اس پر کیا ہے اس کے بدلے میں احسان کے طور پر کچھ مجبوریں اور زیادہ دے دو۔ ارشاد باری ہے ”اور چاہے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کیا کریں تم یہ نہیں چاہتے کہ خدا تم کو معاف کر دے۔“ نیکی اور بڑی برائیوں کو دیکھ کر آپؐ نے برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے آپؐ سے پوچھا یا رسول اللہ میں اپنے خادم کا تصور کتنی مرتبہ معاف کروں۔ آپؐ نے تموژی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا۔ ستمن مرہ ترمہ، ہر روز ستر مرتبہ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے آپؐ کی آواز آئی جان لو اے ابو مسعود جتنا اختیار تم کو اس غلام پر ہے اس سے زیادہ اختیار اللہ تعالیٰ کو تم پر ہے، ایک دوسرے کو معاف کرتے رہا کرو تمہارے باہمی کہنے دور ہو جائیں گے اسلام عفو و درگزر کا خوب برداشت، اور رواداری، کادین ہے اور اپنے ماننے والوں میں بھی۔ یہی اوصاف سیدہ کے شروع کادامی ہے قرآن پاک نے متعین اور مومنین کی ایک اہم صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے (متعین) منہہ کو پی جانے والے لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ آخر خطبہ حج میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ”مسلمان کا خون، مال اور عزت اتنی ہی قابل احترام ہے جتنا قابل احترام یوم عرفہ اور شہر مکہ، اسلام، محبت، احترام، اخوت، رواداری اور عفو و درگزر سکھاتا ہے جس کی بدولت اسلام جسوں کو نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔“

محمد ہارون قمر۔ سید پور ہزارہ

☆☆☆

# ماں کی یاد میں

ماں کتنا پیارا بیٹھا اور سکون دہ الفاظ ہے۔ میرے پیارے آقا سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو پتہ ہے پھر عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی قیامت کی نشانی بتا دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جب اولاد نافرمان ہو جائے گی سمجھ لینا قیامت کی نشانیاں ہیں وہ ماں سے جو اپنے بچے کے لیے دنیا کی گھٹیاں چھان گنتی ہے مگر اپنے بچے کے چہرے پر شکن نہیں دیکھتی ہونٹ خشک نہیں دیکھ سکتی ماں ایک غریب گھر کی ہے اور شوہر چھوٹا سا بچہ گود میں ڈال کر چھوڑ گیا گھر میں فاقے ہیں کھانے کو کچھ نہیں گھر میں تو ماں ہوتی ہے اپنے پیٹ میں نہ بھی ڈالے تو لال کو بھوکا نہیں رہنے دیتی ماں سنے آپ کچھ نہیں کھایا مگر اپنے نال کو شیر پلا اس کا پیٹ بھر دیا پہلا دن ہے ماں بھوکی ہے بچہ کھیل رہا ہے وہ سزاؤں ہے ماں نے پانی کے علاوہ کچھ نہیں پیٹ میں ڈالا مگر لال و پیٹ بھر کے دوہ پلایا شیراؤں ہے ماں نے روٹی کا ایک نوالہ حلق میں نہیں اتارا بھوک سے نڈھال ہو رہی سر چکرا رہا ہے پانی پی لیا کر پیٹ بھر لیتی ہے اپنے لال کا منہ دیکھ لیتی ہے وہ خوش ہو جاتی ہے اس کی ساری بھول تنم ہو جاتی ہے پیاس مٹ جاتی ہے اپنے نال کا منہ چھوم لیتی ہے مگر اپنی بھول کی پیاس کی فکر نہیں کرتی اور اپنے لال کے لیے خدا سے رور و کر دعا کرتی ہے یا اللہ تو اس کی پرورش کرنے کی توفیق عطا فرمایا اللہ میرے لال کو زندگی دینا یا اللہ میرے بچے کو بھی کسی چیز کی کمی نہ دینا۔۔۔ واہ۔۔۔ ماں پیاری ماں آپ کا پیار چہرہ خانہ کعبہ نظر آتا ہے ماں تیری پیشگی زبان کی منغاس کے آگے تو جتنی شہد پھیکا ہے ماں تین دن کی بھوکی ہے بچہ تو بچہ ہے اسے نیا پاتا نہ میری ماں نے کچھ کھایا ہے یا نہیں ماں۔۔۔ فرما ان ہے اور ماں بھوک پیاس کی وجہ سے سوختن جاری ہے اور ماں کا شیر ماں کی خوراک کی وجہ سے سوکھ رہا ہے بیٹے کا پیٹ نہیں بھرتا پیارا داتا ہے ماں کا کلیجہ بھٹ جاتا ہے ماں تڑپتی ہے کہ میرا لال بھوکا ہے ماں کیسے پالے گی اس لال کو ماں خود کو قسم کر دے گی مگر بیٹے کو چھو نہیں ہونے دے گی۔ وہ بے بس ماں وہ مجبور ماں وہ لاپرواہ ماں وہ غریب ماں وہ تڑپتی ماں وہ روتی اور ربد کر دغا نہیں مانتی ماں کس کے لیے صرف اپنے بیٹے کے لیے کیا ہے اس بیٹے سے کوئی منہ دے گیا یہ بیٹا اپنی ماں کے اس قرض کو اتار پالنے کا نہیں یہ آج کی اولاد دے اسے ماں کا احسان نہیں ہے وہ ماں جو بچے کو اتنا بچھ کر کے آخر بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتی ہے دن گزارتے گئے اور گلیوں میں مانگ کر بیٹا جو ان کرتی ہے اور جب جوان ہو جاتا ہے تو ماں کی ایک نہیں سنتا ماں تڑپ تڑپ کر سسک سسک کر ایک کو نے میں جینی روتی اور اپنے بیٹے کی خوشیوں کی دغا کر رہی ہوتی ہے کسی نے اس ماں سے پوچھا کہ تو کیوں روتی ہے کہتی میرا بیٹا نہیں آیا پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے کیوں نیست آیا ہے جب بیٹا آیا تو دور سے ہی اپنی بیوی کو پار رہا ہوتا ہے آخر ماں کی زندگی کے دن اٹم ہو ہی جاتے ہیں آج کون مرنی کو جی ٹلاں کن ماں مرنی سے نہیں نہیں اس نئی دنیا جڑ گئی ہے مگر اسے کیا بتا دینا کیا ہے اسے تو بتا تب چلے گا جب وہ خود اس اتج میں پہنچے گا آج وہ ماں مرنی سے جس نے اپنے لال کو گلیوں میں مانگ کر پالا اور خود ہونے رہا اس کا پیٹ بھرتی رہی اور آج خود بھی بھوکی ہی چل رہی۔۔۔۔۔ سورا کر ن چوکی

# ہم تھے جن کے سہارے

-- تحریر -- پرنس باہر علی خاں بلوچ - ساہیوال -

شہزادہ بھائی۔ اسلام ٹیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

میں بھی آج تو اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ فواد کو یاد کرا رہا تھا کہ فواد کا والد سجاد کو کافی کھاتے جتے اور اچھے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور اس کی بیوی فاطمہ بھی بہت ہی مخلص بہادر اور سینئرہ شعاع عورت تھی اور کوئی غریب آدمی اور حادثہ مندان کے دروازے پر نہ آتا تو وہاں سے بھی نہیں خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا سجاد کو کافی اور بھائی نہ تھا صرف ان کی دو بہنیں تھیں اور وہ بھی شادی شدہ تھیں جب سجاد کی شادی ہوئی تھی تو شادی سے دو برس بعد سجاد کے باپ بھی پیدا ہوئی تو سجاد اور فاطمہ کی محبت میں اور بھی اضافہ ہو گیا میں نے اس کہانی کا نام ہم تھے جن کے سہارے۔ کھاتے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی۔

ادارہ جواب غرض کی پابندی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام اداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور ملاحظہ نظر اتفاق ہوگی میں کا ادارہ یا انٹرنیٹ سہارا نہیں دے گا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ و پڑھنے کے بعد ہی یہ پتہ چلا۔

میرے ذہن کی ہمسائے گھر سے زور زور سے آوازیں اٹا کر رہیں ہوتی ہیں میں بھی اس وقت دہرا کر رہا تھا۔ ایشیا میں ان کے گھر گیا تو پتا چلا کہ فواد نے خودکشی کر لی ہے مجھ سمیت گاؤں کے کافی لوگ ان کے گھر موجود تھے۔ اگلے دن ہم سب فواد کو دفنانے کے بعد واپس آئے تو میرے دل سے یہ خشم نہیں ہورہی تھی کہ آخر فواد نے خودکشی کیوں کی اور کس مجبوری کی بنا پر کی یہ سوال میرے ذہن میں باہر باہر آ رہا تھا۔

یہ میری فون پر غابت سے کہ مجھ سے کسی کا نہیں بکھرا اور تم ہر داشت گناہ ہوتا کیونکہ میرے دل میں انسانیت کے لیے پیار و محبت اور احترام کا بہت جذبہ ہے وہاں سے کہ میں خودکشی نہ کروں اور صلح پسند انسان ہوں اور سب کو پیار و محبت سے سرشار اور خوش رہتا ہوں دیکھ کر میں خود بھی بہت خوش

آج نکلتے سب گھر آیا تو سب معمول مطالعہ میسر ہوا۔ دیکھنے خیال ہی تحریریں لکھنے اور گھومنا مومن سے فارغ ہوتے کے بعد اپنے گاؤں کے چند خاص دوستوں سے ملنے اور ان کا حال پوچھنے ان کے پاس چلا گیا تھا اور پھر مجھ کو آج اپنے بہترین دوست و مسافر ناصر علی کے پاس بیٹھے ہوئے کافی رات ان سنیے ہوئی تھی کہ ان کے پاس بہاؤ پور سے مہمان آئے ہوئے تھے چونکہ میں خود ہی سیر و سیاحت کا دلدادہ ہوں اس لئے ان مہمانوں سے وہاں کے قلعوں اور پہاڑی جھبوں اور پولستان کی ثقافت اور رسم و رواج کے بارے میں باتیں کرتے کرتے سب رات کے بارہ بجے سے اوپر کچھ وقت ہوا تو میں اپنے گھر سونے کے لیے چل پڑا۔

گھر پہنچ کر میں ابھی سونے ہی لگا تھا کہ

جون 2015

جواب غرض 6

ہم تھے جن کے سہارے





Scanned By Amir



ہونا جنوں۔

ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا پیار و محبت اور  
 رومن کے لیے بنائی ہے یہاں بس بھی کہیں ظلم  
 اور نا انسانی ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں بہت  
 پریشان ہو جاتا ہوں۔

فواد کے رشتے داروں اور اس کے دوستوں  
 سے منے اور ان کے تاثرات لینے کے بعد خود کوشی  
 کی وجہ جو میرے سامنے آئی وہ محبت میں نا کافی کی  
 تھی واقعی یہ محبت بہت بڑے اور نامور لوگوں کو بھی  
 کمزور کر دیتی ہے اور خوبصورت سے خوبصورت  
 چہروں سے ان کا نور و حسن بھی چھین لیتی ہے میں  
 انہی سوچوں میں گم تھا یہ سوچ رہا تھا کہ انسان اس  
 دنیا میں حقیقی خوشیوں کی تلاش میں در بدر کی  
 ٹھوکریں کھاتا ہے خوشی کے لیے اپنی طلب کے  
 لیے دنیا ت جٹ کرتا ہے پھر اپنے آپ سے  
 جنگ کرتا ہے دنیا سے لڑتا آسان ہے مگر اپنے  
 آپ سے جنگ کرنا بہت مشکل ہے انسان ایک  
 ایسے جذبے کے تحت دوسروں کی طرف جھکتا چلا  
 جاتا ہے یہ ہر وقت اپنے محبوب کے دنیاؤں میں  
 کھویا رہتا ہے اس کو صرف اور صرف اپنے اسی کی  
 یاد ہوتی ہے اس کی آنکھیں صرف اسے دیکھنے کو  
 ترستی رہتی ہیں ایسے جذبے کو لوگ محبت کا نام  
 دیتے ہیں یہ اپنے سائگی اور اپنے چائے سے  
 زندگی کے پر پرچہ راستوں پر ایک ساتھ چلنے کے  
 وعدے کرتا ہے اس کے ساتھ قسمیں کھاتا ہے  
 لیکن یہ نہیں سوچتا کہ وقت نے کبھی بھی کسی کا  
 ساتھ نہیں دیا یہ دور و زمین والوں کا ہے لیکن یہ اپنے  
 اندھے اعتماد میں جن کی تعبیر میں نہیں ہوتی انسان  
 جن خوشیوں کے پہلے اتنی جہد و جہد کرتا ہے وہ  
 اسے بربادیوں کی طرف بھی لے جا سکتا ہے اور

جب وقت اپنے بے رحم ہاتھوں میں اسے مسلتا  
 ہے تو یہ تھج اٹھتا ہے پھر دوسروں کے سہارے  
 ڈھونڈتا ہے مگر بس ہر طرف سے ناپوسی و محرومی  
 کے دریاؤں کی راہ میں حائل ہوتے ہیں ہر طرف  
 سے مراب نظر آتا ہے ہر طرف سے یہ شو کریں  
 کھاتا ہے تو یہ پھر اپنے اس طول سفر میں بہت  
 کچھ کھونے کے ساتھ ساتھ بہت کچھ پاتا بھی ہے  
 اور یہی پانے کی خوشی اسے بدل کر دکھ دیتی ہے اور  
 پھر اس و محبت جس کا یہ مطلوب ہوتا ہے جس کی  
 اسے طے تے ہوتی ہے جس کی اس کو پیار ہوتی ہے  
 اور جس کے نیچے وہ جگہ جگہ بھٹکتا پھرتا ہے اب  
 اسے کوئی پیاس نہیں ہوتی اور یہ اس کے درخت کی  
 مانند بن جاتا ہے جس کی شاخیں اتنی گہری ہوتی  
 ہے کہ اسے کسی نالی کی ضرورت نہیں ہوتی جو ایک  
 مدت تک سہاروں کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتا  
 ہے لیکن سارے اسے کچھ نہیں دیتے پھر یہ اپنا  
 سکون سہاروں میں تلاش نہیں کرتا بلکہ اسے اندر  
 ہی اندر سے پیدا کرتا ہے یہ تبا ضرور ہوتا ہے مگر تبا  
 محسوس کرتا ہے۔

میں بھی آج تبا اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا  
 کہ فواد کو یاد کر رہا تھا کہ فواد کا والد تبا کو کافی  
 کھاتے پیتے اور اچھے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا  
 اور اس کی یہی فاطمہ بھی بہت ہی مخلص بہادر اور  
 سلیقہ شعار عورت تھی اگر کوئی غریب آدمی اور  
 حاجت مند ان کے دروازے پر آتا تو وہاں سے  
 کبھی بھی خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا سجاد کو کافی  
 اور بھائی نہ تھا صرف اس کی دو بہنیں تھیں اور وہ  
 بھی شادی شدہ تھیں بس سجاد کی شادی ہوتی  
 تھی تو شاہی کے دو برس بعد سجاد کے ہاں بیٹی  
 پیدا ہوئی تو سجاد اور فاطمہ کی محبت میں اور بھی

جون 2015

جواب عرض 8

ہم تھے جن کے سہارے



بہتر ہو گیا سجاوہل نے اپنی بی بی کا نام۔ شاز یہ رکھا تھا یہ اپنے نام کی طرح بہت خوبصورت تھی سجاوہل جب بھی ملازمت سے واپس آتا تو شاز یہ کاٹھا کر بیٹھ جاتا اور دیکھتا ہی رہتا تھا۔

فاطمہ کہتی کہ اب اس کو چھوڑ بھی دو تو آگے سے سجاوہل جو اب ایہ کہتے کہ جب میں شاز یہ کر رہی ہوں تو میری ساری بھوک ہی اتر جاتی ہے وہ اس لیے کہ ہم نے دو برن سے بعد اولاد کا منہ دیکھا ہے۔ تو فاطمہ نے کہا کہ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن کھانا تو صحت کے لیے بہت ہی ضروری ہے۔

جواباً سجاوہل نے یہ کہا کہ فاطمہ تم کھانے کو چھوڑ دو گت بیچ کہتے ہیں کہ اولاد کتنی پیاری لگتی ہے اور اولاد کے بغیر انسان ویسے ہی اچھورا ہے تو فاطمہ تم سے کہا کہ آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ اولاد خداوند کی ایک خاص نعمت ہے۔

اسی طرح سجاوہل کے ہاں پھر ایک برن کے بعد بچی پیدا ہوئی تو اس کا نام نہ وہ یہ رکھنا گیا وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا یہ دونوں بچیاں سکول میں داخل ہوئی سجاوہل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتا رہتا تھا کہ اے اللہ اب مجھے اپنی بارگاہ سے ایک بیٹا عطا فرما جس میں آپ نے حضور اور آپ کی بارگاہ میں میری پہلی اور آخری دعا ہے۔

اس طرح چند روز برن گزر گئے جو شاز یہ تھی اس نے ٹینرک پاس لیا تھا اور نہ وہ یہ نے مذہل اچھے نمبروں سے پاس لیا تھا ان دونوں بہنوں کے پاس ہونے کی توقع میں سجاوہل کی بہن سلیمی بھی آئی ہوئی تھی اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ بھائی جان میری وی خواہش ہے کہ تم دوسری شادی نہ کرو تاکہ آپ کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو

جاسنے کیونکہ بیٹا ہی اپنے باپ کا نام رہتا ہے، تاہنہ ویسے بھی مجھ کو پتا ہے کہ فاطمہ سے آپ کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوگا۔

ایک دن سجاوہل خصوصی طور پر اپنے ہاں بیٹے کے پیدا ہونے کے لیے دعا مانگنے کے لیے درگاہ بابا فرید الدین مسعودیؒ شکر کے گیا وہاں جا کر دن منی اور اسے ہر سے دربار تک پیدائیں چلے آئے کی منت مانگی اور لکھنؤ آکر محفل میلاد ﷺ بھی کروائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کافی خیرات کی اور اور میلاد کے اختتام پر دعا میں اپنے ہاں بیٹے کے پیدا ہونے دعا کروائی۔۔ پھر بیٹے کے پیدا ہونے پر مسجد میں جا کر شکر امانے کے نوازل ادا کیے غریبوں میں رقم تقسیم کرنے کے علاوہ پورے گاؤں میں منگنی تقسیم کی اور دربار بابا فرید الدین مسعودیؒ شکر پیدائیں چلے آئے اور منی ہوئی منگنی ادا کی اور ساتھ وہاں بھی شکر اور شکر لوگوں میں تقسیم کیا۔

سجاوہل نے اپنے بیٹے کا نام فواد رکھا جب فواد چھوٹا تھا تو بہت ہی خوبصورت تھا اس کو بچی انھا کر کبھی ادھر لے جا رہا ہے تو کوئی اس کو اٹھا کر ادھر لے جا رہا ہے یعنی سبھی اس سے بہت ہی پیار کرتے تھے فواد جب چھوڑا ہوا تو اس نے والد نے ان کو شہر کے بڑے سکول میں داخل کرواد۔ ان کو سکول چھوڑا تا اور پھر چینک سے چھٹی ہونے پر اس کو خود جا کر لے آتا۔ اسی طرح ہی ہنسی خوش دن گزر رہے تھے جب فواد نے مذہل اچھے نمبروں سے کیا تو اس دن اس کے باپ سجاوہل نے اسے پاس ہونے کی خوشی میں منگنی لے کر جلدی جلدی حیدرآباد تھا کہ اس دن سجاوہل کی موٹر سائیکل جلدی میں ایک ٹک سے جا کر ٹکرائی اور اس حادثے میں سجاوہل واقعہ پر تلی

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو ایسے کمانے کے لئے شرک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

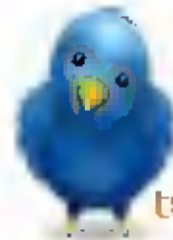
# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on  
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

اور باکر دار تھا فواد اور نادیہ ابھی کنوارے تھے ان کی شادی نہیں ہوئی تھی فواد کے ایک خاص دوست مظہر نے ایک دن فواد سے پوچھا کہ آپ نے شادی کب کرنی ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ میں نے ابھی شادی نہیں کرنی لیکن جب کی تو بیگم میری پسند کی ہوگی۔

ایک دن فواد کی والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا تمہاری خالہ نسرین جو فیصل آباد میں رہتی تے کالی دنوں سے بیمار ہے ہم دونوں نے اس کی تیمارداری کے لیے جانا ہے تو فواد نے کہا کہ تو آؤ چھٹی آرتی سے ہفتہ کے دن میں ماٹہ چھنی کے لوں گا ہم ہفتہ کو یہاں سے چلے جائیں گے تو یہاں فواد اپنی والدہ سے ساتھ ہو کر اپنی خالہ نسرین کے پاس فیصل آباد گیا وہاں ان کا اور اس کی والدہ کا پر تپاک استقبال کیا گیا ان کو خصوصی عزت سے فواد دیکھا اور کچھ ڈیمیز پر لکایا گیا تو فواد نے اپنی خالہ سے پوچھا کہ اتنا اچھا اور لذیذ کھا تا کس نے بنایا ہے ذرا یہ باور پتی مجھ کو بھی تو دکھاؤ فواد کی ان بات پر جواب میں خالہ نے اپنی بیٹی ممتاز کو بلایا جب ممتاز سامنے آئی تو فواد اس کو دیکھتا ہی رہ گیا تھا کہ یہ تو اپنے نائسبی طرفہ ذاتی ہی ممتاز تے یعنی اچھی خوبصورت لڑکی غزالی مضمون والی نین نشیے غرض کہ اس میں دو سب خوبیاں موجود تھیں جو ایک خوبصورت لڑکی میں موجود ہوتی ہیں۔

فواد نے تجسس سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے تو اس کی والدہ نے کہا کہ بیٹا یہ تمہاری خالہ نسرین کی بیٹی ممتاز ہے۔  
کھاؤ کھانے کے وقت ٹیبل کے سبھی افراد نے منہ میں سسر افٹ تھے لیکن فواد اس سب سے آگے چرہ ابر ممتاز کو دیکھتے جا رہا تھا اور صرف اور

سہ ہونے لگا۔  
ان کی فوجی کی خبر جب گھر آئی تو کبرا مریج با فاطمہ اور اس کی بیٹیوں نے رو رو کر برا حال کر کاؤں کے لوگوں اور رشتہ داروں نے انہا کو ت تسلیاں دیں اور سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کی چیز تھی تو اس نے یعنی تھی اب اللہ تعالیٰ آپ کو صبر و دل عطا فرمائے اور فاطمہ سے کہا کہ اگر آپ پہ بھی حوصلہ پار جائیں گی تو ان بچوں کا خیال ان کرنے کا لوگوں کی اس بات کے جواب میں نہ نے کہا۔ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن مجھ کو تو اب اس بات کا دھبہ ہے کہ فواد نے اپنے باپ کا بادینا ہے اور اس کے باپ نے فواد کا کیا دیکھا ہے اس پر کاؤں کے لوگوں نے یہ جہا کہ اس میں را اور آپ کا کوئی بھی اختیار نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ منظور کرتا سو وہ ہوتا ہے۔

اب سجاوے کے قس خوانی پر بند ہائے تھی نے تھے اور انہوں نے فاطمہ کو کہا کہ بھنا بھی ہم اولو مینٹ پان ہونے پر ان کے باپ کی جلد رکھ لیں گے اور دوسری بات آپ کی بچیوں کی مادی پر سارا خرچہ ہم کریں گے بس آپ ان کے لیے مناسب جھبوں پر رشتے تلاش کیجئے کیونکہ ایک نہ ایک دن ان کی شادیاں تو آپ نے کرنی ہیں اور ان کی شادیاں ہونے پر آپ کے سر سے ن کا بوجھ اتر جائے تو اس پر فاطمہ نے جہا کہ ٹھیک ہے۔

اسی طرح دن اور راتیں لڑتی رہی اور فواد نے میسج کر لیا اور اپنے والد سجاوے کی جلد بٹک میں ملازمت پر تھنیا ت ہو گیا۔  
اور ان کی بہن شاز یہ کی شادی بھی اس کے بیوی بھو کے لڑکے ہوا سے ہوئی یہ لڑکا بہت ہی مختی

بہت پیاز سے بنا یا اور گھر جاس احوال پوچھا نواد  
سنے بتایا کہ میں یہاں دفتری کام کے سلسلے میں آیا  
تھارت بورہی تھی میں اس لیے آپ کے ہاں  
یہاں چلا آیا تاکہ آپ کے گھر کی خیریت  
دریافت کر سکوں۔

فواد نے رات بھر ممتاز کے ساتھ پیر صحبت  
کی باتیں کیں اور اس کے ساتھ عہد پیاں کیے اور  
آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونے کی  
قسمیں کھا میں صبح ممتاز کے ہاتھ کا پکا ہوا ناشتہ  
کرتے ہی فواد اپنی ذیوائی پر پھر شام کو اپنے گھر گیا۔

ایک دن اس کی والدہ اپنی بیٹی شازیہ سے  
مٹنے عارفوالمہ میں چلی گئی اور یہ وہاں دو دن ہی رہی  
اس کو وہاں شازیہ کے شہیر وقار کے بھائی رضا کی  
لڑائی سنول پسند آئی تو اس نے یہ رشتہ فواد کے لیے  
مانگ لیا جو کہ انہوں نے بھی منظور کر لیا یہ خوشخبری  
لے کر جب فواد کی والدہ گھر آئی تو اس نے فواد کو  
بتایا تو اس کی ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اچھا تو  
اب تم میرے لیے رشتے بھی مانگنے لگ گئی ہو  
میری بات غور سے سنیں میں نے ہاہ مٹی سے  
کر ماہ اکتوبر تک شادی نہیں کرانی اور نہ ہی اس  
دوران میری شادی کی بات ہی سے کرنا۔

چند دن گزرے گئے بعد فواد چھر ممتاز کے  
گھر گیا اور اس کے دہان جا کر ممتاز کو صاف  
صاف بتا دیا کہ تم نوپہنی کی طرح آج بھی پسند کرتا  
ہوں آپ سے میری بیوی والی محبت اب شادی  
میں تبدیل ہو چکی ہے اب اگر میرے شادی بھی  
کی تو وہ بھی آپ سے ہی کروں جو ورنہ ساری عمر  
نہی ایسے زراروں کا فواد کی باتیں سن کر ممتاز نے

کے بعد فواد کمرے میں سونے کے لیے چلا گیا اس  
نے سونے کی لاکھ کو شش کی لیکن اس کی پسند تو اڑ  
چکی تھی اس کی آنکھ میں ممتاز بس چکی تھی اس  
لیے اس کو نیند نہیں آرہی تھی اب اس نے اپنا تم  
من دھن سب اسی پو قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا  
اور فواد جو کافی دنوں سے شادی کے لیے کسی  
خوبصورت لڑکی کی تلاش میں تھا اب اس کو اپنی  
منزل مل گئی تھی وہ اس کا جوانہ ہو گیا تھا۔

فواد کو اپنے گاؤں میں کافی لڑکیوں نے  
شادی کی پیش کش کی تھی لیکن اس کو وہاں کوئی بھی  
خیر نہیں لڑکی پسند آئی تھی لیکن اب اس کو ممتاز کی  
صورت میں سب کچھ مل گیا تھا ویسے بھی فواد کی  
پسند یہ تھی کہ لڑکی خوبصورت ہو اس کی رنگت سفید  
ہو موٹی آنکھیں ہوں سارے ہو اور قد درمیانہ ہو  
اور یہ سب خوبیاں ممتاز میں موجود تھیں۔

اگلے صبح ناشتہ کرنے کے بعد اس کی والدہ  
نے کہا بیٹا اب گھر چلتے ہیں کیونکہ پیچھے نادیا کی  
تھی لیکن اس کا دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا کہ گھر  
جاؤں لیکن نوکری اور زمین کا مسئلہ تھا اس لیے گھر  
واپس جانا پڑا فواد جب گھر آیا تو اس کو ہر چہرہ  
ممتاز کا چہرہ نظر آئے لگا اور یہ ہر وقت ممتاز نے  
خیا لوں میں ہی مرنے کا اس کی والدہ کی خواہش  
تھی کہ وہ جلدی از جلدی شادی کرنے اور آ رہو  
جانے لیکن یہ ہر بار اپنی والدہ سے نال منول کرتا  
رہتا تھا۔

ایک دن فواد اپنی والدہ نسرین کے پاس ان  
کے گھر چلا گیا اور یو کی فواد شام کے وقت اپنی  
خالہ کے گھر گیا اور جیسے ہی وہ گھر میں داخل  
ہوا اس کو سب سے پہلے ممتاز ہی ملی وہ اس کے

جون 2015

جواب عرض 11

تم تھے جن کے سہارے

کہا کہ میں اب آپ کو کسی پردے میں نہیں رکھنا چاہتی ہوں۔

بات یہ ہے کہ میرے والدین نے میرے بچپن میں ہی میری عملی کر دی تھی اور اب اگلے ماہ تو میری شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں اگر ہو سکے تو آپ کسی اور جگہ شادی کر لیں تو اس میں آپ کی بھی بہتری ہے فواد نے جواب میں کہا کہ آپ نے تو یہ بات پہلے مجھ سے نہیں کی اب غور سے سن لو مجھ کو تم سے بے انتہا محبت ہے اور میرے خوابوں میں بھی اب تم ہی نظر آتی ہو اور اس بھری کائنات میں تم ہی وہ واحد لڑکی ہو جو مجھ کو پسند آتی ہو اگر آپ کی عملی ہو گئی ہے تو نیا بات ہے وہ نوٹ بھی سکتی ہے حتیٰ کے اگر ہارات بھی آجائے تو وہ بھی واپس جا سکتی ہے وہ اس لیے کہ دل میں اگر سچی محبت کا جذبہ ہے تو دنیا کی لگی ہوئی سب زنجیریں نوٹ سکتی ہیں فواد نے مزید یہ بھی کہا کہ ممتاز اگر تم نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں خوش کشی کروں گا وہ اس لئے کہ میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے پسند کرتا ہوں جنون کی حد تک آپ سے محبت ہے آپ کو دیوانہ ہوں اور یاد رکھنا کہ دیوانہ دیوانگی میں پختہ بھی کر سکتا ہے۔

یہ باتیں کر کے فواد گھر آ گیا اور اپنی ڈیوٹی اور گھر کیلبر کا کام میں مصروف ہو گیا تھا لیکن اس دوران اس کو صرف اور صرف ممتاز کی ہی فکر لگی ہوئی تھی خدا خدا کر کے پندرہ دن ختم ہوئے تو فواد نے بنک سے چھٹی لے کر ممتاز کے گھر پہنچ گیا وہاں اس کی ملاقات اپنی خالہ سے ہوئی پھر اس نے موقع جان کر ممتاز سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ میں آج حسب وعدہ اپنے سچی کام چھوڑ کر آپ کے پاس آیا ہوں کہ جو باتیں میں نے

آپ سے کی تھیں آپ نے ان کے بارے میں کیا سوچا ہے ممتاز نے کہا کہ اگر میں نہ کرو دو تو جو بایا فواد نے کہا کہ میں آپ کے پیار میں خود کشی کر لوں گا اور آپ کو یہ ثابت کر کے دکھا دوں گا کہ دنیا میں اب سچی مجھ جیسے سچے عاشق اور سچے کے پروانے موجود ہیں۔

ممتاز نے پھر یہ کہا کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں تم سے پیار نہیں کرتی تو پھر جو بایا فواد نے کہا کہ تو بہت ہی اچھا ہے تو پھر سنو میں تم کو آج انھی اور اسی وقت درگاہ حضرت محمد غوث کے پاس لے جا کر اپنی محبت کی قسم دیتا ہوں ممتاز نے کہا بھلا کیسے میں تمہارے ساتھ جا سکتی ہوں فواد نے کہا کہ یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں اپنی خالہ کو تمہیں اپنے ساتھ لے جانے پر ابھی رضامند کروں گا اس کے بعد فواد اپنی خالہ کے پاس گیا اور اس سے کہہ کہ آپ سننے مجھ سے یہ پوچھا ہی نہیں کہ میں آج یہاں کیسے آیا ہوں تو اس کی خالہ نے کہا کہ بتاؤ فواد کیسے آئے ہو۔

تو فواد نے کہا کہ مجھے اوکاڑہ میں ایک لڑکی پسند آئی ہے اور والدہ صاحبہ بھی دن رات میری شادی کر رہے ہیں اب میرے لیے آپ کو میرے ساتھ اوکاڑہ جانا پڑے گا یہ ممتاز کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں کہ وہاں کر جا اس لڑکی اور اس کے گھر کا ماحول دیکھ لیں اس کی خالہ نے کہا کہ کیا تم غیروں میں شادی کرو گے تو فواد نے کہا کہ جی ہاں اگر لڑکی پسند آئی تو ٹھیک ہے ورنہ اپنی ہی برادری میں کوئی لڑکی پسند کر کے شادی کروں گا۔

فواد کی یہ باتیں سننے کے بعد نسرین نے ممتاز کو بلایا کہ تم فواد کے ساتھ جاؤ اور آج گھر میں

موس کا بچن سے بہتان آ رہے ہیں میں ان کے  
 ماتھر رہوں گی اجازت سنیے ہی یہ دونوں پر یکی  
 دکاڑہ روانہ ہونے دوران سفر آپس میں پیار محبت  
 کی گفتگو میں مصروف رہے دربار پر پہنچ کر خود فواد  
 نے ممتاز کے ساتھ زندگی بھر ساتھ ساتھ رہنے کی  
 قسم کھائی اور اسی جگہ دربار پر ممتاز نے بھی فواد کے  
 ساتھ رہنے کی قسم کھائی ممتاز نے کہا کہ اگر میں  
 آپ سے بے وفائی کروں تو میں مر جاؤں تو اس  
 کے جواب میں فواد نے بھی کہا میرا خدا اور یہ نیک  
 ہستی گواہ ہے کہ اگر میری آپ سے شادی نہ ہوئی  
 تو اس میں اپنی جان دے دوں گا اور یہ ثابت کر  
 دوں گا کہ میرا بیار امر ہے یہاں انہوں نے ایک  
 دوسرے کو تحائف دینے اور یوں یہ دونوں دیوانے  
 اپنے گھر واپس آ گئے۔

فواد اپنی خانہ کے گھر نہیں نہیں کرنا تھا  
 تھا کہ ممتاز کا بڑا بھائی خورشید آگیا اس نے جب  
 یہ حرکت دیکھی تو طیش میں آ کر یہ کہا کہ فواد آئندہ  
 آپ ہمارے گھر نہیں آنا کیونکہ ممتاز کی شادی کی  
 تاریخ نزدیک آ رہی ہے اور آپ کی ان حرکتوں کی  
 وجہ سے اس کی منگنی ٹوٹ سکتی ہے اور میں نہیں  
 چاہتا کہ اس کی شادی رُک جائے فواد خورشید کی یہ  
 باتیں سن کر ناموشی سے اپنے گھر چلا آیا  
 فواد نے تقریباً سات دن تک پریشان  
 رہنے کے بعد ممتاز کو یہ خط روانہ کیا۔

انے میرے دل کی دھڑکن انے میرے  
 روح کی چین انے میری جان آرزو انے میری  
 جان تمنا انے میری زندگی پیاری ممتاز صاحب۔  
 سلام محبت۔ پرانے وقتوں کی کہانیوں میں  
 پڑھا کرتے تھے کہ کسی جن پاویوں نے کسی کی جان  
 کسی کو تریا طوطے میں ہوتی تھی اس وقت ایسی

باتیں پڑھ کر بہت ہی آتی تھی مگر میری جب تم  
 سے آنکھ لٹی ہے تو مجھے یہ احساس ہوا کہ واقعی یہ  
 باتیں کچھ اتنی غلط نہیں تھیں اب میں یہ محسوس کرتا  
 ہوں کہ میری جان تمہارے لیوں کی جھنجھٹ میں  
 پھنس گئی ہے اگر تمہارے لب قسم ہوں تو میرا  
 سانس آراہ سے آتا جاتا ہے اور اگر تمہارے لیوں  
 پر ناگوار کی شکن ہو تو میرا بدن لیوں میں ہی گھٹنے لگتا  
 ہے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے آتے  
 جاتے ہر وقت تمہارے طمن کے سننے دیکھنا رہتا  
 ہوں مگر اب صرف سپنوں پر ہی گزارا نہیں ہوتا  
 تمہارے بغیر ایک لمحہ رہنا بھی مجھے اب گواہ نہیں  
 شاید تم میری محبت کی شدت کا اندازہ نہیں کر پاؤ  
 گی کیونکہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے یہ تو میں خود بھی  
 بیان کرنے سے قاصر ہوں میری تڑپ کا اندازہ تم  
 شاید نہ کر پاؤ بس یوں تبھ لو کہ طمن کے آس میں  
 دل پر جب کر کے یہ جگر کی گھڑیاں گزار رہا ہوں اور  
 تمہاری دید سے اپنے مستقبل کے لیے روشنی  
 حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز ممتاز اب مجھے اور  
 زیادہ نہ تڑپاؤ صبر کی تاب نہیں جلدی چلی آؤ کہیں  
 ایسا نہ ہو کہ تمہارے وصل کی خواہش لیے میں اس  
 جہاں سے گزر جاؤں پھر تمہارے ہاتھوں پر رنگ  
 تو ہوگا مگر صرف میرے خون کا۔ نہ دن کو سکون ہے  
 نہ رات کو سوتا ہوں

میں تیرے پیار کے بغیر اسکے میں رہتا ہوں  
 تیری آس پر زندہ رہنے والا تیرا عاشق تیری  
 دیوانہ شیدائی فواد۔  
 فواد کی اس تڑپ پر درد خط کو پڑھ کر ممتاز کی  
 جان میں جان آئی کیونکہ وہ تو خود اپنے پر سے  
 بھائی کی کہی ہوئی باتوں پر بہت پریشان تھی پھر  
 اس نے بھی فواد کو یہ خط ارسال کیا۔

جون 2015

جواب عرض 13

ہم تھے جہن کے مہارے

Scanned By Amir

پہاںس نگاہوں کو قرار آیا اس نے اپنی خالہ سے کہا کہ آپ کے بڑے بیٹے نے مجھے یہاں آنے سے روک دیا تھا اس لیے میں یہاں نہیں آیا تھا حالانکہ مجھ میں ایسی کوئی بات نہ تھی جو آپ کو ناگوار گزرے لیکن پھر بھی آپ کے بیٹے نے مجھے یہاں آنے سے منع کر دیا تھا اگر آپ مجھ کو برا سمجھتے ہیں تو آپ کی مرضی آج میں آپ کو اپنے دل کی سچی بات کہنا بتانا اپنا اچھا فرض سمجھتا ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں ممتاز کو پسند کرتا ہوں اور ممتاز بھی مجھ کو پسند کرتی ہے آپ ہماری دونوں کی شادی کر دیجئے کیونکہ آپ میری والدہ فاطمہ کی سگی بہن ہیں اس لیے میں نے دل کی بات آپ سے کر دی ہے کیونکہ سنا پتہ ہاں اور اپنی بیٹی کا ہوتا ہے اتنا ہی باپ اور بھائیوں کو بھی نہیں ہوتا۔

فواد کی بات سن کر ممتاز نے اپنی امی سے کہا امی جان فواد ٹھیک بول رہا ہے ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے ہیں ممتاز کی والدہ نے یہ بات سن کر کہا بیٹا فواد تم اس طرح کرو کہ گھر چا کر اپنی والدہ اور اپنی بہن کو اس رشتے کے لیے رضا مند کر لو میں اس طرح کروں گی کہ ناویہ کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے لے لوں گی اور ممتاز کی شادی تم سے کر دوں گی باقی رہا مسئلہ ممتاز کے چچا اور بھائیوں کا تو میں ان سے بات خود کر لوں گی اور تم دونوں کی خاطر مجھ کو ان سے لڑنا بھی پڑا تو میں لڑوں گی اور ممتاز کے رشتے سے انکار کر دوں گی کیونکہ تم میری بہن کے انکوائے بیٹے ہو۔

فواد جب گھر آیا تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ میں ناویہ کی شادی آپ کے بھانجے شہباز سے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ مجھ کو پسند ہے اور یہ دل کی بات میں آج پہلی بار تم سب کو کہہ رہا ہوں

میرے خوابوں کے شبنم ادا سے میری آنکھوں کے نور میری زندگی میری جان صرف فواد۔

میرے دل میں ایک خیال تھا  
وہ خیال تیرا جمال تھا  
تو میری نظر میں سا گیا  
یہ تیرے پیار کا جمال تھا

سلام عقیدت۔ آپ کا خط ما اور حالات سے آگاہی ہوئی یاد آوری کا بہت شکر یہ دل کی اتھا گہرائیوں سے ادا کرتی ہوں یقین کرو میں خود اپنے بھائی کی حرکت کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور میں نے نین دن آپ کی یاد میں کچھ بھی نہیں کھایا چہ کیونکہ تم ہی میری زندگی میرا پیارا اور میری یادوں کا سہارا ہو تمہارے بغیر ایک سیکند ایک لمحہ ایک لمحہ بھی گزارنا مشکل ہے اس بات کا شاید آپ کو علم نہیں کہ ایک تیرے پیار کی پائی تیرے بغیر کیسے زندگی گزار سکتی ہے کاش دل کو دیکھنے کے لیے کوئی درازہ ہوتا تو میں تمہیں دیکھتی ہوتی مگر دیکھو میں نے اس دل میں تم کو کیسے بٹھا رکھا ہے اور میرے اس دل میں تیری یادوں کے انبار ہی انبار ہیں ڈیڑھ فواد اور تم کو مجھ سے پیار ہے تو تم کو اس پیار کا واسطہ ایک دفعہ ضرور آؤ کیونکہ میں تمہاری صورت کو نہ دیکھنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں اور آپ کے نہ ملنے کی وجہ سے ایسے ٹاپ رہی ہوں کہ جیسے پھل بہی پانی کے ترپتی ہے۔

میں کبھی تیری یادوں کے پرنگوں نے  
قسم خدائی مجھے بہت بے قرار کرتے ہیں  
فقط تمہاری دیوانی ممتاز۔

ممتاز کا خط ملنے اور پڑھتے ہی فواد اپنی خالہ کے گھر فیصل آباد پہنچ گیا اور ممتاز کو دیکھ کر اس کی



تیار ہو گئے اور انہوں نے ممتاز کے گھر آ کر بات کی کہ ہم مدثر کی شہابی آنکھ دن میں کرنے پر آمادہ ہیں۔

اس پر ممتاز کی والدہ نے پچھ ماہ بعد شادی کروائی گی جبکہ وہ نہ مانے تو ممتاز کی والدہ نے بھی کہا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی اپنے بھانجے فواید سے کر سکتی ہوں والدہ کی یہ بات سن کر ممتاز نے نچروں بھائی خورشید، نوید، زاہد، اور جوش سے بہت نرم ہو گئے اور بہت سچ لہجہ سے اپنی ماں سے باتیں کیں پھر مجبوراً اس کو اپنی ہر بات پر رضی اور یوں ممتاز اور مدثر کی شادی کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔

ادھر فواد کو گھر میں آئے دن لڑائی ہوتی رہتی تھی کہ میری شادی ممتاز سے کرادیں لیکن اس والدہ یہ کہتی کہ میں نے آپ کی ہر بات مانی۔ لیکن آپ کی یہ بات ہرگز ہرگز نہیں مانوں گی مجھے فواد پھر ممتاز کے گھر گیا تو اس کو وہاں جا کر پتا کہ ممتاز کی شادی چار فروری کو ہے تو وہ بہ پریشان ہوا اور ممتاز سے بات کی تو اس نے کہا میں آپ کے ساتھ بھاگ کر جانے کو تیار ہوں دونوں یہاں سے بھاگ جاتے ہیں اور شہر جا کر کورٹ میزج کر لیں گے تو جو اب فواد نے کہا کہ میری خالہ کی بیٹی سے اور ساتھ میری عورت سے تجھ کو بھری دنیا میں رسوا نہیں کروں گا بلکہ اب بھر جا کر اپنی والدہ کو ادھر آپ کے پاس آئیں ہوں وہ آپ کی والدہ اور آپ کے بھائیوں کو دونوں کی شادی کے لیے رضامند کریں گی یہ کہ فواد گھر جانے لگا تو اس نے جاتے وقت ممتاز سے بہت جی بھرتے دیکھا اور کہا کہ اگر میری والدہ نے تجھ سے شادی نہ ہونے دی تو میں ہماری با

یاد رکھو اگر تم نے انکار کیا تو میں یہ گھر چھوڑ دوں گا یا مر جاؤں گا تو ادنیٰ والدہ بولی کہ مجھ کو تو پتہ چل چلا تھا کہ یہ جو آپ بار بار فیصل آباد جا رہے ہو ضرور کوئی نہ کوئی چکر بے یمن میں آپ کی شادی کنوں سے کروں گی اور میرا بھی یہ پہلا اور آخری اہل فیصلہ ہے کیونکہ میں بات پہلے سے کنوں کے ماں باپ سے کر چکی ہوں۔

فواد نے کہا کہ ممتاز آپ کی بھانجی سے اور آپ کا قریبی خون بھی ہے وہ یہاں آ کر آپ سب کی عزت کرنے کی اور ہر وقت آپ کی خدمت بھی کرے گی لیکن فواد کی والدہ نے کہا کہ مجھ کو کسی بھی عزت کی ضرورت نہیں ہے میں بات کی چکی ہوں اور میرا یہ فیصلہ ہے آپ کو ہر صورت ماننا پڑے گا۔

ممتاز کے منگیتر مدثر کو جب یہ پتا چلا تو ممتاز کا افسیر اس کے خالہ کے لڑکے سے چل رہا ہے تو وہ یہ بات سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور وہ سبھی کام چھوڑ کر ممتاز کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو پتا چلا گیا ہے کہ تم فواد نامی لڑکے کو پسند کرتی ہو تو کیا یہ بات سچ ہے اس کی اس بات پر ممتاز نے کہا کہ آپ کو اعتراض سے تو ہٹاؤ تو اس نے کہ تم میری منگیتر ہو اور ساتھ شے پچا کی لڑکی ہو میں تم کو کسی بھی صورت میں اور کسے ساتھ نہیں برواشت کر سکتا اس پر ممتاز نے کہا کہ میں تم سے شادی پر رضامند نہیں ہوں تو جو اب پھر مدثر نے کہا کہ بھلا کوئی اپنی منگیتر کا بھی منہ پھوڑ سکتا ہے جو اب ممتاز نے کہہ جو بھی ہوگا سو دیکھا جائے گا۔

یہ بھی باتیں سن کر مدثر اپنے گھر گیا اور سب کو اٹھانے کے سب باتیں بتادیں وہ بھی یہ باتیں دن کرخصے میں آگئے اور اسی وقت شادی کرنے پر

جون 15

جواب عرض 15

ہم تھے جن کے سہارے

پتھر

Scanned By Amir

WWW.PAKSOCIETY.COM  
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY  
FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1

f PAKSOCIETY

نحو فکر۔

معاشرے میں جدھر نظر دوڑائی جائے ہمیں مختلف تہذیبوں بالخصوص مغربی تہذیبوں کی یلغار نظر آنے لگی اور ستم در ستم یہ تہ کہ اس یلغار کو باچار و تاجار قبول کیا جا رہا ہے بعض افراتو دوسری تہذیبوں کے اثرات کو فخریہ طور پر نہ صرف قبول کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو ویسا توں تصور کرتے ہیں اس کی وجہ سے شاید یہ ہے کہ اس نے اپنے دین یعنی اسلام کو کھینچ کر مذہبی فریبوں اور ایک مذہب کی حیثیت دے دی ہے اس کی زندگی میں ہم اس کی تعلیمات سے نوسوں دور نظر آتے ہیں اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ہم قرآن مجید پر غور نہیں کرتے کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہم دنیا میں مشغول رہتے ہیں اور خدا کو بھلا دیتے ہیں حالانکہ خداوند کریم کا فرمان ہے کہ میرے لیے وقت نکالو تم تمہارے کاموں میں برکت ڈالو گے۔

مگر ہم یہ سب کچھ فراموش کر چکے ہیں خدا سے ہوا خلق اس وقت متبسط ہو سکتا ہے جب ہم قرآن مجید کو خود سمجھ کر پڑھیں گے اور اس کو عمل نہیں گئے وگرنہ زبان قرآن پڑھتے سے ہمیں شاید ثواب تو مل جائے مگر عملی زندگی میں ہم دین سے دور رہیں گے۔

پرنس ہارسی جو نے دی جھوک ساہیوال

غیر ملکی کہاوتیں

۱۔ تپت آبیڑ - ملوک کی بندش قریش سے کہیں زیادہ زور تھی۔ (روقی کہاوت)

۲۔ تمہاری ماہد علم کے لیے مملوک اس کے

نی تو میں تم سے شادی نہ ہونے کی وجہ سے خود نی کر لوں گا اور اپنی سچی محبت کا ثبوت دوں گا کہ میرا پیار ہمیشہ امر سے فواد نے گھرا کر اپنی مدد کی بہت منت کیس لیکن وہ نہ مانی بلکہ کہا کہ ہری قسمت کنواں ہے اور اب آپ کی شادی ول سے چار فروری کو ہوگی اس پر فواد نے اپنی مدد سے کہا کہ ممتاز اگر مجھ کو نہ ملی تو میں خود کشی کرے گا کافی تکرار اور تڑائی جھگڑنے کے بعد بھی دنی والدہ ممتاز سے شادی کرنے پر رضامند نہ کی اور ممتاز نے اپنے بھائیوں کی بہت منت جنت کی دن کے آگے ہاتھ جوڑنے سے قدموں میں بی لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی بات نہ مانی۔ بدتر کے ساتھ شادی پر بغداد سے رست۔

۱۔ پھر فواد کی جب شادی کی تاریخ نزدیک آنا شروع ہوئی تو وہ تیار ہو گیا ملازمت سے بھی اس کا غیر حاضر کیا شروع ہو کر لگی جب اس کی رخصت کی شادی میں وہ دن رہ گئے تو اس نے ت کو زہری لیا اور یوں یہ دیوانہ اللہ کو پیارا ہو گیا

جب ذات کے بارہ بجے تا یہ اور اس کی لدہ نے دیکھا کہ فواد فوت ہو چکا ہے ان کی اس مد نے فواد کی جان لے لی ہے اور فواد کو خود کشی کرنے پر مجبور کر دیا ہے یعنی ممتاز نے عشق میں پار میں یعنی فواد ممتاز کے ساتھ کسی اور کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اس نے یہ دنیا چھوڑ دی ہے۔ ادکا جنازہ ہو رہا تھا اور ممتاز کی شادی ہو رہی تھی لیکن فواد نے یہ بہت تڑپا کہ اس دنیا میں ابھی بھی سچے پیارے کرنے والے موجود ہیں۔

پرنس ہارسی خان بلوچ چک نمبر 99/91۔  
جو نے دی جھوک ساہیوال۔

جون 2015

جواب غرض 16

تم تجھے جن کے سہارے



بغیر خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ (ایرانی کہاوت)  
 ۳۔ اگر تمہاری کوئی چیز تمہارے دوست کو مل جائے تو اسے کھویا ہوا محسوس نہ کرو۔ (یورپی کہاوت)

۴۔ اچھے الفاظ کہنے والے الفاظ پر غور کرو نہ کہ اس کی ذات پر۔ (جاپانی کہاوت)  
 ۵۔ خدا پر اعتقاد کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ (یونانی کہاوت)  
 ۶۔ زندگی ایک تھرک سایہ ہے۔ (برطانوی کہاوت)

۷۔ انسان کو ہندی پر لے جانا مشکل ہے گرا دینا مشکل نہیں۔ (رومی کہاوت)  
 ۸۔ تھوڑا سا منافع کہنا تجارت میں ناکام رہنے سے بڑا ہے۔ (جاپانی کہاوت)  
 پرنس باورلی خان بلوچ ساہیوالی

۱۱۔ ماں ایک دغا ہے جو نر پر رہتی ہے۔  
 ۱۲۔ ماں ایک خوشبو ہے جس سے یہ جہاں مہک اٹھتا ہے۔  
 ۱۳۔ ماں کی محبت بھولنے سے زیادہ تر تازہ اور لطیف ہے۔  
 ۱۴۔ ماں کی آواز اس کے دل کی آواز ہوتی ہے۔  
 سر دار محمد اقبال خان مستوفی۔ سر دار گڑھ

### اقوال زریں

۱۔ کردار اخلاقی جرات اور استقلال یہ چاروں ستون ہیں جن پر انسانی زندگی کی ساری عمر تکیہ کرتی ہے۔  
 ۲۔ جس تہذیب اور شرافت کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے  
 ۳۔ علم خوار سے بھی زیادہ طاقت ور ہے اس لیے علم کو اپنے ملک میں بڑھائیں کوئی آپ کو کھست نہیں دے سکتا۔  
 ۴۔ بغض آہ بے جان لاش ہے پھر تم میں سے کون ہے جو اس کی قبر بننا پسند کرے۔  
 ۵۔ تنہائی ایک شہید آندھی ہے جو ہرے شجر حیات کی تمام سوکھی لہنیوں کو توڑ ڈالتی ہے مگر ہماری زندہ چروٹی کو زندہ دل کی زندہ بر زمین میں اور مفید کر دیتی ہے

صابری۔ کویٹہ

### غزل

سوچوں کا معیار بدلتا دیکھا ہے  
 قسمیں دہرے پیار بدلتا دیکھا ہے  
 پہلے اک دن دنیا بدلتی اور  
 پھر ہم نے اپنا ہر چہرہ دیکھا ہے  
 قسمیں کھا کر جو بیٹھا تھا کشتی میں  
 دریا کے اس پار بدلتا دیکھا ہے  
 صابری۔ کویٹہ

نہ چ نزل بے بیعتیے اب میں تھک چکا ہوں  
 نہ تیرا سہتہ سہتہ اب میں تھک چکا ہوں  
 کب سے پھپھار رکنا ہے دنیا والوں سے اپنا غم  
 آنسوؤں کو پھپھار جتتے جتتے اب میں تھک چکا ہوں  
 پرانوں کی طرح مہر رہتے ہیں میرے درماں  
 شمع کی مانند جلتے جلتے اب میں تھک چکا ہوں  
 ہر بل نیاز تم تیری جدائی دیتی ہے مجھے  
 دھوؤں کو اپنے سینے میں لئے اب میں تھک چکا ہوں  
 محمد احتشام ہاشمی۔ کلاہ اور کراچی

تو نے تو درد ہزار دیتے پھر بھی ہم جتنے رہے  
 تیرے دیئے ہوئے زخم کو ہم قبول کرنے رہے  
 تو نے تو بھلا دیا ہمیں ات شکل قسم  
 مگر ہم خواہوں میں تم سے ملنے رہے  
 نصیب اپنے دل کے زخم دکھانا مشکل ہے  
 کہ کیسے تیرے پیار میں ہم جلتے رہے  
 تو نے تو ہمیشہ سچ راہ میں پہوز دیا  
 تیری یاد لے کر ہم تنہا ہی جلتے رہے  
 تمہیں غیروں کے ساتھ دیکھ کر سنم  
 دل ہی دل میں ہم جلتے رہے  
 ہنسنا جیسے ہم شکل قسم

# ہمیں عشق ہوا

- تحریر -۔۔۔ فرزانہ سرور۔ میاں چنوں۔

شہزادہ چنوں نے لہذا امراتہ نگہرا امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔  
 اپنا تک میرے دل میں ڈھال تیار کیا کہ اگر یہاں کوئی دوست بناؤں گی تو وہ یہ پہلا ہوں گی اتنا سارا اور  
 پیارا لگا کہ ان رات ہار یا رہی تھی راتوں وہ بھی آگے میری طرف دیکھتا رہتا تھا اچھی کچھرا کچھیں تھی تو ہم  
 راتوں کی لگا ہیں جھک جاتی۔ ایک دن وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا میں میرا ان راتوں کے اپنے اپنے پاس  
 پھر آگے میں بھی اتار لیکھ کر مسکرایا تھی اس طرح ہی دن رات کے لئے اور جہاں تک اس کی ہوا  
 پیار میں ہر لمحہ کی یہ میری سے ساتھ ہی پڑھتی تھی۔ تو ہمیں میں نے اس کہانی کو نام نہاں عشق ہوا۔  
 نے امید ہے۔۔۔ سب کو پہنچانے کی اور سب تو ہمیں مجھے اپنے عشق کے لئے اور ہوا میں گئے۔  
 اور وہ خوب غرض کی پڑی وہ نظر آتے ہوتے میں سے اس کہانی میں شہزادہ سرور اور ان تمامات سے  
 تہذیب کو اپنے میں تاکہ کسی کی اس کہانی سے ہوا اور نظر آتے غرض انہی کی کہانی کا اور اور ہوا۔  
 دیکھا۔ اس کہانی میں یہ ہوا ہے یہ تو آپ دیکھتے گئے بعد ہی یہ پتہ پتہ گا۔

میں نے وہاں پہنچی وہاں سے پھر ہوا ہے  
 اور جو کچھ ہوا ہے اس میں آتے ہیں اور  
 ہر سے میں پہنچتا ہیں شہزادہ ان کے پاس  
 پہنچتا ہے تو ان سے اپنے دوست سے دوست کی  
 دوسری سچ میں وہاں پہنچی بہت سارے بچے  
 تھے ان کے کہانیاں اچھے ہی پڑھتے تھے خوشی سے  
 پڑھتی تھی اور پھر جاتی کیا رہوں دن ایک  
 دوست تھی ساتھ ایک لڑکا تھا جو ہر ایک پہنچی پہنچی  
 ہمیں تنگ کیا تاکہ ہمیں بھی پہنچی پہنچی  
 شہزادہ بھی تھی اور انساہیت سے پہنچی شہزادہ  
 پہنچتا۔

میں نے شہزادہ میں اور شہزادہ کی  
 پہنچی ہوں میں نے جو آتی کہنا اور  
 بنے مانا میں نے پھر قرآن حفظ کرنے کا فیصلہ لیا  
 تو ان کے انکار پہ لیا تو بولے ہوا۔  
 پہاڑوں کے ساتھ اور انہی اور انہی اور  
 ان کے ہی خوش ہوا۔ اور انہی اور انہی اور  
 تو میں نے وہ حفظ کیا وہاں اب پڑھنے کو دل نہ رہتا  
 تھا ان سے لیا۔

اپنی تک میرے دل میں ڈھال تیار کیا کہ  
 یہاں کوئی دوست بناؤں گی تو وہ یہ پہلا ہوں گی اتنا  
 پیارا لگا کہ ان رات ہار یا رہی تھی راتوں وہ بھی آگے

امی اس استا سے پاس ماظر دیا تھا مجھے  
 اسے کہ پاس پڑھتا ہے امی وہاں پہنچی۔  
 میرے ساتھ گئے میں شہزادہ بھی جانی جو  
 کھلاں نیلو بھی رہی تھی اور میرے ساتھ ہر رات  
 بھی جاتی تھی ہم نے اچھے لکھ لکھ پڑھا پھر  
 پہنچی ہوں اتنا لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ



Scanned By Amir



ماہ گزر گئے ایک دو بار بیات کی بس حال احوال ہی ہوا تو دیکھ کر ہی جیتی تھی، دو نام پھر تین نام جاننا شروع کر دیا میں نے صرف تویر کے لیے وہ بھی آجاتا تھا بس میرے لیے بات کرنے کی کوشش تک نہ کی دونوں کی محبت یا کیزہ اور معصوم تھی محلے کے لوگوں نے کہا شروع کر دیا۔

جس مولوی کے پاس گھنٹا جاتی ہے اس نے تو حفظ ہی نہیں کیا ہوا تو وہ پڑھانے لگا کیا ابونے اچانک ایک دن مجھے ہمارے محلے کے جانے مانے قاری کے پاس میرا نام داخل کر دیا میں نے ضد کی بھلا کیا مگر دان نہ ملی مجھے اپنے پیارے تویر اپنے محبوب سے ہمیشہ کے لیے جدا ہونا پڑا کافی دنوں کے بعد میں نے ان کے مدرسے گئی مگر ہاں پر سب کچھ ختم ہو چکا تھا نیلم نے مدرسہ چھوڑ دیا تھا تویر بھی اب نہیں آتا تھا استاد نہیں ملے۔

گھنٹا زبانی ساری بہار میں تم سے بھی اب تو چند ایک بچے ہی رہ گئے ہیں میری ہم عمر اور مجھے بڑی چھوٹی سب لڑکیاں مدرسہ چھوڑ چکی تھی۔ دو ماہ بعد عید کا دن تھا میں باہر دروازے پر گئی سامنے تویر اور اس کا دوست گزر رہے تھے مجھے میرے پیارے محبوب کا دیدار نصیب ہوا مگر حالت اور خراب ہوئی جسم بے جان ہو گیا بخار نے بدن جھلس دیا میں نے فیڈہ سال پڑھائی کی پانچ سہارے حفظ کئے۔

پھر ایک دن بازار میں دکان پہ مجھے تویر دیکھائی دیا پھر آئی تو بخار نے نہ چھوڑی ڈیڑھ ماہ گزر گیا پھر ایک دن مجھے بازار کی ایک گلی میں تویر نظر آیا اب وہ خانہ ناراض تھا مجھ سے اس کی آنکھوں میں غصہ ہی غصہ تھا میری طرف دیکھتے

رہوں وہ بھی اکثر میری طرف دیکھتا رہتا کبھی کبھی آنکھیں ملتی تو ہم دونوں کی نگاہیں جھٹک جاتی۔

ایک دن وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا میں حیران رہ گئی کہ اسے اچانک نیا ہوا ہے پھر اکثر میں بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیتی تھی اس طرح ہی دن گزرتے گئے اور جانے کب اس کی پر ادائیگی میں بدل گئی نیلم میرے ساتھ ہی پڑھتی تھی۔ چلتی نٹ کھٹ شیطان خوبصورت سب کچھ تھا اس میں نے اسے کہا۔

مجھے تویر بہت اچھا لگتا ہے۔ تو ہم دونوں نے مل اصلات کی کہ اسے خط لکھ جانے رات کو میں نے اسے خط لکھا۔ آج گئی تھی میں مدرسے ایک دو لڑکے آئے ہوئے تھے میں نے اس کے دوست ماجد کو خط دے کر کہا۔  
تویر خود سے دینا۔

اس نے پکڑ لیا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں میری عمر گیارہ سال سے کم ہی تھی اور لگتا کہ کہ صدیوں پرانا رشتہ ہے میرا تویر کے ساتھ چھ دن کے بعد تویر نے مجھے میرے خط کا جواب دیا اس نے کہا۔

مجھے بھی تم سے محبت ہوگئی ہے پہلے دن سے ہی میں تمہیں چاہنے لگا تھا ڈر کے مارنے کچھ کہہ نہ سکا تھا اس کی سادہ سی تحریر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی نیلم نے بھی خط پڑھا تھا۔ میں نے پھر اسے ایک خط لکھا اور کہا۔

بہت جلد باز اور بہت جین طبیعت کی مالک ہوں وہ خط اور لکھ کر اس کے ماتھ میں تھا دیئے وہ بنسٹا رہا اس کے گالوں میں ڈنپس پڑتے تھے دن کرتا اسے دیکھتی ہی رہوں اسی طرف ہی سات

جاہتی تھی کہ لوگ مجھے ایک پڑھی لکھی لڑکی کے نام سے پکاریں میری عزت کریں۔ میں نے نوے دسویں کی کتابیں خریدیں گھر میں بروقت سے ریڈیو ریتی جو بھی آتا بہت خوش ہوتی گھر میں ہی بند ہو جاتی کچھ شے داروں نے کہا۔

گھناز تو گھر میں ہی پیچہ دیتی ہے ہماری لڑکیاں سول جاتی ہیں پھر بھی مشکل سے پاس ہوتی ہیں۔

ایک ماہ کے لیے ملتان ٹی ڈاوی سے پاس واپس آئی تو کیا میں نے ملتان میں ہی پیچہ لینے ہیں ہزار میں سے اٹھ سو نمبر آئے ہیں۔ مجھے پتہ تھا کہ کوئی نہیں میرے جھوٹے خبر لینے والے اس کا دماغ چل سکتا ہے گناز کی طرح پھر میں نے گیارہویں بار ہویں کی کتابیں لے لی پڑھنا شروع کر دیا سال سے پہلے شوکر دیا کہ میں بارہ پاس ہوں سب مجھے بارہ پاس سمجھنے لگے عمر ڈرنی جا رہی تھی میرے جھوٹ بولنے میں ہر دن کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا تھا میں ہر پوک لڑکی تھی مجھے لگتا تھا کہ اگر ان پڑھ کے نام سے جانی جانے لگی تو میری لڑکی کی ساری خوشیاں ہی مجھ سے روٹھ جائیں گی مجھے پڑھنا بہت سارے پڑھنا تھا جا ب کر لی تھی آسمان کو چھونا تھا ہواؤں میں اڑنا تھا سب سے آگے جانا تھا مگر کہنی قسمت نے مجھے بدنام کر دیا تھا سالی برای تھوڑا سا بھی ساتھ دیتی تو میں کبھی کس جھوٹ کا سہارا نہ لیتی اور تویر کی جدائی نے مجھے مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا تھا سات سال تک ان کی کلیوں میں جاتی رہی گھر بھی لگی مکتے میں بھی بازار میں بھی ہر جگہ مگر اس کی ایک جھلک دیکھنا نصیب نہ ہوئی۔

محبت جو ہماری قید کا کوئی جوہر نہیں ہوتا

ہی وہاں سے اٹھ گیا میں نے بہت تلاش کیا مگر مجھے نہیں نظر نہ آیا پھر نصیب میں درد کی ایک لمبی عمر کافی بہت بیمار ہو گئی پڑھائی میں کام میں لی وی دیکھنے میں کبھی بھی کام میں دل نہ لگتا تھا پڑھائی چھوڑ دی دو سال تک چار پائی پڑھنی پھر دل نہ ہر سے جانے کو چار ماہ رہتے تھے آنکھوں کے پیپر ہونے تھے میں نے ابو سے کہا۔

مجھے ہر سے نہیں سکول جانا ہے۔

ابو نے ہمیشہ کی طرح میری مان لی پرائیویٹ سکول پیپر دیئے اور رزلٹ آیا تو میں کچھ بدلتی رزلٹ کا رڈ پے میں نے پاس لکھا امی کو دیکھائیے اور کہا۔

میں کو پتا نہیں چلے گا میرے ساتھ بیٹو پرائیویٹ سکول میں مجھے داخلہ چاہئے۔ میں وہاں گئی تو پیپر نے کہا۔

صبح سے آ جانا پڑھئے۔

میں خوش ہوئی چلو کوئی سہارا تو ملا جینے کا سر نے کہا۔ میں صبح روٹھ سب لے جاؤں گا اور چیک کرواؤں گا آپ کے کتنے نمبر آئے ہیں۔ مجھ سے وہ سب لے لی امی نے کہا۔

صبح چلی جانا نوین میں تاسہی آٹھویں میں ہی پڑھ لینا۔

مگر میں ہمیشہ اپنی بات منوانے والی تھی امی میں اسی سال پرائیویٹ پیپر دوں گی امی کچھ نہ بولی اور ابو بھی خاموش رہا دل خلع کی ڈیٹ ڈرگنی تھی میں اس سال بھی پیپر نہ دے سکی مگر ہار ماننا سیکھا نہیں تھا پھر اگلے سال داخلہ بھیجا پیپر دینے گئی رزلٹ آیا تو میرے چار پیپر مٹھے بھائی ملتان گیا عاشری نے اسلام آباد سے پتہ کروایا مگر کوئی خبر نہ ہی مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا بس میں

سنسورج لکھنے کا کوئی موسم نہیں ہوتا  
ابھی بھی یاد آئے تو نگاہیں بھیگ جاتی ہیں  
چہائی را کھ تلنے کا کوئی موسم نہیں ہوتا

جی جی نر مری تھی اسپینہ کزنوں کے ساتھ  
بہت فخری تھی کزن نہیں میری زندگی کا حصہ تھیں ان  
کے گروپ کی لیڈر بنا کر جی جی رونق کا سا سا ہوتا  
جہاں ٹھنڈا قدم ہوتا ہینشن کے کپڑے پہنتی تھی  
ہینل والا سینڈل پہنتی تھی پونی شو لڈر کنٹ ہال  
اکٹر جیمز میں ٹھہرتی تھی ہینٹ کوٹ بڑا ہی پسند تھا  
بڑا ڈر شرٹ کٹر پہنے رکھتی تھی چوڑی یا جامہ بس  
جو دلی کیا کہیں ایسا کوئی رکاوٹ نہیں بڑا کر جی تھی  
ابو اچھی ہو سکتے تو پیاز سے مٹا لیتی نمونے مجھ سے  
میری ہر خوشی چھین جی تھی کپڑے جو سنے ہاتھیں  
ہنسنا کزنوں سے مانتا ہاتھیں کرنا سب پتہ تم کر دیا  
ابن تی نہ کیا کسی سے پیسے کی طرح بات  
کہنا ختم کسی کو دیت تھی تو غصہ آتا کہ کوئی مجھ سے  
بات نہ کرے میرے سامنے نہ آئے آہستہ آہستہ  
سب دور ہوتی گئی بس ایک دن آیا جب مہل طور  
پر دیا گئے ہر رشتے سے نانا تو زلیبا ہر کار و واہ  
تک نہ کھوئی بھی بازار جانا پارک میں جانا چہ بھی  
خریدنا غرض کے کھانا پینا سب روٹین سے بہت  
کیا تھا۔ ٹوٹ بولتے چرو کرتا شروع کر دیا ہے  
کب سے کیوں اس نے کہا میں باتوں میں مان  
دیتی میں نے اپنی دنیا اسپینہ اندر ہی بسائی گئی ہر  
وقت ہر مل بر گھنری تنو پتی یا دوں میں جینا مرنا  
رونا ہنسا خاموش رہنا ہاتھیں کرنا میری ہر سانس  
تنو پر قربان تھی۔ دن تو تنو کی یاہوں میں گذر  
جاتا تھا تو رات دیکھتے نر جانی ہر نام کو ایسے لکھنا  
کہ وہ اپنا تک سے آجانے گا مجھے اپنی ہانہوں  
میں لے کر بولے گا۔

کھنا زخم اچا تک کہاں چلی گئی تھی کیوں گئی  
تھی رات کو ٹھنڈا دو میرے ساتھ ہی بیٹھ گیا ہے۔  
بس کیا کہوں تھی پاگل ہو گئی تھی اور شاید رہتی تھی  
تھی مگر ابھی امتحان باقی تھی زندگی کے سو وہ ہو گیا  
جس کا بھی ہو چاہی نہ تھا میرے لیے رشتہ آیا بعد  
میں یہ چلا کہ سا تر مجھ سے بہت محبت کرتا ہے  
اپنے گھر والوں سے تارائسی مول کہ مجھے مسفر  
بنانے کا آخری فیصلہ کر لیا ہے میرے جسم میں  
ایک بجلی کی لبر دز گئی مجھے یقین نہ آیا کہ کوئی مجھ  
سے محبت کرتا ہے وہ بھی تب جب دنیا سے کوئی  
تعلق نہ ہوگا میرا شہرت ہوئی ساری رٹھیوں سے  
بچنے۔

ای کے بے حد اصرار پر پوری فیملی سے ہار  
با۔ تھکانے پر میری ماں کو ہاں میں تبدیل کر دیا  
ساتھ پوریت چلا تو وہ اپنے اختیار میں نہ ہا ایک دن  
پاگل ہو گیا۔ اور مجھے پاٹوں کی طرف تیار کر کے  
لگا میں نہ تو است روک سکی اور نہ ہی غصہ کر پائی  
جانے اس کی محبت میں کسی کشش تھی اس کی محبت  
میں جس نے میری ہانہوں کو جکڑ لیا تھا مجھے  
خاموش کروا دیا تھا۔ وہ کراچی سے ملنے آیا تھا  
صرف میرے لیے منہ سے قبول کروانے سننے  
کے لیے اسے لگا تھا کہ میں اپنی جلدی بسک مانوں  
گی یا پھر بڑا تھا کہہ مانوں گی تن نہیں۔

ساتر بہت ہی خوبصورت لگا بسب پہنی ہار  
میں نے اسے ات کا چہرہ دیکھا تو قیامت تھا وہ اب وہ  
ساتر میرا ہے اب خوشی کی لہر اتہ گئی وجود میں گھر وہ  
فخمس بھی ٹوٹ کر یاد آیا میرے جسم کا ذرہ ذرہ  
جس کی محبت کی تسخیر کرتا تھا اب وہ کس اور کہ نام  
کہ دیا میں نے خود ہی بات یہ نہیں تھی کہ تھک گئی  
تھی اس کو تلاش کرتے کرتے جگہ سوچا کہ نو سال



سے دکھائی بھی نہ دیا اگر اب وہ کہیں نظر آ گیا تو کیا وہ مجھے مل جانے کا کیا وہ مجھ سے کبھی سے کھا نہیں کر سکتا اگر کرتا ہوا تو اتنے سال مجھ سے ملے بنا کر ازارتا میں اب خوار نہیں ہوتا چاہتی تھی دو دور ہے تو دورتی رہنے خوش رہے۔

اب بھی شادی کے لیے ہاں نہ بولتی تو کب تک ایسے ہی بی بیوں نے کمرے سے پتلی رہتی تھیں سالی کی ہو گئی ہوں عمر ذحل جاتی تو کوئی ڈھنگ کا رشتہ نہ ملے گا کیا فائدہ اس سبارے کے پیچھے بھاگنے کا وہ دن زرمیا موتی میں پھر فیصلہ ہو گیا کہ ساحر ہی اب سب کچھ ہے سب سے خوبصورت بات کہ تو رہتا ہی قد اس کی گوری رنگت اس جیسے ہی میں نقش اب ہی ساحر میرے سامنے آئے مجھے اس میں تو میری دکھائی اسے رشتہ جتنی سالی سے ملے ہوا تھا اب آئے تھی ہی مشکلیں اور ذرا ہے امتحان تھے۔ جس دن ساحر نے جانا تھا میرے ہاتھ تھا مگر اس نے چہرے ویران آکھیں لیے مجھ سے کہے لگا۔

گلنا زرمیا تم فون پہ بات کیا بروٹی میں گل تم بن جینا بہت ہی مشکل ہے اب تو زندگی ہی تمہارے نام ہے زیادہ بات نہیں جتنا بولنا اور سننا پسند کرو۔

اچھا کوشش کروں گی۔ میں بس پاگل سے لڑنے کو انکار نہ کر سکی معصوم سی سورت پر ترس آ گیا تھا۔ پھر وہ دن میں دو بار کال کرتا ہوں مذاق میں نا تم پاس ہو رہا تھا زندگی پیاری لگنی شروع ہوئی تھی سب کچھ اچھا لگنے لگا تھا۔ پھر ایک دن اس نے فون لیا اور کہا۔

ہم یہ رشتہ توڑ رہے ہیں وہ شام میرے لیے قیمت سے کم نہ تھی

میں بہت روئی تھی ساری رات سر درد سے پھٹتا رہا صبح ہی رو رو کر برا حال تھا ساحر مجھے اتنا بھلانے کی اس کی یادوں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش نہ کی ہوئی اب ساحر کی باتیں کیسے بھانڈوں گی اب کیسے کسی کو چاہوں گی اب نہیں سوچوں میں تھی کہ ساحر کی کال آگئی وہ بار بار میرے خاموش رہنے کی وجہ پوچھ رہا تھا میں نے سب بتا دیا ساحر نے مجھے سل دی اور کہا۔

گلنا تم میری صحبت ہو اور میرا سب کچھ ہو اپنے گھر والوں کی طبیعت تو میں اچھے طریقے سے صاف کرتا ہوں تم سے شریعت تم یہ کہانی تم میری زندگی میری جان میری زندگی کا کچھ بھین سب کچھ تم پورنی دنیا کو چھوڑ دوں گا مگر تمہاری جہانی نہیں برداشت کر سکتا۔

سب ماں کو پتہ چلا تو وہ بھی دھمی دھمی ہو گئی ساحر کی ماں نے ساحر سے کہا۔

گلنا زرمیا بہت بد تمیزی نی سے مجھ سے کہتی ہے کہ ساحر میرا ہے تم کون ہوئی ہو کچھ کہنے والی اور بھی پتہ نہیں کیا کیا کہا! یا ساحر نے مجھے کال کی سب بتا دیا اور کہا۔

تم کبھی خود کو توہنہ نہ سمجھا ساحر آپ کا ہے اور میری جان تو ہے زیادہ اعتبار ہے تم پر ساحر کی ماں نے ساحر کو کہا۔

تم شادی بہ رتی مرضی سے کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ دین گے نہیں تو خود ہی کرو اور اپنی شادی میں جب سے پیدا ہوا تب سے جیسے ماں باپ کا رتی برابر پیار ہیں ملا مجھ سے اب کسی کی ضرورت ہے اور چاہئے مجھے بس تمہارا ساتھ چاہئے قربانیاں میری طرف سے ہیں کبھی بھی لگتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو گی آج بہت نوتا ہوا ہوں تم

دو دنوں مرنا وہ اگر مر بھی گیا تو تیرا کیا جانے گا بلکہ ہماری تو جان چھوٹ جائے گی۔

میں روئی تڑپتی اپنے پیار سے ساحر کے بارے میں ایک لفظ سننا پسند نہ تھا میرے سامنے مرنے پینے ہوتے۔ پھر میں نے اپنا انگ موبائل لے لیا تھا تو پیار سے ساحر نے کہا۔

گھنڑ میں فوش رہنا کچھ جاؤں کوئی نہیں کچھ بھی کرے تم وہ بیان مت دیا کرو جب کسی سے کوئی واسطہ ہی نہیں تمہارا تو مت رو یا کرو مت جھگڑا کرو تم سے موبائل لے لیا تو ہم خود نیا لے کر آجائیں گے۔

ساحر کی باتوں نے مجھے بہت حوصلہ دیا میں واقع خوش رہنے لگ گئی وہ بیچارہ اب مزدوری کرتا دن رات کام کرنے پینے پیتا کھتا ہے سب ایک سال میں سب ہاتھ بھیک ہو جائے گا تمہیں لے کر جاؤں گا اپنی جان بنا کر اب نہیں جینا جاتا تم سے دور رات کو اپنے ساتھ باتیں کرتے کرتے گزارنا چاہتا ہوں صبح اٹھتے ہی تمہارے چہرے کو دیکھنا چاہتا ہوں ہماری انمول پاکیزہ محبت کو نو ماہ ہونے والے ہیں اب ساحر کی محبت آگے سب نے سر جھکا لیا سوائے ایک بھائی کے کہتا ہے کبھی میں شادی نہیں ہونے دوں گا نشتی نہ کام کا نام کاج کا کاج کا کاج کا ہمارے قندروں پر پل رہا ہے اور کتے کی طرح جھونکتا ہے مجھے اس کی بھواس سے ذرا بھی فرق نہیں پڑنے والا تھا میں نے ذرا تو سیکھا ہی نہیں اور نہ ہی نام پڑا کیوں کی طرح ہانکتی ہوئی آنکھوں سے خواب دیکھتی ہوں جو نوٹ جائیں گے مجھے میرے خدایا پر خیرا نہ بنے میں نے استخارہ کیا ہے ساحر ہی دنیا اور آخرت کے لیے ایک اچھا مسافر

بتاؤ کیا ہے تمہارے دل میں میرے لیے مجھے توجہ بتاؤ اگر نہیں بتا سکتی تو بس پھر ختم کر ڈالوں گا خود کو۔۔۔

نہیں ساحر مجھے بھی آپ سے بہت محبت ہے اتنی محبت ہے کہ آپ کے لیے سب کچھ جان بھی دے دوں گی جو کہو گے کروں گی ہمیشہ آپ کا ساتھ دوں گی جو کہو گے کروں گی ہمیشہ آپ کا ساتھ دوں گی۔

گھنڈا پہلے کیوں نہیں کہا کیوں چھپایا خانم اگر اتنی محبت ہے تو کیوں تڑپاؤ۔

ساحر آج آپ مرنے کی بات نہ کرتے تو آج بھی نہیں بولا جاتا مجھ سے چلو کسی بہانے سہی تمہیں تریں تو آیا ہے مجھ سے میرا انصاف شروع ہے میرا دشمن سے میرا آغوش تک جس سے کوئی تنہا نہیں نہ ملی تو میرے تک نہ اب ساحر تو نہیں کھو سکتی تھی۔ میں نے تو اس سے وعدہ کیا کہ ہر حال میں ساحر کا ساتھ دوں گی پھر قربانی دینے کا وقت بھی جلد ہی ہی آ گیا جب پتہ چلا کہ ساحر تنہا رہ گیا ہے گھر میں کوئی ساتھ نہیں ہے رہا اس کا تو میرے گھر والوں نے رشتے سے انکار کر دیا کہ ساحر کی فیملی کرانے پر راتی سے ساحر تنہا گھر کیسے بنائے گا تو ساحر کا رورہ کر برا حال تھا اجازت تو پہلے ہی نہ تھی بیٹھے رات نہ کرنے کی عمر جب سخت پابندی لگا دی گئی تھی مشکل سے تیج کرتی جب کال پہ بات ہوتی تو مجھے بہت برا ہنسا کہا جاتا تھا طرح طرح کے طعنے دینے جاتے موبائل چھین لیا جاتا مجھے گالیاں مارا اپنا جاتا میری نہیں کہتی۔

کیوں ظلم کر رہی ہو اپنی جان پر چھوڑ دو اسے لاوارث کو کیا دے گا وہ کھائیں۔ چار مہینے کی محبت ہمارے بیس سالوں کی محبت کے لیے بھلا

جون 2015

جواب عرض 24

ہمیں عشق ہوا

Scanned By Amir

ثابت ہو گا وہ صرف میرا ہے اور اب جی نہیں  
 کھاروہ بھی رو پڑتا ہے میں بھی رونے لگ جاتی  
 ہوں ہم ایک دوسرے کو کھو کر نہیں جینا چاہتے  
 ہمیں ہمیشہ ہی چینا ہے سب سے اہم بات کہ  
 ساحر کی میں پہلی نہیں دوسری محبت ہوں پہلی لڑکی  
 نے اس کو دنیا کے ذر سے چھوڑ دیا تھا اس نے  
 ساحر کو کہا کہ تم چلے جاؤ میری زندگی سے ہمیشہ  
 کے لیے تو ساحر نے دوبارہ مڑ کر نہیں دیکھا۔

سرا کر کہتا کہ میں محبت کرتا تھا تو کیسے تو اس  
 کی بات نہ مانتا اب تو تم ہی میری زندگی ہو میری  
 جان ہو میری نیکنم ہو میرا سٹھ ہو میرا دن سال تک  
 ساحر اس کی اور میں نو سال تک تو میری محبت میں  
 جلتی رہی اب لگتا ہے کہ جیسے کوئی اور تھا ہی نہیں نہ  
 اس کی نہ میری زندگی میں لوگ تو کہتے ہیں کہ  
 محبت ایک بار ہوتی ہے اور پہلی ہی نظر میں محبت  
 کبھی نہیں بھوتی سب سچ نہیں ہوتا ہم دونوں نے  
 دوسری بار ایک دوسرے کو دل میں بسایا تھا اور اتنا  
 ٹوٹا تو ہم دونوں نے پہلے نہیں سنی کو چاہا ساحر  
 نے جب نیچے پہلی بار دیکھا تو وہی محبت ہو گئی تھی  
 جلد بڑوں کا کہنا ہے کہ پہلی نظر میں عشق ہو گیا  
 ساحر نے ذوب کر عشق کیا ہے اور تجھے بھی اس  
 کشش نے اسے یا گلہوں کی طرح چاہتے پہ مجبور  
 کر دیا ہے بیمار عشق سچا ہے ہم بل کر ہی رہیں  
 گے۔

آپ قارئین سے گزارش ہے کہ آپ دعا  
 کریں ہم دوسری بار نہ ٹوٹ جائیں بلکہ سب تم  
 بھول جائیں ہمارے سن کی مرادیں پوری ہو  
 جائیں میں جس قدر کامیاب ہوئی نکلتے میں ضرور  
 بتانے گا آپ کی رائے کی منتظر رہوں گی  
 فرزانہ سرور میاں چنوں

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں  
 غم کو افرات تک پہنچانا قرب خداوندی ہے۔  
 رسول اللہ ﷺ  
 بغزت شے کو ذلیل شے کے عوض مت  
 فروخت کرو۔ (غوث الاعظم)  
 دولت طاقت سے اور طاقت مہربانی سے  
 پیدا ہوتی ہے۔  
 وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ ہر اک سے  
 ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں  
 ڈرتا۔  
 اٹھو جاؤ اور جب تک منہاں نہ پاؤ چمن  
 سے نہیں جینو۔  
 توکل انسان کو بہت بڑی غامی سے جنات  
 دلاتا ہے۔  
 کمزوروں پر رحم نہ کرنے والا طاقتور سے  
 مار کھاتا ہے۔  
 یوزخوں کو چاہئے کہ وہ نوجوانوں کا لحاظ  
 رکھیں اس لیے کہ ان کے گناہ تم ہیں اور  
 نوجوانوں کو چاہئے کہ یوزخوں کا ادب کریں وہ  
 نوجوانوں سے زیادہ غائب اور اجنبی ہیں۔  
 سچائی اختیار کر کے فلاں پاؤ گئے سچے کی  
 بہت آسان میں بند رہی ہے۔  
 خدا کے نزدیک سب سے پیاری بات  
 والدین کی اطاعت ہے۔  
 زندگی کی مصیبتیں کم کرنا چاہئے ہو تو گناہ نہ  
 کرو۔۔۔  
 دعا گوئی سے پرہیز کرو جب تک تم خود  
 پورے عادل نہ بن جاؤ۔  
 پارس ہار علی خان بلوچ۔ سایہ ہوا۔۔۔

ہمیں عشق ہوا جواب عرض 25 جون 2015

# میرا کوئی ہے

-- تحریر -- مسرت شاہین سرگودھا --

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ عادل نے مجھے ایک نئی زندگی دی میرا ساتھ دیا آج تک ہم نے ایک دوسرے کو غلط بات نہیں کی حرکت تو دور کی بات ہے ہماری محبت تک کا پائیزہ ہے عادل کے گھر والوں نے بہت رشتہ مانگا مگر میرے والد نے انکار کر دیا میرے ابو کو اور امی کو آج میری کہانی بہت اچھی لگتی ہے عادل کا کہنا ہے کہ تم نور سے میری بہن تھی نہیں کہ تم شادی کروالو تمہاری سگی ماں نہیں ہے جس کے گھر تم اور انتظار کر سکو اور اب میرے ابو نے اپنے کسی شاکر و حافظ قرآن کو میرا رشتہ دے دیا۔ قارئین میں نے اس کہانی کا نام۔ میرا کوئی ہے۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور سب اپنی قیمتی رشتے سے ضرور نوازیں گے

ادارہ جو اب غرض کی پابندی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام ہیرو اور ہیروئنوں کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت نفس اقلیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رشتہ زامہ وار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

گھر آ کر رہتی اور نہ ہی کوئی گھر کا کام مگر سکھاتی تھر مجھے بڑھنے کا بہت شوق تھا جو باجی بھی آتی تھیں کوئی کہ بس میں گھر کا کام کروں تو صرف سکول سے نہ چھڑاؤ اس طرح ہی جب میں آنھویں جماعت میں آئی تو میری زندگی ایک اردھ میں آئی وہ یہ کہ میرے ابو نے دوسری شادی کر لی تھی اور وہ بھی ایک غیر براہرنی میں تھیں ان غیر براہرنی والوں سے بہت ڈر لگتا تھا آئی ہی اور اب تو اور بھی زیادہ ڈرتی تھی۔ بیوی کی امی مجھ سے بہت کام مگر باجی تھی اور ابوت بہتی۔ اس کو اب سکول نہ جانے دیا کر دے آئے ہی بہت اخراجات ہیں۔

میرے ابو مجھ سے جب بات کرتے تو میں رو نے لگتی تھی اور رو رو کر کہتی کہ مجھے دنیا ہی کوئی چیز نہ ایس بس مجھے سکول جانے ہیں کیا میری اتنی ہی

میرا نام شہزادہ رکھا گیا ہم سات بہنیں تھیں کوئی بھائی نہ تھا مگر ہم لوگ بہت غریب تھے برقی کوئی بسن بد صورت نہ تھی ہم سب بہنیں ایک دوسرے کے بڑھ کر خوبصورت تھیں میرے ابو سخت مزاج تھے مگر میری امی بہت رحم دل انسان اور ایک عظیم عورت تھی میری ساری بہنیں پانچ پانچ تک سکول میں پڑھی تھی میں سب سے چھوٹی اور لاڈلی تھی مجھ سے میری بہنیں اور امی بہت پیار کرتی مگر ہمارے ابو گھر بہت کم آتے وہ حافظ تھے اور زیادہ تر مسجد میں بن رہتے تھے جب میں پانچویں میں ہوئی تو میری ساری بہنوں کی شادیاں ہو چکی تھی۔

جب میں پرائمری پاس کر کے چھٹی کلاس میں آئی تو میری امی کی وفات ہو گئی میں اکیلی ہو گئی بہت صدمہ اٹھانا پڑا تھا نہ کوئی باجی ہمارے

جون 2015

جو اب عرض 26

میرا کوئی ہے



ہینٹ کی پیسہ اپنے ذہن سے پڑھنا نکال دیا  
 اور چپ کر کے گھر کا کام کر لی تھیں  
 دن گزارتے رہے اور بس نلبل نہ جاتی ابو کو  
 کھانا نہ بنے کئی مجھے پلہ آیا اور میں زمین پر گر گئی۔  
 مجھے ابونے اٹھا کر چار پانی پر ڈالا اور منہ میں پانی  
 ڈالا کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا ابونے مجھے پیار سے  
 سمجھایا اور کہا۔

دیکھو جی ہم غریب ہیں مجھے پتہ ہے کہ تم  
 پریشان ہو سکتی ہو جہ سے یہ بتاؤ کہ اگر میں  
 تمہیں کوئی مشکل کام کر کے سکتی ہوں میں پڑھنے  
 بھیجوں بھی تو کل کو تم کام کر کے پڑھ کر آیا کر دو گی  
 نوکری تو نہیں ملے گی

ابو باتیں کر رہے تھے میں چپ کر کے سنتی  
 رہتی اور پھر ابو کو کہا۔

ابو جی چپ پریشان نہ ہوں میں سکتی ہوں  
 لیے بالکل بھی پریشان نہیں ہوں۔

ابو خوش ہوئے اسلئے کہ میری حالت سہنے  
 سے بہتر تھی ابو پھر پر ہی تھے میں اٹھی اور گھر کا سارا  
 کام کیا گیا زور ہے کہ کام تھا جب میرے سکول کی  
 ایک لڑکی آئی اور مجھے کہا۔

تمہیں میڈم بل رہتی ہیں

میں نے سب چپ چپ کا پی ہنسل  
 پکڑی اور وہ ڈواست تھی کہ اپنے سارے حالات  
 بتا دیا اور سکول نہ آنے کی معذرت کی کہ  
 وہ دن بعد پھر میرے سکول سے ایک لڑکی آئی  
 میڈم نے ایک رکال لکھا تھا جب میں نے پڑھا تو  
 میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور ابو کو بھی پڑھ کر  
 سنایا جس پر گنہا تھا۔

پیاری بیٹی تھو، آپ جیسے لڑکیاں ہمارے  
 سکول میں پڑھتے پڑھتے پھوڑ دیں تو ہمیں بہت

گھر میں اہمیت نہیں ہے اسلئے ابی ان مزے  
 گئے اور میں ابو کو کلاس میں پہنچ گئی۔ میری امی بھی  
 مجھے جوتیا کوئی بھی چیز لے کر نہیں دی تھی اور نہ ہی  
 میں نے کبھی مانگی تھی اور میری ماں خود دیا کرتی ہے  
 چیزیں لیکن کوئی بات نہیں۔ میں جب وہیں  
 کلاس میں آئی تو ابونے زور سے بولے۔

تم اب سکول چھوڑ دو رہے بڑے بڑے  
 کھانے انسان ہو گیا میں دھکے کھا رہے ہیں تم کوئی کرنا  
 جانتی ہو اور وہ سے بھی جب تم پڑھ جاؤ گی تو بھی  
 نوکری نہیں ملے گی۔

میں ابو کی باتیں سن کر بہت مایوس ہوئی اور  
 اس پریشان میں سکول نہ گئی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ  
 کیا کروں کسی سے اپنے دل کی بات کروں کئی بار  
 سوچتی کہ کسی بات سے بات کروں نہیں کے لیے  
 پیسے مانگوں مگر پھر راجہ جانی ان کے اپنے حالات  
 بہت خراب ہیں نیسے ان سے بات کروں اگر ان  
 کے گھر والوں نے بھی ابو کی طرح ان کو ڈالنا تو پھر  
 کیا ہو گا میں ساری رات سوچتی رہی کہ نتیجے پر  
 پہنچے بنا ہی پتہ نہیں سب نیند نے اپنی آغوش میں  
 لے لیا میں سو گئی صبح جب اٹھی تو مجھے بہت تیز  
 بخار تھا۔

میں نے کہا امی جی میری سحت ٹھیک نہیں  
 پلیز میں اب نہیں آ سکتی۔ امی نے زور سے شروع کر  
 دیا اور کہا۔  
 اچھا تو اس لیے سکول جاتی تھی کہ گھر کے کام  
 نہ کرنا پڑے۔

میں نے کہا نہیں امی جی ایسی کوئی بات نہیں  
 مگر وہ کب میری کوئی بات سنی تھی بولتی ہی  
 ہا رہی تھی میں ابو چپ کر کے گھر کا سارا کام  
 نیا بخار سے سحت برا حال تھا اور کچھ کھانے بنا ہی

جون 2015

جواب عرض 27

میرا کوئی ہے

دیکھ ہوتا ہے آپ جیسی لائق لڑکیاں ہیں ہمارے  
سکول کا نام روشن کر سکتی ہیں آپ کی فیس کا بند  
بست ہو گیا ہے پلیزی یار سنوڈنٹ ٹاء کل سکول  
ضرورتاً۔

میں نے ابو سے اجازت لے لی اور ابو  
خاموش رہے امی سے بات کی تو امی نے بھی وہ تو  
سوئی ماں بھی مگر میں نے بھی ان کو ماں سے  
درجہ نہ دیا تھا آج بھی ان کی بہت عزت کرتی  
ہوں اور کرتی رہوں گی اور سو رہی بتانا بھول گئی کہ  
ہمارا گھر اینف چھوٹے سے شہر میں واقع تھا  
سرکاری سکول پر انگری ٹیف تھا آٹے پر انیویٹ  
سکول تھے اور میں بھی پر انیویٹ سکول میں پڑھتی  
تھی میں نے ابو سے کہا۔

ابو جی آپ خاموش کیوں ہیں اب تو میری  
فیس کا بھی مسئلہ حل ہو گیا ہے نہ پلیزی مجھے سکول  
جانے دیں پلیزی ابو جی اللہ انڈ کر کے مجھے اجازت  
دی اور میں خوش خوش سکول گئی۔

ہمارے سکول میں لڑکے لڑکیاں اکٹھے  
پڑھتے تھے جب میں سکول پہنچی تو میری اینف  
دوست تھی عروین میں سب سے پیسے اس سے ملی  
اور جب اس سے ملی تو حیران ہی رہ گئی کیونکہ اس  
نے مجھے اینف بات ہی ایسی بتائی تھی کہ وہ یہ کہ جو  
اپنے حالات پر میں نے درخواست لائی تھی وہ  
میرے کلکس فیلو عادل نے پڑھی عادل بہت اچھی  
شخصیت کا مالک تھا اور بہت امیر تھا اس نے میڈم  
سے کہا۔

میں بتانی فیس دیتا رہوں گا ڈروہ پڑھ سکتی  
ہے تو ٹاء کو بلوالیں

ان طرح پھر میڈم نے کچھ فیس کم کی اور  
باقی عادل نے او کی پورے سال کی اٹھی میں جمع

کروادی۔ پھر میں اپنی کلاس میں سب سے ملی  
عادل پہنے کی طرح اپنی کتاب میں ملن تھا اس نے  
مجھے ذرا اٹھی محسوس نہ کروایا تھا کہ اس کی مہربانی پر  
سکول آئی ہوں جب مجھے بریک ہوئی تو میں  
خاموش ہو کر بیٹھی تھی ایک طرف تو عادل میرے  
پاس آیا اور مجھے کہا۔

تھکے آپ سکول آئی آپ کے بنا تو  
ہو نہی کلاس ساری نالقی ہے۔۔۔ اور میں نے  
صرف بیٹن نہ کہ چپ ہو گئی اور وہ دوسری  
طرف چلا گیا میں کوئی اور بات ہی نہ کہہ پائی تھی۔  
میں گھر آئی تو گھر کا کام کیا اور رات کو پڑھائی  
کرنے لگی تو ذرا بھی دل نہیں لگ رہا تھا اور سوچ  
رہی تھی کہ عادل کتنا اچھا ہے اور اپنا احسان بتایا  
بھی نہیں ہے اگلے دن میں سکول گئی تو میڈم نے  
مجھے فیس میں بلا کر کہا۔

ٹاء اس اور سے تم سختی تو شاید شکش میں رہتی  
یہ بتانا چاہتی ہوں کہ تمہاری فیس عادل نے ایک  
سال کی جمع کروادی سے اس نے پلیزی تم صرف  
دل لگا کر پڑھو اور عادل تمہیں کوئی احسان نہیں  
جتانے گا وہ تمہیں زیادہ کرنے تو ایک سچا دوست بنا  
سکتا ہے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کیونکہ وہ ایسا ہے  
جی نہیں غلط سوچ رکھنے والا نہیں ہے۔

میں نے میڈم کی تمام باتیں سنیں اور انہیں  
گھر آئی مگر اب میرے دل میں برہقت عادل  
رہتا تھا اور دل سے وعدہ لیا کہ اگر دوست بناؤں  
گی تو سب عادل کو اسی طرح ہی عادل میری فیس  
نس میں ساتا گیا میرے دل میں اپنا بہت بڑا لہر  
بنالیا ہمارے پیسے نزدیک تھے اور میں نے اینف  
دن عادل سے کہا۔

عادل مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے ار

جون 2015

جواب عرض 28

میرا کوئی ہے

آپ برانہ نہیں تو

عادل نے کہا بولیں میں برا محسوس نہیں کرتا  
میں نے عادل سے کہا میں تم سے دوستی کرنا  
چاہتی ہوں اگر آپ نے انکار کر دیا تو میرا دل  
نوٹ جائے گا۔

عادل نے کہا۔ اوکے فل سوچ کر بیٹاؤں گا  
میں نے کل کا انتظار کیا اور اگلے دن جلدی  
جدی سکول گئی عادل کافی دیر بعد سٹول آیا تو میں  
اسے دیکھ کر بہت خوش ہو گئی کیونکہ وہ آج بہت  
فریش لگ رہا تھا لیکن عادل نے مجھ سے کوئی بات  
نہی کی جب چھٹی ہوئی تو میں پھر سے پریشان ہو گئی  
چھٹی ہوئی تو عادل نے مجھے ساتھ والے روم میں  
بلا کر کہا۔

ٹا سوچ لو میں تم سے چکی دوستی کروں گا اگر  
تم دوستی نبھاسکتی نہ کی تو میرا دل نوٹ جانے کا  
تم نے کسی بات سے میرے ساتھ دوستی کرنا چاہتی  
ہو تو یہ غلط کر رہی ہو اپنے ساتھ بھی اور میرے  
ساتھ بھی۔ اگر واقعہ تم جیسے دوستی کے لائق سمجھتی ہو  
تو مجھے منظور ہے آج سے میں تمہارا پکا دوست  
ہوں۔ میں بہت خوش ہو گئی اور عادل کو کہا۔

آج میں جتنی خوش ہوں اتنی زندگی بھر نہیں  
ہوئی عادل سے کافی سارے اہل سے کیے اور کہا  
میں اپنی دوستی پر ثابت قدم رہوں گی  
پھر ہم ٹھہر آ گئے۔ آج کل میں بہت خوش  
رہتی تھی میری سوتیلی ماں بات بات پر لڑتی تھی تو  
عادل سے دوستی کر میرا دل اس کو دن رات چاہئے  
لگا ہر وقت عادل ہی دماغ میں رہتا دن گزارتے  
گئے اور میری محبت پروان چڑھتی رہی۔

میٹرک کے پیپر ہو گئے دن بہت مشکل سے  
گزار رہے تھے جب بیمار ازل آیا تو ہم اچھے

نمبروں سے پاس ہو گئے سب بہت خوش تھے میں  
میں فرسٹ ڈویژن پر پاس ہو کر بھی عادل کو رور  
کر دیکھ رہی تھی عادل نے رونے کی وجہ پوچھی تو  
میں اور بھی رونے لگی اور پھر روتے روتے کہا۔

برفل یاد دلاتے ہو محبت ہوئی ہے تم سے یہ  
بات منہ سے نکلی اتنی تھی کہ عادل کے سرخ اور سفید  
رنگوں پر آنسو گریزے اور بولا

میری پیاری جان میری شہزادی میں بھی تم  
سے محبت کرتا ہوں تم سے اور کافی عرصے سے کرتا  
ہوں اظہار اس لیے نہیں کیا کہ نہیں تمہیں کھونہ  
دل میری دھڑکن ہو تم

یہ بات میں نے کہا سنی مجھے اپنی زندگی  
زندگی گننے لگی پھر ہم مل کر آکس کریم کہانی کافی  
ساری باتیں ہیں اور جب آئے پڑھنے کی بات  
ہوئی تو عادل نے کہا

میں باہر جا رہا ہوں تم پلیز تم پریشان نہ ہو  
میں ہر پل تمہارے ساتھ ہوں مجھے پتا ہے تمہیں  
پڑھنے کا بہت شوق ہے اس لیے تم میری خاطر  
پڑھو گی پلیز

وہ باتیں کرتا رہا میں نے روتی رہی۔  
دن گزارتے گئے اور ہم لوگ گئے پھر بھی  
پریشان رہے لگی میں تمہارا دل میں بیٹھتی  
اور عادل نے پھر ایف سال کی فیس جمع کرادی  
میں سکول گئی وہ انتظار کیا عادل نہ آیا میں بہت  
پریشان ہوئی نہ دن نوچین اور نہ رات کو قرار آیا  
تین دن ہو گئے عادل نہ آیا تین دن بعد جب میں  
سکول گئی تو پہلے سے ہی عادل موجود تھا گینٹ  
کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھا تو دوڑ کر میرے  
پاس آیا اور کہا۔

تمہیں کیا ہوا تین دن کی جدائی میں منہ

جون 2015

جواب عرض 29

میرا کوئی ہے

Scanned By Amir

نکال لیا ہے۔ دیکھ لو اپنا خیال نہیں نہ رکھا جسب میں عادل سے ملتی تو پتہ نہیں کیوں مجھے اتنا رونا آتا تھا۔ بہاری کلاس لکھنے میں ایک گھنٹہ تھا ہم نے ایف کمنے میں کافی دیریں عادل نے بیٹے، حیر ساری تسلیاں دیں اور کہا۔

پریشان ہوئی تو میں پڑھنا چھوڑ دوں گا اور وہاں چلا جاؤں گا اور کہو کہ تمہاری کلاس میں کلاس میں یہ کتبہ میں تمہیں دینی بھی سند ہوتی تانا میں تمہیں نینت لگا کر فون نے دوں گا کل تو میں بہت پریشان ہوئی اور کہا۔

کچھ نہیں میں فون نہیں رہتے سکتی میری ماں اور پتا چناؤ میری خیر نہیں۔

جسب عادل نے میری پریشانی دیکھی تو کہا اگلے تم پریشان نہ رہو، دینی کلاس میں جو اگلا تم کا رہتا ہے وہ وہاں کچھ میری بھائی سے تو بہت کہا راست بنے تمہاراں وہ دینی بھی مانی لکھتے تھے ان سے جو مانا ہوں

میرے دونوں انڈر کرکٹ نے اگلے تمہارے پاس گئے عادل نے میرا تعارف کر دیا اور کہا دیکھو بھائی یہ تمہارا ہی ضربت کچھو یہ دینی عادل کی بہانے جگہ جان مت لگی زیادہ ہے تمہارے اس کا خیال رکھنا ہے میں پتہ لے لے کل شب چلا جاؤں گا اس وقت ہاتھ پر پٹی لگاؤ نہ رہے دینا

بھائی احمد کے عادل نے دیکھا دیا اور کہا کہ آپ ہاتھ پر پریشان نہ ہوں میں ہر قدم پر باتیں کا خیال رکھوں گا

مکراس پر نہیں لکھتے نہیں چلتا اتنے میں بہاری کلاس کی نینت لگی اور عادل ابھر کھڑا دیکھتا رہا میں عادل سے اجازت لے کر کلاس میں چلی گئی۔ اگلے دن عادل نے باہر جانا تھا اور میری بہت پریشان تھی جسب میں کلاس میں چھٹی ہوئی تھی تو سوچنے لگی کہ آج عادل چلا جائے گا کیونکہ آج تو اس کے جانا ہے کلاس کا ٹائم ختم ہوا میں وہ جانی کہ ایک دن عادل میں ہے نہ سنے آیا اسے دیکھ کر میں بہت خوش ہوئی کیونکہ تو ماہوں سنے لکھنے ڈانٹا گیا۔

یہ ساری پریشان رہی تو میں نہیں جانتا میں نے جو کچھ لکھی تھی وہی ہاتھ نہیں ہے آپ جاؤں پریشان نہیں ہوتی عادل کے بہت ساری تسلیاں دی اور بھائی احمد دکان کی کرکٹ کھوڑا لکھتے آتے میں بھائی احمد نے آیا اور ان دنوں والا فون دیا اور میرا خیال رکھنے کا کہا اتنے میں عادل کی فائنل کا ٹیم ہو گیا تھا میری عادل کے ساتھ آئے ساتھ کال ہو جاتی پریشان تو ہوئی تھی مگر جسب بات ہو جاتی پتہ تو وصلہ مل جاتا ان سر کرتے رہے میرے فرسٹ ایئر کے پاس ہو گئے اب پتہ ہاتھ نہ ہو پانی میں بہت پریشان رہتی۔

بھائی احمد تو بہت تھا کہ وہ ہاتھ لے لے اور مجھے ڈر لگتا تھا کہ ایک دن میری دینی اور اڈاس کتا دینی پر گئے ہونے تھے میں نے پتہ ڈالنے پتہ پتہ کی تو آئے سے احمد بھائی مجھے نظر آیا اور اس نے سینٹ دیا اور چلا گیا سینٹ کی آواز بند تھی میں نے فون آن کیا تو عادل کی کال آگئی میں نے سنی تو اس نے کہا۔

کچھ نہیں: وہاں تم فون رکھو اور۔



میرا عاقل بنا اچھا ہے اور کافی لونی ہے اس دنیا میں ایسا انسان آج تک مجھے اپنے قدموں پر کھڑا کرنا پڑا اور آج مجھ سے دور ہو گیا۔

قارئین مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا پلیز ضرور آغا گونا میری اپیل بن ان عاشقوں سے جو آج کل محبت کے نام کا بدنام کرتے ہیں پلیز ایسا مت کرو محبت انسان کو جینا اور رہنا سیکھانی سے سچو لوگوں نے پاک محبت کو کتنا گر ادیا ہے قارئین کرام میرے عادل کو کیسے کہوں کہ مجھ سے کورٹ میرج نہیں کرنا تو پلیز شادی کر لو ورنہ میں بھی کبھی خوش نہیں رہ سکتی یا اللہ میرے عادل کو اتنا خوش رکھ کے زندگی کی خوشی اسے دے۔

تو قارئین سچھی میری بیچہ شادی نہانی امید ہے کہ پسند آئے ال میری بیچہ اور عادل کے لیے ان کیجئے گا پلیز ساری دعاؤں کے ساتھ اور ال و جان سے بیچہ شادی اور عادل کو مبارک۔ نہ یہ تو آپ میری بیچہ سے کورٹ میرج کر لیں اور یا اپنی شادی کرالیں پلیز پلیز میرا پلیز اسے شادی۔

خیرم شہزادہ افضل کے نام

اتنی شدت سے تم میری رگوں میں اتر گئے ہو تمہیں بھولنے کے لیے نہیں کرنا ہو گا ماہوار کونولی

زیرینہ زاری کے نام

لا حاصل ہی تھی زاری

مگر محبت تمہیں سے ہے

سلمان بشیر بہا بنگلر

من سے ہونا رکھ گیا اور رات تو ایسی تھی اس لیے رات کو بات کر سکی تھی دن گزرتے رہے جب سکول جانی تو فون بھائی احمد کو دے دیا جب چھٹیاں ہوئی تو پاس رکھ لیتی اس طرح ہی میں نے بی ایس کی کر لیا تو عادل کے گھر والے میرا رشتہ لینے آئے تو میرے ابو نے انکار کر دیا آج میں سرکاری نیچہ ہوں اگر میں ان در سے پر کپنگی ہوں عادل کی جہ سے آج جو چھٹی بھی ہوں عادل کی جہ سے ہوں۔

عادل نے مجھے ایک نئی زندگی دی میرا اس تمہارے آج تک تمہارے ایک دوسرے کو غلط بات نہیں کی محبت تو ہر کی بات سے ہمارا محبت تک کا پلیر ہے عادل کے گھر والوں نے بہت رشتہ دیکھا میرے والد نے انکار کر دیا میرے ابو کو اور ال کو اتنی ہی اتنی بہت رشتہ دیکھی تھی ہے عادل کا جہاں سے کہ کورٹ یہ بیچہ نہیں کر لیں کے تمہاری شادی کرواؤ تمہاری شادی نہیں ہے جس کے لیے تمہارا تمہارا سو اور اب میرے ابو نے اپنے کسی شادی کو حافظہ آج کو میرا رشتہ دے لیا۔

میں عادل سے بہت محبت کرتی ہوں اس دار میں آج بھی اس طرح سے لڑکے ہیں اتنی محبت نے جو اتنی محبت کر کے ابھی کسی کی عزت کا خیال رشتے ہیں عادل نے مجھ سے اتنی محبت کی اور آج ابو کی عزت کا بھی خیال دکھ رہا ہے مجھے اپنی قسم دے رہا ہے کہ تمہاری بی بی گھر والوں کی چیز کی ضرورت ہو تو ہانا اور اپنا خیال رکھنا اور جو رسم خانا دی سے کہ میں یہ بی بی پاکستان آؤں گا اور نہ ہی شادی کروں گا یہ بھی میرے پیارے عادل کی بی بی محبت مجھے زندگی دے کر خود زندگی بنا گیا۔

قارئین آپ بتائیں نہ پلیز کہ میں کیا کروں

جون 2015

جواب عرض 31

میرا کوئی ہے

# تم کہاں ہو

۔۔ تحریر۔ محمد یونس ناز۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔

شیراز بھائی یا اسلام و نیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

انسان کب کسی بے وقوف کو یاد کرتا ہے مگر محبت کرنے والوں کو اتنی جلد فراموش کیا جاسکتا ہے جس کی نہ کسی طرح اس کی خیریت دریافت کر لیتا تھا مگر آج کل میں اس کے دیدار کو ترس گئی تھیں پندرہ سال کا ایک طویل عرصہ ہوتا ہے نا جانے وہ کس حال میں ہوگی کیا بھول کر بھی اس کو میری یاد آتی ہوگی کوئی لمحہ تو اس کو احساس ہوتا ہوگا کہ کبھی انہی نے کسی سے محبت کی تھی۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ تم کہاں ہو۔ رکھا ہے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی اور اپنی قیمتی رائے دیجئے گا۔ تمام دوستوں، قارئین اور سٹاف جو اب عرض کو دل کی اتھ گھبراہٹوں سے سلام، ہفت پیش کرتا ہوں اور اپنے جاننے والوں کا مشکور ہوں۔

ادارہ جو اب عرض کی پاس کی کوہ نظر رکھتے ہوئے میں سنہ دس کہانی میں شامل تمام تر واروں مقامات کے نام تہریل کر دینے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مستحق شخص انتہائی ہوگی جس کا ادارہ یا رکن فرد مددگار نہیں ہوگا۔ ان کہانی میں نیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

جانتے ہیں کبھی نہ کبھی ان کی یاد آتی جاتی ہے کوئی اداسی دل کو سرور کر دیتی ہے لیکن زبردور اپنے کے باوجود بس آدمی سے رابطہ نہ ہو یا ان کی کوئی خبر نہ ہو وہ کہاں سے کس حال میں سے کیسے تھی رہا ہے کیا کبھی اسے بھی میری یاد آتی ہوگی کیا زندگی کے قیمتی تین سال اس نے بھلا دیئے ہوں گے وہ جن کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھانی جاتی ہیں ریت کی دیوار ثابت ہو گئی ہیں کبھی تو وہ بھی مجھے محسوس کرتا ہوگا میرے بارے میں کیا کبھی اس کے دل میں کوئی خیال تو آتا ہوگا۔

نیا اس نے مجھے بھلا دیا ہوگا کیا وہ اپنی زندگی سے مطمئن ہوگا میرے سنگ بیٹھے ہوئے لحاظ دو کیسے فراموش کر گیا دل تاداں کو تسلی دے رہا ہوں اگر اس کے دل میں میرے لیے محبت ہوگی تو ضرور رابطہ کرے گا۔

کہتے ہیں کہ وقت کبھی لوٹ کر نہیں آتا اور نہ ہی انسان کبھی اپنے ماضی میں واپس آسکتا ہے اور جانے والے کب لوٹ کر آتے ہیں اگر وہ نہیں آتا تو جاتے ہی کیوں۔ نیا ماضی سے تمام رشتے ناطے ماضی محبت کے وعدے کو توڑ سکی کا ساتھ دیتا ہے اور یہ کوئی اپنے مطلب کی خاطر ہی تو رشتہ قائم رکھتا ہے اور جب مطلب پورا ہو جاتا ہے تو پھر انجان بن کر پاس سے گزر جاتے ہیں

ایک طویل عرصہ گزر گیا ان کی کوئی خبر نہیں بیماری سے پوچھا خزاؤں سے پوچھا مگر کوئی جواب نہ ملا انسان وقت گزرتے تو سب کچھ فراموش کر دیتا ہے مگر ماضی کی خوشگوار یادیں انسان کو کبھی نہ کبھی پریشان کر دیتی ہیں اور جن کے ساتھ اچھا وقت گزرا ہو وہ لوگ کب بھلائے

جون 2015

جواب عرض 32

تم کہاں ہو



Scanned By Amir



ایک لڑکی بار بار مجھے دیکھ کر مسکراتی تھی مگر میں نے کوئی توجہ نہ دی تھی اس طرح ہی وہ مجھے متوجہ کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی میں اسے وہم سمجھ کر بھول جاتا لیکن کب تک ایسا ہونا اور اب وہ ایک عادت سی بن گئی تھی۔

روزانہ ان لڑکیوں کا انتظار کرتا وہ کون ہیں کہاں رہتی ہیں مجھے اس چیز سے کوئی غرض نہیں بس ان کو دیکھ کر دل کو تسلی ہو جاتی یہاں ایک بات قابل غور ہے ان لڑکیوں نے نقاب کیے ہوتے اور اس بات کا اندازہ لگانا بھی مشکل تھا کہ کون سی لڑکی مجھے پسند کرتی تھی اس کشمکش میں دو ماہ کا عرصہ گزر گیا تھا ایک دن میں کسی کام کی غرض سے بازار جانے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں سے آج دو ہی لڑکیاں ہیں مگر حیرت اس بات کی کہ ایک نے آج نقاب کیا تھا اور ایک نے نہیں کیا ہوا تھا بلکہ اس کو دیکھ کر دل کو کچھ ہونے لگا اور دل ہی دل میں خیال آنے لگا کہ میرا محبوب کس قدر حسین ہے مگر دوسرے نئے سے آواز آئی ناصر پہلے اندازہ تو کرو گے تمہیں کون چاہتا ہے اور تم کس کو چاہتے ہو ابھی میں کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ وہ لڑکیاں گاڑی میں بیٹھ گئیں۔

یہاں پر یہ یاد دلاتا چلوں کہ یہ وقت تھا کہ لوگوں کے پاس بہت کم انی ٹرانسپورٹ ہوتی تھیں اور نہ ہی موبائل دور تھا بلکہ گھر میں بھی بہت کم لوگوں کو ٹیلی فون کی سہولت میسر ہوتی تھی وہ دور خطوط کا دور تھا یہ جولائی کی بات ہے کہ ٹیکس کام کی غرض سے اپنے دوست منیر سے ملنے گیا منیر سے یاد آیا کہ وہ تو اب اس دنیا میں نہیں رہا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے کیونکہ میں اور منیر اکٹھے ہی رہ چکے تھے اس نے فیملی

کسی سے میرے بارے میں ضرور پوچھتا مجھے خبر ہو ہی جاتی یہ تو پتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ اپنی زندگی میں مطمئن بھی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے مجھے بھلا دیا ہو میں تو خود بھی اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں یہ خیال اچھا ہے غالب والی بات ہے۔

ہاں یاد آیا کنول تم بدل گئی ہو تمہارے خیالات بدل گئے ہیں تمہاری محبت بدل گئی ہے یاد آیا تم کو محبت کا مفہوم کب یاد ہوگا اور یہ بھی یاد نہ ہوگا کہ تم نے کس کس سے محبت کی تھی تو ضرور چند لوگوں کے نام یاد ہیں جنہوں نے تم سے محبت کی میں کون ہوں شاید تم کو یاد بھی نہ ہوگا اور تم کو یاد کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے لیکن دل کہتا ہے کہ تم اتنی خود غرض نہیں ہو سکتی تھی نہ بھی تو تم سے سرراہ ملاقات ہو ہی جاتے کی۔ زندگی نے وفا کی تو تم سے اپنا قصور ضرور پوچھوں گا کہ تم نے مجھے کیوں ٹھکرایا کس کے لیے ٹھکرایا اور اب تم کیا سے کیا بن گئی ہو اب تو تمہارے بالوں میں سفیدی آگئی ہو گی حسن مانند بڑ چکا ہوگا وہ شرارتیں ہو مشرور پن سب کچھ ختم ہو گیا ہوگا آخر کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ ہاں بہت کچھ یاد آیا کیوں کہ محبت میں اتنا دم ضرور ہوتا ہے کہ وہ انسان کے ضمیر کو جھنجھوڑتی ہے۔

قارئین کرام اب آتے ہیں کہانی کی طرف آج سے ایک سال قبل کی بات ہے جب ہم بھی جوان تھے اور وہ بھی وقت گزرتا گیا پتا ہی نہ چلا کہ اتنا طویل عرصہ گزر گیا مگر وقت اور حالات کب ایک جیسے نہیں رہتے ہیں یہ سال 1993 اپریل کی بات ہے کہ میں مکان کے صحن میں کھڑا تھا کہ چند لڑکیاں سامنے راستے سے گزر رہی تھیں ان سے

ساتھ رہی ہوگی اور اس وجہ سے دو سو سو برس  
مکملے میں شفقت ہو گیا تھا اس نے کہا  
یار ناصر تم میرے گھر نہیں آتے او میں نے  
سوچا کہ چلو اس کا یہ شکوہ ہی دور کروں۔

دن کے دو بجے اس کے گھر کی طرف چل  
پڑا اور میرے گھر اس کے گھر کا فاصلہ ہیں منٹ کا  
تھا اس کے گھر پہنچا تو اس نے خوب خاطر تواضع  
کی اور ہم مکان کے سخن میں بیٹھ کر باتیں کرنے  
لگے یہاں آکر مجھے پتہ چلا کہ میرے خوابوں کی  
شہزادی تو یہاں رہتی ہے۔ مکان کی چھت سے  
لڑکیوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور پر مڑ کر  
دیکھا تو کنول مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی اس نے  
مجھے اشارہ کیا اور ایک کاغذ کا ٹکڑا میری طرف  
پھینکا۔ میں نے دوست سے کہا۔

یار میرے سگرت ختم ہو گئے ہیں اب کیا ہوگا  
اس نے کہا ناصر تم فکر میں بازار سے لے آنا  
ہوں وہ بازار گیا اور مجھے موقع مل گیا تو کنول نے  
مجھے مخاطب کر کے کہا۔

خط کا جواب ابھی دینا ہے اس نے خط میں  
لکھا ہوا تھا اس سوچ میں تھا کہ کہیں منیر نہ آجائے  
بہر حال میں نے خط کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔  
اس کے خط میں ایک لفظ کو غور سے پڑھتا گیا اور  
مجھے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہونے لگی کیونکہ ایسا  
پہلی بار ہوا تھا کہ کسی لڑکی نے خود پہل کی تھی اور  
مجھ سے محبت کا اظہار کر دیا تھا خط کی تحریر یہ تھی۔

جان سے پیارے اجنبی۔ سلام عشق۔  
بہت دن ہو گئے ہیں میں آپ کو پسند کرتی  
ہوں اور جس دن آپ کا دیدار نہ ہو میں رات کو سو  
نہیں سکتی ہوں میں بہت دہمی لڑکی ہوں مجھے

جو کہ مت دینا آئی لو یو۔ آپ کی اپنی کنول۔  
یہ خط پڑھ کر مجھے واپس کر دینا ہے میں نے  
اسی خط کے دوسری طرف مختصر سا جواب دیا جس  
کی تحریر یہ تھی۔

محترمہ آپ کا خط ملا ہے خد خوشی ہوئی کہ  
آپ مجھے پسند کرتی ہیں اور مجھ سے بھی محبت  
چاہتی ہیں تو ایک بات عرض کروں گا جو زندگی بھر  
تمہیں یاد دلائے گی جو تم ہو رہی مجھے سمجھ لو برابر  
کا سلسلہ سمجھ لو جس قدر تم مخلص ہو اس قدر میں بھی  
ہوں گا۔ فقط ناصر۔

میں اس خط کا جواب دے کر آیا اور گھر آ کر  
مجھے ایک بات پریشان کر رہی تھی اس نے اپنا ہی  
خط مجھ سے واپس کیوں لے لیا کہتے ہیں انسان  
جو ان کے نشے میں اندھا ہوتا ہے اور بہت سی  
باتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے اور جب اس کو احساس  
ہوتا ہے تو وقت گزر گیا ہوتا ہے اور پھر انسان بے  
بس ہی ہو جاتا ہے۔ اس نے خط کا سلسلہ شروع  
کر دیا اس کی چھوٹی بہن میرے گھر کے نزدیک  
اسی سکول میں پڑھتی تھی ایک دن میں اور دوسری  
فورتھ میں تھی میں ان سے خط وصول کر کے جواب  
بھی فوری دینا اس طرح ہی کسی کو شک بھی نہ ہوتا  
اور دو چھوٹی سی مضموم بچی قاصدہ کا کام کرتی میں  
نے اس کو اس کا ہر ممکن خیال رکھا اور اس کی پسند  
کے اٹھانے بھی اس کو دیتا۔

یہاں دن دنوں بچپن کا تعارف کروادوں  
تا کہ کوئی خلش نہ رہے ورنہ کہانی کے طویل ہو۔  
فردا اور ماہ نور فرورہ اس وقت دن میں تھی اس کی  
عمر سات سال کے لگ بھگ ہو گی جبکہ ماہ نور  
فورتھ میں تھی اس کی عمر دس سال کے لگ بھگ  
ہوئی ہوگی۔

جون 2015

جواب عرض 35

تم کہاں ہو

Scanned By Amir

ہوں ناصر تم گھر والوں کو لاؤ میرے گھر والوں سے بات کریں میں تم سے شادی کروں گی۔ میں نے گھر والوں سے بات کی ہے مگر یہ میری غلط فہمی تھی کہ گھر والوں نے کہا۔

زندگی ہے تمہاری تم نے جو بھی فیصلہ کرنا ہے اپنے مستقبل کے لیے ہی کرنا ہے مگر اتنا ضرور سوچ لینا کہ کہیں کوئی غلط فیصلہ نہ کرنا میں نے کنول کو کہا۔

میرے گھر والوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اپنے گھر والوں کی بات کرو وہ مان بھی جائیں گے یا نہیں تم اپنے گھر میں بات چلاؤ پھر اس کا کوئی حل نکل سکتا ہے۔

کنول نے شادی کب کرنی تھی وہ تو اس وقت کی تلاش میں تھی کہ کب اس کی شادی ہو اور وہ یہاں سے پٹی جائے اس دوران اس کی دو اہلیوں سے اور جنسی رابطے تھے میں تو سادہ انسان تھا جو اس کی ہر بات کو حقیقت سمجھ لیتا تھا اس کی ہر بات کو بوجھ کر مستقبل پر اڑا کر دیتا تھا۔

وقت نے کب کا کب پتا چلتا ہے یہ تو گزری جا رہی ہے وقت کب کب نکلا نکلتا کرتا ہے۔ کنول سے کبھی کبھی ملاقات نہ جاتی تھی اور وہ اس قدر بدشیر رہتی کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا اس دوران میرے ایک دوست کے ساتھ اس کا چکر تھا اور دونوں کے درمیان میں طویل ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا تھا مگر اس نے بھی مجھے محسوس نہیں ہونے دیا اور نہ ہی مجھے بھی اس پر شک ہوا تھا کیونکہ اس نے مجھے اتنے خطوط لکھے تھے کہ جن کی تعداد ہزاروں ہوگی۔ ایک دن اس نے مجھے ملاقات کے لیے بلا یا میں اس کے گھر چلا گیا۔

قارئین جس دن اس نے مجھے اپنے گھر میں

خطوط کا سلسلہ چلنا رہا اور وقت تیزی سے گزرتا رہا میں اس کو خط کا جواب دیتا اور ساتھ ہی اس کا خط بھی واپس کر دیتا لیکن اس کے خط کی فونو کاپی کروا کر پاس رکھ لیتا آہستہ آہستہ محبت پر دان چڑھتی رہی اور اب تو کنول کے بنا رہتا محال ہو گیا تھا مگر وہ تو صرف وقت گزری کے لیے ایسا کر رہی تھی مگر میں اس کے اس معاملے میں کافی بے سنجیدہ تھا اور بات شادی تک جا پہنچی۔

دوستو بندہ کس پر اعتماد کرے کنول میرے ساتھ مخلص ہی کب تھی میرے علاوہ اس کے تعلقات بہت سے لوگوں سے تھے مگر میں بھی اس طرف دھیان نہیں دیتا تھا کیونکہ جو بندہ دل نہ صاف ہو وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح کا ہی بھتا ہے۔ اس دوران میرے ہی کسی دوست سے اس کا چکر تھا اور مجھے یقین ہی کب تھا کہ وہ کسی اور سے محبت کر سکتی ہے بلکہ مجھے یقین اس دن آیا جب ان دونوں کو ملنے دیکھا بہر حال دل تو پاگل ہوتا ہے۔

ایک دن بازار میں کنول کی کزن مل گئی ساتھ میں کنول نہیں تھی اس کی کزن جو کہ مجھے بھائی کہتی تھی وہ مجھے سمجھنے لگی۔

بھائی کنول تمہیں دھوکہ دے رہی ہے اس کی منگنی گاڈاں میں ہو چکی ہے اور وہ جلد ہی اس کی شادی ہونے والی ہے آپ اس کے چکروں میں مت پڑیں یہ آپ کے علاوہ بھی لڑکوں کو بے وقوف بنا چکی ہے۔

میں نے کنول سے پوچھا تو اس نے جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ یہ تم سے جلتی ہے اس لیے آپ کو بے وقوف بنا رہی ہے اس کی تو کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی میں کسی اور سے شادی کا تصور بھی کر سکتی

جی کوئی قدر ہوتی ہے ورنہ بے وفا لوگوں کو سہل  
 سکھانا کوئی مشکل بات نہیں ہے محبت کرنے  
 والے ہمزاد جوتے ہیں اور ایک دوسرے کی  
 خوبیوں سے واقف ہوتے ہیں۔ کنول نے مجھے  
 ایسے بھنایا جیسے نہ تھے کے سر سے سینک غائب  
 ہو جاتے ہیں میں ایک بار پھر ٹوٹ کے بکھر گیا اور  
 سوچتا رہا کہ سب محبت کرنے والوں کے ساتھ ایسا  
 ہی ہوتا ہے۔

گود لگی دل کو بہت بچایا ہم نے مگر  
 چوٹ سدا وہاں لگتی ہے جہاں زخم ہوتا ہے  
 اور 1997 میں اس کی شادی ہوئی اور ایک  
 دو بار اس کے گھر فون کرنے کی کوشش کی مگر اس  
 نے فون اٹھانے کی زحمت ہی نہیں کی فون اس  
 کے والد ہی اٹھاتے رہے اور آہستہ آہستہ اس  
 کو بھلائے کی کوشش کی وقت تیزی سے گزرتا گیا  
 1999 میں اس کا ایک خط موصول ہوا  
 جس میں اس نے کہا کہ میں لڑائی تاریخ کو دور بار  
 پر آ رہی ہوں اور آپ سے ملاقات کرنا چاہتی  
 ہوں میں بہت خوش ہوا چلو اس کو احساس ہوا ہے  
 مگر وہ تو بدل چکی تھی دور بار پر آتے ہی اس نے کیا  
 ناصر میری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں مگر میں ابھی  
 اولاد کی نعمت سے محروم ہوں تم کہیں تم نے مجھے  
 غصہ آ گیا مگر برداشت کر گیا اور کہا۔

کنول یہ سب اور والے کا کمال ہے وہ  
 انسان کو آزما تا ہے تم صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہاری ہر  
 خوشی پوری کریگا اور پھر الوداع ہو گئی پھر میں نے  
 رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی اور میری بھی شادی  
 ہو گئی۔

انسان کب کسی بے وفا کو یاد کرتا ہے مگر  
 محبت کرنے والوں کو اتنی جلدی کب فراموش کیا جا

ہلایا تھا اور دونوں پکڑے بھی گئے تھے مگر آج تک  
 حیران ہوں کہ میں اس کے گھر چلا گیا اس نے  
 ایک رام کہانی سنائی اور جب میں اپنے گھر واپس  
 آنے لگا تو پتھ لوٹ تاک میں تھے اندھیرا تھا مجھ  
 پر کسی کی نظر نہ پڑ سکی ورنہ میں بھی پھنس جاتا۔

کنول کے رشتے کی بات کہی ہوئی اب اس  
 کو کوئی لڑکا بیک میل کر رہا تھا کہ مجھے ملو ورنہ میں  
 تمہاری تصویریں اور خط تمہارے گھر والوں کو  
 دکھاؤں گا کنول نے مجھے خط لکھا کوئی آدمی تجھے  
 تنگ کر رہا ہوں اس کی ضد ہے کہ وہ مجھ سے  
 آخری بار ملاقات کرنا چاہتا ہے اور وہ مجھے خط اور  
 تصویریں واپس کر دے گا میں نے ان کے ملانے  
 کی حاجی بھرنی اور دونوں کی ملاقات کنول سے گھر  
 میں ہوئی کنول کے والدین کہیں گئے ہوئے تھے  
 جب اس کی بہن اس کی ہمزاد تھی۔

قارئین ان کی ملاقات ہوئی اور پھر کنول  
 نے رابطہ منقطع کر دیا اور مجھے خط لکھا جس کی تحریر  
 کچھ یوں تھی۔۔۔۔۔ ڈیر ناصر۔

سلام محبت۔۔۔ جان میں مجبور ہوں آپ  
 سے شادی نہیں کر سکتی ہو سکے تو مجھے بھول جاؤ اور  
 بہت ہی جلدی میری شادی ہو رہی ہے اور جن  
 سے میری شادی ہو رہی ہے میں بھی اسے پسند  
 کرتی ہوں آئندہ کبھی میرے راستے میں نہ آنا اور  
 نہ ہی بھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنا۔

فیظ کنول۔  
 خط پڑھا تو احساس ہوا کہ اس دنیا میں ہر  
 کوئی ایک مخصوص عرصے کے لیے محبت کے نام پر  
 ڈرامہ کرتا ہے اور مطلب پورا ہونے پر راستہ بدل  
 لیتا ہے۔ مرنا کیا نہ کرتا اور آدمی کر بھی گیا سکتا ہے  
 سوائے افسوس کہ دکھ کے انسان اور انسانیت کی

سکتا ہے میں کسی نہ کسی طرح اس کی خیریت دریافت کر لیتا تھا مگر آنکھیں اس کے دیدار کو ترس گئی تھیں پندرہ سال کا اک طویل عرصہ ہوتا ہے تا جانے وہ کس حال میں ہوگی کیا بھول کر بھی اس کو میری یاد آتی ہوگی کوئی لمحہ تو اس کو احساس دلاتا ہوگا کہ کبھی اس نے کسی سے محبت کی تھی۔

پھر سال 2005 کا زلزلہ ہوا اس کے ہر جانب سے والے سے اس کی خیریت کا پتہ کرتا رہا اور اس کی ایک کزن سے ملاقات ہو گئی اس نے بتایا کہ زلزلہ میں اس کی ایک ٹانگ زخمی ہو گئی تھی۔ میں نے اس کے گھر میں فون کر کے خیریت دریافت کرنے کی کوشش کی مگر نام کام رہا ہوں اب تو زلزلہ کو بھی نو سال کا عرصہ گزر گیا ہے اس کی کوئی خیریت نہیں وہ کہاں ہے کس حال میں ہے خوش بھی ہے کے نہیں میری تو دعا ہے کہ وہ جہاں بھی ہے خوش رہے اور اس کو ہر خوشی ملے جس کی استحقاق تھی۔ کنول تم نے کبھی پلٹ کر نہیں دیکھنے کی کوشش کی ورنہ تمہیں بھی فخر محسوس ہوتا ہے تمہاری محبت ترقی کی کن منازل کو عبور کر چکی ہے۔ کنول میں خوش نصیب ہوں کہ آج اس مقام پر ہوں جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا صرف آسموس ہے اس بات کا کہ محبت کے معانی میں اتاڑی تھا اور جلدی ہی لوگ مجھے بے وقوف بنا لیتے ہیں سب کچھ ملے مگر محبت نہ ملے تو انسان کی زندگی کس کام کی نہیں ہوتی۔

کنول اب تو عمر گزر گئی ہے نہ تو وہ جوانی رہی اور نہ ہی وہ ادا نہیں مگر جذبہ ضرور دل میں ہوتا ہوگا کہ بھی نہ کبھی کوئی شخص تم کو ضرور ستانے کا گم کو احساس ضرور ہوگا کہ محبت کبھی مر نہیں سکتی اور نہ ہی محبت کے لیے عمر کی قید ہوتی ہے جذبات کا

تعلق دل سے ہوتا ہے اور دل کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ جس دن آدمی کو احساس ہو جائے کہ دل بوڑھا ہو گیا ہے تو تو یہی سوچ لیا جائے گا کہ انسان میں زندہ رہنے کی صلاحیت ختم ہو گئی ہے۔

کنول تم کو یاد ہو گا تم نے مجھ سے کیا کہا تھا وعدے کیے تھے شاید کہ تم عمر کے اس حصے میں ہو جہاں تمہیں کچھ یاد نہیں ہو اور تم کو یہ بھی یاد نہ ہوگا کہ کبھی کوئی شخص ناصر بھی تمہاری زندگی میں رہا تھا جس دن بھلا دوں تیرا پیار ول سے وہ دن آخری ہو میری زندگی کا۔ اب سوچنا تم نے مجھے بھلا بھی دیا ہے اور زندہ بھی ہو تمہاری قسم کہاں گئی وہ وعدے ساتھ جینے مرنے کے یہ سب کہاں تھا کیا اس کا نام محبت ہے۔

کنول آخر تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا معصوم دل تھا اس کو یہی توڑ دیا تم نے میں ایک انسان ہوں اور کبھی نہ کبھی تمہاری یاد آتی جانی ہے اور سوچتا ہوں گھر کی جانب جانی ہوئی ہر گلی اور راستے سے مجھے کتنا پیار ہے۔

کنول اب بھی میں تمہارے والدین کے گھر کے نزدیک ہی جاتا ہوں میری نگاہیں وہی مرکز ہوتی ہیں سب تمہارے گھر کے سامنے گاڑی کھڑی کر کے کچھ دیر تک دیکھتا رہتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ شاید تم آئی ہو اور ابھی مجھے دیکھ کر پکار دو گی مگر ہمیشہ مایوس ہی ٹوٹ آتا ہوں مگر میں نے ہمت نہیں ہاری اور کوشش جاری ہے دل کو ایک امید ہے کہ تم لوٹ آؤ گی۔ اب تو تمہارے بچے بھی بڑے ہو گئے ہوں گے اور وہ بھی عمر کے اس حصے میں ہو گئے دو چار سال بعد وہ بھی کسی قابل ہو جائیں گے۔

ہاں کنول میں تو بے وقوف تھا اور شاید اب



نی بے خوف ہوں جو مہارانی اس لکائے بیٹھا ہوں جانے والے کب لوٹ کر آتے ہیں اگر ناہوں نے آنا ہوتا تو وہ جا میں ہی کیوں۔

کنول آخر تم کہاں ہو کس حال میں ہو اپنی زندگی میں خوش ہو بھی یا نہیں۔ اتنا طویل عرصہ گزر گیا تم نے واپس پلٹ کر دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی آخر ایسا کیوں سے میرا تصور کیا ہے کنول کاش تم نے مجھے سمجھنے کی کوشش کی ہوتی محبت کا آغاز تم نے کیا محبت کا اقرار تم نے کیا اور ہر وعدہ تم نے کیا

ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں میرے ہر دکھ درد میں شریک ہونے کی قسمیں تم نے کھائی کہاں گئے سارے وہ وعدے اور وہ قسمیں سب ریت کی دیوار ثابت ہوئے لوگ تو اک پل کی محبت کو صدیوں یاد رکھتے ہیں اور تم نے ایسی نہ تھی اور نہ تم حالات کے ہاتھوں مجبور تھی آخر میرے دل کو کھلونا سمجھ کر توڑ دیا کہاں کا انصاف ہے میرا جرم کیا تھا مجھے کس بات کی سزا دی تم نے میں اتنے عرصے سے اپنا جرم تلاش کر رہا ہوں میرا ضمیر مطمئن ہے مگر دل میں اک خلش ہے کہ تم نے آخر مجھے کیوں چھوڑا کیوں۔

کنول تم کو تلاش کون سی کون سی مشکل بات ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ تم میرے پاس وقت نہیں دہرتے تم مجھے بہتر چاہتی ہو میں سوچتا ہوں کہ تمہارا گھر آباد ہے اور تمہیں میری وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہو ورنہ تم میں اور مجھ میں کیا فرق رہ جائے گا ورنہ ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے تم تو مخلوق ہو ہاں کنول تم نے بھی مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ زندگی وفا کی تو ہمارا رابطہ صرف جواب عرض کے ذریعے ہو گا کنول اتنا تو بتا دو کہ کس حال میں ہونا صبر کو یاد کرو نہ کرو مگر اتنا بتا دو تم خوش تو ہو

نہ دواملے نہ دعا ملے خدا کرے

تیرے سینے میں درد اٹھا کرے

جو تو موت کی کرے آرزو

تیری اور بھی عمر دراز کرے۔

قارئین کرام یہ بھی نا صبر کی داستان محبت اپنی

آراز سے ضرور نوازیں میری اینٹہ کنول سے

استدعا ہے کہ وہ جہاں بھی ہو نا صبر سے ضرور رابطہ

کرے۔

کنول تم ایک عام سی لڑکی ہی تو تھی لوگ کہتے تھے کہ تم میں کوئی خوبی نہیں مگر میں تمہیں کنول کا نام دیا تم کو خود سے بڑھ کر چاہا لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہ کی تم نے میرے ارمانوں کا خون کیوں کیا۔ تم نے تو مجھے اپنوں سے جدا کیا مجھے اپنی ہی نظروں سے گرا دیا تمہارے بارے میں میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی تمہارے ساتھ رہا ہوں کبھی تمہارے ساتھ کوئی بددیانتی نہیں کی اور تمہاری عزت کی مگر تم نے مجھے صلہ کیا دیا۔

کنول افسوس رہا ہے مجھے اپنی محبت پر اپنی

جون 2015

جواب عرض 39

تم کہاں ہو

Scanned By Amir

# ایسا بھی ہوتا ہے

-- تحریر۔ ایم اشرف سانول۔ ڈاہرا نوالہ چشتیاں۔ بہاولنگر۔

شہزادہ بھائی۔ السلام ویکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ میری حالت دیکھ کر میری بہن نے سانول کو بلایا اور کہنے کہ سانول مجھے تم ایک اچھے انسان تھے۔ دو اور ایک اچھے دوست بھی ہو اور میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ تم میرے بھائی کو سمجھاؤ کہ وہ کوئی غلط قدم نہ اٹھائے اور اپنی پڑھائی جاری رکھے اور اسے اس سے بھی کوئی اچھی لڑکی مل جائے گی وہ ابھی کم سن ہے تم دونوں اچھے دوست ہو اور اس نے اس لڑکی کو پہلی بار دیکھا تھا اور کہتا ہے کہ میں اس سے شادی کروں گا اور اگر میرے ابو کو پتا چل گیا تو کیا سنے گا وہ ابو کے بچپن کے دوست ہیں اور اس طرح دوستی میں خلل پڑ جائے گا۔ قارئین میں نے اس کہانی کا نام ایسا بھی ہوتا ہے رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔

بارہ جواب غرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اور شہر ڈاہرا نوالہ میں داخلہ لے لیا میرے گھر والے بہت خوش تھے کہ ہمارا بیٹا پڑھ کر ہمارا نام روشن کرے گا کیونکہ ہمارے گھر میں کوئی بھی میٹرک پاس نہیں تھا سوائے میری بہن کے جو مجھ سے بڑی تھی۔ ہمارا خاندان غریب ہے اور رہا رہے خاندان میں باقی سے بہت امیر ہیں سب کے رقبے وغیرہ ہیں لیکن ہم پھر بھی خدا کا شکر کرتے ہیں میرے بھائی شہر میں محنت مزدوری کرتے تھے باقی دو بڑے بھائی اور ایک بہن کی شادی کر دی ہے جو اپنے اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں۔

اب میں اپنی اصل کہانی کی طرف آتا ہوں میرے ابو کے بچپن کے دوست ہیں جو کئی سالوں کے بعد ہمارے گھر آئے تھے ابو بہت خوش تھے لیکن وہ امیر ہیں اور پھر بھی وہ میرے ابو کو اپنا

یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا سنائے گا داستاں میری مزہ تو تب ہے کہ اسے لگ جائے زباں میری کہانی میرے ایک دوست کی ہے آئیے یہ اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام علی ہے اور میں ڈاہرا نوالہ کا رہنے والا ہوں اور میری ملاقات میرے دوست سانول ڈاہرا نوالہ سے ہوئی تو میں نے اس کو اپنی خود بخوبی داستاں سنائی کہ میرا خاندان نوافراہ پر مشتمل ہے جس میں سب سے چھوٹا ہوں جب میں پیدا ہوا تو میرے گھر والوں نے بہت خوشی منائی پھر آہستہ آہستہ میں پانچ سال کا ہو گیا اور میرے گھر والوں نے مجھے گاؤں کے ایک سکول میں داخل کروا دیا اور میں نے وہاں پانچویں تک اچھے نمبروں سے پڑا اس طرح ہی وقت گزرتا گیا اور میں اچھے نمبروں سے آٹھویں کلاس بھی پاس کر لی

جون 2015

جواب عرض 40

انتظار

Scanned By Amir



Scanned By Amir



دوست ہانتے تھے اور ہم نے خوب ان کی خاطر تواضع کی اور جاتے وقت انہوں نے ابو سے کہا کہ وہ بھی ہمارے گھر آیا کریں لیکن ابو نے انکار کر دیا۔

پھر انہوں نے اپنی دوستی کا واسطہ دے کر کہا تو میں بھی ان کے پاس کھڑا تھا تو ابو نے ہاں کر دی پھر وہ چلے گئے ابو نے شام کو سب بھائیوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ وہ لوگ امیر ہیں اور شاید وہ اچھا نہ سمجھیں پھر فیصلہ یہ ہوا کہ ہم ان کے گھر ایک وفد ضرور جا میں گے تو ابو نے کہا کہ علی ہم دونوں ان کے گھر جائیں گے اس وقت میرے امتحان میں تین ماہ باقی رہ گئے تھے میں ان کے گھر بچپن میں گیا تھا اور میں نے وہاں ایک لڑکی دیکھی تھی جو بہت خوبصورت تھی اور اب مجھے اس دن کا انتظار تھا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کیا غم کیا خوشی معلوم نہیں  
وہ اپنے ہیں یا اجنبی معلوم نہیں  
جس کے بغیر ایک پل بھی گزرتا نہیں  
کیسے گزرے گا یہ دن معلوم نہیں  
سانول آخر وہ دن بھی آگیا کہ انہوں نے کال کی کہ آپ اس عید کے فوراً بعد ضرور آئیں گے تو ہم جانے کے لیے تیار ہونے لگے مجھے پتہ تھا کہ جس لڑکی کو میں نے بچپن میں دیکھا تھا وہ انکل کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہے اور پھر ہم ان کے گھر چلے گئے ابو کے دوست بہت خوش تھے کہ آج ان کے دوست ایک لمبے عرصے بعد ان کے گھر آئے ہیں پھر انہوں نے ہماری خوب خاطر تواضع کیا اور آئی نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور پوچھا کہ بیٹا تم کس کلاس میں پڑھتے ہو میں نے کہا 9th میں انہوں نے پوچھا کہ بیٹا آپ کے

امتحان کب ہونے ہیں میں نے بتایا تو انہوں نے مجھ سے بہت اچھی باتیں کیں اور پھر انہوں نے کہا بیٹا تم یہاں بیٹھو میں تمہارے لیے کافی لے کر آئی ہوں اور میری بیٹی بھی سکول سے آنے والی ہے اتنے میں دو لڑکیاں میرے کمرے کے سامنے سے گزریں اور میرا دل کہتا تھا کہ ان میں سے ایک وہ ہے جس کو میں نے بچپن میں دیکھا تھا اتنے میں کھانے کا ٹائم ہو گیا اور ہم سب دسترخوان پر بیٹھ جاتے ہیں اور کھانے کے دوران نمک کی کمی محسوس ہوتی ہے اور وہ اپنی چھوٹی بیٹی کو آواز دیتے ہیں کہ نمک لاؤ اور میں بھی آہستہ آہستہ کھانا کھا رہا تھا تو انکل نے کہا کہ بیٹا آپ شرمناک مت آپ کا اپنا ہی گھر ہے اتنے میں ان کی بیٹی نمک لے کر آ رہی تھی اور میں نے اس کی طرف دیکھا اور وہ مری طرف دیکھتے ہی دیکھتے نمک کی ڈبیا میری پلیٹ میں گرا گئی اور میری شرٹ خراب ہو گئی اور میں جلدی سے کھڑا ہوا گیا تو اس نے مجھے سوری کہا اور اندر چلی گئی۔

انکل نے کہا بیٹا اپنے کپڑے صحیح کر لو لیکن میں نے انکل بس میں نے کھانا کھا لیا ہے اور میں دوسرے کمرے میں بیٹا اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کو میں نے بچپن میں دیکھا تھا اور میں اسی کے خیالوں میں گم تھا کہ جب اس نے سوری کہا تھا تو میری جان ہی لے گئی کہ اس کی اتنی سریلی سی آواز اور اتنی پیاری ہنکھیں تھی کہ جس طرف بھی دیکھے قیامت ہی برپا ہو جائے اور کسی نے شاعر کے بقول۔

اس کے اندر گفتگو میں مزہ ہی کچھ ایسا تھا سانول  
کہ اُر دل نہ دیتے تو جان چلی جاتی  
اور وہ بہت خوبصورت تھی اور میں اسی کے خیالوں

میں رونے لگا میں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور میں نے سارا دن میں کچھ نہیں کھایا اور مجھے میری بہن نے بتایا کہ جس کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی ہے وہ لڑکا صرف مڈل پاس ہے اور ویسے وہ لڑکا بد صورت بھی ہے۔ لیکن بنایا تو خدا نے ہے لیکن چلو جو بھی ہے خدا نے بتایا ہے لیکن اس کی عمر بھی بہت زیادہ تقریباً لڑکی سے آٹھ دس سال بڑا ہے بس مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ وہ اس لڑکے کے ساتھ خوش رہ سکے گی لیکن میں تو اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا اور مجھے آنٹی پر خاصہ بھی بہت آیا کہ انہوں نے دولت دیکھی ہے اور یہ انہوں نے اپنی بیٹی کے ساتھ اچھا نہیں کیا کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

مت تول دوست کو دولت کے ترازو میں

اہل وفا اکثر غریب ہوا کرتے ہیں

لیکن میری تو یہ دعا ہے کہ بس وہ جہاں بھی رہے خوش رہے لیکن دوستو میری آپ سے ایک اچیل ہے کہ جس سے آپ پیار کرو اس سے اظہار کرنے میں دیر نہ کرو ورنہ زندگی بھر میری طرح بہت پچھتاؤ گے اور اب میں اسے بھولنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔

میری حالت دیکھ کر میری بہن نے سانول کو بلایا اور کہا کہ سانول مجھے تم ایسا اچھے انسان لگتے ہو اور ایک اچھے دوست بھی ہو اور میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ تم میرے بھائی کو سمجھاؤ کہ وہ کوئی غلط قدم نہ اٹھائے اور اپنی پڑھائی جاری رکھے اور اسے اس سے بھی کوئی اچھی لڑکی مل جائے گی وہ ابھی کم سن ہے تم دونوں اچھے دوست ہو اور اس نے اس لڑکی کو چھٹی بار دیکھا تھا اور کہتا ہے کہ میں اس سے شادی کروں گا اور اگر

میں گم تھا کہ آنٹی نے کہا کہ تمہارے پاپا بلا رہے ہیں تو ہم گھر کی طرف چل دیئے اور سارے سفر میں اسی کے بارے میں سوچتا رہا اور جب میں گھر پہنچا تو گھر والے پوچھتے کہ بیٹا آپ کو کیا ہو گیا ہے کیوں اداس رہتے ہو تو میں نے کہا کچھ نہیں بس وہ امتحان نزدیک ہیں اس کی فکر میں ہوں لیکن مجھے تو اسکی فکر تھی کہ میں نے اس سے پیار کیا ہے اور اس کو کیسے بھلاؤں پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ پہلے اپنے پڑھائی پوری کروں گا پھر اس کے بارے میں سوچوں گا اور میں سوچ ہی رہا تھا کہ کیسی ہے یہ جو محبت اتنی چھوٹی عمر میں ہو گئی تھی بس یہی میری پہلی اور آخری محبت تھی اور پھر میں روزانہ کی طرح سکول جانے لگا اور میں بہت خوش تھا کہ میں اسے حاصل کر کے ہی رہوں گا۔

ایک دن ابو کے دوست اور ان کی بیوی ہمارے گھر آئے اور ہم نے ان کی بہت خدمت کی اور میں آنٹی کے پاس جا کر ان کو ملا اور میں اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا اور مجھے پتا تھا کہ وہ کسی کام سے ہمارے گھر آئے ہیں اور پھر ابونے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا تو انہوں نے بتایا کہ ہم اپنی چھوٹی بیٹی کی منگنی کرنے گئے تھے اور آنٹی پھر میری بہن کو بتانے لگی کہ وہ ہم سے بھی زیادہ امیر ہیں اور ان کی زمین بھی ہے اور شہر میں کافی کاروبار ہے اور بہن نے مجھے آکر بتایا کہ وہ اپنی چھوٹی بیٹی کی منگنی کرنے گئے تھے اور میری بہن کو میرے بارے میں سب کچھ پتا تھا اور اس نے کہا کہ وہ تمہیں نہیں ملے گی اب وہ کسی اور کی ہو گئی ہے اب تم اپنی پڑھائی کرو اور تمہیں اس سے بھی زیادہ اچھی لڑکی ملے گی۔

نڑکیاں تو ہوتی ہی تعریف کے قابل نہیں ہوتیں۔ حسن والوں کی دیکھی ہے ادا یارو ہوتے ہیں یہ بہت بے وقار یارو انہیں کیا کسی کے دل ٹوٹنے کا کر دیتے ہیں یہ ظلم کی انتہا یارو پہنے ہنس ہنس کر بلاتے ہیں اپنے پاس دے دیتے ہیں پھر موت سے سخت سزا یارو اپنی کہتے ہیں کسی کی سنتے ہی نہیں جیسی ہوتی ہے ان کی رضا یارو حسن والوں سے خدا سب کو بچائے بن جاتے ہیں پھر زمانے کے خدا یارو سانول کہتا کہ کہ محبت مت کر اکثر لڑکوں میں یہ بہت بری عادت ہوتی ہے کہ جو بھی حسین ہوتی ہے بس اس کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو میں دن لڑکیوں کو بتانا چاہتا ہوں جو اب اس مرحلے سے گزر رہی ہیں اور جو نہیں گزری ان کو سوچ سمجھ کر چننا چاہئے کہ ایسے لڑکوں سے بچو اور دوستو یہ لڑکیاں ایک پھول کی مانند ہیں اگر ہم ان کو زبردستی سے پیش آئیں گے تو یہ پھول کھڑ جائے گا اس لیے ان کو ہمیشہ سچے دل سے چاہنا چاہئے اگر ہم ان کو سچے دل سے چاہیں گے تو پھر مزہ آئے گا زندگی انجوائے کرنے کا۔

دوستو اگر کسی سے بہار کیا ہے تو اس کی خوشی میں اپنی خوشی سمجھو ہمیشہ اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرو اس کا دل مست دکھاؤ یہ غزل میرے دوستوں کے نام۔

اے دوست تیری دوستی کی اور کیا مثال دوں تجھے اپنوں سے زیادہ اعتماد دوں جب تو ساتھ نہ ہو تو میں تنہا رہتا ہوں

میرے ابو کو پتا چل گیا تو کیا بنے گا وہ ابو کے بچپن کے دوست ہیں اور اس طرح دوستی میں خلل پڑ جائے گا۔

باجی نے کہا کہ سانول میرے پاس آتا ہے اور غصے سے کہتا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ میں آپ کا دوست ہوں پھر میں نے اس کو سارا واقع سنایا اور سانول نے مجھ سے کہا کہ ابھی ہماری عمر ہی کیا ہے اس پیارویار کو چھوڑو یار چکروں میں نہ پڑیں تو اپنے خاندان کے آخری چراغ ہو اور تمہیں گھر والوں کے سپنوں کو پورا کرنا ہے اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے جس طرح تمہارے بھائی شہر میں محنت کر رہے ہیں مزدوری کر رہے ہیں اسی طرح تم نے اگر نہ پڑھا تو تمہیں بھی مزدوری کرنا پڑے گی تو اس کو بھول جاؤ اور اپنی پڑھائی جاری رکھو اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے سوچو کہ وہ تمہارے لیے کیا چاہتے ہیں۔

میں نے سانول سے کہا کہ وہ میرا پہلا اور آخری پیار ہے اور سانول نے مجھ سے کہا ابھی تو اس کی مچھنی ہوئی ہے ابھی شادی تو نہیں ہوئی تا تو سانول نے مجھے بہت سمجھایا اور میں نے کی بات مان لیا اور اپنی پڑھائی جاری رکھی اور مجھے اپنے دوست پر ناز ہے کہ وہ بھی لڑکی کی طرف نہیں دیکھتا اور وہ ایک اچھا لڑکا اور اس کے ساتھ شرمیلا بھی ہے اور اگر وہ اتنا شرمیلا نہ ہوتا تو اسے آج اپنی محبوب کے ساتھ زندگی گزارنی نصیب ہو جاتی آج کل کے لڑکوں پر مجھے ہنسی آتی ہے اور غصہ بھی کہ وہ صرف حسن کو دیکھتے ہیں دوستوں کو اپنا بنایا ہو یعنی جو آپ کو اچھا لگے اس کی صرف صورت کو نہیں بلکہ اس کی سیرت کو دیکھنا چاہئے کیونکہ

۱. ہمیں وہ زخم دو جانا جو ساری عمر نہ بھریا میں  
جو جلدی بھر کے مٹ جائیں وہ زخم اچھے  
نہیں لگتے

تمہیں ہر غزل میں لکھنا دستور ہے ہمارا

لیکن  
میر محفل تیرے چرچے مجھے اچھے نہیں لگتے  
میں چاہت کی اس منزل پہ آ گیا ہوں جانا  
تمہارے چاہنے والے مجھے اب اچھے نہیں  
لگتے  
سجاد علی 942 کلیاتی

غزل

تم سے پیار کر کے فضا کار ہو گئے  
خود اپنے ہی خیالات سے بیزار ہو گئے  
ہر سمت کھلتے تھے جاہتوں کے پھول جانا  
تیری نثر سے وہ بھی انکار ہو گئے  
تو نے نہ دیا تھا سہارا ہم کو مشکلوں میں  
گر پلٹ کے جو آئے تو درد یوں مسما ہو گئے  
ہر ایک سے کرتے رہے تیرے حسن کی تعریف  
پیار کے لفظوں کو سمیٹا تو وہ اشعار ہو گئے  
دیکھا جو مڑ کے گزرے ہوئے دنوں کو جاوید  
ہم اپنے سائے سے ہی مسر ہو گئے

یاد نہ کرو اس بے مروت کو تو وقت گزرتا ہی  
نہیں  
نجانے کیوں لوگ غیر یوں سے اتنی نفرت  
کرتے ہیں

جب سے کھویا ہے اس کو زندگی ویران ہی  
ہے  
ہو جا کر ویا رو پھر کوئی ایسے آبرو تمام لے ولی  
کو  
ایم ولی

جون 2015

جواب عرض 45

انتظار

کہیں تیری یاد میں اپنی جان نہ گنوا دوں  
لوگ کہتے ہیں کہ تم اس کو چھوڑ دو  
لیکن میں اس کے لیے ہر حد کو توڑ دوں  
میری دوستی میں کبھی شک مت کرنا  
اگر تو کہے تو تیرے قدموں میں اپنی پلکیں بچھا دوں  
بہت دیکھے ہیں مطلبی دوست اس دنیا میں  
لیکن میرا دوست ایسا نہیں یہ ہلت میں لوگوں کو تاداؤں  
اب قارئین کے نام غزل اور اپنی قیمتی رائے  
ضرور دیجئے گا۔

آ جا کہ اب تھک گیا ہوں کر کے انتظار تیرا  
میرے دل میں میری دھڑکنوں میں تو ہے  
میری رگ رگ میں بسا ہے تیرا پیار  
رہوں گزر گئے تجھے دیکھے ہوئے  
کھلی رہی گی میری آنکھیں کرنے دیدار تیرا  
فرشتوں کو رو کر بیٹھا ہوں یہی آس لے کر  
اے دل کہ شاید آجائے طلبگار تیرا  
او کے قارئین۔

آج بھی سورج ڈوب چلا ہے آج بھی تم نہ  
آئے  
مجھے کو جھوٹی آس دلا کر ڈھل گئے شام کے

سائے  
زخم جدائی دھیرے دھیرے بھر جاتے تو اچھا تھا  
کاش پچھڑ جانے سے پہلے مر جاتے تو اچھا تھا  
پارس عبدالرحمن کجربین رانجھا

غزل اپنے وہ دستوں کے نام  
تمہارے چاند سے چہرے پہ غم اچھے نہیں  
لگتے  
ہمیں کہہ دو چلے جاؤ جو ہم اچھے نہیں لگتے

# کبھی خوشی کبھی غم

-- تحریر۔ ناصر اقبال۔ خشک۔ ضلع کرک۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔  
 کبھی کبھار انسان کی زندگی میں خوشی بھی جان لے لیتی ہے خوشی موالہ جان بن جاتی ہے رشتوں کا انسان کی  
 زندگی کے ساتھ گہرا لگاؤ ہے کسی کے مقدروں میں روشن درخشاں اور ہموار راستے ہوتے ہیں کسی کے نصیبوں میں  
 دھواں و شواہد گزارہ تاریکی بیابان راستے ہوتے ہیں۔  
 مت دیکھ زخموں کو حقارت کی نظر سے۔۔۔ کچھ دھمی روئیں تو عرش ہلا دیتے ہیں۔ قارئین میں نے اس کہانی  
 کا نام کبھی خوشی کبھی غم رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور ایسی کہانی آپ لوگوں نے آج تک نہیں پڑھی ہو  
 گی بانی تمام قارئین سٹاف جواب عرض اور ریڈر اینڈ رائٹرز کو سلام پیش کرتا ہوں۔  
 ادارہ جواب عرض کی بانی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام  
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز ذمہ دار نہیں  
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

نام میڈم ٹکھت تھا سلام دعا کے بعد میں نے بہت  
 شان کے ساتھ اپنی کار کا دروازہ کھولا اور ان کو  
 بٹھایا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا پورے راستے  
 میں ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے  
 میں نے گاڑی میں ٹیپ بھی لگا دی اور یہ گانا نکال دیا۔  
 عشق کر دے تو درد ملے گا  
 یہ درد بڑا ترپانے گا

یہ سنتے ہی میڈم ٹکھت نے کہا بھائی پلیز یہ  
 بند کر دو میں نے دباؤ میں آ کر بند کر دیا چوری  
 نظروں سے ایک نظر زارا کو دیکھا ایک نظر ٹکھت کو  
 باجی کو دیکھا میں بھی گہری سوچ میں پڑ گیا تھا کہ یہ  
 دونوں مہمان اتنی پریشان کیوں ہیں ان کو کیا غم  
 ہے۔۔۔ خیر میں نے بازار سے حسب ضرورت  
 سامان اٹھایا جو مہمان کی خاطر داری کی لیے گاڑی  
 کی ڈنگی میں رکھ دیا بازار سے گاؤں کی طرف چل

قارئین میرا نام ناصر اقبال ہے اور میں کرک  
 کے ایک شہر میں رہتا ہوں میرے والد  
 صاحب سرکاری ملازم تھے۔ ہم لوگ کرک کے  
 علاقے میں رہتے ہیں میرے چھ بھائی اور ایک  
 بہن ہے میری بہن ڈاکٹر ہے اور مجھے اپنی بہن  
 سے بہت محبت ہے بچپن سے میری بہن کے اچھے  
 دوستانہ تعلق تھے۔

پچھلے دنوں میں گھر پر چھٹی آیا تو تین دن  
 کے بعد مجھے میری بہن نے کہا کہ تم کو بازار جانا ہو  
 گا میرے کچھ مہمان آرہے ہیں اور ان کو پک کرنا  
 ہوگا میں بہت خوش ہوا پتہ چلا کہ وہ بھی ایک ڈاکٹر  
 ہے اور اس کے ساتھ ایک استانی ہے۔

میں کرک کے تاموڑی چوک پر اس کو لینے  
 آیا یہ ڈاکٹر اور شیجر میری بہن کی کلاس فیلو بھی تھیں  
 دوست بھی ایک کا نام ڈاکٹر زرا تھا اور دوسری کا



دیئے۔ زارا اور نگہت پورے راستے میں غم زدہ تھیں ڈاکٹر زارا تو وزیرستان سے آئی تھیں یہ کیوں اتنی پریشان تھی خیر میں نے گاڑی گھر کے سامنے روک دی اور ہارن دیا میری ماں شہینہ اور میری بہن معمرہ اور میری کزن شگفتہ رفعت نے مہمانوں کا استقبال بھی پر جوش کے بجائے غم زدہ انداز میں کیا۔ میں حیران و پریشان کہ آخر معاملہ کیا ہے ماجرہ کیا ہے پھر میں نے مہربانی کیا بہن کو کہا کہ آخر یہ کیا ماجرہ ہے مہمان اداس کیوں ہیں پھر بہن نے کہا۔

یہ لوگ میت کی دعا کے گھر سے آرہے ہیں ہماری ایک دوست پچھلے دنوں فوت ہو گئی تھی پس بھی شریک نہ ہو سکی آخر دیدار میں تو اب یہ لوگ مجھ سے ملنے آگئی ہیں کرک میں انکا کوئی اور دوست نہیں ہے میں ہی بہترین دوست ہوں۔ پھر مہمان کو کھانا کھلایا گیا خاطر تواضع وغیرہ خوب کی پھر میری بہن معمرہ اور شگفتہ نے ایک آواز میں میڈم نگہت کو کہا کہ میڈم نگہت ایسا شہنم کے ساتھ کیوں ہوا ہے یہ سب کیسے ہوا۔

قارین پھر نگہت نے وہ درد بھری داستان سنا لی پھر میں نے درمیان میں کئی سوال کیے نگہت بہن جواب دیتی جا رہی تھی میں بھی اس کہانی کو لکھنے پر مجبور ہو گیا اور میں نے اسکو کہانی کا رنگ دے کر لکھنا شروع کیا۔

یہ کہانی اسے پریمی کی ہے جسے زندگی کی ہر آسائش میسر تھی لیکن خود کو ہمیشہ تنہا محسوس کرتا ہے اور یہ تنہائی ہمیشہ اس کی مقدر بن چکی تھی۔ جب اپنے ماضی کی طرف سوچتا تو کانپنے لگتا اسے ایک بے بس مر جھایا ہوا چہرہ دکھائی دیتا۔

ہاں قارین وہ چہرے شہنم کا تھا وہ شہنم جسے

اس نے خود ہی منتخب کیا خود ہی اظہار محبت کی اور پھر خود ہی اسے چھوڑا کاشف ثار نے جونہی اپنے ماضی کی جانب جھانکا تو اسے اپنا آپ دکھائی دیا ایک بچے کے روپ میں کندھے پر سکول کا بستہ لٹکائے شہنم کا ہاتھ تھا اسے سکول کی جانب رواں دواں تھا کاشف بچپن سے ہی شہنم کی تھا اس کی ایک بھی نہ سنتا تھا وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا وہ دونوں پرانے کی کلاسوں سے نکل کر ٹرل کی کلاس میں جا پہنچے تھے پچھنا چونکہ ابھی بھی ان کے چہروں پر تھا لیکن سوچوں میں تبدیلی آنے لگی تھی شہنم کے والدین نے شہنم کے کان میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اسے استانی بنا چاہتے تھے لہذا اس نے والدین کی اس بات کو دماغ میں پوسٹ کر لیا اور ہر وقت ہی کتابوں کھوٹی رہتی اس کی پڑھائی اور محنت کی وجہ سے وہ ہر دفعہ کلاس میں اول آتی تھی۔ جوں جوں وہ جوانی کی طرف بڑھتی رہی اس کے چہرے پر قدرتی نکھار ابھرتا گیا آنگے روپ نکھرنے لگے تھے۔

قارین شہنم اتنی خوبصورت نہیں تھی رنگ روپ سے سانولی تھی لیکن نقش بہت پیارے تھے یہ کاشف کو ہمیشہ تار کہہ کر پکارتی تھی یہ اکثر کہتی تھی کہ تار کی معنی بس قربانی ابھرتی جوانی تھی بچپن کا دور تھا تار اس کو دیکھ کر چونک سا جاتا تھا وہ دن بھر اس کی صورت دیکھتا رہتا تھا اور رات کو تنہائیوں میں اس کا چہرہ دلہا میں اتارتا رہتا تھا۔ اب نا جانے کیوں اسے شہنم سے بھولا نہیں جاتا تھا نا شرارتیں اس میں ہوتی تھی اور نہ ہی گہما گہما دیکھائی دیتی بس خاموش ہی خاموش رہتا تھا شہنم کو اس نے کلاس روم سے باہر نکلتے ہوئے شہنم کو پکارا شہنم جی شہنم نے رکتے ہوئے مڑ کر دیکھا

جون 2015

جواب عرض 47

کبھی خوش کبھی غم

Scanned By Amir

رک شبنم کی تلاش میں تھی۔ دور سے آتی ہوئی دیکھا  
وئی تو اس کے لبوں پر پھر مسکراہٹ بکھرنی وہ جلدی  
سے اس کے قریب آئی اور بولی۔

خیر تو بے آج بہت بے چین دیکھائی دے  
رہے ہو یوں لگتا ہے کسی کا انتظار ہو رہا ہے۔

ہاں ایسا ہی ہے۔ ثار کی زبانی یکدم سن کو وہ  
چونک سی گئی بمشکل سے اس نے اپنی گرتی ہوئی  
کتا بوں کو تھانا اور گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

شبنم تم میری بچپن کی پسند ہو بچپن کا پیار ہو  
ہر ہی مشکل سے ثار نے کہا۔

شبنم نے بڑی مشکل سے کہا میں نے تو ایسا  
کبھی سوچا بھی نہیں اور آگے بہت بڑھنا ہے۔

اگر تمہیں سوچا تو اب سوچ لو شبنم آئی او یو۔  
دونوں ہاتھ پتھر کر کہا۔۔۔ میں نے اپنا حال دل

تمہارے سامنے رکھ دیا ہے اگر تم نے انکار کر دیا تو  
میں اسے آپ کو برباد کر لوں گا

شبنم پریشان ہو گئی اور سکول کے اندر کھڑی  
روم میں چلی گئی۔ آج سارا دن اس سے پڑھائی

نہ ہو پائی تھی مجھے ثار نے چھو ہاجیت کا اظہار کیا  
اس کی اتنی ہمت سارا دن اس کی توجہ ثار کی طرف

تھی اس کے الفاظوں پر بھی اس کی حرکت پر بھی  
پھر سوچ رہی تھی حال تک اس نے بھی بھی اپنا نیت

کی نظروں سے نہیں دیکھا تھا تو والدین کی  
خواہشات کو پورا کرنے کے لیے پوری توجہ تعلیم پر

دے رہی تھی سکول سے چھٹی ہوئی تو ثار اس کے  
سامنے آکھڑا ہوا اس کی نظریں شبنم کے معصوم

سے چہرے پر جم گئی تھیں جواب کی متلاشی تھیں۔  
شبنم بھی اس کی گہری نظروں کی تاب نہ لاسکی اور

بھینس گئی۔  
دیکھو ثار تم میرا تماشہ بنانا چاہتے ہو بمشکل

ناراض ہو مجھ سے ثار نے کہا۔  
ناراض اور تم سے میں تم سے کس وجہ سے

ناراض ہونے لگی۔  
پھر ہمارے گھر کیوں نہیں آتی۔ ثار نے

دھیسے لہجے میں کہا۔  
قارئین کاشف ثار اس کا کڑن بھی تھا ان

کے گھر اتنے دور نہ تھے آسانی کے ساتھ ایک د  
وسرے کے گھر جاسکتے تھے گھر بوں میں جانے میں

کوئی پابندی نہیں تھی اور یہ سب نزن آپس میں  
بہت پیار کرتے تھے اب وقت ہی نہیں ملتا تو

چانتے ہو کہ کتابوں کا بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے۔  
استانی بنا چاہتی ہوں۔ ثار نے پوچھا۔

ہاں ہاں باپ کی تو یہیں خواہش ہے لیکن تمہاری  
بات جاننے کے باوجود بھی تم کیوں پوچھ رہے ہو

شبنم نے آئیف گہری نظر اس کے چہرے پر ڈالی  
اور وہ چپ ہو گیا اس کی گہری نظروں کی تاب ہی

نہ لاسکی۔  
نہیں پوچھ لیا اس نے نظریں تھکاتے

ہوئے کہا۔ وہ مسکرائی ہی اور پھر دونوں گھر کی  
طرف چل دیے

ثار ساری رات شبنم کے بارے میں سوچتا  
رہتا جانے کیوں اس کی صورت دل میں ہستی جا

رہی تھی ہر لمحہ ہر پل اس کی صورت نظروں میں  
گھومتی رہتی آخر اس نے رات کی گہری تاریکی

میں ایک فیصلہ کر لیا وہ کیا فیصلہ تھا اظہار محبت  
کا۔ اس فیصلے کے بعد وہ برسوں ہو گیا اور سکول

کے ساتھ سو گیا صبح اٹھا تو سکول کی جانب روانہ ہو  
گیا۔ آج وہ بہت خوش تھا شاید بھر وہ تھا آٹھوں

میں چلتی آج سکول کے گیٹ کے سامنے ہی  
کھڑا شبنم کا انتظار کرتے دیکھ اس کی نظریں دور دور

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریٹریوم ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو ایسے کمانے کے لئے شرک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

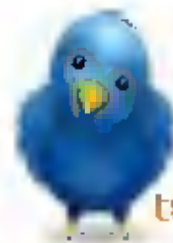
# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on  
Facebook

[fb.com/paksociety](https://fb.com/paksociety)



[twitter.com/paksociety1](https://twitter.com/paksociety1)

سے شبنم آنکھیں دھیرے دھیرے سے اٹھا کر بولی

گھر چلو۔۔۔

نہیں پہلے سوال کا جواب دیا اس بار شار کی  
چڑے براداسی بے چینی و اضطرابی تھی جواب میں  
صرف شبنم مسکرا دی اس کے مسکراتے ہی شار اچھل  
پڑا اس کا جی چاہا کہ وہ آج تمام خوشیوں کو سمیٹ  
لے۔

مجھے یقین تھا کہ تم میری محبت کا جواب محبت  
سے دو گی شار نے خوش لہجے میں کہا۔  
وہ کیسے۔ شبنم نے پوچھا۔

کیونکہ تمہارا میرا بچپن کا ساتھ ہے ایک  
ساتھ اٹھتے بیٹھتے رہے ہیں اور تم نے ہمیشہ میرا  
خیال رکھا دوستوں کی طرح سمجھا ہمیشہ مجھے بچپن  
سے انسانیت کا درس دیا اور پھر میری شبنم یہ کیسے  
ہو سکتا ہے کہ تم جوان ہوتے ہی اپنی راہیں بدل لو  
تم مجھے اکیلا بھی نہیں چھوڑ سکتی شبنم میں تمہارا ہمیشہ  
انتظار کروں گا اس وقت تک جب تک تمہاری  
تعلیم مکمل نہیں ہو جاتی میں کل بھی تمہارا انتظار تھا  
آج بھی تمہارا ہوں۔

شبنم مسکرائی اور یوں ایک نئی زندگی نے  
محبت چاہت بھری زندگی کا آغاز ہو گیا اور ان کے  
ملنے ملانے کی کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں تھی اور نہ  
ہی ایک دوسرے کے گھر آنے جانے میں کوئی  
رکاوٹ تھی لیکن انہوں نے بھی حدود سے تجاوز  
نہ کیا اور محبت کی شاہراہوں میں مسکراہنوں میر تو  
ہے تھے جو سفر رہے تھے ہمیشہ پاک دامن محبت تھی  
قرآن مجید کے اصولوں پر تھی۔

ایک دن قارئین جب کالج کے گیٹ سے  
باہر نکلی کہ ایک تیز رفتار موٹر سائیکل اس سے

آنکرائی شبنم کے منہ سے ایک بھیانک سی چیخ نکلی  
تو شار تڑپ سا گیا اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا ہوش و  
ہواس ہوا میں اڑ گئے بس یہی حادثہ تھا کہ جس نے  
شار کے پیار بھرے دل میں نفرت کی داڑییں  
پھول دیں جس چہرے کو ہر پل ہر لمحہ سامنے رکھتا  
تھا آج اس سے کنارہ کشی کرنے لگا۔ اس حادثے  
کے بعد شبنم کا چہرہ مکمل طور پر بگڑ گیا تھا شکل کالی  
سیاہ ہو گئی اب وہ خوبصورت نہ رہی تھی بالکل عام  
سی لڑکی بھی نہ رہی تھی۔

آہ۔ آہ۔ آہ۔ شبنم ایک کہانی بن کر رہ گئی  
ایک داستاں بن کر رہ گئی وہ ہر رات تنہائی میں  
روتی رہتی شار کے بدلتے روپ پر چینی چلائی رہتی  
لیکن پھر اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کر لیا اس کی  
زندگی سے ہمیشہ ہی نکل جانے کا کیونکہ شبنم سے  
آئینہ نے بتا دیا تھا کہ وہ شار کے قابل نہیں ہے  
اس نے استی لائن اختیار کر لی اس وقت ٹی پوسٹ  
مل گئی قابلیت میں تو شک نہیں تھا وہ اوپن میرٹ  
میں آگئی اس کا تبادلہ بھی خوجلی کھان ہو گیا وہاں پر  
تین سال گذرے اس نے ہمیشہ ہی شار کو دل  
میں چھپایا کبھی کبھی دل سے بھلا نہیں پاتی تھی اپنی  
آواز اپنی ہو چھیں لیٹ کے ذریعے شار تک  
پہنچاتی رہتی کہ شار شبنم نے تجھ سے محبت کی ہے اور  
تیری رہے گی تم چاہو کسی اور سے سنک زمانہ بھر  
کی خوشیاں سمیٹ لو شبنم آپ کا ہنی دم بھرتی رہے  
گی۔ ان راہوں پر پھرتی رہے گی جن پر آپ نے  
اسے ڈالا ہے۔

چند سال تو ایسے ہی بیت گئے شار کے کئی  
رشتے آنے لگے لیکن نجانے کیوں اس کا دل شادی  
کرنے کو نہ کہتا تھا نہیں کیوں شاید وہ پھر اس طرز  
ہی شبنم کو بھول نہیں پایا تھا بھی تو ہر روز اس کو

جون 2015

جواب عرض 49

کبھی خوشی کبھی غم

Scanned By Amir

ہی لوگوں میں کچھ ام سچ گیا دو دور سے علاقوں میں خبر پھیل گئی شبنم میڈم کے سکول کی بچیاں استانی صاحبہ بھی ماتم میں شریک ہوئی شام تین بجے دونوں پریموں کو کرک کی مٹی میں سپرد خاک کر دیا گیا تھا خدا ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔۔۔ کبھی کبھار انسان کی زندگی میں خوشی بھی جان لے لیتی ہے خوشی موالہ جان بن جاتی ہے رشتوں کا انسان کی زندگی کے ساتھ گہرا لگاؤ ہے کسی کے مقدروں میں روشن درخشاں اور ہموار راستے ہوتے ہیں کسی کے نصیبوں میں دھواں و شوار گزارہ تاریکی بیابان راستے ہوتے ہیں۔

مست و یکہ زخموں کو حقارت کی نظر سے کچھ دکھی رو میں تو عرش ہلا دیتے ہیں قارئین ہمارے دکھوں کے صفحوں کو روی کی نوکری کیوں بنایا جاتا ہے انسان اتنا کمزور ہے کہ نہ خوشی برداشت ہوتی ہے اور نہ ہی غم اور خوشی دونوں کا بھی نام ہے زندگی خود کچھ معنی نہیں رکھتی زندگی کو ہم معنی دیتے ہیں کہ ہم زندگی کو یہ یہ وہ وہ دس میری زندگی میں یہ ہو وہ ہولناں ہوا کبھی خود پر غور نہیں کیا کہ ہم خود کیا ہیں زندگی تو ایک دھوم ہے زندگی تو خدا نے ہمیں تحفے میں دی ہے عرش عظیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم اپنی زندگی سیرت النبی وین اسلام پر اگر رس تو ہمیں اپنی زندگی میں کبھی کوئی دکھ نہیں مل سکتا جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو شکوہ زندگی سے ہی کرتا ہے آج کے جدید دور میں زندگی مریخ سے بھی آگے نکل گئی ہے ڈال پناہ لیکن اپنے سکون کے لیے مارا مارا پھرتا ہے اجھا بھلا انسان ہزاروں بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے میری بات مانوں تلاوت قرآن پاک کو معمول بنا

تصویر ہاتھ میں لیے دیکھتا رہتا تھا آواز سننا رہتا تھا اس دور میں موبائل کارڈ نہیں تھے آج بھی وہ تصویریں دیکھتا ہوا ماضی کی طرف پلٹتا تھا جہاں ہے اسے بچپن کی ساگی کی محبت شبنم دکھائی دیتی تھی آنسو اس کے تصویر پر ٹپک ٹپک کرتے رہتے۔

قارئین محبت انسان سے روگ لے جاتی ہے سچے دل سے محبت انسان کو کبھی نہیں بھولتی انسان ہر چیز رشتوں کو لگتا رہتا ہے لیکن محبت کو کبھی نہیں نکل سکتا شہر کی بھی محبت ایسی ہی تھی وہ رات کو اٹھ کر دسمبر کی ٹھنڈی راتوں میں سیاہ اندھیرے میں پاگلوں کی طرح چلتا ہوا شبنم کے گھر چلا گیا اور زور زور سے دروازے کو کھٹکھٹانے لگا۔۔۔

تنگ۔۔۔ تنگ۔۔۔ اس نے بہت بڑا فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ کسی صورت بھی شبنم کے ساتھ یہی وقتی نہیں کر سکتا اس کی محبت اس کی صورت سے نہیں اس کی سیرت سے ہے۔ ٹھا کر کے دروازہ کھلا اور کھولنے والی شبنم ہی تھی۔

آہ آہ آپ اس وقت۔۔۔ وہ گھبراتے ہوئے چو نکلتے ہوئے بولی۔۔۔ شہر سر جھکائے کھڑا تھا پھر دیر بے دیر سے آنکھیں اٹھائیں اور کہا۔

شبنم بھٹکا ہوا مسافر اگر راستہ بھول جائے تو اسے بھٹکا ہوا نہیں کہتے شہر نے شبنم کا دوپٹہ اس کے کندھے پر سے پکڑ کر سر پر رکھتے ہوئے کہا میں کل بھی تمہارا تھا اور آج بھی تمہارا ہی ہوں۔

ک۔۔۔ ک۔۔۔ کیا شاید اتنی بڑی خوشی شبنم سے سنجانا نہیں گئی تھی وہ ساکت سی ہو کر رہ گئی تھی جب شہر نے اسے جھجھوڑا وہ ایک طرف لڑھک گئی اور شبنم شبنم وہ بھی پیچھے ہوئے اس کے اوپر ہی گر پڑا تھا اسے کبھی اپنی سانسیں بوجھ لگنے لگی تھی وہ لاشیں شبنم کی چوکھٹ پر پڑی تھیں جنہیں دیکھتے

دل لگا قرآن سے  
دوستی کر ہر نیک انسان سے  
جاتا ہے ایک دن ہر کوئی اس جہان سے  
انجمن ناصر اقبال کرک

لو زندگی پھر کوئی بیماری تمہارے پاس نہیں آئے گی  
جس کے لفظ بہ لفظ میں شفا رکھی ہے جس پر دنیا بھر  
کے مساندان فدا ہو گئے ہیں پھر کیونکر اس کو  
چھوڑیں قرآن مجید سے زندگی بھر چٹائی سے محروم  
نہیں ہوگا اس کی آنکھوں کو ہمیشہ سلامت رہیں گی  
میرے عزیز وا بھیجی بھی وقت سے ہوش کرو وقت  
زندگی کبھی کسی کی دوست نہیں ہو سکتی قیامت آنے  
والی ہے نیکی کرو خدا کی طرف لوٹ جاؤ۔

آپکھیں اسکی شراب سی  
چرا اس کا گلاب سی  
دیکھ کر اس کو سب کہیں  
چال اس کی نواب سی  
خدا کی قدرت سبحان اللہ  
اس کو دیکھنا ثواب سی  
جس نے وقت کی قدر نہ کی  
سبھو زندگی اس کی خراب سی  
عمل جس کے اچھے ہیں انجم  
صورت اس کی مہتاب سی

قارئین کسی نگی میری کہانی تنقیدی و تعریف  
آراء سے ضرور آگاہ کریں میری طرف سے سب  
پڑھنے والوں کو سلام آپ سے نذرش ہے کہ میری  
زندگی کے لیے دعا کریں۔۔۔ خدا مجھے ہمیشہ  
اور میرے والدین کو ہمیشہ حفظ و امان میں رکھے  
آمین اجازت چاہتا ہوں اس شعر کے ساتھ۔  
تم اپنے غم پر اسکی نہیں ہو افسہ دو دشمن شمار  
سو گوار تیرا بھائی ناصر اقبال بھی بہت ہے

برسات

ہاں آج برہات ہے  
تیری مہری ملاقات ہے  
کچھ تو بولنا بھی تم جاگم  
دل میں جو بولنا بھی نہیں بات ہے  
جانا کہاں آؤ گی رات ہے  
باقی میں ہوں تم جو یا ستاروں کی بارات ہے  
گزرے نہ اک بل بھی  
ہر لمحہ سوغات ہے

خدا حافظ۔۔  
ایلیٹریکل معین نائل انجمن ناصر اقبال کرک

محبوب اس ذات کو کہتے ہیں اس کے قرب  
کی تمنا کبھی ختم نہیں ہوتی۔  
دوست وہ ہوتا ہے جو خوشی کو زیادہ اور غم کو کم  
کرتے  
انسان بھائی کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے مگر  
دوست کے بغیر نہیں۔  
جو انسان دوسروں کو خوش کر دے اللہ تعالیٰ  
اسے محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

خان نوشین

کوٹ مظفر

گلدستہ  
عشق کر اللہ سے محبت کر رسول ﷺ سے  
پیار کر اپنی ماں سے۔

جواب عرض 51

مجھی خوشی کبھی غم

# پوشیدہ آنسو

-- تحریر -- خورشید زہیب -- آزاد کشمیر --

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔  
 بات کیا ہے یہ زہیب میری آپ کی فریڈ سے ایمان میں اس سے اور وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں مگر  
 آج میرے ایک دوست کے نمبر اور ایمین کے نمبر سے ایک پی سی آر سے ہیں اس میں پریشانی والی  
 کون سی بات ہے زہیب مجھے لگتا ہے ایمان اور آکاش ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے ہیں  
 ابھی جو فریڈ آپ نے سینڈ کی تھی وہ ایمان کے نمبر سے مجھے رسید ہوئی ہے جو میں نے آکاش کے نمبر پر  
 سینڈ کی تھی۔ قارئین میں نے اس کہانی کا نام۔ پوشیدہ آنسو۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے اور جو  
 قدر میں میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں ان کا دل تہ دل سے مشکور ہوں  
 اور وہ جو اب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام  
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقاً ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں  
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

مجھ سے دوستی کر دے۔

کیوں نہیں بھائی۔

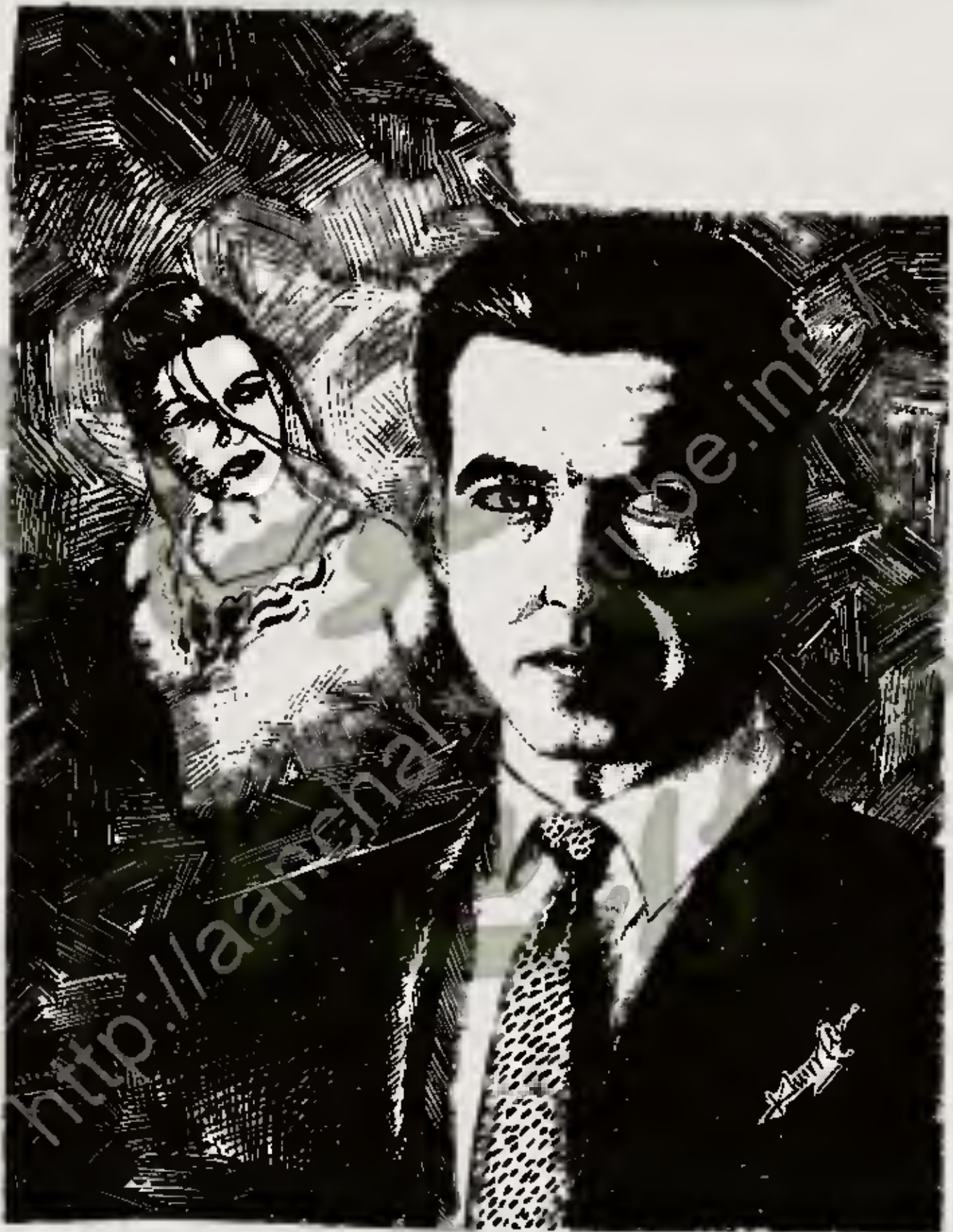
شکر یہ زہیب بھائی۔

اس کے بعد میرا اور شاہان کا رابطہ بحال رہا  
 شاہان اپنے دل کا حال مجھ سے بیان کر لیتا تھا  
 شاہان میرے چند اچھے دوستوں میں سے ایک تھا  
 شاہان کو شاعری بہت پسند تھی وہ اکثر مجھے فون کر  
 کے میری شاعری سناتا تھا اکثر شاہان مجھے اچھی  
 اچھی غزلیں بھی سینڈ لیتا تھا جن دوستوں نے مجھے  
 میری بک شائع کروانے کے لیے زور دیا ان میں  
 شاہان سرفہرست ہے شاہان نے اچھے دوستوں کی  
 طرح ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے مری بک کا نام  
 شاہان نے ہی کہا۔

زہیب بھائی آپ کی بک کا نام کیا ہے تو  
 میں نے کہا۔

اپنے ہاتھوں کی ٹکیروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے  
 میں سونوں کی جائیروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے  
 کبھی سجا لیتا ہوں تیری یادوں کی محفل جانا  
 کبھی تیری ہی تصویروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے  
 یہ کیسا عجب سا جنون خاری ہو گیا ہے مجھ پر صنم  
 غریبوں اور امیروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے  
 لوٹ میرے جنون و زہیب پاگل پن کہتے ہیں  
 کیونکہ دران ایروں میں تلاش کرتا ہوں تجھے  
 میں بیٹھا اپنی شاعری پڑھ رہا تھا کہ میرے  
 موبائل بجنے لگا دیکھا تو ایک نیا نمبر تھا  
 اوکے کر نے پوچھا کون۔۔۔

جواب آیا زہیب بھائی شاہان بات کر رہا  
 ہوں کھوئی رہ گئی ہے۔ جواب عرض میں آپ کی  
 سنووری اور شاعری پڑھی آپ کا فین ہو گیا ہوں۔  
 یار یہی آپ لوگوں کی صحبتیں ہیں۔ زہیب بھائی



Scanned By Amir





دیکھتا ہی رہ گیا  
میں مرجاتی تو آپ کو خوشی ہوتی شاہان --  
نہیں تو --  
تو پھر کیوں کہا۔

سوری ایمان آج پہلی بار زندگی میں سوری  
کی تھی ایمان اور میں کلاس فیلو تھے ایمان گزرتا ہی  
سکول اور میں بوائے ہائی سکول میں پڑھتا تھا۔  
آج میں نے ایمان کو پانچ سال کے بعد دیکھا تھا  
کہاں وہ بچپن کی گڑیا اور ایمان کہاں یہ جوانی کی  
ہیلز بر قدم رکھنے والی ایک گلاب کے پھول ہی  
ایمان اتنی خوبصورت ہو سکتی ہے میں نے سوچا بھی  
نہیں تھا۔ آج بار بار ایمان کا خیال آ رہا تھا۔

گزرے موسموں کی یاد کو زنجیر کر لیتے  
اچھا ہوا اپنی محبت کھل گئی سب پر  
دگر نہ لوگ پتہ نہیں ہم سے کیا تعبیر کر لیتے  
پھر میری رات کائناتوں پر گزرنے لگی میری  
نیندیں روٹھ گئیں مجھے بار بار ایمان کا خیال آ رہا تھا  
بار بار ایمان کا چہرہ نظروں کے سامنے آتا۔ ایمان  
کی گہری نشلی آنکھوں کی یاد آتی ایمان کی یاد نے  
مجھے بے بس کر دیا تھا۔ شہزادی ایسی ہی رہی تو کیا  
ہوگا میں سوچ کر کانپ جاتا لیکن میں کیا کروں کیا  
نہ کروں کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اس وقت نہ تو مجھے اپنی  
اور نہ ہی دنیا کی خبر تھی دنیا کی میں اس سرود آہ بھر کر  
رہ گیا تھا میری رات کائناتوں کے بستر پر گزری  
مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔

آج ہمدرد مجھے باور پرانے آئے  
پھر تصور میں یاد وہ گزرے زمانے آئے  
میری اتنی ہی تمنا کے وہ میرے ساتھ آئے  
کب کہتا ہوں وہ میرے ناز اٹھانے آئے  
مجھے رہ رہ کر ایمان کی یاد آ رہی تھی شدت

دکھ تو میرے اپنے ہیں جو شاہان کو بہت پسند  
آیا میں نے بعد میں مذاق کیا کہ شاہان میں بک کا  
نام تبدیل کرتا ہوں تو وہ ناراض ہونے لگا۔ ہمیشہ  
شاہان میرا دوست بنا رہا۔

جواب عرض میں میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا  
اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پاس ٹائم ہی نہیں ہوتا تھا  
جون کے جواب عرض میں میری سُوری مقروض  
وفا دیکھ کر شاہان نے ضد کی زد وہیب ہلیز میری  
سُوری تھی۔

آئیے قارئین شاہان کی سُوری اتنی ہی زبانی  
سنتے ہیں۔ میرا نام شاہان ہے میرے دو بھائی ہیں  
اور ایک بہن میرا بچپن شرارتوں میں گزرا ایسا کوئی  
دن نہ گزرا جب میں نے کسی شرارت کی وجہ سے  
مار نہ کھائی ہو شرارت کرتا میرے لہجے کے قطروں  
میں شامل تھا میرے دوست میرے والدین  
میرے ہمسائے حتیٰ کہ گاؤں والے بھی میری  
شرارتوں کی وجہ سے عاجز آ گئے تھے مجھ پر کسی کی  
نصیحت اثر نہیں کرتی تھی۔

وقت محو پرواز کرتا رہا اور میں میٹرک میں پہنچ  
گیا ایک دن میں اپنے دوست کے سکول جا رہا  
تھا میں نے دیکھا کہ ایک باز چڑیا کو اپنے بچوں  
میں دو بچنے کی کوشش کر رہا ہے میں نے پتھر اٹھا  
کر باز کو نشانہ بنایا پتھر سکول سے آئی ہوئی ایک  
لڑکی ایمان کو لگا جو چیخ مار کر گر گئی۔ میرا دوست  
ارسلان جلدی سے گیا اور ایمان کے پاؤں پر  
چوٹ دیکھنے لگا مگر مجھے ٹھس سے ٹھس نہیں ہوئی تھی  
میں اپنی مدہم سپینڈ میں ہی ایمان کے پاس پہنچا۔  
شاہان اگر پتھر ایمان کے سر کو لگ جاتا تو۔  
ارسلان کیا ہوتا ایمان مرجاتی۔  
ایمان نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا میں بس

گھر والوں کی مانی کب تھی اس لیے شاید گھر والے ضد سے گریز کرتے تھک ہار کر ایمان کو تو لیں لکھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم۔۔۔ کسی ہو میں ٹھک ٹھاک ہوں ایمان سمجھ نہیں آتی میں آپ کو کیا لکھوں سمجھ نہیں آتی لکھوں تو شاید الفاظ آپ کے شان کے خلاف ہوں ایمان میں سے فیصلہ کر لیا ہے تو میں لکھوں گا اپنے زخموں اور نوٹے دل کی داستاں۔ ایمان میں نے جب سے دیکھا ہے آپ کو آپ کے سوا کچھ بھی مجھے اچھا نہیں لگتا ہے مجھے کیا ہوا ہے میری آنکھوں کو نقش ہی نہیں ایمان سمجھ نہیں آ رہا کہ مجھے کیا ہوا ہے اس دل میں اس قدر بے قراری کیوں ہے کیوں میں آپ کو مل پل یاد کرتا ہوں ایسا کوئی لمحہ میرا نہیں گزرا ہوگا جس لمحے میں نے آپ کو یاد نہ کیا ہوگا میں آپ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوا ہوں ایمان میری بات کا یقین کرو مجھے اپنے دل میں جگہ دے دو مجھے آپ کے دل میں رہنا ہے ایمان اگر آپ نے میری محبت کا فرہم نہیں رکھا ہو سکتا ہے میں اپنی زندگی ہار جاؤں یاں ایمان میں سچ کہہ رہا ہوں آپ کے سوا زندگی کی سانس لینا گوارا نہیں کروں گا باقی جیسے آپ نے مرضی۔

میری وحشت کے آگے اک اور وحشت ہے جو آتی ہے تیری یاد کے آنے کے بعد آپ کا صرف آپ کا قسم سے آپ کا شاہان لیں لکھ کر میں ایمان کو کیسے دوں پھر ایک پر اہم آخر ایک بچی کے ہاتھ لیں ایمان تک پہنچ گیا مگر دو دن گزر گئے مگر ایمان نے کوئی جواب نہ دیا ہر روز ایمان کو دیکھتا تو میرا معمول بن گیا تھا مگر شاید ایمان کا دل جیسے میرے لیے خالی تھا اس

درد سے میرا جگر زخموں سے چاک چاک کر دیا مجھے اپنے آپ سے وحشت ہونے لگی تھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ مجھے کیا ہو گیا ہے ہر چیز ایمان کا نقش بنا رکھا تھا ہر چیز میں ایمان نظر آتی تھی کچھ کروں تو کیسے کروں جب مجھے کچھ کرنے کا ہوش ہی نہ تھا اسے میرے نصیب تو مجھے کس مقام پر لے آیا پہلی دفع میری آنکھوں میں آنسو بے بسی کے اشک نکلے تھے مگر نہ ایسا ہوتا تھا میں لوگوں کی بے بسی پر مسکراتا تھا آخر میں نے صاف الفاظوں میں ایمان کو دل کی بات بتانے کا فیصلہ کر لیا یہ سوچ کر ایمان کے رستے میں کھڑا ہو گیا مگر پہلی بار ایسا بھی ہوا تھا کہ میرے زبان پر نقل لگ گئے تھے پہلی بار الفاظ گلے کی رگوں میں پھنس کر رہ گئے تھے ہائے میرے مقدر میں جو اپنے آپ کو بہت بہادر دلیر افلاطون مانتا تھا آج مقدر نے اس مقام پر لا کر مجھے مات دی تھی کہ آج مقدر نے مجھے بے بس لاچار کر دیا تھا میں سوچ سوچ کر پاگل ہوتا رہا مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ مجھے کیا ہوا ہے وقت کیا کیا دکھاتا ہے سوچ کر ڈرینے لگا ایمان کی یادیں مجھے ناگ کی طرح ڈس رہی تھی میں نے بل میں فیصلہ کر لیا کہ ایمان کی محبت حاصل کرنی ہے اس کے لیے مجھے اپنی دنیا کہ ہر دیوار توڑنی پڑی تو میں توڑ دوں گا۔

تجھے کیا خبر تیری یاد نے مجھے کیسے کیسے ستا دیا کبھی تنہائیوں میں بنسا دیا کبھی محفل میں رلا دیا کبھی یوں ہوا یاد میں تیری مہری ہر نماز قضا ہوتی کبھی یوں ہوا یاد نے تیری مجھے رب سے ملا دیا میں ایمان کا پیچھا کرنے لگا سکول کو خیر آباد کہہ دیا گھر والے خوب لڑے مگر میں ایسا کب تھا کہ جو گھر والوں کی مانتا میں نے آج کے دن تک

کہیں میں تو نہیں ہوں۔  
میں نے کہا ہاں اس کا جواب میرے پاس  
نہیں۔

شاہان آئی لو یو۔

کیا کہا۔

آئی لو یو۔

میں خوشی سے اور زیادہ رونے لگا۔

بس کرواں شاہان خبردار اب رونے تو

جیسی خوشیاں آج مجھے ملی تھیں میں بیان  
نہیں کر سکتا تھا اتنی خوشیاں اس سے قبل  
ہوں مگر ان خوشیوں میں یہ منہاس تھی کہاں تھی  
آج دنیا مجھے بہت پیاری لگ رہی تھی۔ کائنات  
مہکتی ہوئی لگ رہی تھی ایمان کا پیار پا کر میں دنیا  
کا سب سے خوش نصیب خود کو تصور کر رہا تھا ایمان  
سے خط کتابت کے علاوہ اب گھنٹوں فون پر بھی  
باتیں ہوتی ہر لمحہ ہر پہلے ایک دوسرے کا خیال  
رکھتے جتنا پیار میں ایمان سے کرتا تھا اتنا شاید کسی  
نے کسی سے نہ کیا ہوگا۔ ایک دن ایمان سے بات  
نہ ہوتی تو پورا دن پشیمان رفتار میں گزر جاتا ایک  
دن ایمان نے مجھے کال کی۔ اور بتایا کہ کچھ  
دنوں کے بعد تم سے بات کروں گی کچھ مجبوریاں  
ہیں۔

لیکن ایمان میں کیسے رہ پاؤں گا

پلیز جانوں سمجھا کرو کچھ دن کی بات ہے پھر  
سے ہماری بات ہوگی۔

ایمان مجھے یہ بتاؤ کیا تمہارا نمبر آج ہوگا

نہیں۔

لیکن کیوں۔

بھائی آ رہا ہے لاہور سے میں شاید تم سے  
بات نہ کس سکوں۔

کے دل میں میرے لیے شاید کچھ نہ تھا اس کا دل  
میری محبت سے جیسے خالی تھا ایمان کا لیٹر تیسرے  
روز مجھے مل گیا جیسے میں نے بہت پیار سے رکھا مگر  
مجھے کیا معلوم تھا کہ اس میں کیا ہے اس میں میری  
محبت کا جنازہ ہے۔ ارے ایمان تم نے ایسا صلہ دیا  
ہے محبت کا پھر لیٹر کی تحریر کچھ یوں تھی۔

اسلام علیکم۔ شاہان صاحب آپ کا لیٹر ملا  
جس کو پڑھ کر بہت سوچا۔ مگر شاہان میرا دل محبت  
سے خالی ہے اور آپ کو ویسے جگہ دوں شاہان بہت  
مشکل راہوں کا انتخاب کر دیا ہے آپ نے یہاں  
دونا کما می تا مرادی ہے بسی لا چارگی اشکوں غموں  
درد کے سوا کچھ ملا نہیں کرتا شاہان دنیا ہنسے  
مسکرائے والوں کی ہے روتے سسکتے لوگوں کو دنیا  
پہل دیتی ہے محبت نہ کر دو کہ تمہارے پاس ہاں  
شاہان کچھ نہیں بچے گا میں آپ کے جذبوں کی  
قد نہ کر سکی اس کے لیے سوری۔ دعا گو ایمان۔

اس امتحان میں ہوں دل کا حساب کسے دوں  
حساب عشق پر لکھی کتاب کسے دوں  
بہت دن صبر کے ساتھ ایمان کی راہ میں نہیں  
گیا مگر کب تک بے قراری حد سے بڑھ گئی تو پھر  
راہ میں کھڑا ہو کر ایمان کو دیکھنے لگا آج ایمان  
اکیلی تھی میری آنکھوں سے اشکوں کے سیلاب اٹھ  
آئے تھے۔ جلتے جلتے ایمان میرے پاس رک گئی  
کھڑے ہو کر مجھے دیکھنے لگی پوچھا۔

شاہان کیا بات ہے۔

میں نے لب کھولنے چاہے مگر الفاظ گلے کی  
رگوں کے درمیان میں ہی دم توڑ گئے۔ پھر پوچھا  
شاہان ہوا کیا ہے بڑی مشکل سے کہا۔  
ایمان کچھ بگھی تو نہیں ہوا  
شاہان جو حالت آپ کی اس کی ذمہ دار

ٹھک ہے ایمان لیکن مجھے بھول نہیں جانا  
تم کوئی بھولنے والی چیز تھوڑی جو جسے بھول  
جاؤں۔

ایمان کی جدائی مجھے مار دے گی تین دن  
میں نے کیسے زار سے میں ہی جانتا ہوں آج مجھے  
شہر میں ایک پرانا سکول کے زمانے کا دوست  
آکاش مل گیا سلام دغا نے بعد میں نے آکاش  
سے پوچھا۔  
کیا کرتے ہو پیر۔

میٹرک کی تیاری کر رہا ہوں اور تم۔۔  
میں نے بھی میٹرک کی تیاری کر رہا ہوں  
آکاش تم گاؤں سے ایسے گئے پھر پلٹ کر جبر تک  
نہی۔ میں نے شکوہ کیا۔

بس یاد بچپن میں خالہ کے گھر رہا تھا اب ہم  
لوگ شہر آ گئے ہیں اس لیے شہر میں ہی پڑھ رہا  
ہوں البتہ اب لگتا ہے تمہارے گاؤں میں آنا جانا  
لگتا ہے گا۔

اچھا کوئی خاص بات ہے  
ہاں یاد بہت خاص بات ہے  
اچھا گاؤں میں آنا تو تو ہم سے ضرور ملنا۔  
ٹھیک ہے یا رانا نمبر تو دے جاؤ یا ر۔

آکاش بچپن میں ہمارے ساتھ ہی سکول  
جاتا تھا ایمان بھی بچپن سے ہمارے ساتھ ہی  
پڑھتی تھی میں نے ایمان کو کال کی جس کا نمبر بڑی  
تھا اور مسلسل تقریباً پچاس منٹ تک چلتا رہا پھر  
ایمان نے نمبر ہی آف کر دیا میں نے سنج کیا کہ  
ایمان کیا بات ہے کس سے بات کر رہی تھی کافی  
دیر بعد جواب ملا۔

بھائی نے کزن کا نمبر ملا رکھا تھا۔  
پھر ایک غزل سینڈ کی۔

دفا رسوا نہیں کرنا سنو ایسا نہیں کرنا  
میں پہلے ہی اکیلا ہوں سنو مجھے تنہا نہیں کرنا  
میری تکمیل سی آنکھوں کو کبھی صحرا نہیں کرنا  
جدائی بھی جو آئے دل چھوٹا نہیں کرنا  
بھروسہ بھی ضروری ہے پر سب پر نہیں کرنا  
مقدر پھر مقدر ہے کوئی دعویٰ نہیں کرنا  
میری تکمیل تم سے ہے مجھے آدھا نہیں کرنا  
جو لکھا ہے وہ ہو گا کبھی شکوہ نہیں کرنا  
یہ ابھی ایک سنت بھی نہیں گزرا تھا۔ ایمان

والی یہی غزل مجھے آکاش کے نمبر سے بھی رسید  
ہوئی میں نے کچھ خاص توجہ نہ دی اور ایک غزل  
آکاش کے نمبر پر سینڈ کر دی۔ ابھی چند منٹ ہی  
گزرے تھے کہ وہی غزل مجھے ایمان کے نمبر سے  
رسید ہو گئی میں کچھ کچھ پشیمان ہو گیا لیکن یہ سمجھا کہ  
یہ اتفاق بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ایمان کا کوئی دوست  
بھی نہیں ہے پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ ایمان کو  
ایسی کوئی غزل سینڈ کروں جو کسی اور کے پاس نہ ہو  
تا کہ مجھے یقین ہو مگر ایسی غزل کہاں سے آئے  
میں کوئی شاعر تھوڑا تھا نہیں کے کوئی نئی غزل تخلیق  
کروں اگر میں کوئی کسی بک سے غزل لیتا ہوں  
اس بات کا کیا۔ گاڑی کے وہ پہلے سنج ہو چکی ہے یا  
نہیں پھر مجھے آپ کا خیال آیا۔ زوہیب سے  
مانگ لیتا ہوں۔

زوہیب بھائی مجھے کوئی تازہ غزل چاہئے  
جس پر سو فیصد یقین ہو کے یہ ابھی تک سنج نہیں  
ہوئی۔

شاہان کیا کرو گے ایسی غزل کا۔  
زوہیب بھائی پلیز مجھے پوٹری کیا ایک غزل  
دے دو آج بہت ضروری چاہئے۔  
اچھا ٹھیک ہے موضوع کون سا ہو۔

جون 2015

جواب عرض 57

پوشیدہ آنسو

Scanned By Amir

کوئی رمانس بھری ہو۔

زودہیب کو کال کی اور کہا۔

او کے ایک غزل ہے چند دن پہلے میں نے  
عمران انجم راہی تہ پانی والے کے دیئے ٹیل پر  
ایک غزل لکھی ہے میں لکھ کر سینڈ کر دوں گا لیکن  
بہت زیادہ رومانس بھی چلے گی یار۔

ہیلو بھائی جان کیسے ہو۔  
جی ٹھیک ہوں غزل پسند آئی بہت پسند آئی  
ہاں۔ لیکن کتنے نمبر پر آپ نے سینڈ کی تھی  
شاہان میں بھی ابھی تک صرف تم کو ہی سینڈ  
کی ہے۔

پھر میں غزل ویٹ کرنے کا ٹکا مگر شام ہو گئی  
زودہیب صاحب نے غزل سینڈ نہیں کی پھر سچ کیا  
کہ کوئی جواب نہیں آیا تو بہت غصہ آیا کال کی تو  
آپ نے کہا۔

کسی اور کو سناتی ہے کیا۔  
ہاں سناتی تو ہے عمران انجم کو۔ ابرار حیدر اور  
سرفیق کو لیکن یار تم بتاؤ یہ سب کچھ کیوں پوچھ  
رہے ہو۔

بڑی ہوں غزل گھر میں جا کر سینڈ کروں گا  
میں دوستوں کے ساتھ ہوں پھر شام کے بعد مجھے  
زودہیب نے غزل سینڈ کی۔

زودہیب بھائی کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔  
بات کیا ہے یار زودہیب میری ایک گزل  
فرینڈ ہے ایمان میں اس سے اور وہ مجھ سے پیار  
کرتے ہیں مگر آج میرے ایک دوست کے نمبر

کہاں چھپا کے رکھوں بتا لالی تیرے ہونٹوں کی  
میرے بس میں نہیں کرنا رکھوالی تیرے ہونٹوں کی  
دیکھ نا کیسے خور و اور مہکے مہکے لگتے ہیں  
جب سے میں نے حکومت ہے سنبھالی تیرے  
ہونٹوں

اور ایمان کے نمبر سے ایک ہی سچ آرہے ہیں  
اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے  
زودہیب مجھے لگتا ہے ایمان اور آکاش ایک  
دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے ہیں ابھی جو

اب تو مدد خانے میں شراب بھی پھینکی پھینکی ہے  
میرے لبوں نے بی لی ہے جب سے پیالی تیرے  
ہونٹوں کی شرابی آنکھوں اور بھنوری زلفوں کا کیا کہنا  
خوبصورت دانتوں پر ہے جالی تیرے ہونٹوں کی  
ابھی تیرے حسن و جمال پر کچھ نہیں لکھا زودہیب

مجھے رسیو ہوئی ہے جو میں نے آکاش کے نمبر پر  
سینڈ کی تھی۔  
شاہان ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایمان کی کوئی  
دوست ہو جو آکاش کی جاننے والی ہو۔

بھی تو کی ہے میں نے تعریف خالی تیرے  
ہونٹوں

ہو بھی سکتا ہے زودہیب بھائی نہیں بھی ہو سکتا  
آپ کوئی اور غزل سینڈ کرو تا کہ مزید کچھ معلومات  
ہو۔ میں نے اصرار کیا۔

میں نے آکاش کے نمبر پر یہ سینڈ کر دی اور  
ویٹ کرنے لگا تقریباً دس منٹ بعد یہی غزل  
ایمان کے نمبر سے رسیو ہو گئی۔ میں حیران ہو گیا ہو

ٹھیک ہے میں کرتا ہوں۔  
یوں تیرا چھوڑ کر جانا مجھے پاگل کر دے گا  
رقیبوں سے مراسم بنانا مجھ پاگل کر دے گا  
شب در بچوں کے سانوں سے مجھے خوف آتا ہے

سکتا ہے زودہیب بھائی نے کسی اور کو بھی سینڈ کی ہو  
ایمان ایسی نہیں ہو سکتی میری ایمان ایسا کیسے کرسکتی  
ہے وہ تو صرف میری ہے بہت سوچ کر میں نے

جون 2015

جواب عرض 58

پوشیدہ آنسو

Scanned By Amir

یار زوہیب کون ہے  
دو غزلوں میں اس کا نام ہے آکاش۔  
اچھا اچھا ٹھیک ہے اس شاعر کی کوئی کتاب  
بھی ہے کیا۔

ہاں آکاش زوہیب کی کتاب بھی ہے

تیار ہو رہی ہے یار

مجھے بھی زوہیب کا نمبر سینڈ کرو

میں ایمان سے بدلے لینے کے بارے  
میں میری سوچیں انتقامی صورت اختیار کر رہی  
تھیں۔ پوری رات سوچتے سوچتے گزر گئی کہ کس  
طرح بہلاؤں دل کو جب کہ دل کو بہلانے والا  
کھلونا ہی ٹوٹ گیا ہے میں کیا کروں کوئی کبھی  
مجھے۔ دوسرے دن آکاش آ گیا۔

آکاش کیسے آنا ہوا میں نے پوچھا۔

یار آج میں نے ایمان سے ملاقات کرنی  
ہے یار کیا بتاؤں جب سے ایمان کی محبت ملی ہے  
میں تو ہواؤں میں اڑ رہا ہوں۔

آکاش جو بلندی سے گرا کرتے ہیں وہ  
ٹوٹ جاتے ہیں اتنی بلندی پر مت جاؤ کہ گرنے  
چور چور ہو جاؤ۔

ہم محبت میں ساری حدیں عبور کریں گے  
شاہان صاحب

میرا دل لہو لبان ہو گیا میں نے صبر نہ کر کے  
ایمان کو کال کر دی۔  
ہیلو ایمان کیسی ہو۔

شاہان میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہو  
میری یاد آتی جو کال ریسیو کر لی۔

شاہان ایک تم ہاں بہت زیادہ بے نمبر بن  
ہو بابا کسی کی مجبوری کو بھی سمجھا کرو۔  
ایمان ایب بات پوچھوں۔

تیرا میرے پاس پینہ آنا مجھے پاگل کر دے گا  
میری زیست کی عبادت ہے تیرے نام سے زوہیب  
ایسے مجھے تیرا بے رخی دکھانا مجھے پاگل کر دے گا  
میں نے یہ غزل آکاش کے نمبر پر سینڈ کی  
ٹھیک ایک منٹ بعد مجھے ایمان کے نمبر سے رسبو  
ہو گئی میرا شک حقیقت میں بدل گیا میرا دل لہو  
لبان ہو گیا ایمان نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ میں  
نے آکاش کو مات دینے کی ترکیب سوچی آکاش  
سے میں میسج سے بات کر لینے لگا۔

آکاش کیا بھی تم نے ہی سے محبت کی ہے  
میسج کے جواب میں آکاش نے پوچھا کیا تم  
نے کبھی کسی سے کی ہے۔

میں نے لکھا ہاں۔  
ہاں شاہان میں بھی کسی سے بہت پیار کرتا  
ہوں۔

کیا نام ہے اس خوش نصیب کا

اس کا نام امی سے بنتا ہے

کہاں رہتی ہے

یار وہ آپ کے ہی گاؤں میں رہتی ہے

کب سے چل رہا ہے یہ سلسلہ

دو ماہ سے

بہت خوب شاہان اصل میں محبت کے بعد  
ہی زندگی کا مزہ ہوتا ہے  
ہاں آکاش محبت انسان کو زندگی سکھا دیتی  
ہے۔

شاہان پلیز مجھے اچھی سی غزل سینڈ کرو کیا  
کروں جیسے آپ کی بھی یار ایک غزل لالی تیرے  
ہونٹوں کی بہت مزے کی گئی۔

ضرور کروں گا میں آکاش سے بات کر رہا تھا  
لیکن میرا دل لہو کے آنسو رو رہا تھا آکاش کا میسج آیا

تصویریں میری نظروں میں بہت بھیا تک ایمان  
اگر تم شاہان کی نہیں تو پھر کسی کی بھی نہیں ہوگی۔  
آکاش نے آج ایمان سے ملنا تھا اور میں نے کل  
میری سوچ یہ تھی کہ آکاش کو ٹھکانے لگا دیا جائے  
مگر میں اس میں آکاش کا کوئی تصور نہیں تھا تصور  
دار تو ایمان تھی اور ایمان نے ہی مجھے برباد کیا تھا  
مجھے دھوکہ دیا تھا میں ایمان کو کسی بھی قیمت  
پر معاف نہیں کر سکتا تھا۔

ایمان سے میں نے جنگل میں بننے کو کہہ  
دیا ہمارے گاؤں کے مشرق میں ایک گھنا جنگل  
تھے وہاں چیز پھار اور دیار کے اتنے چھوٹے  
چھوٹے پودے تھے انسان دن میں کچھ کرے مگر  
کسی کو کانوں کا خبر نہیں ہوتی لوگ بہت کم جنگل  
میں جاتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جنگل میں بہت  
سارے جنگلی جانور ہندر گیدڑ شیر وغیرہ تھے دن کو  
بھی لوگوں کی بھیڑ بکریاں شیر اٹھا کر لے جاتے  
ہیں۔ ایمان مجھ پر بہت اعتماد کرتی تھی پہلے میں کئی  
بار ایمان سے مل چکا تھا مگر سوا با تھ ملانے کے کوئی  
ایسی ویسی حرکت نہیں کی تھی۔ میں نے تھوڑی دیر  
وہٹ کیا ایمان آئی ایمان نے بہت خوشی سے ہاتھ  
ملائے۔

کیسے ہو میری جان۔  
ٹھیک ہوں۔ میں آج جو دل میں جو منصوبہ  
بنایا تھا اس پر عمل کرنے سے پہلے ایمان سے پیار  
بھری باتیں کرنا لازمی تھا آہستہ آہستہ میں نے  
ایمان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کھیلنے لگا میں  
نے ایمان کو ہوش نرد دیا تھا اور وہ ہو گیا جس کا  
میں نے سوچا ہوا تھا۔

شاہان تم نے یہ کیا کر دیا ہے ایمان چیخ پڑی  
سوہری ایمان مجھے پتہ ہی نہ چاہیہ کیا ہو گیا

ایک نہیں بہت ساری میری جان۔  
ایمان کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔  
شاہان پاگل ہو گئے ہو کیا۔

ایمان میرے سوال کا جواب تو نہیں۔  
شاہان تم جانتے ہو۔  
میں کچھ نہیں جانتا ایمان۔  
شاہان میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔  
اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو تو آج مجھ سے ملو  
آج ناممکن ہے شاہان۔

میں کچھ نہیں جانتا ایمان مجھے آج ہر حال  
میں تم سے ملنا ہے  
پلیز شاہان آج نہیں پھر جب بھی کہو گے۔  
اگر ایمان آج تم مجھے نہیں ملی تو مجھے ہمیشہ  
کے لیے کھودو گی۔

پلیز شاہان صدمت کرو کل تم سے ملوں گی  
ایمان کل جو تم نے پوٹری سینڈ کی تھی وہ کہاں  
سے ملی تھی۔

وہ میں ناں۔۔۔

ہاں ہاں بولو۔۔۔

میری ایک دوست نے مجھے سینڈ کی تھی۔

کیا نام ہے اس کا۔

اس کا نام ہے فوزیہ۔

اور کہاں رہتی ہے۔

ادھر ہی ہمارے گاؤں میں۔

او کے پھر کل ملتے ہیں۔

قادرین فوزیہ نام کی کوئی بھی لڑکی ہمارے  
گاؤں میں نہیں رہتی تھی یہ فقط ایمان کا جھوٹ تھا  
مگر میں اب منہ منہ لگا تھا جب میں منہ منہ سوچتا  
ہوں تو بہت برا سوچتا ہوں ایمان جو بھی میری  
نظروں کے چھوٹنے سے مٹی ہوتی تھی آج اس کی

تم ایسا ہی سوچ سکتی ہو۔  
 ہاں میں آتی ہوں۔  
 مقررہ جگہ پر آج ایمان سے ملاقات ہوئی  
 آج ایمان کی آنکھیں رو رو کر سو جھگی تھیں۔  
 شاہان تم نے مجھ سے نہیں میرے جسم سے  
 محبت کی ہے

ایمان میں پہلے تم سے دل سے محبت کرتا تھا  
 لیکن جب سے ہمارے درمیان آکاش آیا تو  
 میں نے سوچا کہ اگر ایمان میری نہیں تو آکاش کی  
 کیوں ہو اس لیے تمہاری جوانی کو داغ لگا دیا اور  
 اب مجھے تمہاری عادت ہو گئی ہے  
 شاہان مجھے میرے لیٹر کا میری تصویریں  
 اور منوی داہس کر دو۔۔۔  
 تاکہ تم مجھ سے ملنے نہ سکو۔

نہیں شاہان تم اپنے جسم کی پیاس بجھانے  
 کے لیے بھی بھی بلا لیا کرو  
 دیکھو ایمان میں اتنا بے وقوف تو نہیں ہوں  
 جتنا تم نے مجھ لیا ہے

شاہان جب تم نے میری عزت کو داغدار کر  
 ہی دیا ہے تو پھر میرے پاس کیا بچا ہے  
 پتہ نہیں کس کس کے ساتھ اجموانے کر چکی ہو  
 ایمان رونے لگی

شاہان کیا تم مجھے ایسا سمجھتے ہو۔  
 ہاں میری نظر میں تمہارا ایسا ہی نقشہ بنا ہے  
 افسوس ہے مجھے اپنی قسمت پر۔

باتیں چھوڑو مجھے جانا سے اب جلدی کرو بس  
 قارئین آج مجھے وہ خوش نہیں ہوئی تھی جو  
 پہلے ایمان کے دھوکے کی وجہ سے ہوئی تھی دکھ ہوا  
 تھا وہ آج ختم ہو گیا بس اب ایک ہی خیال تھا کہ  
 ایمان کو بلیک میل کرنا۔ دوسرے دن مجھے ایک

شاہان تم نے مجھے کسی کو منہ دکھانے کے لائق  
 نہیں چھوڑا شاہان یہ تم نے کیوں کیا۔  
 ایمان پتہ نہیں یہ سب کیسے ہو گیا  
 میں نفرت کرتی ہوں تم سے  
 وہ تو مجھے پتہ ہے  
 کیا مطلب۔

یہی کہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو  
 تم سے کس نے کہا۔  
 ابھی ابھی تم نے کہا  
 میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔  
 بس کرو ایمان میں سب جانتا ہوں تم مجھ  
 سے نفرت کرتی ہو تم آکاش سے محبت کرتی ہو  
 ایمان کے چہرے پر کئی رنگ آئے اور چلے گئے  
 تم کو کس نے کہا۔۔۔

میں آکاش سے مل چکا ہوں صفائیاں مت  
 دو مجھے۔  
 میں صفائیاں نہیں پیش کر رہی  
 لیکن میں جب جب چاہوں گا تم کو مجھ سے  
 ملنا ہوگا۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا۔  
 ایمان ایسا ہی ہوگا۔  
 چند دنوں کے بعد میں نے ایمان کو کال کی  
 ایمان میں تم سے ملنا چاہتا ہوں پھر دل میں آپ کو  
 ملنے پر مجبور کر دیا ہے۔

شاہان میں کبھی بھی تم سے نہیں ملوں گی  
 ایمان اگر تم ملنے نہیں آتی تو میں تمہاری  
 مودی اور تصویریں آکاش کو دے دوں گا۔ قار  
 نین میرے پاس ایمان کی بہت ساری تصویریں  
 اور مودی تھیں لیٹر تھے۔  
 مجھے تم بلیک میل کر رہے ہو۔

جون 2015

جواب عرض 61

پوشیدہ آنسو

Scanned By Amir



لیٹر ملا جسے پڑھ کر میں آج تک رو رہا ہوں۔

مائی ڈیئر شاہان۔ سلام الوداع۔

شاہان ہاتھ کانپ رہے ہیں پتہ نہیں لکھ سکوں گی یا نہیں شاہان آج تم نے مجھے زیست کے ایسے دوراے رلا کھڑا کیا ہے کہ میں زندگی جو جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی مگر موت کو گلے لگانے سے پہلے حقیقت تم پر عیاں کرنا چاہتی ہوں ایسا نہ ہو کہ میرے مرنے کے بعد بھی تم مجھے برے الفاظ میں ہی یاد کیا کرو شاہان ایمان نے صرف تم کو چاہا ہے آکاش میرا کزن ہے میرا دوست ہے وہ مجھ سے پیار کرتا ہے لیکن میں نہیں اور اور وہ یہ بات جانتا بھی ہے آکاش بہت اچھا انسان ہے اس نے فقط اتنا کہا کہ ایمان میں تم سے پیار کرتا ہوں زندگی کی آخری سانسوں تک تم سے اظہار کی امید رہوں گا۔ میں نے آکاش کو آج تک سوائے اچھے دوست کے اور کسی نظر سے نہیں دیکھا۔ شاہان کاش تم مجھ سے پوچھ لیتے میں سب کچھ بتا دیتی ویسے میں ملاقات پر تم سے یہ بات کرنے کا سوچ رہی تھی لیکن ملاقات نے تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہی ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے شاہان خدا را میرے مر جانے کے بعد میری تمام نشانیاں ختم کر دینا اگر تم نے ایک لمحہ بھی ایمان سے محبت کی تم کو اس محبت کی قسم شاہان میرے مرنے کے بعد تم مجھے رسوا نہیں کر دو گے میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں بہت جلد شاہان تم کو اکیلا کر جاؤں گی تم جس کھلونے سے ول بہلا لیتے تھے وہ غیبت و نابود ہو جائے گا۔ شاہان عورت کے پاس صرف عزت ہوتی ہے جب بھروسے پاس وہ نہیں رہی تو میں جی کر کیا کروں گی بد نصیب شاہان۔

خط پڑھ کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی میری آنکھوں کے کٹھنول آنسو سے لبا لب بھر گئے تھے اے میرے خدا یا یہ میں نے کیا کر دیا ہے۔

سراپا عشق ہوں میں اب بکھر جاؤں تو بہتر ہے جدھر جاتے ہیں یہ بادل ادھر جاؤں تو بہتر ہے ٹھہر جاؤں یہ دل کہتا ہے تیرے شہر میں کچھ دن مگر حالات کہتے ہیں بکھر جاؤں تو بہتر ہے دلوں میں فرق آئیں گے تعلق ٹوٹ جائیں گے جو دیکھا جو سنا اس سے مگر جاؤں تو بہتر ہے یہاں ہے کون میرا جو سمجھے گا مجھے فراز کوشش کر کے خود ہی سنو جاؤں تو بہتر ہے کاش میں ایمان کیساتھ ایسا نہ کرتا کاش آکاش سے میں نہ ملا ہوتا ایسا نہ ہو کہ ایمان اپنی جان دے دے اس لیے مجھے ایمان کو روکنا ہوگا میں نے ایمان کو کال کر دی مگر ایمان رسیو نہیں کر رہی تھی پھر میں نے بیج کیا ایمان پلیز میری کال سنو پلیز ایمان خدا کے لیے ایمان پلیز ایمان لیکن ایمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

تار میں یقین کرو میں آج اتار دیا تھا کہ جیسے میری آنکھوں میں آنسو ختم ہو گئے ہوں پوری رات ایمان کے نمبر پر کال اور میسج کرتا رہا مگر ایمان نے کال ہی نہیں اٹھا رہی تھی وہ بے قراری بھری رات میں کبھی نہیں بھول سکتا صبح سویرے ایمان نے میسج کیا۔

شاہان میں رات جلدی ہو گئی تھی موبائل سائیلنٹ پر تھا ٹھیک ہے شاہان میں کچھ نہیں کروں گی مگر اس کے لیے ہماری آخری ملاقات آج اسی جگہ ہوگی جہاں میں نے اپنی عزت کھودی تھی۔ ٹھیک یہ میں آ جاؤں گا۔

شاہان میری آنکھیں دیکھ رہے ہو یہ کبھی اتنی

جون 2015

جواب عرض 62

پولیدہ آنسو

Scanned By Amir

شاہان نے سے محبت نہیں بدل سکی وہ کبھی نہیں بدل سکتا۔

ایمان میں تمہارے بن نہیں جی سکتا  
عادت ڈال لو مجھے زندہ اپنے سے دور رکھنے  
کی یا مرنے کے بعد۔

ایمان پلیز شاہان کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں  
سے تم مجھے زندہ دیکھنا چاہتی ہو یا کے مردہ ایمان  
میں تمہیں مرتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا تھا  
تم پھر مجھ سے وعدہ کرو کے آج کے بعد  
مجھے کبھی تنگ نہیں کرو گے۔

ٹھیک ہے ایمان  
میں کیسے مان لوں شاہان  
ایمان یہ موبائل ہے جس میں تمہاری  
تصویریں ہیں سووی ہے سب ڈیلٹ کر رہا ہوں  
شاہان آج ہماری آخری ملاقات ہے تم کچھ  
بھی کر سکتے ہو میرے ساتھ۔

میں کچھ سمجھا نہیں  
اپنی بیاس بجھا سکتے ہو  
ایمان آج میرے جسم کو نہیں اپنی روح کو  
تمہاری پیاس ہے لیکن صد افسوس کے میری روح  
کی تشنگی روٹھ گئی ہے ایمان مجھے تم عزیز ہو میں اپنی  
غلطی سے معافی مانگتا ہوں میں تمہارا شہر چھوڑ کر جا  
رہا ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کبھی لوٹ کر نہیں  
آؤں گا لیکن ایمان اس دل میں تمہاری محبت تھی  
بے اور تا حشر رہے گی ایمان اگر میں تمہارے لیے  
کچھ کر سکتا ہوں تو مجھے یاد رکھ کرنا۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی کافی عرصے بعد  
لکھی ہے اور امید کرتا ہوں کہ سب چاہنے والے  
میری کہانی کو ضرور سراہیں گے اور اسے جیتی وقت  
میں سے کچھ وقت نکال کر رائے دیں گے۔

نہیں روئی جتنی تمہاری بے حیائی کے بعد روئی  
ہیں شاہان عزت لڑکی کے لیے سب کچھ ہوتی ہے  
لیکن میرے پاس وہ بھی نہیں شاہان مجھے اپنی  
بربادی کا ڈر نہیں ہے میرے پاس اب لٹانے کو  
کچھ نہیں بچا لیکن شاہان اگر مجھے زندہ دیکھنا  
چاہتے ہو تو مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا۔

کیسا وعدہ میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔  
سوچ لو تم میری بات ماننے سے انکار کرو۔  
ایمان آج تم جان بھی مانگو تمہاری قسم انکار  
نہیں کروں گا۔

شاہان میں آج تم سے جان سے بھی بڑھ کر  
مانگنے والی ہوں

مانگو بندہ حاضر ہے۔  
شاہان آج کے بعد تم کبھی مجھے کالی نہیں کرو  
گے میسج نہیں کرو گے اور مجھے ملنے کی کوشش نہیں  
کرو گے۔

نہیں ایمان میں ایسا نہیں کر سکتا ایمان میں  
اپنی غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں تم سے شادی  
کروں گا

نہیں شاہان تم سے میں شادی نہیں کر سکتی  
میرے پاس کچھ نہیں تمہیں دینے کے لیے  
ایمان ایسا نہ کہو پلیز سب کچھ میں نے ہی تو  
کیا ہے۔

شاہان تم بہت ہی جذباتی انسان ہو اگر میری  
شادی تم سے ہو جاتی ہے تو کل اگر تمہیں کوئی ہے  
کہ میں ایمان کو دل کر رہا ہوں تو تم مجھ سے نہیں  
پوچھو گے اور مجھے طلاق دے دو گے شاہان تم میں  
ایک ایسی برائی ہے کوئی بھی لڑکی تمہاری بیوی بن  
کر نہیں رہ سکتی۔

ایمان میں بدل جاؤں گا۔

# یہ عشق نہیں آساں

-- تحریر: سیدہ جیا عباس -- تلمہ گنگ مرالی --

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔  
حضرات ایک ضروری اعلان ملاحظہ فرمائیں۔ پھر سائیں سبحان شاہ: نے قبرستان وچ پھونے سائیں  
شاہ زمان دی قبر۔ تے بیٹھی پردہ کی انجان تے گوئی ملکنی اللہ پاک دے حکم تال اس دنیا تو رخصت ہو  
چکی اسے اس دی میت آیا زینخاد سے گھر موجوداے مخیر حضرات کفن دفن دابندوبست کریں نماز جنازہ  
اج شام چار بجے اسی قبرستان وچ ادا کیتی جائے گی شرکت فرما کے ثواب درین حاصل کرو۔ قارئین  
میں نے اس کہانی کا نام۔ یہ عشق نہیں آساں۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور یہ کہانی میری  
خوچہ جنوری کی وجہ سے مکمل نہیں کر پائی معذرت کیساتھ اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔  
ادارہ جواب عرض کی پاسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام  
تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز ذمہ دار نہیں  
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

قبرستان  
سے گزرتے ہوئے ایک امیر کبیر  
جوزے نے صدقے کے طور پر چند  
روپے اس کی گود میں ڈال دیئے اس سنے بوجھل  
پلیس اٹھا کر ایک نظر دور جاتے ہوئے خوبصورت  
مرد اور عورت کو دیکھا اور پھر جانے اس کے من  
میں کیا سٹائی کہ اس نیاپنے سامنے موجود قبر وک  
سینے سے لگا یا پھر وہ دیوانہ وار قبر کو چومتی جا رہی تھی  
اور ڈھاڑتیں پیا مار کر کسی معصوم بچے کی طرح  
روئے جا رہی تھی وہ اسکی ہی تھی سارا سارا دن  
چپ چاپ یا تو قبر کے ساتھ موجود درخت سے  
ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے بیٹھی رہتی یا پھر قبر پر  
سر رکھ کر رو کر وہی تھک کر سو جاتی تھی وہ قبر کی  
کرمی سردی سے یوں حفاظت کرتی تو یا کہ کسی  
دیوار کے مجاور اپنے فراتقص عقیدت مندی اور  
عشق کے باتھوں مجبور ہو کر رہے ہوں اسے اس

قبر پر آئے ہوئے ایک سال ہونے والا تھا اس  
سال میں ہستی کے کسی فرد نے اسے نہ بولتے سنا  
تھا اور نہ ہی اس کو قبر سے نہیں آتے جاتے دیکھا  
تھا حیرت کی بات تو یہ تھی کہ گرمیوں کے طویل اور  
تھمسا دینے والے دن اور سردیوں کی مختصر تھی  
شامیں اور راتوں سے سنے کر آندھی طوفان اور  
شدید ڈالہ بازی میں بھی وہ وہی پر رہتی جب بھی  
شدید سردی سے تیار ہو جاتی تو بھی پراوٹیں کرتی  
بس جب تغلیف کی شدت سے مدہوش ہو یا ہوش  
دحواس سے بیٹائی ہو جاتی تو آواز نیچا کے اپنی بیٹی  
کی مدد سے اسے قریبی کلیٹک اٹھا کر لے جاتی اور  
اسے دوائی وغیرہ دلا دیتی تھی پھر اپنے کچے مکان  
میں لے جاتی دن رات اس کی سیوا کرتی پھر وہ  
جیسے ہی جلنے کے لائق ہوتی وہاں سے نکل کر اسی  
قبر پر آ جاتی پھر ایک دسبر کی شب شدید بارش اور

جون 2015

جواب عرض 64

یہ عشق نہیں آساں

آجائے زینخانے صغی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا  
ملکنی کا سر خاک پر رکھا اور اس کے ہاتھ پاؤں  
جوڑنے کے بعد اپنا بوسیدہ سا پونڈرہ وہ پٹے پھاڑ  
کر اس کا منہ بند کر کے ٹھوڑی کے نیچے سے پترا  
سر کی جانب لاکر سر پر ایک گرہ لگا دی۔۔۔

مولوی جی۔۔۔ مولوی جی۔۔۔ وہ مرگئی ہے  
آپا نے کہا جا اس کے مرنے کا اعلان کرنا  
آپنی تقریباً دوڑتا ہوا مسجد میں پہنچا تھا۔

او کھلیا ساتھ لے لے آرام سے مجھے بتا  
کہ کون مر گئی ہے کیا اعلان کریں۔ میں۔۔  
او مولوی جی وہ مملکتی مر گئی ہے جو شاہ زمان  
سائیں کی قبر پر تھی دو مر گئی ہے۔۔۔

او۔۔۔ ہو۔۔۔ اللہ اس کی مغفرت فرمائے  
بیچاری جانے کس بے گناہ کی گلی تھی جو بن ہو جس میں  
کے مر جھاگئی ہے کیا اعلان کریں۔

ہائے۔۔۔ او میڈیا سونڈیاریا تو کتنا نیا ہے  
۔۔۔ مولوی صاحب نے دیکھا اور افسوس سے آنگھیں  
بند کرتے ہوئے نو دکانی کی اور پھر دنگو کرنے  
چل دیئے۔

حضرات ایک ضروری اعلان ملاحظہ فرمائیں  
پیر سابق سبھاں شاہ۔۔۔ قبرستان وچ  
چھوٹے سائیں بشاہ زمین دی قبر۔۔۔ تے بیٹھی  
پر۔۔۔ ایسی انجان تے کوئی مملکتی اللہ پاک دے حکم  
نال اس دنیا تو رخصت ہو چکی اے اس دی مہبت  
آپا زینخانہ دے گھر موجود اے خیر حضرات نفن دفن  
وا بندو بست کریں نماز جنازہ اچ شام چار بجے  
اسی قبرستان وچ ادا یعنی جانے کی شرنعت فرما کے  
ثواب درین حاصل کرو۔

گلزیب خان عرف زحبی جو ایک دن پہلے  
ہی وہاں کے چھوٹے سے ہسپتال میں بطور ڈاکٹر

ساتھ رنگوں میں لبو کو منجمد کرنے والی ہوا میں اور  
ایسی چلیں کہ اس خاموش اداسی کی حسین دیوی کو  
آغوش میں لے کر اڑیں صبح سب سے پہلے صغی  
نے اس کو پانی میں گرے دیکھا تو وہ چیخا ہوا آیا۔

آپا۔۔۔ آپا۔۔۔ آپا زینخانہ۔۔۔ وہ مملکتی مر گئی  
ہے جلدی چلو۔ وہ اپنی بات کھل نہیں کر پارہا تھا۔

گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو  
تمہارے منہ میں خاک کیا بک بک کر رہے ہو۔

آپا زینخانہ کو اسکی بات کا یقین نہیں ہو رہا تھا۔  
آپا میں صبح کہہ رہا ہوں وہ قبر کے پاس ہی  
بانی میں گری ہوئی ہے میں نے بہت ہذا وہ نہ  
آنگھیں کھولتی ہے اور نہ ہی اکتی ہے۔

آپا اس کا ایک ہاتھ سینے پر اور دوسرا قبر پر  
ہے جس پر ایک سال سے بیٹھی ہوئی تھی اب کی بار  
صغی نے تفصیل سے جواب دیا۔ پاس بیٹھی شبو  
کے ہاتھوں سے پانی کی پیالہ چھوٹ کر زمین پر جا  
کر گرا اور پھر وہ تینوں ہی قبرستان کی طرف  
دوڑے وہاں جا کر آپا اور شبو نے اس کا سر گود میں  
لیا اس کو آوازیں دیں اور اس کا کندھوں سے پکڑ  
کر ہلایا شبو نے تو اسے پکڑ کر جھوڑ ہی ڈالا۔

شہزادی اٹھ نا۔۔۔ اٹھ شہزادی ڈاکٹر کے  
پاس لے لیں تجھے کچھ نہیں ہوگا باں میں تجھے کچھ  
نہیں ہونے دوں گی ایک تو ہی تو ہے جو میری  
ساری باتیں میرے سارے دکھ سکھ سکتی ہے اٹھ جا  
نادیکھ میں آئی ہوں شبو تیری خاموشی تیری محبت کو  
دیکھنے والی اٹھ کا شبو پتہ ہوش کر۔ یہ بگلی تو اپنے ہے  
سائیں کے پاس چلی تھی ہے اب یہ تیرے سکھ دکھ  
کہاں پہنے گی میں اٹھ پتہ تو جا کے گاؤں کی مسجد  
میں اعلان راہم اسے گھر لے جاتے ہیں۔ وہی  
ہنٹے کو کہنا کہ مجھی لے کر جلدی سے قبرستان

باؤں تلے سے زمین نکل گئی وہ حیرت اور سکتے کے بت بنے میت کو بغور دیکھ رہے تھے پھر بنے یقینی سے چند قدم بنے سب لوگ ان کی اس حرکت پر حیرت زدہ سے انہیں دیکھنے لگے تھے۔

مولوی صاحب یہ لڑکی --- یہ لڑکی کدھر کی ہے انہوں نے اپنے دل کو تسلی کے لیے سوال کیا۔  
ڈاکٹر صاحب ہم میں سے کوئی نہیں جانتا یہ کون ہے کدھر سے آئی ہے مولوی صاحب نے بے بسی سے کہا۔

اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو پلیز اس کے بائیں بازو سے تھوڑا سا کپڑا ہٹائیں۔  
مگر کیوں۔ ڈاکٹر صاحب۔

مولوی صاحب نے حیرت سے پوچھا۔  
مولوی صاحب نے آگے بڑھ کر اس کے بائیں بازو سے کپڑا ہٹایا تو ڈاکٹر گلزیب سر پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور پھر اچانک کسی کا ہاتھ تھام کا دھاریں مار مار کر رونے لگے ان کی اس حرکت کو وہاں پر موجود کوئی فرد بھی سمجھ نہ سکا۔

پلوٹ اور پلوٹے اٹھنا ہم نے تم کو کتنا ڈھونڈا تمہارے لیے کتنا ترپا کتنا رویا تم کدھر تھی تمہاری ماں مر گئی ابالاج ہو گیا ہم نے تمہارے واسطے اب تک شادی نہیں کی اور ہم کو یقین تھا کہ تم مل جاؤ گی ہم نے تمہارے بابا سے وعدہ کیا کہ تمہاری بیٹی کو ڈھونڈ کر ہم لا میں گئے اٹھو پلوٹے اپنے گھر چلیں وہ میت کو جھنجھوڑتے ہوئے کسی چھوٹے بچے کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے اور وہاں کھڑے لوگ حیرت۔ دکھ۔ اور اچانک بدلتی صورت حال کو سمجھ کر بھی سمجھ نہ سکے

مولوی صاحب نے تھوڑی دیر ڈاکٹر کو روکنے دیا پھر آگے بڑھ کر ان کے کندھوں پر ہاتھ

اپنا چارج سنبھال چکا تھا اس عجیب و غریب اعلان کو سن کر وہ اپنے کمرے سے نکل کر شیر و بابا کی طرف آیا شیر و بابا ہسپتال کی صفائی وغیرہ کرتا تھا ساتھ ساتھ مالی کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

بابا یہ کیا اعلان تھا کون تھی وہ لڑکی جس کی موت پر نہ اس کے کسی بھائی کا نام لیا گیا نہ اس کے ابا دادا کا کدھر سے آئی تھی وہ۔

اوے پتر۔ نام تب لیتے جب پتہ ہوتا ہستی کے کسی پتہ سے کو اس کا اپنا نام نہیں معلوم پر جو وہ تھی پتر تھی بڑی سوہنی اپنے ماں پو کے جانے کتنی لاڈلی ہوگی اور ساتیس شاہ زمان کے ساتھ اس کا کیا رشتہ تھا کہ وہاں سال بھر پہلے آئی اور ادھر کی ہو کے رہ گئی شیر و بابا نے فرمائشوں سے ڈاکٹر زبیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بڑی عجیب بات ہے بابا یوں بھی بھلا کوئی عمر بھر کے لیے کسی کی قبر پر بیٹھ سکتا ہے وہ کیا لڑکی تھی جس کو اپنا گھر بار بھی بھول گیا تھا بابا یہ کچھ رقم لے جا کر مولوی صاحب کو دے آئیں وہ کفن و فن کا بندوبست کریں اس سلسلے میں تمام اخراجات میں برداشت کروں گا پر کہیں بھی میرا نام نہ آنے ڈاکٹر صاحب نے کچھ پیسے دیتے ہوئے ساتھ شیر و بابا کو اپنا نام خفیہ رکھنے کی تاکید کی کیونکہ وہ دکھاوا کر کے اپنی اس نیکی کو منسوخ نہیں کرنا چاہتا تھا

پھر بدب شام کے 3.45 پر زینچا کے گھر سے اس بے وارث لڑکی کا جنازہ اٹھا تو ہر آنکھ نم تھی یہاں میں اس معسوسہ لڑکی کا ورد تھا نماز جنازہ کے بعد نجائے ڈاکٹر زبیری کے من میں کیا آتی کہ وہ بوی صاحب نے پاپی آکر لڑکی کا آخری ویرا کرنے کی اجازت مانگی مولوی صاحب نے چہرے سے ڈاکٹر کپڑا ہٹایا تو ڈاکٹر گلزیب کے

رکھ کر نہیں اسے سینے سے لگا لیا کچھ دیر بعد ان کو تسلی دی اور اصل حقیقت پوچھی۔

یہ ہماری منگلیتر اور ماسے کی لڑکی ہے ہم بچپن سے اس سے محبت کرتے تھے یہ اس کے بازو پر نشان کلباڑی کا ہے جو میری ذرا سی غفلت اسے اس کو لگا تھا ہم ایک ہی گھر میں رہتے تھے ایک ہی کلاس میں ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے یہ گاؤں کی سب سے بہن کھ یا توئی شوخ اور پچھل لڑکی تھی ہر روتی آنکھ کو پل میں ہنسا دیتی تھی یہ مگر پھر نجانے قسمت نے کیسا پلٹا کھایا اور میڈیکل کالج میں گیا ایک دن اچانک ماسے کا فون آیا کہ پلو شے گھر چھوڑ کر چلی آئی ہے ہم نے اس کو بہت ڈھونڈا مگر یہ نہ ملی اور اب ملی تو اس حال میں اتنا کہہ کر ڈاکٹر صاحب پھر رونے لگے ہر آنکھ نم تھی اس لڑکی کے لیے آنسو تھے اس کو اس کی شناخت تو تھی مگر قبر کے تہنے پر لکھنے کے لیے۔

معزز قارئین! کچھ ذاتی معروضیات کی وجہ سے کہانی کا بقیہ حصہ لکھ نہ پائی معذرت کے ساتھ آئندہ ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے میری معذرت قبول فرمائیں گے۔

غزل  
کیوں چلی گئی تو مجھ کو چھوڑ کے بہنا  
تیری دید کو ترسے ہیں نیناں  
کبھی تو آؤ مجھے ملنے کبھی تو پیار کرو  
تم صدا میرے اس رہو گی آج تم یہ اقرار کرو  
ہاتھی مجھے یوں نہ تم میرے پیار کی سزا دو  
تجھے دیکھنے کو ترس رہی مجھے یوں نہ انتظار ہے وفا  
و

مجھ سے کرو یہ وعدہ کہ تم میرے خوابوں میں آؤ گی  
میں کروں اگر سوال تو تم میرے خوابوں میں آؤ گی  
ان لوگوں سے کہو کہ یوں نہ مجھے پریشان کرو  
ہر قدم ہر موڑ پہ مجھے اپنی نفرتوں سے یوں نہ حیران کرو

اگر یہی رہی حالت تو میں کچھ کر جاؤں گی  
رہی میں ایسی زندگی سے میں واقعہ مر جاؤں گی  
باجی تم کس لیے اپنے بیچ اپنا گھر بار چھوڑ گئی  
جاتے جاتے تو میری قسمت کو بھی چھوڑ گئی  
اگر مرنا تھا تو مجھے پہلے ہی بتا دیتی  
شانوں میں ہی تجھے کچھ سمجھا دیتی  
یوں نہ تم اپنے بچوں سے دور جانی  
یوں نہ میری زندگی کو کر کے ناسور جانی  
عابدہ رانی۔ گوجرانوالہ

C دنیا میں ماں سے زیادہ ہمدرد سستی کوئی ہے ہی نہیں۔ (خلیل جبران)

C جس کی ماں مر جائے وہ اس کائنات کا مشکل ترین آدمی ہے۔

C اگر کوئی اس حقیقت کو جان لے کہ ماں اس دنیا میں سب سے زیادہ مہربان سستی ہے تو وہ کبھی بھی ماں کا نافرمانی کا تصور نہیں نہ کرے۔

C کتابدہ قسمت ہے وہ جو ماں کے ہوتے ہوئے اس کی محبت حاصل نہ کر سکے۔

C جس کے در میں اپنی ماں کے لئے محبت ہی محبت ہے وہ زندگی کے کسی بھی سوا پنہانست نہیں بنا سکتا۔

C وہ سستی جس نے ہمیں زندہ اور رہنے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا سبق دیا وہ ناری ماں ہے۔

C نیا کالونی بھی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں۔

بنا: محمد نعمان اعوان۔ سریانوالہ

# زندہ لاش

- تحریر: آفتاب احمد عباسی - ایبٹ آباد -

شہزادہ بھائی - السلام وعلیکم - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔  
ایک کہانی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں جس کا عنوان میں نے زندہ لاش رکھا ہے یہ کہانی آپ کو کیسی لگی  
اپنی رائے سے ضرور نواز دیجئے گا۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام  
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رانٹرڈ سردار نہیں  
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کہانی میرے ایک دوست کی ہے جس کا نام زعفران ہے۔  
ہمارے گھر آ جاؤ گا  
زعفران نے اپنے بھائیوں کو فون کیا اور کہا  
میں ملتان آؤں گا۔

میرے دوست کا نام زعفران ہے اسلام  
آباد کا رہنے والا ہے زعفران کی ایک نزن ہے جو  
ملتان میں رہتی ہے جس کا نام شازین ہے زعفران  
کی بات فون پر اپنی خالہ سے ہوئی کیونکہ زعفران  
اپنی خالہ کے گھر جاتے تو کبھی کبھار وہ اپنی خالہ  
کے گھر بھی جاتے ان کی فون پر اکثر بات ہوتی  
رہتی تھی وہ اپنی کزن شازین سے بات کرتے  
رہتے دونوں کو ایک دوسرے سے پیار ہو گیا  
زعفران کے باقی گھر والے اکثر ملتان جاتے مگر  
زعفران ایک بار اپنی والدہ کے ساتھ اپنی خالہ کے  
گھر ملتان گیا تھا اور وہاں شازین اپنی خالہ کے گھر  
آسلام آباد آئی۔

زعفران کے گھر مگر دونوں کی الگ بات  
ہوتی دونوں فون پر باتیں کرتے رہتے تھے ایک  
دن شازین نے زعفران کو بتایا۔  
پلیز زعفران آپ کی بڑی یاد آ رہی ہے پلیز  
تھے جس کی وجہ سے زعفران کی جانب سے انکار  
سے خاموش ہو گئے زعفران جب خالہ کے گھر  
داخل ہوا اور جب پہلی نظر شازین کو دیکھا تو  
دونوں ایک دوسرے کے دل میں اتر گئے دونوں کو  
پہلی نظر میں ایک دوسرے سے پیار ہو گیا تھا



Scanned By Amir





زعفران آپ کے گھر والے ہمارے گھر  
کب آئیں گے زعفران بولیں ناں  
شازین بہت جلدی آئیں گے

زعفران اور شازین کا پیار بڑھتا گیا اور  
دونوں ایک دوسرے سے پیار میں تڑپ رہے  
تھے زعفران بار بار اپنے گھر والوں کو بولتا رہا پلیز  
خالہ کے گھر میں میرے رشتے کی بات کرو مگر گھر  
والے خاموش ہر بار ہی خاموش ہوتے۔

ایک دن زعفران اپنے دوستوں کے ساتھ  
لاہور گیا ہوا تھا دو دن پہلے جب دو دن بعد گھر آیا  
تو اس نے آتے ہی پہلے اپنی امی سے بات کی  
زعفران کی امی جان نے زعفران سے کہا۔

بیٹا آج رات کو آپ کے ابو جان کے آپ  
کے رشتے کی بات کی ہے  
زعفران نے پوچھا کس سے کس کے رشتے  
کی بات کی ہے

امی نے کہا۔ آپ کے رشتے کی بات کی ہے  
آپ کے ماموں سے آپ کے ماموں جان کی  
بیٹی کے رشتے کی

زعفران یہ بات سن کر بولا امی جان یہ نہیں  
ہو سکتا میں شادی کروں گا تو شازین سے  
امی نے بولا بیٹا شازین کو بھول جاؤ اور آپ  
کے ابو نے آپ کے ماموں سے بات کی ہے اور  
آپ کے ماموں نے رشتہ دے دیا ہے اس لیے  
آپ کو یہ رشتہ تسلیم کرنا ہوگا۔

یہ بات جب زعفران نے سنی تو اس رشتے  
سے انکار کر دیا زعفران کی والدہ یہ بات سن کر بے  
ہوش ہو گئیں اور زعفران اپنی والدہ کو ہسپتال لے  
گیا زعفران کی والدہ کی حالت سخت خراب تھی اور  
ڈاکٹر نے بتایا کہ ان کو ٹیکہ ہوا ہے اور اگر ان کو

شازین کے گھر والے بہت خوش تھے  
زعفران کی وجہ سے زعفران اور شازین بھی دونوں  
بہت خوش تھے۔

زعفران کچھ دن شازین کے گھر رہا دونوں کو  
ایک دوسرے سے پیار ہو گیا اور دونوں ایک  
دوسرے کے پیار میں پاگل ہو کر ایک دوسرے کو  
آئی لو یو بھی بول دیا دونوں ایک دوسرے کے پیار  
میں دیوانے ہونے لگے تو دونوں شادی کے لیے  
ایک دوسرے سے بات کی کہ ہم دونوں ایک  
دوسرے سے شادی کریں گے زعفران نے  
شازین کو کہا۔

میں واپس اسلام آباد جا رہا ہوں اپنے گھر  
والوں سے بات کروں گا اور میرے گھر والے  
آپ کے رشتے کے لیے آپ کے گھر آئیں گے  
شازین نے کہا ٹھیک ہے۔

زعفران اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گیا۔  
اس دن شازین کے گھر اور شازین زعفران  
کی جدائی کی وجہ سے بہت پریشان ہو رہے تھے  
کیونکہ زعفران ایک ماہ شازین کے گھر رہا جب  
وقت جدائی کا آیا تو شازین کی حالت خراب تھی  
اور زعفران کی حالت بھی خراب ہو گئی مگر زعفران  
کو ایک چیز کی خوشی تھی کہ گھر جا کر اپنے گھر  
والوں کو اپنے رشتے کے لیے شازین کے گھر روانہ  
کروں گا میں آپ کو بتاتا چلوں کہ زعفران بہت  
پہلے شازین سے پیار کرتا تھا اور اندر اندر شازین  
کے پیار میں تڑپ رہا تھا۔

جب زعفران گھر اسلام آباد آیا تو اس نے  
اپنے گھر والوں سے بات کی مگر گھر والے خاموش  
ہو گئے وقت بڑی تیزی سے گزرتا رہا مگر روز  
زعفران شازین کی فون پر بات ہوتی۔

جون 2015

اختر کب ڈائجسٹ 70

زندہ لاش

Scanned By Amir

ہیں اور اپنی والدین کی خوشی کے لیے جیتے رہتے رہیں۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ ماں باپ جو اپنی اور اپنی اولاد کی خوشی کا خیال رکھتے ہیں ان کی خواہشات کو ایک زندہ لاش نہیں بننے دیتے اور ہمیشہ ایسی خوشی زندگی بسر کرتے ہیں۔

### غزل

اک خوشی ملی تیرے آنے سے  
اک درد اٹھا تیرے جانے سے  
ہر غم کی سیوا کرتے ہیں  
کچھ درد ہے ان میں پرانے سے  
کیوں کرتے ہیں مجھ سے ذکر تیرا  
شاید ہے لوگ انجانے سے  
تو اپنے شہر کو چھوڑ گیا  
تیرے پاس ہیں لوگ بیگانے سے  
تیرے بن یہ گھیاں سونی ہیں  
اور گھر کے در ویرانے سے

کشور کرن چٹوکی

صبح میں کبھی لکھا کبھی غزل میں لکھا ہے  
تیرے پیار کا ہر لفظ میں نے آج کل میں لکھا ہے  
تو دکھ کبھی آ کے میرے گھر کے دیوار میں  
یہ نقش ہر دیوار محل میں لکھا ہے  
تس کس کو بتاؤں میں تیرے پیار کا قصہ  
ہوا میں کبھی لکھا کبھی بادل میں لکھا ہے  
کر کر و حیفے ہم نے طبیعوں سے لی شفاء  
کیا کچھ کیا ہے درد ہم نے بر عمل میں لکھا ہے  
یوں تو کرن منا ویتا ہے طوبان نقش ریت سے  
ہم نے اس پیار کو قطرہ اے ساحل پہ لکھا ہے  
کشور کرن چٹوکی

کئی دکھ یا پریشانی ہوئی تو دوبارہ بھی ہو سکتا ہے  
جب زعفران اپنی والدہ کے پاس گیا تو اس کی  
والدہ نے ہوش میں آتے ہی زعفران کو کہا۔

آپ کو میری قسم ہے اس رشتے سے انکار  
نہیں کرنا اور شازین کو بھول جا آپ کو میری قسم  
ہے یہ میرا سوال ہے خدا کے لیے انکار نہ کرنا  
زعفران اپنی والدہ کا یہ سوال سن کر والدہ کا ہاتھ  
اپنے ہاتھوں میں لے کر رونے لگا اور اپنی والدہ  
سے کہا ٹھیک ہے امی جان،

زعفران کو معلوم تھا کہ اگر میں نے انکار کر  
دیا تو میری والدہ کی زندگی موت میں بدل جائے  
گی اس لیے زعفران نے اپنی والدہ کے آگے  
انکار نہ کیا اور والدہ زعفران کچھ دن بعد ہسپتال  
میں سے آگئی زعفران اپنی والدہ کے پیار کے  
آگے اپنے پیار کی بازی ہار گیا تھا زعفران کی  
حالت سخت خراب تھی کچھ دن زعفران ہسپتال میں  
رہا یہ بات جب شازین کو پوری معلوم ہوئی تو  
شازین کی حالت خراب ہو گئی کچھ دن وہ بھی  
ہسپتال میں رہی شازین تو اب بھی زعفران کا  
انتظار کر رہی تھی اور زعفران بھی آج ایک زندہ  
لاش بن گیا ہے زعفران کی خوشیاں زعفران کے  
گھر والوں نے اس سے چھین لی تھیں۔

میری ان لوگوں سے گزارش ہے کہ پلیز  
اپنے بچوں کی خوشیاں ان سے مت چھینیں کیونکہ  
انہی بچوں کو بہت پیار سے ناز سے پال پوس کر ہم  
جوان کرتے ہیں اور پھر جب ان کی خواہشات کو  
دفن کر دیتے ہیں تو وہ ایک زندہ لاش بن جاتے  
ہیں وہ ماں باپ کی خوشی کی خاطر اپنے محبت کو  
اپنے اندر اپنے دل و دماغ میں دفن کر کے ان  
قبروں کا بوجھ ہمیشہ اپنے دماغ سے اٹھائے رکھتے

جون 2015

خونفاک ڈائجسٹ 71

زندہ لاش

Scanned By Amir

# بھگی پلکوں پہ ٹھہرے اداس جگنووں

-- تحریر -- انتظار حسین ساقی -- تانڈلیا نوالہ --

ٹھہراؤ بھائی۔ السلام ویکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔  
میں ایک بار پھر آپ کی وہی بزم میں ایک کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ بھگی پلکوں پہ ٹھہرے اداس جگنو۔ رکھا ہے۔ ناز یہ تو بھی بنی ہوں گی پوجاری وہ تو عمران سے بھی محبت کا کھیل کھیل کر اس سے جسی تعلق قائم کرنا چاہتی تھی مگر عمران بچ گیا تھا اور وہ ہم ناز یہ کے ساتھ جسی تعلق قائم کر لیے اور پھر آیت دن و سیم نے عمران کے پاس اس کو ناز یہ کی وہ تمام باتیں اپنے موبائل سے سنائی جس کی وجہ سے عمران اس سے دور ہوا تھا فون کی آواز اوپن مین اور ناز یہ و سیم سے کہہ رہی تھی و سیم مجھے تم سے محبت ہے۔۔۔۔۔  
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

جھلیں کبھی نہیں سو سکتی ہمیشہ بھگی بھگی ہی رہتی ہیں  
پلکوں پہ سجائے ہوئے زخموں کے تینے  
گزریں گے کسی روز تیرے شہر سے ہم بھی  
آنکھوں کی بھگی پلکوں پہ ٹھہرے اداس  
اداس جگنو سب کچھ بتا دیتے ہیں آنکھوں میں  
مسکراتے ہوئے آنسوؤں کے ادھر گرد بہت سے  
نام چھپے ہوتے ہیں صرف پلکوں پہ ٹھہرے جگنو کی  
روشنی سے ہی دکھائی دیتے ہیں آنکھیں سب کچھ  
بوتی ہیں محبت بھی نفرت بھی پیار بھی آنکھیں انسان  
کے لیے بہت بڑا آئینہ ہوتی ہیں نم پلکوں بھگی  
پلکوں اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی یہ داستان بھی  
آپ لوگوں کو بہت پسند آئے گی۔

عمران ایک بہت پڑھا لکھا اور بہت ہی  
شریف انسان تھا کچھ عرصہ وہ بہت ہی اداس اور  
پریشان رہتا تھا جس کی وجہ کوئی نہ تھی صرف اس کی

محبت انسان کو بہت کچھ سکھا دیتی ہے اگر  
انسان کو صرف محبت ہی محبت ملے تو  
کیسے پتہ چلے گا کہ محبت کے دکھ اور روکنا ہوتے  
ہیں۔ جو انسان اپنی آنکھوں میں محبت کے  
خوبصورت خواب سجاتا ہے جب وہ پورے ہوتے  
ہیں تو محبت خوبصورت ہوتی ہے اور جب کوئی  
خواب ٹوٹ جائے ادھر رازہ جائے تو وہ عذاب  
بن جاتا ہے۔

اکثر ایسی ہی حالت ہیں بھگی بھگی پلکوں پر  
آنسو ٹھہر جاتے ہیں اور وہ اداس جگنوؤں کی طرح  
ہوتے ہیں بھگی آنکھوں بھگی پلکوں کے دکھ بھی  
بڑے عجیب ہوتے ہیں اور دردناک ہوتے ہیں  
کبھی وہ دکھ انسان کی آنکھوں کو چین سے نہیں  
رہنے دیتے آنکھوں کی بھگی پلکوں پر آنسوؤں  
کے بادل ہمیشہ چھائے رہتے ہیں آنکھوں کی

بھگی پلکوں پہ ٹھہرے اداس جگنو جواب عرض 72 جون 2015

تعلق رکھتا تھا مگر عاشی نے عمران سے محبت کا ذرا نہ کیا صرف دل لگی کی سارے وعدے ساری قسمیں سب کچھ بھلا دیا تھا عمران کی محبت کو بھول کر اپنے نئے جیون ساتھی کو اپنی زندگی کا جیون ساتھی بنا لیا۔

پہلے تو عاشی کے گھر والوں نے بہت غصہ کیا مگر بعد میں ٹھنڈے پڑ گئے۔ یوں عاشی عمران کو چھوڑ کر عمران سے بے وفائی کر کے اپنے شوہر فیصل کے ساتھ شادی کر کے بہت خوش تھی اس کو اتنا احساس تک نہ تھا کہ میں نے عمران کے ساتھ کتنا بڑا دھوکہ کیا ہے کتنی بے وفائی کی ہے لوگ جب بے وفائی پر اترتے ہیں تو عاشی کی طرح ہی کرتے ہیں کچھ یاد نہیں رہتا۔

عاشی کی بے وفائی کے بعد عمران کی حالت دیوانوں کی طرح تھی اس کو کوئی بھی اچھا نہیں لگتا تھا اس کے لیے ہماری دنیا ہی بے وفا تھی عمران نے دل پر پتھر رکھ لیا اور آہستہ آہستہ عاشی کو بھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک دن وہ بھی آ گیا جب عمران سنبھل گیا تھا کہ اس کو عاشی نے بے وفائی کچھ بھی یاد نہیں تھا وہ صرف نماز قرآن مجیدی تلاوت اور اپنی پڑھائی پہ توجہ دیتا تھا عمران اب محبت اور عشق کے چکروں سے بہت دور نکل گیا تھا عمران نے عاشی کی محبت کو روک نہیں بنایا تھا۔ صرف ایک حادثہ سمجھ کر بھلا دیا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو عمران کی زندگی بہت خوبصورت تڑپ رہی تھی کہ زندگی میں ایک ایسا موز آیا کہ عمران کو بہت مشکل میں ڈال دیا تھا۔

عمران کو ایک روٹنگ نمبر سے کال آئی اور اس نے میرا نام غائشہ ہے اور میں میٹریک کی سٹوڈنٹ ہوں غائشہ نے عمران کو بھلائی بولا پہلے تو رائف

کزن عاشی تھی کیوں کہ عمران عاشی کے ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے عمران اور عاشی ایک دوسرے سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ شادی بھی کرنا چاہتے تھے عمران شادی کے لیے تیار تھا۔ عاشی بھی شادی کے لیے تیار تھی عمران اپنے گھر والوں کو عاشی کے رشتے کے لیے بھیجنا چاہتا تھا مگر عاشی بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس کی شادی ہو جائے کیونکہ وہ ابھی پڑھ لکھ کے ڈاکٹر بننا چاہتی تھی عمران اور عاشی نے بہت سارے وعدے کیے تھے عمران اور عاشی نے ایک دوسرے کے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے تھے قسمیں کھائیں مگر نجانے عاشی کو کیا ہو گیا تھا وہ عمران سے دور رہنے لگی تھی۔ عمران نے عاشی کی اس بے رخی کی وجہ پوچھی تو عاشی نے سچ بتا دیا اور کہا۔

میں تم سے شادی نہیں کر سکتی میرے گھر والوں نے بھی آپ کے ساتھ میری شادی نہیں کرنی اس لیے تم اپنی منزل کی طرف لوٹ جاؤ اور میں اپنی منزل کی طرف جانی ہوں۔

یوں عاشی نے عمران کو چھوڑ دیا۔ عاشی نے اتنا بھی نہ سوچا کہ عمران اس سے کتنی محبت کرتا ہے کس قدر چاہتا ہے اسے وہ تو اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر اس نے تو اس کی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا اور اوپر سے ظلم یہ کیا کہ عمران سے محبت ختم کر کے عاشی نے اپنے گھر والوں سے بناگ کر اپنی شادی ایک بوڑھے انسان سے کورٹ میرج کر لی گھر والوں کی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا۔

عاشی کے گھر والے بہت امیر ترین خاندان والے تھے اور عمران عام اور غریب گھرانے سے

جونہ 2015

جواب عرض 73

بھئی پلکوں پہ ٹھہرے ادا اس جگنو

Scanned By Amir

نمبر تھا مگر آہستہ آہستہ عمران میں ایک بھائی کا رشتہ قائم ہو گیا اور عمران آہستہ آہستہ عائشہ کی پوری فیملی سے بات کرنے لگا سب لوگ بہت خوش تھے عائشہ کی فیملی کے لوگ بہت عزت اور احترام سے بات کرتے تھے

عائشہ نے بتایا کہ وہ تین بہنیں اور دو بھائی ہیں بڑے بھائی سعودیہ میں ہوتے ہیں ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے اور دوسرے بھائی پاکستان ہوتا ہے ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ ایک بہن کی شادی ہوئی ہے اس کا ایک بیٹا ہے امی ابوسب گھر والے نماز کی سخاوت اور روزے کے پابند ہیں عائشہ کی بڑی بہن جس کا نام نازیہ تھا نازیہ شادی شدہ تھی اس کا خاوند بھی ملک سے باہر رہتا تھا اس کے تین بچے تھے ایک بیٹی اور دو بیٹے وہ بھی عمران سے باتیں کرتی تھی آہستہ آہستہ یہ باتیں اس حد تک پہنچ گئیں کہ نازیہ نے عمران سے کہہ دیا۔

مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے

عمران کی نظر میں ایسا کچھ نہیں تھا وہ تو ایک سچا انسان تھا عمران کو بہت عجیب لگا مگر نازیہ نے عائشہ کو بھی بتا دیا تھا کہ مجھے عمران سے محبت ہو گئی ہے عمران نے ان سے بات کرنا چھوڑ دیا تھا مگر عائشہ سے اتنی قسمیں کھائیں اتنے واسطے دیئے کہ باجی نازیہ آپ سے جی محبت کرتی ہے۔

عمران نازیہ اور عائشہ کی قسموں اور واسطوں میں آگیا تھا اور عمران ایک بار پھر بربادی کے راستے پر چل پڑا تھا عمران بھی نازیہ کی اور عائشہ کی باتوں میں آگیا تھا عمران کو محبت پر یقین نہیں تھا اور نہ کسی پر اعتماد تھا عمران نے ساری باتیں اپنے ایک دوست وسیم سے شیئر کی اور بتایا۔

مجھے ان کی باتوں پر یقین نہیں ہے مگر وہ کسی طرح بھی مجھے چھوڑنا نہیں چاہتی وہ بہت سی قسمیں اٹھاتی ہیں کہ نازیہ کو آپ سے پیار ہے محبت کرتی ہے وہ ہر وقت آپ کی باتیں کرتی ہے اس کی زندگی اب صرف تم سے ہے۔ وسیم میں چاہتا ہوں کہ تم بھی ان کو کسی طرح سے آزما لو

وسیم بہت ہوشیار لڑکا اور چلاک تھا اس نے کہا یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ وہ کیسے لوگ ہیں یوں عمران نے ان کا نمبر وسیم کو دے دیا اور وسیم نے تین دن کوشش کی اور ان سے نازیہ کو اپنے جال میں پھنسا لیا کچھ دنوں بعد وسیم بھی نازیہ اور عائشہ سے ان کی فیملی سے باتیں کرنے لگا اور وسیم سے بھی نازیہ نے کہہ دیا۔

تم سے محبت ہے اور میں تمہارے بن نہیں رہ سکتی۔

نازیہ نے عمران کو کتنی بار کہا تھا کہ وہ اس سے ملنا چاہتی ہے مگر عمران نے ہمیشہ انکار ہی کیا تھا اور آج جب نازیہ نے وسیم سے ملاقات کرنے کو کہا تو وسیم تو پہلے ہی تیار تھا اور یوں وسیم اور نازیہ ملاقات کے لیے تیار ہو گئے۔

شہر کے ایک خوبصورت ہوٹل میں نازیہ نے اپنے خرچے پہ کمرہ بک کروایا دیا۔ اور پھر یونین وسیم اور نازیہ نے پورا دن ایک روم میں گزارا تھا اور ہر وہ حد پار کر دی جس کے بعد انسان کو اپنے آپ سے بھی شرم آتی ہے نازیہ تو تھی نی ہوس آئی پجاری وہ تو عمران سے بھی محبت کا کھیل کھیل کر اس سے جنسی تعلق قائم کرنا چاہتی تھی مگر عمران بچ گیا تھا اور وسیم نازیہ کے ساتھ جنسی تعلق قائم کر لیے۔

جون 2015

جواب عرض 74

بھگی پلوں پہ ٹھہرے اداس جھنوں

Scanned By Amir

اب تو کسی سے محبت نہیں کرے گا اب تو اسے کسی سے محبت ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ محبت کا وجود ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔

عمران نے یہ سنواری اس لیے سنائی کہ ہوسکتا ہے اس دور کے لڑکے لڑکیاں اس سے کچھ سبق حاصل کر لیں اس دور میں کوئی کسی کو نہیں چاہتا صرف اور صرف مطلب کی محبت ہے مطلب کی دوستی ہے اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے آمین آپ لوگوں کو یہ میری سنواری کیسی لگی اپنی رائے سے ضرور نواز دئے گا۔

ایک ایس ایم ایس کر کے مجھے شدت سے انتظار ہے گا میں اپنی بی تحریر اپنی سوینٹ اور چاند سی کزن مس مار یہ شامل۔ پنڈی گھیب کے نام کرتا ہوں اور ڈھیروں پیار اور شادیز حیدر قرآن احسن یعنی اور رفسانہ ملک کے نام والسلام۔ انتظار حسین ساتی تانہ لیا نوالہ۔ فیصل آباد

نہ میرے لئے دل میں نظر میں رقم کرنا  
اسے شوق طبیعت تو نہ یہ ستم کرنا  
عمر تک تعلق کا شوق ہوا ہے جواں  
سہ سے پہلے باخبر مجھے ہوم کرنا  
میرے جسے کی خوشیاں تو اپنے نام کر سنے  
میں نے سیکھ لیا غموں پر ماتم کرنا  
دیدے جہاں کی خوشیاں رب تجھے  
بن تیرے لیکر خوشی کیا ختم کرنا  
کہو رہیں میرے جسے میں ڈال یا رب  
محببتیں نصیب یا رب جنم کرنا  
چھین نہ جائے تمہا انداز جہاں زویب  
بر نظر میں تیرا تذکرہ ہم کرنا

☆☆☆

ایک دن وہم نے عمران کے پاس اس کو تازہ کی وہ تمام باتیں اپنے موبائل سے سنائی جس کی وجہ سے عمران اس سے دور ہوا تھا فون کی آواز اوپن تھی اور تازہ وہم سے کہہ رہی تھی۔

وہم مجھے تم سے محبت ہے میں نے آپ کے علاوہ کسی سے کبھی بھی محبت نہیں کی۔

یہی باتیں کچھ دیر پہلے تازہ نے عمران سے بھی کی تھیں پھر ایک دن عمران نے کہا۔

میں آپ لوگوں سے ملنا چاہتا ہوں۔  
یوں عمران تازہ اور عائشہ لوگوں کے گھر چلا گیا وہاں عمران نے پہلے عائشہ کو کہا۔

تم میری بہن تھی تم تو کہتی تھی کہ تازہ یہ تم سے محبت کرتی ہے اور یہ کیا ہے عمران نے وہم اور تازہ کی تمام باتیں ان کو سنائیں وہ دونوں کو شرم کے مارے مر جانا چاہتے تھے عمران کو کچھ نہ ہوا وہ شرمندہ تھیں عمران نے ان کو آئینہ دکھایا کہ شرم کریں کیوں لوگوں کو بے وقوف بناتی ہیں اتنے بھلے لوگوں کو کیوں خراب کرتی ہیں آپ عمران کو بعد میں معلوم ہوا کہ ان کا کام ہی یہی ہے عائشہ پہلے رائگ نمبر ملاتی ہے اور پھر اگر کوئی لڑکا مل جائے تو پھر اس کو بھائی کہتی ہے پھر آہستہ آہستہ پوری فیملی باتیں کر داتی ہے اور پھر تازہ اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے یہ کام تھا ان کا

عمران نے کہا آپ کا نہ تو دین ہے نہ ایمان نہ آپ کی کوئی قسم سے جھوٹ کی دنیا ہے کچھ شرم کریں اور اپنے بچوں کے لیے ہی سہی آپ لوگوں نے کتنا غلط کام شروع کر رکھا ہے نجانے کتنے ہی لڑکے ان کے جال میں پھنس کر بڑے بڑے کام کر چکے تھے

عمران نے اس دن سے ارادہ کر لیا تھا کہ

جون 2015

جواب عرض 75

بھنگی پٹکوں پہ ٹھہرے اداس جگنو

Scanned By Amir





Scanned By Amir





منزل کی طرف چل پڑی وہ پورا راستہ اسلام آباد کے خوبصورت نظاروں کو دیکھ کر خوش ہوتی رہی کبھی ایک دن چیخ کر واہو کہتی تو نور جہاں بیگم کو اسے ضرور نوکنا پڑتا تھا۔

وہ لوگ گھر پہنچ گئیں تھیں دروازے کے باہر ہی دو گارڈ کو دیکھ کر جلدی سے بولی۔

مام واہ یہاں پر تو سیورنی کا اچھا انتظام ہے ہاں بیٹے کرنا پڑتا ہے۔

اتنی دیر میں گاڑی بورچ میں کھڑی ہو گئی جہاں پر پہلے ہی تین گاڑیاں کھڑی تھیں وہ لوگ گاڑی سے اترے تو تقریباً پورے گھر کے افراد استقبال کے لیے کھڑے تھے جواب ایک دم سے ان کی طرف بڑھے تھے اور وہ تو اتنے ہی بڑے گھر یعنی بنگلہ کو دیکھ کر نہ سمجھتی تھی اور اتنے لوگوں کو دیکھ کر وہ حیران بنی حیران تھی۔ اتنے میں ایک بوڑھی خاتون ایک دم سے اسے گلے لگایا اور جو کہ دیکھنے میں خاصی ڈیسنٹ تھی وہ ان سے ایسے ہی مل رہی تھی پر اسے ابھی تک سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کون کون ہے چونکہ وہ جبلی دفعہ پاکستان آئی تھی اس لیے اس بوڑھی عورت اسے ابھی تک بیٹے سے لگایا ہوا تھا اور مسلسل روتے ہوئے میرا بیٹا کہہ رہی تھی جو انہوں نے میرا بیٹا علی کو یاد کیا تو اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی تھی یہی اس کی گرینڈ مڈر ہیں وہ بھی ساتھ ساتھ رو رہی تھیں۔

پھر ان سے بیٹی اور پھر باری باری سب سے ملنے لگی جن سے اتنی کی ماہل چکیں تھیں اور اپنے آنسو صاف کر رہی تھی ساتھ ساتھ تعارف بھی ہو رہا تھا یہ تمہاری بری چچی ناہید ہیں اور یہ ان کی بیٹی مہر نگار اور بڑے دو بیٹے ہیں وجاہت اور احتشام

جو کہ گھر یہ نہیں تھے سب آفس میں گئے ہوئے تھے اور کوئی ملک سے باہر یہ تمہاری دوسری چچی زمین ہیں یہ ان کی بیٹی فرح دوسرا بیٹا عرفان ہے اور یہ ان کی دو جڑواں بیٹیاں روبی اور زوبی پھر تمہاری امی ہیں یعنی کہ تم لوگ پھر آخر میں یہ تمہاری چھوٹی چچی نرگس ہیں یہ ان کی بیٹی صبا سے بڑے دو بھائی ہیں فرحان اور آیان جو کہ یونیورسٹی گیا ہوا تھا پھر یہ تینوں بہنیں یعنی صبا حرا اور فاطمہ ہیں اتنے لوگوں سے مل کر اس نے ایک لمبا سانس لیا اور سب اندر کی طرف بڑھے ایک دوسرے سے حال احوال بھی پوچھا جا رہا تھا۔

تم پڑھتی ہو سب اس نے خاصے اشتیاق سے کہا۔

ہاں کچھ پڑھتی ہیں اور کسی نے پڑھ لیا ہے ادا اچھا اچھا وہ خاصی ایکسٹینڈ تھی اتنے بڑے گھر اور لوگوں کو دیکھ کر بہت مزا آئے گا اب تو ہم انہیں ساتھ ساتھ ہو گئے وہ بچوں کی طرح ہی خوش ہو کر بولی۔

انہیں آئے ہوئے تیسرا دن تھا اتنے دنوں میں وہ اپنے چچاؤں اور کزنز یعنی جن سے وہ نہیں مل پائی تھی ان سے مل چکی رضا بڑا اور دوسرے نمبر والا شازیب بزنس ٹور پر ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اور چھوٹے چچا اعجاز۔ دادا ابو سے تو وہ اسی دن مل چکی تھی اور سوائے وجاہت کے وہ کسی میٹنگ کے سلسلے میں کوئی نہ گیا ہوا تھا لیکن گھر میں اس کا بہت ذکر ہوتا کیونکہ اس کی بہن رعب عورتوں ہور کزنز اور بہن تو بہت ڈرتی تھی اس سے وہ ساری کزنز بڑے سے سینک روم میں بیٹھی باتیں اور مذاق کر رہی تھیں سب کا ہنس ہنس کے

برا حال تھا چونکہ کچھ خواتین اور بڑی چچی کسی کی تعزیت کے لیے گئی تھیں۔

دادا بوائے کمرے میں تھے اور یہ لڑکیوں کو کام کی تہی فکری ہوتی ہے کہ نوکر چاکری اتنے تھے اور آجکل تو بھی بھی چھنیاں خوب مزے ہو رہے تھے۔

چلو بھی میرنگار اینڈ کزن: ایک گیم کھیلتے ہیں وہ گل بہار سب سے مخاطب تھیں

وہ کیا۔۔۔ سب نے مل کر کہا

بھئی وہ یہ ہم دو لڑکیاں ایک چادر پکڑتے ہیں اور تم لوگ اس کے نیچے سے بھاگو کہ جو بھی اس کے نیچے پڑا گیا تو اسے اس کی سزا ملے گی بارنے یہ

وہ کیا۔

وہ یہ کہ ہم اس شخص کو جو ہارے گا گندے نمائش ماریں گے۔۔۔

کیا۔ سب نے بھرپور آواز میں کہا

جی ہاں اسے مذاق سو جھڑپا تھا اس نے یہی سزا منتخب کی تھی۔

اوسے ٹھیک ہے میرنگار: آیان۔ عفان۔ قبا۔ روبی۔ زوبی۔ اور فاطمہ سب گیم کے لیے تیار ہو گئے تھے

پرایک شرط ہے۔ آیان بولا

وہ کیا۔

وہ یہ کہ گل بہار بیگم نماز گھر سے نہیں ریزھی سے لائیں گے اور وہ تم لاؤ گی۔

ٹھیک ہے راستہ سمجھا دینا میں لے آتی ہوں گل بہار ایک نیزہ ہونٹی تھی اور ساتھ ہی مجھے بندر روہے بھی دو۔

اچھا تو یہ بات ہے لو پیسے عفان نے خوشدنی

سے پیسے دے دیئے

اور اب تم لوگ انتظار کرو میں یوں جاؤں گی اور یوں آؤں گی اوسے بائے دو یا سر کی طرف بھاگی گئی جیسے تھی سیٹ پر چھٹی ایک دم چونک گئی اور سامنے پورا گینٹ حوال کے گارڈ کھڑے تھے اور ایک نئی پہارو بھی پورج میں کھڑی تھی یہی

پہ کیا لگتا ہے پھر دادا ابو کے کوئی مہمان آئے ہیں اور نظر انداز کرتی ہوئی تیزی سے گیسٹ سے باہر جانے لگی کہ ایک دم بہت بری طرح ہی ٹکرائی کون ہو بھئی۔ وہ جو گاڑی کھڑی کر کے باہر دوسری گاڑی میں محمد انتظار دوست سے بات ختم کر کے دوبارہ پلٹا تھا جواب ایک اجنبی لڑکی سے ٹکرا گیا۔

اے کون ہو تم یہاں کیا کر رہی ہو۔

گل بہار ایک اجنبی آدمی کو دیکھ کر چونک سی گئی تھی۔ اے سنر پہلے تو یہ بتا تم کون ہو۔

شن اپ۔ ایک دم بہت زیادہ دوج ایک دم بہت زیادہ غصہ ہوا میرے کو دوج کہتے ہیں اور یہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے بہار بول پڑی تو کہتے اس میں مجھے کیا ہے بیٹھو یہاں سے دوسرے کہ یوں داخل ہوتے ہیں۔

کیا کون دوسرے یہ میرا گھر ہے وج غصے سے بولتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا کہ وہ ایک دم پھر سے سامنے آگئی

اے کس کے بیٹے ہو شرم نہیں آتی زبردستی تھکتے ہوئے شکل سے تو اتنے پینڈ سم لگتے ہو حرکتیں: بیٹھو ذرا

جسٹ شٹ اپ اسٹو پڈ گرل میں اپنی ماں کا بیٹا ہوں کاس اور کا سمہیں لیا ہے ماں کے بیٹے ہو یا باپ کے کدھر گیا تھا

جون 2015

جواب عرض 79

گل بہار

Scanned By Amir

تسہارا گل بہار کو بھی غصہ آ گیا۔

جہاز کے حادثے میں شہید ہوئے تھے اسی لیے ہی اس نے سلام میں اسے پہل کی تھی۔

ٹھانز لینے۔۔

اسلام علیکم۔۔

اوے تیری یہ لوسو رو پے اور جا کر ٹھاڑ تم بھی لے آؤ ہمارے لیے اب تو غصہ کی انتہا ہی ہو گئی وچ اسے ایک طرف دھکیلا اور گارڈ سے کہا۔

جی واطلکم اسلام گل بہار نے جلدی سے جواب دیا کیونکہ وہ اب باہر کھسکنے کا سوچ رہی تھی۔ کیسی ہیں آپ گل بہار۔

کون پاگل ہے اور آگے کی طرف بڑھ گیا اسے تو تم لوگ اٹھا کر پھینکو باہر میں آتی ہوں وہ غصے سے بولی ساتھ ہی نیم کایا داتے ہی باہر کی طرف دوڑ نکادی گارڈ حیران پریشان ہو کر کھڑے دیکھتے رہ گئے۔

اللہ کا شکر ہے سب ٹھیک ٹھاک ہیں وہ گھبراتے ہوئے جواب دے رہی تھی۔ ام۔ ام۔ امی وہ۔ وہ م۔۔ میں میرے لگا لوگوں کے پاس جاتی ہوں۔

ا کے جائے بیٹے۔

وہ جیسے ہی سیٹنگ روم میں داخل ہوئی یہ دیکھ کہ اتنا غصہ آیا کہ وہاں پر کوئی بھی موجود نہ تھا ارے یہ سب لوگ کہاں گئے دیکھتی ہوں ان سب کو اونچی آوازیں دیتی ہوئی باہر چلی گئی لیکن پھر کوئی حاضر نہ ہوا تو اسے نفی میں لاتی ہوئی ارے یہ سب لوگ کہاں گئے اور دیکھتی ہوں وہ اوپر چلی گئی اور ایک اور جھٹکا سامنے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا ساری پچھیاں اسی کمرے میں تھی اور وہ ہی شخص جو زبردستی اندر آیا تھا وہ بھی صوفے پر بیٹھا تھا وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوئی ابھی وہ کچھ کھتی کے چچا ناہید بولیں۔

وہ سب کزنز لان میں بھاگ رہے تھے ہاتھ میں پانی کی بوتلیں تھیں جن میں پانی ایک دوسرے کے اوپر ڈال رہے تھے پورے لان میں اور دھم مچا ہوا تھا یہ کیا ہو رہا ہے یہاں۔ وچ آفس کو جا رہا تھا لیکن یہاں کا حال دیکھ کر اسی وقت غصے میں آ گیا۔ بھائی سب ایک دم گھبرا گئے تھیں وہ مجھے امی بلا رہی ہیں صبا یہ کہتے ہوئے پیچھے دیکھے بغیر ہی بھاگ گئی تھی وہ ہم لوگوں کو بھی روٹی فاطمہ اور فرح لوگوں کو بولیں اسی طرح ہی سب پیچھے دیکھے بغیر ہی اندر بھاگ گئیں اور گل بہار وہی حیران کھڑی رہی انہیں دیکھتی رہی۔۔۔ وچ اس کے نزدیک ہو کر کھڑا ہو گیا۔

آؤ آماد بھو یہ اس سے بولو یہ میرا بڑا بیٹا ہے وچا بہت چچی وچا بہت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر بولیں جو اس کی نام سے مخولفتلو تھا۔

ا وہ یہ میں نے کیا کر دیا تھا اب کہیں یہ سب کے سامنے نہ کہہ دے وہ تو سوچ کر گھبرائی تھی وچا بہت اسے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ گھبرا رہی تھی ہے گل بہار کہ بارے میں وچ کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ ان کے مرحوم چچا علی کی بیٹی جو پائلٹ تھا اور

میڈم میں نے آپ سے بھی پوچھا تھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ ہاتھوں میں جانی گھماتے ہوئے پوچھنے کا سٹائل ہی عجیب تھا۔

اوپر سے اتنی ڈشنگ پر سنیلٹی وہ آپ دیکھ رہے تھے نہ تو جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

لیکن آئندہ میں یہ بے ہودگی نہ دیکھوں

جون 2015

جواب عرض 80

گل بہار

Scanned By Amir

بڑے۔ بڑے۔ بڑے بڑا اوسان سے بولے نہیں  
نہیں۔

اب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ہمیں ہمیں۔ بھلا  
کیوں اعتراض ہوگا راضا اور ناہید بیگم ساتھ بولے  
اور ماشاء اللہ گل بہار بیٹی تو ہے ہی اتنی خوبصورت  
بیٹی ہمیں رشتہ منظور ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ وج  
بیٹے کو کوئی اعتراض ہے

نہیں بیٹا میں تمہیں بڑے مان سے کہہ رہا  
ہوں بیٹا تجھے مایوس نہ کرنا تجھے بڑی امید ہے تم  
سے۔ اب وج کو نڈا طلب کرتے ہوئے بولے  
نہیں بڑے اباجی تجھے شرمندہ نہ کریں تم  
مجھے منظور ہے یہ سنتے ہی وہ باہر چلا گیا۔

اور نور جہاں بیٹی آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں  
ہے نا۔۔

نہیں بڑے اباجی ایسا نہ کہیں مجھے بھلا کیا  
اعتراض ہوگا میری بیٹی میری آنکھوں کے سامنے  
ہی رہے گی نور جہاں آنکھیں صاف کرتے ہوئے  
بولی

شکر ہے بیٹی میں صبح ناشتے میں سب کو باخبر  
کرتا ہوں۔ آپ سب کا شکر یہ اباجان،

نور جہاں کمرے میں آئی تو گل بہارا بھی نہا  
کہ نکلی بھی غائبانہ گل بہار بیٹے مجھے آپ سے کوئی  
بات کرنی ہے۔

جی امی جان کہیے میں سن رہی ہوں کیا بات  
ہے۔

نہیں یہاں میرے پاس آؤ بیٹھو۔  
لگتا ہے کہ کوئی خاص بات ہے وہ ان کے  
پانس جینتے ہوئے بولی۔

جی بالکل۔ دیکھو بیٹا تمہارے بعد تم ہی میرا

او کے آئی سمجھ یہ لندن نہیں پاکستان سے جائے وہ  
غصے سے کہتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا  
گل۔ بہار تو اس کے رویے سے ہی حیران ہی  
کھڑی رہی تھی۔

کیا ہوا وج بھائی چلے گئے تھوڑی دیر بعد ہی  
صبا برآمد ہوئی کیا کہہ رہے تھے۔

جو سنا تم نے۔ ہونہہ گل بہار غصے سے چیخ و  
تاب کھاتے ہوئے اندر چلی گئی صبا کے لبوں میں  
معنی خیز مسکراہٹ آگے مدہم ہو گئی اب کیا کریں  
گل صبا کچھ کیا نہیں جا سکتا صبا سوچتے ہوئے  
آگے بڑھے گئی۔

ناہید بڑے اباناہید چچی کو پکار سے جو کہ ہٹن  
میں تھیں دیکھو بیٹی اگر وجاہت آجائے تو تم لوگ  
میرے کمرے میں آؤ۔

جی اباجی پر کوئی خاص بات ہے  
ہاں میں اسپینہ کمرے میں ہوں۔

ٹھیک ہے اباجی وہ دوبارہ کچن میں چلی گئی  
کھانا کھانا گیا تو وہ لوگ بھی اباجے کمرے میں  
آگئے۔ ان میں نواز اور نور جہاں بیگم شامل تھے  
بیٹھو بیٹے سب اپنی اپنی شفٹ سنبھال چکے تھے  
آپ لوگ تو میں نے آج اس لیے بلایا ہے کہ میں  
آپ سے ایک ضروری بات کہنے جا رہا ہوں وہ  
یہ کہ میں گل بہارا اور وجاہت کا رشتہ طے کرنا چاہتا  
ہوں وہ لوگ حیران ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

کیا۔۔۔ وج۔ ایک دم بولا۔

دیکھو بیٹا جی مجھے پتہ ہے کہ آپ میں سے  
کسی نہ کسی کو اعتراض ہوگا پگل بہار میرے مرحوم  
بیٹے کی ایک ہی نشانی ہے اس لحاظ سے وہ مجھے  
بہت عزیز ہے میں اسے نہیں اور نہیں بھیجنا چاہتا۔

کل اکتا یہ ہوا اور تمہیں نہیں پہنچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی وہ تو میں بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں نہیں جاؤں گا امی جان آپ ایسے کیوں بولی رہی ہیں گل بہار ہے تہلی سے بولی

گل بہار جیسا ہم تمہارا رشتہ وچ سے کر رہے ہیں یہ بڑے ابا کی بھی خواہش ہے اور ویسے بھی وچ سے بڑا اچھا بیٹا ہے اور میں بڑے مان سے تمہیں کہہ رہی ہوں ایب مان کی بات مان لیما وہ آہریدہ ہوتے ہوئے ہوتیں۔

پر مامہ دو۔۔ اس نے ان کی آنکھوں میں اتنا مان اور چٹک دیکھی تو تاروش بولی  
کیا بیٹا کچھ کہہ سکتی ہو۔۔

نہیں ماما جو آپ مہر سب آہستہ میں ہوتے ہیں اتنی ودان کے گل لکھتی۔  
بہت شکر یہ مینے لکھنے آپ سے یہی اسیدتی اسے شکر میں آگئی۔

صبح سارے گھر ہوائے ناشتے میں مصروف تھے کہ بابہ تصویر کی ایر بعد سب کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔ میں آپ سب کو بتا رہا ہوں کہ میں نے وچ اور گل بہار کا رشتہ طے کر دیا ہے اور اگلے ہفتے ہی انیس ہجری کو میں نے ان کے نکاح کا ارادہ لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ کس کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

سب ایک دم ہی خوش ہو گئے سوانے ایک شخص کے اس پر تو جیسے پست ہی گرنی تھی یہ بنا ہو گیا مگر مجھے پہلے ہی پتہ تھا کہ گل بہار میری خوشیوں میں رکاوٹ ہے لی میں کسی کو بھی معاف نہیں کر دوں گی۔  
نہیں نہیں وہ سوچتے ہوئے ایک دم بخوبی اور

جی لگی ہر کسی نے اس کی طرف دھیان نہ دیا سب اپنی اپنی باتوں میں مگن ہو گئے تھے اور گل بہار کا تو پہلے ہی شرم سے سر جھکا ہوا تھا اور پرستے لچھ کر لڑنے لگی تھی آہستہ آہستہ پختہ ہونے لگی تھی۔ نکاح کے لیے اجڑا اجڑا شاپنگ ہو رہی تھی ساتھ ہی سوا تین مہمانوں کا مدعو کرنے کا کام بھی سرانجام دے رہی تھی بہت سے دن گزار گئے اور نکاح کا دن بھی آگیا پہلی ہر کوئی خوش نظر آ رہا تھا بھینڈ خانہ بھی ہو رہی تھی گل بہار کو ڈائری پنک جو سلاو کام سے مٹی پان تھا پہنایا گیا تھا اسے تو اٹھنا بھی مجال تھا پھر یہ وہی پائل سے باپہ ہاتھوں سے گل بہار کو منسوب کا کر دیا تھا وچ تو کسی ریاست کو شکر اور دہک رہا تھا اس نے آج حیدر تھری ہیں زینب تن یہ تھا کہ پانچ گھنٹے پہلے تھا۔ بودی مٹا ہے ساتھ ساتھ والدہ بہت شکر اٹھتی۔

رات تین بارہ بجے اسے کمرے میں بھیجا گیا کہ تمہاری انجی تک دوستوں سے فارغ نہیں ہوا تمہارا بڑا چھوڑی میرا اس کے پاس بیٹھی رہی پھر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئیں۔ صبا بھی اپنے کمرے کی طرف آ رہی تھی چلنے سے آئی ہوئی تھی وہاں کو دیکھ لیا گیا کہ وہی ہو۔  
تبی بی بی۔

یہ دودھ ناہیدہ شکر کہہ رہی تھی بہار بی بی تو دودھ لے رہی۔

وچ صاحبہ نہیں آئے ہیں وہ اچھا چلو تم ایسا کرہ یہ گا اس بچے کے دودھ روئیں گا کام ختم کر لو یہ میں نے ہاتھوں کی۔  
نہیں بہتر۔ وہ دودھ روئیں میں چلی گئی اور صبا دودھ کے گلاس کو دیکھا اور معنی خیز سے ہنس دی پھر وہ اپنے کمرے میں آئی اور ایک بوتل کھول

جائیں دن سے بھی دوسری بات نہ کی گاڑی کوکل اسپینڈ ہے چھوڑا تھا۔

کروڑوں میں الٹا ہی اس پوڈرو کو دودھ میں اچھی طرح مس کر دیا وہ گل بہار کے کمرے سے آئی اسے دودھ دینے کے بعد وہ اس کمرے میں آئی۔ اب کیا کیا جائے دو گل صاحبہ آپ میں یں خوشیاں چھین رہی ہوں مجھے تو کچھ نرانا ہوگا تھا وہ اسی طرح ہی مسکراتے ہوئے ہینڈ کی طرف بڑھتی گل بہار ابھی آخری حونت ہی لیا تھا کہ جب وہ کمرے میں داخل ہوئیں اس نے دودھ نہ خالی گلاس ٹیبل پر رکھ دیا تھا وہ چل سی ہوئی تھی دن سب سے لگا کر قریب آیا اور ہینڈ پر بیٹھنے کے بجائے وہی کھڑا ہو گئے ہوا۔

دو بائٹل کے کارڈر میں جانے نماز پڑھتی ہے تھیں رورہ اور اللہ سے معافی مانگ رہی تھی لیکن دن ابھی تک تھیں ان پریشان تھا کہ بات کیا ہے اوگل بہار کی حالت سوچ سوچ کر قہقہہ کیا تھا چہرے پر جو انہیں از رہی تھیں گل بہار واپس آئی تھیں سے جانا کیا تھا اسے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی تھی صاحبانوں سے آپ گل بہار کے بے حالت ہو جانا یہ کیا ہوا تھا کہ میں ابھی تک اطلاع نہیں دئی تھی میں نے تو سچی سچی ہوئے میں سمجھا اس وقت تھا سب ابھی تک جانے نماز پڑھتی اسے بنے تھا شہ خوف محسوس ہو رہا تھا۔ وہ لہجہ جیسے ہی باہر آیا وہ اتان کی طرف بڑھا۔

اسنو اور کپڑے چھین کر اسے اٹھا کر مت کرنا مجھے ابھی نا بل مارلی تو آئی تھی جو پو پلا۔ یہ تھروڈن رہا تھا۔

یادداشت ڈاکٹر صاحب

اتنا صاحب آپ اللہ سے دعا کریں بیماری کو ششیں بہاری ہیں آپ کی مسز کو زہر دیا گیا ہے زہر ہسپتال کا پورا مہینا پر آن مارا کہیں کے کس و دشمنی تھی گل بہار سے ٹیف دم ہو پونک گیا تھا صبا نے یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ صبار طرف بڑھا تھا کہ دور رہی تھی

کمرے کے اپنے اللہ کو بھلا دیا ہے یہ بل ستان کا بیوں گل کیا تھا میں نے تو ابھی کسی کو اپنی بات سے بھی تعلق نہیں ہونے دئی تھی اتنا بڑا ظلم بیوں اتنا تنہ کیسے کر لیا میں نے وہ ابھی فریق اپنی عرض اور مفاہکی ج طرح میں میں م جاؤں لی شتہ تھانہ کہ جس مرنا میں وہ بہت زنی طرح سے ہو گئی تھی اسے بے مدد تھیں محسوس ہوا تھی میں مختلف سہولوں کے اس کا کھر اؤ کیا ہوا تھا۔ کروڑوں روپے تو اس سے آگے سو پنا بھی نہیں چاہتی تھی میں دو بیٹ دم وہی طرف بھائی ہن وقت اسے دن کو گل بہار کا وجود تھا نے پورن کی طرح بھاگتے دیکھا تھا وہ ابھی اس طرف ہی بھاگی۔

تم نے کیا کیا ہے زہر۔۔

وہ زہر کے تجربے ہو گئی اس کے لیے صبا و خاصہ شہی رہنا ہی سمجھا گیا تھا چٹاخ کھیا لڑکی بیوں کیا یہ باں تھا مجھے دن سنے اسے سمجھو اسے صبا کے یوں آگے پیچھے پھرنا مسرما مسرما کے دیکھنا سب یاد آ رہا تھا وہ کچھ کچھ سمجھ ہی گیا تھی کی انہیں سب کی ہوئی تھیں اسٹجے میں ڈاکٹر باہر آتا ہوا دکھائی دیا وہ محض حال ہن

تم تم کیسے۔۔ پلیز روج بھائی آپ کو اللہ کا واسطہ ہے مجھ سے سوال مت کرنا ابھی گاڑی اسپینڈ میں لے کر

چھوڑ کے ڈاکٹر کی طرف بڑھا

کیا ہوا ڈاکٹر اب یہی ہے وہ۔

دیکھئے وجہ صاحب ہم نے ان کا معدہ واش  
کر دیا ہے اللہ کا بہت شکر ادا کریں کہ وہ بچ گئی ہیں  
ورنہ ان کی جو کنڈیشن تھی کچھ دیر ڈاکٹر خاموش ہو  
بحر حال بہت کوششیں کی ہیں ابھی تو وہ بے ہوش  
ہیں دن میں ان کی حالت کا پتا چلے گا۔

بہت شکر یہ ڈاکٹر ایک اور بات آپ چہیز  
ابھی سب سے سامنے زہر کا ذکر نہ کیجئے گا یہ بات  
خطرے کا باعث بنے گی۔

اوسے وجہ بہت صاحب۔

وجہ پریشان سا وہی شیخ پر بیٹھ گیا تھا جب  
اسے محسوس ہوا کہ اس کو قدموں میں بیٹھا ہے اس  
نے چونک کر سر اٹھایا اور سامنے صبا بیٹھی تھی بے  
تجاہدہ روتے ہوئے مجھے معاف کرو مجھے معاف  
کر دو بھائی میں میں بہت غلط ہوں کوئی انسان  
اپنی کم ظفری سے اتنا نہیں گرتا پر میں گرتی تھی اپنی  
مفاد کی خاطر اگر عمل کو کچھ ہو گیا تو کیا میں اپنے  
آپ کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گی۔ مہ مجھے نہیں پتہ  
کب آپ مجھے اچھے لگنے لگے تھے میں نے آپ  
کو اپنا سب کچھ مانا تھا پھر گل آگئی میں تب سے  
میں اس کی خوبسورتی سے خلاف تھی مجھے جس کا ذر  
تھا وہی ہو گیا پھر۔۔۔ پھر مجھے اور۔۔۔ اور کوئی راستہ  
و کھائی نہ دیا تھا اور میں نے دودھ میں چوسے مار  
دوائی ڈال دی تھی اور پھر وجہ بھائی میں بہت روئی  
ہوں رات کو مجھے خواب میں ایک بچہ کہہ رہا تھا کہ  
اللہ سے ناں پھر میں آپ کے کمرے کی طرف  
بھاگی تھی تب مجھے آپ یوں ہی دکھائی دے گئے  
تھے تب سے اب تک سب کچھ اسے کہہ سنایا تھا۔  
وجہ سکتے کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا لیکن

اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا جو ہوتا تھا وہ ہو گیا وہ اوپر  
سے جتنا سخت تھا اور سنجیدہ نظر آتا تھا وہ اندر سے  
اتنا ہی نرم تھا اس وقت بھی صبا کے آنسو کا اثر دکھایا  
تھا۔

او کے میں تمہیں معاف کرتا ہوں لیکن ایک  
بات یاد رکھنا اگر اللہ آپ کو وہ نہیں دیتا جو آپ  
چاہتے ہیں اور وہ دیتا ہے جو آپ نہیں چاہتے تو  
اس پر صبر کرو اور یقین رکھو کہ اللہ آپ کو وہ بھی  
دے گا جو آپ چاہتے ہیں

جی بھائی۔

لیکن وعدہ کرو کہ کسی کے سامنے اس زہر کا  
ذکر نہیں کرو گی تمہیں خاموش رہنا ہوگا۔

او کے بہت شکر یہ بھائی میں آپ کا احسان  
زندگی بھر نہیں بھلاؤں گی۔

اب نیچے سے اٹھو اور یہاں بیٹھو گھر والے  
آ رہے ہوتے۔

یوں پورے گھر والے باسپتال دوڑے آئے  
تھے ہر کوئی پریشان تھا فور جہاں بیگم تو مسلسل رو  
رہی تھی پوچھنے پر انہیں بتایا کہ کھانے میں کوئی چیز  
ان کے معدے میں اتر گئی تھی ڈاکٹر باہر آ گیا تو  
وجہ ان کی طرف بڑھا۔

کیا ہوا ڈاکٹر صاحب۔

مریضہ کو ہوش آ گیا ہے مل لیں۔ سب کو گویا  
سکون ملا تھا مگر پلیز صرف ایک شخص ڈسٹرب نہ  
کریں۔

او کے میں دیکھتا ہوں۔ وجہ کسی کو بھی  
دیکھنے بغیر ہی اس کمرے کی طرف بڑھا وہ کمرے  
میں بیڈ کے پاس پہنچا تو حیران رہ گیا کہ ایک دن  
سینے والی گل بہا تو لگ ہی نہیں رہی تھی اس نے  
آنکھیں کھول کر وجہ کو دیکھا اور پھر آنکھیں موند

جون 2015

جواب عرض 84

گل بہار

Scanned By Amir

ہس دج کے دل پر کچھ ہوا پلین گل بہار ایسا تہ کرو  
پریشان کیا تھا اور میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا  
ہوں ایک رات میں خدا نے سبق سکھا دیا ہے۔

تمہیں اسے ایک دم آنکھیں کھولیں اور آپ  
میرے مجازی خدا ہیں آپ ہاتھ جوڑیں گے۔  
میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔

پلین وہ آہستہ آہستہ بولی تھینک یو گل بہار  
تھینک یو یری مچ تم بہت اچھی ہو اس نے گل کی  
پیشانی پر چونا اور وہ ہلکا سا مسکرائی اور دوبارہ سکون  
سے آنکھیں موند لیں۔

خدا نے سب کچھ اچھا کر دیا ہے تو اب کوئی  
گل نہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے باہر کھڑی صبا بھی خدا  
کا شکر کرنے لگی۔

قارئین جیسی لگی میری کہانی میں آپ سب  
کی موصلا افزائی کی منتظر رہوں گی تعریف و تحقید  
ضرور کیجئے گا پہلی بار لکھی ہے اس لیے کچھ خامیاں  
ہوں گی تو اگلی بار ضرور کوئی اچھی سی کہانی آپ کی  
خدمت میں لے کر آؤں گی امید ہے سب کو یہ بھی  
پسند آنے کی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

پتھر آئے برسوں پہلے ٹھٹھے ٹوٹے برسوں بعد  
آج ہماری اک دنیا پر رونے دھونے بیٹھی ہے  
پھول ہوئے نجانے کیوں اتھے سستے برسوں بعد  
بھول بھی جاؤ کس نے توڑا کسے توڑا کیوں توڑا  
ڈھونڈ رہے ہو کیا گلیوں میں دل کے ٹکڑے  
برسوں بعد

دستک کی امید لگائے کب تک یونہی جیسے ہم راہی  
کل کا وعدہ کرنے والے بننے آئے برسوں بعد  
محمد افتخار تبسم۔ وال پتھر

پہلے ہاتھوں سے کیا خوب سنوارا ہے قدرت نے  
دیکھ تو اچھے رو جانے کو جی چاہتا ہے  
نور ہی نور چھلکتا ہے سین چہرے سے  
میں نہیں جدے میں تو جانے کو جی چاہتا ہے  
مے سے دامن تو کوئی اور نہ چھو پائے گا  
تمہیں چھو کر یہ قسم کھائے تو جی چاہتا ہے  
چاند ہے چہرا تیرا اور نظر ہے ہلکی  
ایک ایک ہلوے پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے  
چاند کی ہستی ہی تو ہے جب سامنے سورج ہو  
تیرے قدموں میں مت جانے کو جی چاہتا ہے  
اتھاب اسدا کی تونوں۔ گھرا

### غزل

ایک شخص	جو	راہ میں	حالا	تھا
تھوڑے	دنوں	ہا	ہوا	تھا
موج	ہوا	کی	زور	تھا
منہ	طرف	وہ	رہا	تھا
تو	تھے	چاند	تھا	سورج
پھر	بھی	وہ	جھانکا	تھا
چشم	بھی	تھا	گروں	تھا
انہیں	وہ	تھا	تھا	تھا
آنکھوں	میں	دونوں	کو	ڈھونڈتا

### غزل

کب اچاند چمکنے لگتا ہے ہر چہرا دھمکنے لگتا ہے  
تجھے دیکھ کر دل کا پتلا آنکھوں سے چھلکنے لگتا ہے  
تیری یاہ سے اکثر بول ہمارا سینے میں دھڑکنے لگتا ہے  
کم ظرف ہے وہ سودا کی بھی جو پی کے بہانے لگتا ہے  
تیرا ایک تبسم دنیا کی آنکھوں میں بھٹکنے لگتا ہے

### غزل

یادوں کا اک جھونکا آیا ہم سے ملنے برسوں بعد  
پہلے اتنا روئے نہیں جتنا روئے برسوں بعد  
نہ لہو گھر اجزا مشکل سے احساس ہوا







Scanned By Amir



نہیں تیری اماں تو تجھے لینے نہیں آرہی گاؤں سے۔

نہیں بی بی جی ایسی قسمت کہاں۔

صبح کی نظریں نوری کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی نوری نے صبح کے ہاتھ فولڈر اور بیگ لیتے ہوئے کہا

ارے نہیں بی بی جی آپ غلط سمجھ رہی ہیں نوری نے فولڈر اور بیگ صوفے پر رکھتے ہوئے کہا۔ صبح بید پر بیٹھ گئی اور نیچے جھک کر اپنے پاؤں کو سینڈلوں کی قید سے آزاد کروایا۔

بی بی جی وہ۔۔ وہ آئے تھے۔

وہ وہ کون۔

بی بی جی وہ آپ کا نزن آیا ہے۔

کون عامر آیا ہے صبح نے سوال کیا ساتھ ہی جواب دیا۔

نہیں بی بی وہ ساحل صاحب آئے ہیں۔

صبح ساحل کا نام سنتے ہی ایک دم خوشی سے اچھلی اور ساحل صبح نے زیر لب بلایا۔

کب آئے ساحل صاحب۔

جی بی بی ابھی کچھ دیر پہلے ہی۔۔۔ نوری کچھ کہتے کہتے ہی رک گئی اور سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولی بی بی جی نوری کے سچے سے پریشانی چھلکنے لگی اب کیا ہوا صبح نے مسراتے ہوئے پوچھا۔

بی بی جی وہ اوپر تو چونہ ہے پہ چائے کی پیالی چڑھا کر کئی تھی اب تک تو۔۔۔۔۔

بائے بی بی جی میں اوپر جاتی ہوں نوری جلدی سے کمرے سے اٹھ ہوگئی بات ادھوری ہی چھوڑ گئی لیکن صبح کو اس کا جواب مل چکا تھا۔

وہ فوراً الماری کھول کر درجنوں ہنگ کیے ہوئے کپڑوں کو ادھر ادھر کرنے لگی آخر گرمی کی

شدت کا لحاظ رکھتے ہوئے پورے والا سوس لائٹ کاٹی پنک ٹکر کا سونٹ پسند کیا اور کمرے کے واش روم میں شاور لینے کے لیے کھس گئی۔

شاور لینے کے بعد بالوں کو لیتی ہوئی شید ٹکر کی با ریٹڈ ڈچنی کے ساتھ کچھ بالوں کو چنلی کہ ساتھ قید کیا اور ڈریسنگ مرر میں کود کودکھ کر ڈریسنگ ٹیبل پہ کئی برانڈز کے لوشن اور لپ گلوڈ اور پرفیوم وغیرہ کو لیا نچلے ہونٹ کو دانتوں تے دباتے ہوئے کچھ سوچ میں پڑ گئی اور پھر انگلیوں سے دبا دیا کمرے میں بھی جکینٹن خوشبو پھیل گئی ہائے یہ میں نے کیا کر دیا مجھے یہ پرفیوم نہیں بوش کرنا چاہئے تھا یا صبح تو کیوں اپنے حواس کو جھٹکتی ہے صبح خود سے ہم کلامی کرنے لگی اور بیڈ پر بیٹھ کر خود کو کوسنے لگی میں اوپر ہی نہیں جاتی میں نے کیوں پرفیوم بوز کیا مجھے اب اوپر نہیں جانا سبھی کہتے ہیں جلد بازی نقصان دہتی ہے ابھی صبح ہی تو میں نے قرآن پاک پڑھا تھا بے شک انسان بہت جلد باز اور میں نے پھر جلد بازی کر دی نہیں ساحل چلا نہ جائے۔

ہاں میں کپڑے چننے کرتی ہوں صبح نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

نہیں بی بی جی کپڑے نہ چننے کیجئے گا یہ بہت بچ رہے ہیں بالکل گلاب لگ رہی ہیں اور بی بی جی آج آپ کے کمرے سے خوشبو بڑی پیاری آرہی ہے آپ تو خوشبو نہیں لگاتی نا۔

چلیں کوئی نہیں اچھا کیا آپ نے اون پر ساحل صاحب سے بھی جب سے آئے ہیں ایک دماغ کو معطر کر دینے والی خوشبو آرہی ہے اور جلدی کریں بی بی جی میں آپ کے لیے بھی چائے کمرے میں رکھ کر آتی ہوں اور میں نے بڑی

مالکن کو جب آپ کے آنے کا بتایا تو ساحل صاحب بھی چائے کے گگ کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ فوراً روک لیا

بی بی جی انہوں نے ضرور اس لیے ہاتھ کو روکا ہوگا کہ آپ کے ساتھ مل کر چائے پینے کو ترجیح دینی ہوگی۔

نوری چپ کرہ صبیحہ نے ننگی سے کہا

بی بی جی آپ اور آج صبح نوری التجا یہ لہجے میں کہا وہ جانتی تھی اپنی بی بی جی کی اناء کو جاتے جاتے یہ بھی دھیسے لہجے میں گوش گزر گئی بی بی جی اناء کی جنگ میں جدائی جیت جاتی ہے بڑی معنی خیز بات کہہ کے گئی تھی! ایسے بھی ساحل آج پورے سات ماہ اور تین روز بعد آیا تھا اور آج بھی انڈرن گنی تو شاید ساحل سب سے دو بارہ مجھے ساحل سے ملنے جاتا ہوگا۔ صبیحہ ہنسنے کے دل کے ساتھ شیریں کے کمرے میں ٹوک کر کے داخل ہوئی تھی۔

اسلام ملیکم ساحل نے فوراً اپنی خسار آلود نظریں صبیحہ کے چہرے پر ڈالی اور مسکرایا صبیحہ کو سلام کا جواب بڑی نرم جوتی سے ملا صبیحہ نے ہاتھ ساحل کی طرف بڑھایا مرم میں نرم ہنازک ہاتھ ساحل کے ہاتھ میں دیا ساحل نے ہاتھ کاٹس جب محسوس کیا تو دل کے تار بجا شروع ہوئے اور دھڑکن اس قدر تیز ہوئی تھی یوں لگتا تھا کہ دل ابھی ابھی باہر نکل آئے گا صبیحہ نے آرام سے ہاتھ آزا کر رہا یا اور کہا۔

آج تم کیسے ہمارے گھر کا راستہ بھول گئے دیکھ لو بس مجھے خوب ہی نہیں پتا چلا کہ میں کیسے ادھر آیا ہوں۔

کیونہ جواب تو دیکھو کیسے کوٹھیلڈینس کے ساتھ رہ رہا ہے صبیحہ نے جلتے دل کے ساتھ

چائے کا سپ لیا۔

بینا تمہاری سنڈی کسی جا رہی ہے۔

سنڈی آئی اچھی جا رہی ہے تمہارا یہ چھنا سطر ہے نانی لوکا ہاں بس لاسٹ سال ہی چل رہا ہے پھر انشاء اللہ شیریں تیرا کزن lawyer چھو بیسٹ آف لو یڈر بسکٹ بھی لیں لو شیریں نے پینٹ آگے بڑھاتے ہوئے کہا کافی دیر گز شپ ہوئی رہی مگر مجال ہے کہ جو صبیحہ کی طرف سے ایک جملہ بھی سننے کو ملا ہو۔

یار ایل ایل بی کے بعد کوئی جمیبر وغیرہ بنا کے باقاعدہ وکالت شارٹ کر دے گا۔ آگے کچھ اور ادارہ ہے یار فی انخان تو یہ سوچتا ہے کہ ارسنڈ نامم جاب اور سیکنڈ نامم لمر سے ایل ایل بی کر لوں۔ ہوں گے آئیڈیا یا ادارہ اسی طرح ہی ساحل کی شیریں نے گفتگو چھتی رہی۔ تمبوزی دیر بعد صبیحہ اپنے کمرے میں آئی

تو پتہ ہے یہ لڑکا کیسے باتیں کر رہا تھا بابت چہ ب زبان سے صبیحہ نے کیسے بالوں پہ نئی چستی دینے کی سائینڈ پر لہتے ہوئے کہا۔

کمرے میں اسے کسی کوٹنگ ہو رہی تھی صبیحہ نے خود کو اپنے کمرے میں آگے کمرے میں لے لیا۔ لیکن آج شاید سکون اس کے نصیب میں نہیں تھا۔ یہ نیلا ساحل دن داتا ہوا ٹوک کیسے کمرے میں داخل ہوا صبیحہ کی آنکھیں کھٹی کی کھٹی روئی تھی

ت۔۔۔ ت۔۔۔ تم۔۔۔

ہاں جی میں ہی ہوں۔۔۔ اور بڑی بے تکلفی سے پاس آگے بیٹھ گیا صبیحہ نظریں جھکائے ہوئے چپ چاپ بیٹھی تھی ساحل کی نماء آلوہ ہنکھیں دیکھے جا رہا تھا کہ چہرے پہ کی ہوئی ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے ہوئے صبیحہ کی طرف دیکھے جا رہا

تھا جسیر کا تو ساحل کے سامنے سانس بھی لینا دشوار  
 تھر سائل اس چٹوایشن سے لطف اندوز ہو رہا تھا  
 نہیں۔ اس نے اسے دیکھا۔ سانس بھی مانتے پہ آئے  
 ہو۔ وہاں پہاڑوں کی اور بھی نائن چبانے لگی  
 اور سامنے تھی۔ ماں بھوں اپنی لیلی کو بغیر کسی ڈر  
 سے چھو رہے۔ نہ دیکھے جا رہا تھا۔ زندگی میں پہلی  
 بار اپنا موٹی مانتا تھا کہ یہی سنے سنی ہار خاموشی کو  
 تو نے سنی خوش نون چاق نگراں تھے کہ بل بن  
 نہیں رہے تھے۔ آخر ساحل نے خود ہی اس  
 خاموشی کا قفل توڑا۔

بسی دھڑکن کی آواز ملتی کہو۔

ساحل۔ صبیحہ فطی سے ہوں۔

اتنی تک نردین ہونے لڑن آواز وہ تھی میرے  
 ان کا دل تک پہنچ رہی تھی  
 اس لیے کیا ساحل۔ ہونڈوں سے ہتی سے  
 فوارے پہلو سے پڑے۔

تو آخر میری نزن نے میرا دیا ہوا تحفہ قبول  
 کر لیا ہے کلو۔ بی لگائی اور ہو۔

نزن تمہاری خواہش تھی ماں کہ تم میری  
 دل سے ہو۔

کیا کہا تو نے میری خواہش تھی ابھی میرے  
 کمرے سے ادت ہو جاؤ۔

اچھا اچھا چلا جا تا ہوں نہیں میں آج تم سے  
 کہہ کہ نے آیا تھا یہ یہاں تو صورت حال ہی بدل ہوئی  
 تھی میری نزن نے میرا دیا ہوا تحفہ قبول کر لیا۔ ہار  
 نزن تو نے تو مجھے خوش کر دیا ہے

ساحل نو پک چینی کر رہا کمرے سے نکلو  
 چلو مجھ سے نو پک چینی نہیں ہوگا تم کوئی بات  
 کہو۔

ساحل تمہیں پتہ ہے میرا شنہ کی کا بس ایک

سال رو سینا سے پھر میں کیوں بھوں گی۔

نیا ہوئی میری دلہن ہوئی۔

اور کیا داتا سے تم نے ساحل۔ صبیحہ نے سائیڈ  
 کچیل پر پناہ پوزی کی تک ساحل کے سر پہ دست  
 ماری ساحل نے صبیحہ کے ہاتھ سے فوراً کراہ پکڑ  
 لی اور بول۔

یہ نزن تیرا اتنا دل آ کر کہہ چکا تھا مجھے ملنے نہ  
 تو مجھے ایک کال کر دیتی میں نے آجا نہ تھا یہ لیلی  
 شامی کی نیا ضرورت تھی۔ اچھا دیکھو سر پہ بھی  
 تک ماری تو اس میں بھی پیغام ہے دل کی بات  
 بہ دن ایک تیرے دو ٹیکر۔

صبیحہ تو شرم سے پانی پانی ہوئی اس نے تو  
 بھینٹی میں کتاب دے ماری اسے تو بھول ہی  
 گیا تھا کہ نائن تیرا ہوگا۔

آئی میرا دن ہی نہیں تھا بڑی آرزو تھی  
 سقات کی نزن یہ کہا ہے تک لی۔

لاہور میں سے لی تھی کئی دیکر کہ لی ہے۔  
 اچھا صبیحہ دیا۔ یہ ہاؤ تم اتنی دیر ہمارے گھر  
 تیوں نہیں آئے۔

جیسی آئی بھی پتہ نہیں تیوں آ گیا یا راب تھی  
 سے نیا چھپانا پار دست نامہ جب میں اڑ کے  
 ماتھیر تھار کے گھر آیا تھا ہوں دیکھو پار انکل جھوٹے  
 اچھا نہیں سمجھتے میں اب کوئی پتہ نہیں ہوں جو مجھے  
 سمجھ نہیں سے کہ کون کیسا سمجھتا ہے مجھے یا مجھے تو  
 سمجھ نہیں آئی انکل مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتے  
 ہیں شکل ہ صورت بھی ہے بڑھا لکھا بھی ہوں ہاں  
 انکل جتنا امیر نہیں ہوں دو جھی انشاء اللہ ہو جو دل  
 کا محنت کہ تو رہا ہی ہوں ہاں تجھے کیا بتا رہا تھا  
 ساحل نے ذہن یہ زور دیتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ یہ آیا کہ میں کہہ رہا تھا کہ جب میں

لاست، ناخبر تمہارے کہ کیا تھا، یاد دیکھو انکل نے میرے ساتھ کتنا برا سلوک کیا، اسی اثنا میں نے بائیک پارک کی اور اس کی وقت انکل لینڈ ٹور سے نکلے میں نے انکل کو سلام کیا تو انکل کہتے کہ تم خیریت سے آئے ہو یہاں پارک میں بہت شرمندہ ہوا لیکن پھر بھی میں سہہ کیا میں نے انکل سے کہا کہ میں امی کو چھوڑنے آیا تھا امی آنٹی سے ملنا چاہتی تھیں اس لیے تو کہاں سے تمہاری امی انکل نے فوراً سوال کر دیا میں نے کہا کہ وہ اندر چلی گئیں ہیں پتہ ہے سمیٹو انکل نے مجھے لیا کہا۔

ایسا کہنا صحیحہ نے جس سے پوچھا۔  
یار زون تیرا باپ مجھے لہتا ہے ماں کو چھوڑ دیا سے حال اب تمہارا اسے یہاں سے جانتے ہو۔ یار بھی میں جانتا ہوں اس وقت مجھ پر کیا مری میں کافی دن اب سن رہا امی پوچھتی رہی مجھ سے لیکن میں نے چھوڑنا بتایا تمہاری امی اب کی سے یہ بات بنا شیخ نے وہی بات نہیں وہ بتاتے ہیں میرے دیکھو میں پھر بھی سب راتیں بھلا کر آتا ہوں۔

آئی امیر سوری ساجوں پایا تو تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یار زون دوسرے زون بھی تو سب ہمارے گھر آتے ہی ہیں ماں انہیں تو پایا کچھ نہیں کہتے پھر تم سے کیوں اتنی چیز کرتے ہیں۔

سورنی جیسی کوئی بات نہیں جس نے ماسک نہیں کیا انکل کی بات کا بس سمجھے اس لیے یہ یا سنتا ہناتی ہے تم مجھے بھی بے وفانا سمجھتا تیرا ساحل بھی بے وفائیں ہو سکتا یار شاید میں غریب ہوں ناں اس لیے انکل کو اچھا نہیں لگتا لیکن۔ صبی تم میرا انتظار کرنا دیکھنا میں ایک دن بہت امیر ہو جاؤں گا۔

صبی تمہاری اور فی ہنسن نہیں جتنا تمہیں میری یہ بات ماں کو تمہاری اور سے شادی نہیں ہونا دیکھنا میں خبرور آؤں گا تمہیں لینے یار اب میں نے تیرے گھر نہیں آنا انکل کو میرا آنا پسند نہیں تو کوئی بات نہیں میں یہاں آکر نہیں جرت نہیں کرنا چاہتا شہید میں ان کے قابل نہیں ہوں وہ وہاں سے تمہارا ہو سکتا ہے اسے شک ہو گیا ہو کہ ہم دونوں کے بیچ میں کچھ ہے اور ان کو یہ خدشہ ہو میں ہم کوئی غلط قدم نہ اٹھا میں یار تمہیں انہوں نے بڑے نازوں سے پالا ہے اور وہ تمہاری شادی بھی تو اپنے سینڈر کے مطابق کریں گے۔ جان جب میں امیر ہو جاؤں گا تو انکل کو دیکھنا کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

انشاء اللہ سمیٹو فی آنکھوں میں فی تھی ان دنوں ہمیں تو پاریس کے ماں سمیٹو نے اپنے خدشے و خطا پر کرتے پارکے جب۔ ساحل پوچھتا ہے کہ میں تمہارا ہے یا نہیں ہے۔ ہاتھ دلتے تھے میں نے تب سمیٹو نہیں تھی میں سمیٹو تھی کہ شاید پوچھتا ہے بہت پیار کرتے ہیں ان سے اپنی آنکھوں سے اور وہ چاہتے ہیں لیکن مجھے اب سمجھ آ رہی کہ میرے پاپا بہت چھوٹی سوئی کے مانتے ہیں اور انسان کو پیسے سے کچھ بیٹن کرتے ہیں ان کے ذرا ایک انسان کی کوئی دیکھو نہیں لیا سب پوچھتا ہے فی ہونا ہے۔ سمیٹو کی وہی سوئی آنکھوں سے رحم رحم دیکھنا میں رہی تھی۔

ارے زون یہ کیا کر رہی ہو پینا اپنی آنکھیں صاف کریو اور چپ ہو جاؤ صبی تم بھی مت رونا یار بھی پیڑا آنکھیں صاف کرو ساحل نے اپنا ہاتھ اتارنے بڑھا یا اور آرام سے سمیٹو کے آنسو صاف کیے۔ یار زون دیکھ تیری آنکھیں فوراً ریڈ ہوئی ہیں

جون 2015

جواب عرض 91

رجحش ہی سہی

Scanned By Amir

اور رہ گئی تو سوچہ جائیں گی۔ تم کیوں روتی ہو میں ہوں ناں تیرا برقم سنبھالنے کے لیے صحن میں تجھے بہت چاہتا ہوں پیڑھی تمہیں میری قسم ہے چپ ہو جاؤ۔ صبیحہ مصنوعی مسکرائی بیسوجہ پتا نہیں اب ہم کب ملیں گے جی نھر کے باتیں کر لو اچھا بتایا کیا کہہ رہی تھی مجھ سے کیا کچھ بننے کا کہہ رہی تھی شاید۔

یاں ساحل میں نے جو فیلڈ چوائس کی ہے ہاں اس کا اور تمہاری فیلڈ چوٹی دامن کا ساتھ ہے میں تمہاری بار بیٹ کی بچہ پوچھنے والی ہوں گی میں تم سے پوچھوں گی کیا لیں سب کس نے اور کہاں اور کس ہے۔

تو جان واضح ہے تم میری بیوی بنو گی خود ہی سارنی نشانیاں بتا رہی ہو یہ آثار تیویوں والے ہی ہیں۔

ساحل اب تم دفع ہو جاؤ میرے کمرے سے میں نے اب تم سے بات نہیں کرنی۔

اچھا اچھا کرن۔ ساحل نے ہنسی پہ لٹروں کرتے ہوئے کہا اب پوچھو جو پوچھنا ہے میں یہ بس ہو گیا ہوں چلو پوچھو اب تم چپ کیوں ہو گئی ہو۔ یا راجھی پوچھ لو پھر پتا نہیں ہم کب ملیں گے۔

ساحل بوندہ کرو اب بات مذاق میں نہیں ڈالو گے پوچھو جو پوچھنا ہے۔

چلو بتاؤ میں کیا ہوں گی یار مجھے یہ پتہ ہے کہ تم میری ذہن بنو گی قسم سے تجھے پتہ اس کے ماہرہ تم ہی بتا دو کہ کس فیلڈ میں آنا چاہتی ہو۔

ساحل میں جرنلسٹ صحافی ہوں گی اور۔۔۔ میری کرن جرنلسٹ صحافی بننے کی ظلم کے

خلاف آواز اٹھائے گی۔ ساحل جب تم کورٹ سے بار یا جیت کے آؤ گے ناں تو میں یا ہر تمہارا ویت کر رہی ہوں گی چاہئے تم جتنے مرضی نامور بن جاؤ گے لیکن مجھ سے پروٹس کرو تم میرے کیسے گئے ہر کوئی جن کا جواب نہ تھی جاؤ گی تو کرن یہ تو تب ہو گا نہ جب میں ملک کا نائز ایڈوکیٹ بن جاؤں گا تم دعا کرنا ناں میں بھی بڑے لوگوں کی طرح اس ملک میں اپنا نام کماؤں اور ملک کے مشہور اور اہم لوگ میرے پاس کام کے سلسلے میں آئیں پھر صحافی مجھ سے سوال کر سکتے ہیں ہر لائبریری کو تھوڑی صحافی گھیرتے ہیں۔

ہر ذہنوں کی قسمت میں کہاں ناز عروسہ کچھ پھول تو کھلتے ہیں سزاؤں کے لیے ساحل تم بہت مشہور لائبریری ہو گے انشاء اللہ۔

میری ساری دعا میں تمہارے لیے ہیں ساحل صبیحہ کی باتوں سے بہت محفوظ ہو رہا تھا اوکے جان الہ مجھے بھی انہیں کی طرح شہرت ملے تو میں تمہیں وہاں چھوڑ کر اکیلے اپنی گاڑی میں نہیں بیٹھ جاؤں گا بلکہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں اپنے ساتھ بٹھاؤں گا اور جو بھی کوئی ہو میرے ہر بیٹھ کر مجھ سے سکون سے ہر سوال کا جواب دوں گا

ساحل وہ تو بعد کی بات ہے کہ تم مجھے اپنے گھر لے کر جاؤ گے یا نہیں۔

ارے کرن گھر واچھے ضرور لے کر جاؤں گا لیکن صبر کرنا اگر بھی۔

ساحل۔ صبیحہ ساحل پہ چلائی۔ میں کب مری جا رہی ہوں۔

تو پھر اسلام آباد جا رہی ہو۔ ساحل میں اس مری کی بات نہیں کر رہی

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو ایسے کمانے کے لئے شرک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on  
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1



ساحل پلیز یا تو سیریس ہو جاؤ یا پھر دفع ہو جاؤ یہاں سے

ساحل ایک ہل کے لیے ساکت سا ہو گیا اور بڑی گہری نظروں سے صبیحہ کو دیکھا تقریباً ایک منٹ تک کمرے میں خاموش رہی۔ ساحل نچلے ہونٹ کو اپنے دانتوں سے کھینچتے ہوئے حیرانگی سے صبیحہ کی طرف دیکھ رہا تھا شاید ساحل بات کی گہرائی میں چلا گیا تھا۔ صبیحہ نے ساحل کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ سے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

صاحب کہاں کھو گئے ہو میں نے کوئی ولد نہپ کہ یہی فائل ہارنے کا سیکرٹ تو نہیں فاش کر دیا کیسے حق وق میرے طرف دیکھے جا رہے ہو ساحل ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے کہا

میری جان دعا کرو میں کبھی نہ میریس ہوں نہ کبھی دفع ہوں۔ گزن یہ جدائی مارو جی بے سہیں کیا پتہ: چھوڑے کا برد کیا ہوتا ہے تم ابھی بچی ہو صبیحہ مجھ سے انکل کی کھا جانے والی نظرس برداشت نہیں ہوتی پتہ نہیں میں کیوں بر پار اپنی ان کو ختم کر کے آجاتا ہوں۔

سنا ہے انا کی جنٹل جدائی جیت جاتی ہے صبیحہ نے بھی بڑے پوائنٹ کی بات کی تھی۔ اچھا صبیحہ میں نے نہیں سنا۔ ساحل پھر بات مذاق میں لے گیا تھا۔

اچھا تم نے نہیں بھی سنا لیکن یہ رملی تمہارے علم میں یہ بات نہ ہونے سے یہ حقیقت بدل نہیں سکتی

اچھا صبیحہ جی ساحل نے چرانے کے انداز میں کہا۔ جو بھی ہے پار صبیحہ بس دعا کرتی رہنا ملن کی ورنہ بات اگر ریشی کی آجائے تو تمہارے بابا جانی کے آثار ایسے دکھائی نہیں دیتے کہ وہ مان

جائیں۔ یار صبی انکل کی انکار سے بر ساقی آنکھیں ملن کا سندیہ نہیں دیتی جانی ڈر جاتا ہوں میں ان کو دیکھ کر مجھے وہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں ایسے لگتا ہے جیسے انہوں نے میرے بارے میں کوئی غلط فہمی پال رکھی ہے یار صبیچہ کچھ تو ہے یار مجھے بھی کبھی تو یوں ٹیل ہوتا ہے کہ جیسے کوئی راز ہے جسے وہ ناچاہتے ہوئے بھی چھپانے پر مجبور ہوں اب میں انہیں فورسڈ بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے دل میں چھپی بات بتائیں مانی بی میرا یہ وہم ہوں جیسا میں سوچتا ہوں ویسا کچھ نہ ہو لیکن کہوتہ کی طرح آنکھیں بند کر لینے سے خطرہ ٹل سکتا ہے انکل کی آنکھیں خطرے کی گھنٹیاں بجاتی ہیں۔

ساحل تمہارا وہم ہے بھلا پاپا کی تم سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔

یہی بات تو مجھے چین نہیں لینے دیتی کہ میں نے انکل کا کیا بکاڑا ہے اور یہ کیا تم اب رونے نہ بیٹھ جانا ایک تمہارا باپ میرے لیے مسلسل پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے اور وہ سہرا تمہاری جیسے ہی روئی ہو۔

کیا مطلب تمہیں ہی روئی ہوں صبیحہ تنک کہہ بولی۔

مطلب کچھ نہیں بس تم رویا نہ کرو میرے سامنے مجھ سے تمہاری روئی ہوئی آنکھیں دیکھی نہیں جاتی۔ یار صبی باپ کیسا ایسے ہوتے ہیں قسم سے صبی اگر میرا باپ زندہ ہوتا تو مجھے پورا یقین ہے انہوں نے انکل کی طرح نہیں ہونا تھا۔ میں نے خود اپنے ماسنڈ میں تصور بنایا ہے ناں وہ بہت سخت اور بہت ہی ٹیک اور پارسا انسان ہیں انکل کی طرح کی طرح سخت اور مغرور قسم کی نہیں ہونا یا صبی میں بہت ہی عجیب ٹائپ کا چہرہ ہوں ہر

اداسی دیکھی نہیں جاتی یہ ہم دونوں کا سنڈی کا  
 اڈسٹ سال سے جیسے ہی رزٹ آؤٹ ہوا اکی کو  
 رشتہ کے لیے بھیبوں کا اور ہر حال میں یہ شادی  
 کی ڈیٹ ستر کر کے ہی جائیں گے تھے وہ  
 ہونے ہی ہم دونوں کو انگوٹھیں پہنائیں تھیں بھنے  
 بنی انگلی وہاں نہیں تھے انگلی کے علم میں بھی ہے یا  
 نہیں کہ نانو سے ہم دونوں کی شادی کی بات کی گئی  
 شاید آئی ہے بھئی ان سے اس بارے میں بات  
 بھئی کی ہے یا نہیں مافی کی بات کی گئی ہو لیکن انگلی  
 نے انکار دیا ہو۔

جواب مزید: تیار نہیں اور وہ اصل اگر  
 پاپا نے انکا کہہ دیا تو سیدھے کے علمو پر بچے میں جاتا تو  
 پتھر پر تم بھنے پتھر دو گے۔

اپنے سنی انگلی انکو سزا دینا کے پتھر سے بھنے  
 میں اچھا علم ہے زمین چاند اور آبی گھٹی گھٹی اتنی  
 زمینوں سے آتی آمدنی سے سب ضرور ہندوں کاں  
 اور یہ نیچے بھی کوئی اچھا بن جاتے گا ہاں اسرا انگلی  
 نے پتھر بھی انکار کیا تو انہیں انکار سے کوئی سونہ نیکر  
 ریزن پیش کر دیا وہ سب میں تمہیں عزت سے  
 حاصل کرنا چاہتا ہوں ہم سب کی بھی ایک دوسرے کو  
 پانے کے ہے اور ادا کا انتخاب کریں گے پتہ ہے  
 زمین ایک کس سے ہمارے کے ہاں کس تیار ہو  
 سکتی ہے۔ میں سوچتا ہوں جس طرح ہم سب اٹھ کر  
 خیرے زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ خیر اور مان  
 ہمارے ماں باپ کا دیا ہوا ہے انشا اللہ جیسے  
 ہمارے ماں باپ کی بچہ کوئی داغ نہیں ایسے ہی  
 ہم مثال ہوں گے بس تم دعا کر کے رہنا دعا میں  
 بہت اثر ہے اپنے دل کی ہر بات اس خدا سے ظہیر  
 کر دے جو کبھی بھی تیرا راز افشا نہیں کرے گا اس  
 سے نہ ہوئی بات سے تجھے ڈر نہیں ہوگا کہ نہیں یہ

رشتہ میں وفا چاہتا ہوں یا نہیں بے وفائی اور  
 عداوت برداشت نہیں کرتا اور بیوی میں وفاداری  
 نہ ہو بلکہ شیک کا شرنیہ بھی نہ ہو تو ہر کوئی آسانی سے  
 ہونے میں بھی کوئی طرح نکال باہر کھینکتا ہے اپنی  
 زندگی سے لیکن سب بات کوئی رشتوں کی تانے تو  
 نہیں ہوتی نہیں لیتا کیونکہ یہ انہیں لگتا ہے زمانہ لوگ  
 رشتہ دہر جاتے پورا دنیا ہمیں چیزیں اس کے  
 ہمارے سنی بن جاتی ہیں وہ ان سے لگتا ہے ان  
 کے سامنے پتھر میں ہوتا اور بھی نہ سب کی آرزو میں  
 پتھر پتھر ہیں کہ شریعت اجازت نہیں دیتی کئی  
 پتھر سے ہوتے ہیں کوئی رشتوں کو نہ توڑنے کے یا  
 کسب کے لیے ایک ہی اصول انکو اور یہ پتھر ہی  
 ہونگی نہ اسدہ اور کس میں نہ ہو ہفتاد چھتیس  
 پتھر پتھر ہی کر کے انہیں پتھر پتھر ہوتی ہو شکی  
 پتھر پتھر ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 انہی تو 18 ایسی سلاطین تھیں نہ ہاں ہاں ہاں  
 اس کے جس میں نہ تھیں سب میں وہ کا ہاں ہاں ہاں  
 انہی تک میری زندگی میں جو لوگ آئے ان سے  
 وفا ہی پائی صاف کو ہوں اور پسند بھی لوگوں کو ہوتا  
 ہوں اور ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں  
 عادت نہیں نہ ہی میں تمہیں اسوں کے میں رہتا چاہتا  
 ہوں میں ایسے تہمت پسند انسان ہوں اللہ سے یہ  
 انا اور ضد ہوتی ہوں ناں نہ کے کو سنا ہاں ہے۔  
 انگلی اپنی انا اور ضد کو میں مرنے ایسے آئی سے سنی  
 پار آئی سے کہا کہ ہم دونوں بھائی کر دین لیکن  
 آئی ہر بار مال مٹول سے کام لیتی رہی ہیں لیکن  
 ایک اب بہت ہو گیا ان کی طبیعت اب ناسازی  
 رہتی ہے ان کی مرینس ہیں ذرا سا بھی صدمہ  
 برداشت نہیں کر سکتی جب بھی دو تہہ ہارے لہر سے  
 جاتی ہیں تو اپ سیٹ رہتی ہیں مجھ سے ان کی

دیے جتاتے تھیں میں دہشت کہ انکل اسلام آباد  
گئے ہیں کسی میٹنگ کے سلسلے میں تو میں فوراً ادھر  
آ گیا کافی عرصہ ہو گیا تھا تمہارا ہڈیا رکھنے دہشت  
او کے جان زندگی نے موقع دیا تو پھر ملیں گے  
انشاء اللہ۔ ساس۔

ساحل نے چیخے مڑ کر: دیکھا جی میری جان  
حکم کریں۔

ساحل باب آؤ گے  
اب بارزت والے دن ہی آؤں گا۔ ساحل  
نے ہنستے ہوئے کہا۔

ساحل چینیہ میں سے لیس ہوں  
تو میں بھی یہ لیس ہوں۔

چاوہ ذاب سمیٹنے سے تھکی سے کہا  
اوہ ہاں ایسے ناراض تو نہ ہو ایسے رخصت  
کردی تھے۔ ایسا اب سب سے نہیں کہہ سکتے  
نہیں کئی غصے میں تم اور میں اب تمہارے رزالت  
آؤٹ ہے آؤں گا ہمارے ہاں جینٹلس انڈیاٹ فار  
یونٹ مانی گنٹ مجھے بہت خوشی ہوئی صبیحہ مسکرا  
دی۔

ساحل تمہاری بی بیوت کی بی بیوت کی بی بیوت  
وہ تو میں ہوں ہی۔ ساحل نے بیٹے جانتی  
لائٹ پر پل ٹکری لکھتے ہوئے شرت کا کلمہ  
اچکاتے ہوئے کہا او کے یار خدا حافظ۔ دعاؤں  
میں یاد رکھنا کہ باکے۔

وقت گزارنے والی چیز تھا گھر گیا زندگی  
رداں دواں گزرتی تھی پیچہ ز کے بعد یونیورسٹی تو  
آف تھی ہر فارغ بور: دن رہتی تھی بوریت دور  
کرنے کے لیے پیچھے اور دوناول وغیرہ ہی خرید کر  
لائی تھی وہ ہر گز تھی تھی وی دیکھ لیا کوئی فرینڈ  
فرینڈ ملنے آئی بس یہی معمول تھا نو: میری

میرا نام بدنام نہ کر دے اور پیچھے گناہ انسان زندگی  
میں ایسے بھی کہتا ہے کہ ان گناہوں کا اپنے آپ کو  
بھی بتانے ہونے شرم آتی ہے انسان اپنی غلطیوں  
غلطیوں کہ بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتا  
لیکن خدا ان گناہوں سے بھی واقف ہوتا ہے لیکن  
وہ ہمیں ذلیل نہیں کرتا ہزار رزق بند نہیں کرتا جیسے  
ہم لوگ کرتے ہیں ادھر توئی ہمارے ساتھ زیادتی  
کرنے ادھر اس اثنا ہم اس سے اپنا ہاتھ جھکی لیتے  
ہیں وہ بارہا اسے بندے کو مطالب نہیں دیتے  
چاہے وہ اپنی غلطی پہ متنبی پوچھاں یوں نہ ہو لیکن  
وہ خدا ایسا نہیں کرتا وہ تو حافی مانگنے پر سب کو  
معاف کر دیتا ہے بھلا وہ ہونے ہمارے غلطیوں کو۔

ساحل یونین سمندر کی طرف اپنی روانی میں  
بے جا رہا تھا اور سیدھا ان لوگوں میں ڈوب چکی بنا  
بہت تھی کہ میں ہی باتوں میں ایک مہر تھی۔ صبیحہ  
بھی بھی کہ وہ مت سمجھنا زندگی میں تم کو چاہا  
سے صرف اور چاہتا ہوں گا اور ہاں یہ اور بات  
ہے کہ زندگی ہوا نہ کرے۔

اللہ نہ کرے ساحل صبیحہ نے فوراً ساحل کے  
منہ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ تمہارا کسی بات  
مت کرنا۔  
نہیں نہ کہ جناب بس آپ خوش رہا نہ رہیں  
اور سنو بہا اور لڑائی بنو بیڑوں اور پوک نہ لگیاں  
مجھے اچھی نہیں لگتی۔

ساحل یہاں مطلب ہے کیا کیا۔  
پیچھے نہیں میری جان محاذ ہوتا ہوا ہے اچھا  
صحن بس دعا کرتی رہتا۔

میں تم سے چھگنے کے ہم میرے ما جن دعا کرنا  
کہیں بس کے تمہارے علم میرے ما جن دعا کرنا  
آج انکل کی غیر موجودگی نے ہمیں کافی حائل

پھر دونوں مل کر انجوائے کریں گے تاہم پاس بھی ہو جائے گا۔

نہیں بی بی جی میں چلی جاتی ہوں۔  
نہیں نہیں تم آرام کرو ایسے بھی تمہیں نہیں پتہ  
چلنا کہاں ڈھونڈنی پھر وگنی کیا پتہ شیریں اپنے  
کمرے میں لے گیا، وہ میں تو اس کے کمرے سے  
بھی جا کر لے آؤں گی۔

ٹھیک ہے بی بی جی یہ چادر پینٹ لیس بنگے  
سر باہر نہ جاسیے ٹھنڈ ٹک جانے گی۔

کم آن نوری میں اوپر ہی تو جا رہی ہوں  
جنگل میں تو نہیں جا رہی۔ صبح نے سر پر دوپٹہ  
پلیٹ کر سینڈ فلور پہ موجود سنڈی روم سے بک  
انٹائی اور باہر نکل آئی اچانک کمرے سے باہر تیز  
آواز سن کر رہی قدم رک گئے۔

دیکھو دیکھو تم یہ بات اپنے دل سے نکال دو  
میں صبیحہ کی شادی خاندان سے باہر کروں گا لیکن  
ملک صاحب ساحل بھی تو غیر نہیں ہے میرا بھانجا  
ہے وہ اکلوتا وارث ہے کس چیز کی کمی ہے اس کے  
پاس بس کہہ دیا نہ میں نے تو پلیز اس ٹوپک کو یہی  
تعمیر کرو اور ساحل کو بھی کہنا ہمارے گھر نہ آیا  
گھرے۔

یہ کیا کہہ رہے ہو آپ میرا بھانجا ہے وہ میں  
کیسے اسے ہوں کہ ہمارے گھر نہ آئے کیا سوچے گا  
وہ ویسے بھی وہ کون سا روز آتا ہے۔

کوئی بھی ہے میں نہیں چاہتا کہ میرے بچے  
اس لڑکے سے میل جول رکھیں اور ویسے بھی میرا  
نہیں خیال کہ صبیحہ اس ٹڈل کلاس لڑکے سے خوش  
رہ سکے گی میں اپنے بچوں کو اس لڑکے سے دور ہی  
رکھنا چاہتا ہوں تم اپنے لفظوں میں دونوں بہن  
بھائی کو سمجھا دینا کہ وہ اپنے کام سے کام رکھیں

بہت اچھی فرینڈ تھی وہ بھلے ہماری ملازم تھی لیکن  
میں نے اسے بھی ملازم نہیں سمجھا تھا وہ بہت مخلص  
لڑکی تھی میری بیٹ بیٹ فرینڈ تھی ہی نوری تھی آج  
رات کو کافی دیر سے باتیں کر رہے تھے سردی کی  
رات تھی بہت زیادہ لوگ باہر نوری کو میں نے  
ایک دو بار کام کے لیے کمرے سے باہر بھیجا تو  
قصہ رہی تھی۔

بی بی جی ویسے تو میں آپ کی ملازمہ ہوں وہ  
کہتے ہیں ناں کہ جی نوکر کی سے نخرہ کی۔ لیکن بی بی  
جی اب میں نے واقعی میں ہی باہر نہیں جانا یہ  
دیکھیں میرے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کیسے سردی  
سے سو جھی ہوئی ہیں۔

ہائے نوری یہ تو ایسے لگ رہا ہے جیسے پھینے  
والی ہوں پاگل لڑکی تو نے مجھے پہلے یوں نہیں بتایا  
بس بی بی جی یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہے ہر  
سال سردیوں میں ایسی ہی حالت ہوتی ہے میری  
نوری نے لا پرواہی سے گردنا ہلائی۔

اوہ۔ ہو۔ نوری تجھے تاکید نہیں ہوتی تو تو  
کام بھی سارا کرتی ہے۔  
نہیں بی بی جی خارش بہت ہوتی ہے بس او  
زیادہ نہیں۔

اچھا صبح میں تجھے اپنے شوز دوں گی اور یہ  
گلوڑ اور جرابیں تو پکڑ لو صبیحہ نے سائڈ میبل پہ رکھی  
ہوئی جرابیں نوری کو پہننے کے لیے لے دیں۔ تو  
اب اس کا مطلب ہے سنڈی روم سے مجھے خود ہی  
بک لانا ہوگی۔

نوں ہی بک بی بی جی۔ نوری نے ہاتھوں پہ  
گلوڑ جڑھاتے ہوئے پوچھا۔  
کل فراز احمد کی نئی پوٹری کی بک شیریں لے  
کر آیا ہے بہت اچھی شاعری تھی لے کر آئی ہوں

زیادہ مستیاں بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صبحیہ کے تو پاؤں تلے سے زمیں ہی نکل گئی تھی اپنے باپ کی باتیں سن کر۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میرے پاپا اتنی گھٹنا سوچ کے مالک ہیں کتنا غرور تھا پاپا کے کنبے میں صبحیہ نے آنکھیں رگڑتی نیچے آگئی۔ ٹھک سے دروازہ بند کیا۔

ہائے بی بی جی ڈرا ہی دیا ہے مجھے نوری نے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بی بی جی میں تو کبھی کبھی کہ آپ اور پر ہی بیٹھ کر اسیلی ہی فراز کی کتاب پڑھتے تو، میں بھی آپ کے پیچھے ہی آنے والی تھی۔ نوری صبحیہ کی نم آنکھیں دیکھ کر صدمہ سی گئی اور بی بی جی کیا ہوا۔ نوری نے دھیمے لہجے میں پوچھا کہیں آپ ڈرتی نہیں گئی ہیں سندی بروبہ کی لاسٹ آف کر کے آئی تھی صبحیہ نے اور اوپچی آواز میں رونا شروع کر دیا۔

بی بی جی مت رو میں مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کو ایسے ہی اوپر جانے دیا بی بی جی اتنی تو بڑی حویلی ہے ڈرنا تو تھا ہی آپ نے میں تو خود ہی ڈر جاتی ہوں اکثر۔ بی بی جی مت رو میں چپ ہو جائیں آئندہ کبھی ایسے نہیں کروں گی نوری جلدی سے بیڈ سے اتر کر نیچے بیٹھ گئی تھی۔

تم تو اوپر بیٹھو اتنی سردی میں نیچے بیٹھ گئی ہو چلو شاہاں اٹھو اور میں اندھیرے سے نہیں بلکہ اپنے تاجناک مستقبل کے تاریک ہونے کے خوف سے ڈری ہوں نوری پاپا ساحل کو مجھ سے چھین کر لے رہے ہیں ساحل صحیح کہتا ہے کہ تمہارے پاپا ہمیں کبھی نہیں ملنے دیں گے نوری پاپا میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں میں نے کیا بگاڑا ہے پاپا کا صبحیہ ہلکے ہلکے کر رہی تھی نوری میں ساحل کے بغیر زندگی گزارنے کا سوچ بھی نہیں سکتی ہوں یار

جب بھی پاپا ساحل کے خلاف بات کرتے ہیں نہیں تو مجھے بھی بہت برا لگتا ہے تھا لیکن آج تو پاپا نے حد ہی کر دی ہے اگر پاپا نے میری سعادت مندی کا ناجائز فائدہ اٹھایا تو میں بھی پاپا کی کوئی بات نہیں مانوں گی۔ اگر ساحل نہیں تو کوئی بھی نہیں ہے میں نے ساحل کے سوا کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہوں میں نے پاپا کو دو ٹوک لفظوں میں کہہ دینا ہے کہ میں ساحل سے پیار کرتی ہوں اور اس سے شادی کروں گی صبحیہ کا لہجہ ختمی تھا۔

نہیں بی بی جی ایسا مت کیجئے گا آپ کے پاپا اس طرح تو آپ کو ساحل کو بھی جان سے مار دیں گے اللہ نہ کرے ساحل کو کچھ ہو۔

بی بی جی آپ اپنے بھائی کو پہلے اعتماد میں لیں اور ان سے بات کریں وہ بھلا کر سکتا ہے نوری۔ بی بی جی شیرنی صاحب لڑکے ہیں ان کی بات کا بڑے صاحب غصہ نہیں کریں گے اور انکار کرنا بھی مشکل ہو گا کیوں کہ وہ اس گھر کا اکلوتا وارث ہے اور آپ کے پاپا اس کو نہ تو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی ایسا سوچ سکتے ہیں اس طرح ہی ساحل پہ شک کریں بے گناہ ساحل اور آپ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اگر آپ کے پاپا کر پتا چل گیا تو کہ آپ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں تو وہ اپنی انا کا مسئلہ بنا لیں گے اور کبھی بھی اس رشتے کو تسلیم نہیں کریں گے۔ اماں کہتی ہیں کہ اس حویلی والوں کی محورتوں کے لیے اصول بہت سخت ہیں یہاں تمام فیصلے مردوں کے چلتے ہیں پتہ نہیں آپ کو کہ آپ کے خندان والوں نے کتنا برا بنایا تھا جب آپ کے پاپا نے آپ کو کٹاؤ میں ایڈمیشن

لے کر دیا تھا جب کہ باقی خاندان کی لڑکیاں تو ساری انڈر مینرک ہیں اور آپ کو اجازت شیری صاحب نے لے کر دی تھی آپ کے پاپا شیری کی ہر بات مانتے ہیں دیکھئے گا اب بھی شیری کی بات نال نہیں سمجھیں گے اسل میں بڑے صاحب جانتے ہیں کہ شیری بہت ضدی اور غصے والا ہے اور اگر وہ شیری کو انکار کریں گے تو انہیں ڈر ہوگا کہ انہیں ان کا پٹا ان کے سامنے ہی نہ کھرا ہو جائے۔ شیری صاحب کو بڑے صاحب کے اکثر ویسٹری فریملوں پہ اختیار فسر دیتا ہے جس کی وجہ سے شیری صاحب پتے پتے سے ربتے ہیں بڑے صاحب سے آپ اپنا پیار پانے کے سینے اپنے بھتی میرے کے طور پہ استعمال کریں یہی ایک راستہ ہے میرے خیال سے جو آپ کو منہ و تنک پہنچا سکتا ہے ورنہ بڑے صاحب کی صورت بھی نہیں مانیں گے یہ تو خاندان کی دوسری لڑکیوں کی طرح غلط فریملوں کی بعینہ چیز ہے ہر گئی اور یہ پھر ریت بدل دو تاکہ اس خاندان کی دوسری لڑکیوں کی بھی سنی جائے

تم کہنا جا رہی ہو کہ میں بغاوت کروں۔  
ہاں ساحل بھی جہتا ہے کہ بندے کو اس طرح ہونا چاہئے کہ وہ کرے جو آسانیاں دوسرے کے لیے ہوں یعنی میں قدم اٹھاؤں رستہ دوسرے کو سے۔ میں کل ہی شیری سے بات کر دی تاکہ جب ساحل اور نیراز لٹ آؤٹ ہوگا تمام فلرین بھی بھی تب تک آؤٹ ہو جائیں گی اور آئی جب یہ ساحل کے لیے ہاتھ مانگنے آئیں تو پاپا آسانی سے مان جائیں۔

جی بی بی جی اللہ کرے ایسا ہی ہو جائے۔  
چلیں اب مجھے فرانسیسی شکاری سنائیں۔

نہیں اب مہو نہیں ہے اب صرف مجھے سوچنے دو کہ راستہ کیسے صاف کرنا ہے۔  
تم کیا ساحل کو پسند کرتی ہو۔  
ہاں شیری ساحل مجھے اچھا لگتا ہے پلیز تم پاپا سے بات کرنا وہ ہمیشہ کی طرح ہی اب بھی تمہاری بات نہیں مانتے لیکن سبب یہ کہ پاپا نہ مانے تو شیری نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا نہیں بھائی جیسے بھی ہو آپ کو نہیں پاپا کرنا چاہئے اس لیے کہ پاپا بھی آپ کو ناپڑے بس مجھے انکار نہیں سنا جیسے بھی ہو پاپا کو ماننا چاہتا ہے اور آپ یہ کر سکتے ہیں مجھے آپ پہ پورا بھروسہ ہے۔

اوسکے بابا سبکے ہاں میں بنی جواب ہوں کہ میرا وعدہ ہے ہجرت میں ہر ممکن کوشش کروں گا پاپا کو وہی لوں گا انشاء اللہ اور نیشنل لہ لو سب ٹھیک ہو جائے گا شیری نے کہاں ہی پر وہاں ہی کال آ رہی تھی شیری سبب یہ کہ نیراز مسکرا رہی اور کال رہی تو اسے نوٹ کرتے تے باجوہ کل بنیا یہ یار باب ٹولانک کرتا ہے صبیحہ یہ سوچ کر جس پڑی کہ باپ اتنا سفر ورتے کہ خریدوں سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا اور موصوف پہلے ماموں زاد کوڑن سے مشتق ہونے۔ پاپا ساحل کے لیے نہیں مان رہے خاندان کے ساحل ٹھیک تھا کہ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے پڑما لکھا ہے شریف سے لیکن پاپا کو انیف آکھ نہیں جھتا تو رباب کو کیسے اپنی بہو تسلیم کریں گے جی تو میں کہوں کہ شیری اتنا اچھا نہیں کہ فوراً میری بات مان جاتا۔

ہوں۔ تو اب بھی کہ موصوف اپنے لیے راستہ صاف کر رہے ہیں خوب جسے گی جب مل بیٹھیں گے وہ یوانے دو خالہ زاد اور ماموں زاد۔ پاپا کے دماغ کی تو کھڑوں گل جائیں گی ہم

دونوں بہن بھائیوں کی سوچ جان کر چلو ہم لوگوں کی لائف ہے ہم نے ہی نذر نبی ہے پاپا کو بھلا کیا اعتراض ہو گا شاید مان ہی جائیں میری اسٹیج کی بات ہوتی تو شاید انکار کر دیتے مگر اب درمیان میں اپنا انکو چشم و چراغ بھی آگیا ہے دیکھتے ہیں رگی کے رنگ کیا ہوتا ہے دیکھتے ہیں کہ ہوا کس رخ چلتی ہے آگ۔ وہ ضدی ہیں تو ہماری رگوں میں بھی ابکا ہی خون ہے ہم لوگ بھی اتنی جلدی بارمانے والے ہیں صبیحہ کافی دیر شیری کے کمرے میں بیٹھ کے سوچتی رہتی۔

صبح اس دن تھے بعد روز اپنے بھائی سے پوچھتی کہ بھائی پاپا سے بات نہیں کی آگے سے ہو اب ملتا آج کروں گا بات آج کروں گا۔ آج وہ دن بھی آبی گیا تھا۔ جب دونوں باپ بیٹا ہفت دوسرے دن کے سامنے رو برو کھڑے تھے بیٹا یہ ناممکن ہے یہ نہیں ہو سکتا ہے۔

پاپا ہٹ وائے کیوں نہیں ہو سکتا یہ کیا برائی ہے اس ساحل میں پڑھا لکھا ہے زمین جائیداد ہے اور کیا چاہئے آپ کو۔

شیرینی میں نے تجھے کہہ دیا ہے ناں کہ یہ نہیں ہو سکتا تو پھر کیوں بحث کر رہے ہو موقع ہو جاو یہاں سے مجھے غصہ آ رہا ہے۔

بابا غصہ والے والی اس میں کیا بات ہے۔ بغیر کسی دواز کے آپ انکار کر رہے ہیں۔

مہربانی یہ پٹیاں کس نے پڑھائی ہیں تمہاری ماں نے بھیجا ہو گا بہت اچھی تربیت کر رہی ہے تم لوگوں کی مجھے بن امید تھی تم لوگ سے

پہیز پاپا ماما بلیم مت دیں انہوں نے تو مجھ سے بات بھی نہیں کی اس موضوع پر۔ تو پھر کہیں کیا سوچھی آج یہ ایشو لے کر۔

میرے سامنے آئے۔

بس ایسے ہی ذہن میں آیا کہ صبیحہ کی تعلیم تو مکمل ہو چکی ہے اب بہن کس کے ساتھ تو اس کی شادی کرنی ہی ہے تو پھر ساحل ہی کیوں نہیں اچھا دیکھا بھالا لڑکا ہے

اب تو مجھے برے اچھے کی بھی تمیز بتائے گا اگر تجھے اپنی بہن کی فکر ہو رہی ہے تو میں بھائی صاحب نے کئی بار مجھ سے تہنل اور صبیحہ کے رشتے کی بات کی ہے تو میں آج ہی انہیں کہہ دیتا ہوں وہ آجائے اور صبیحہ کے رشتے کی بات طے کر دیں۔

پاپا آپ یہ کہہ رہے ہیں تہنل اور صبیحہ کا بیٹا کیا پھر بیٹن ہے وہ جا ملے اور صبیحہ بھائی اس ایڈیٹ کے ساتھ کہے زندگی گزار سکتی ہے میرا نہیں خیال کے صبیحہ نے ہی صبیحہ سے ہی پوچھ لیتے ہیں تو وہ اپنے رائے ضرور دت کی ناں۔

کیا مطلب ہے آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں کہ زمانہ جاہلیت کی طرح ہم عورتوں پہ اپنی دھوس ہٹائیں گے آپ کے نزدیک صبیحہ کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔ پاپا میں یہ نہیں ہونے دوں گا اور تم کیوں نہیں ہونے دوں گے۔ خاندانی رسم دروان کو تم توڑ دو گے خاندان کی دوسری لڑکیاں کیا ماں باپ کے فیصلے کے آگے بولی ہیں جو صبیحہ ہونے کی خاندان کی دوسری لڑکیوں جیسے نہیں ہے میری بہن ہم دونوں جڑواں ہیں شاید خدا نے مجھے بھیجا ہے اپنی بہن کی رہنمائی کے لیے بابا جب خدا ہم دونوں و بلند ابرہہ تر کا درجہ نہیں دے رہا جب اس کی نظر میں ہم دونوں کے حقوق برابر ہیں تو پھر آپ کیوں نا انصافی کر رہے ہیں اس کے ساتھ

کر دیا ہے کہ وہ ہمارے گھر آجائیں اور وہ آنے  
 ہی والے ہوں گے اگر آپ کچھ نہ بتائیں گے تو  
 میں اپنی طرف سے صبیحہ کا اور ساحل کا رشتہ طے کر  
 دوں گا یہ بات شیریں کے منہ سے نکلتا ہی نہیں کہ  
 دوسرے ہی لمحے زور دار ظہانچہ شیریں کے کال کو  
 سرخ کر گیا۔

ملک صاحب یہ کیا کیا آپ نے شیریں کی  
 ماں جلدی سے اپنے کمرے سے آئی اور شیریں کو  
 اپنے سینے سے لگا لیا شیریں کی آنکھیں غصے سے  
 انکار سے برسار رہی تھی وجاہت صاحب کو خود بھی  
 یقین نہیں ہو رہا تھا کہ انہوں نے شیریں پہ ہاتھ  
 اٹھایا تھا۔

یہی چاہتی تھی ناں تم آج میرے سامنے  
 میرے ہی بیٹے کو لاکھڑا کر دیا ہے لے لیا ناں  
 اپنی زیادتیوں کا انتقام۔ صبیحہ اور نوری بھی دے  
 پاؤں سبز جیوں میں آنکھڑی ہوئی تاکہ آسانی سے  
 بات سن سکیں بہت تکلیف ہوتی تھی نہ تمہیں جب  
 میں تمہیں تمہاری بہن سے میل جول سے روکتا تھا  
 اور تب سے اب تک میرے خلاف حسد اور انا  
 ہی دل میں پائی رہی بچوں کو بھی میرے خلاف  
 کھڑا کر دیا ہے بہت ظالم باپ ثابت ہوتا ہوں  
 ناں۔ میں بہت مغرور انا پرست ہی اچھ تم سب  
 لوگوں نے میرے ہارے میں اپنے دل میں بنا  
 رکھا ہے ناں مجھے بجائے اس کے کہ ظالم انا  
 پرست مغرور سمجھنے کہ کبھی یہ بھی سوچا کہ میں ایسا  
 کیوں کرتا ہوں جب سب تمہارے رشتہ داروں  
 سے خوش اخلاقی سے ملتا ہوں صرف ساحل ہی  
 سے کیوں مجھے الہی ہے کیوں چڑکھاتا ہوں اس  
 سے میرا اس کا مقابلہ ہی کیا ہے میں چاہ کہ بھی اچھا  
 باپ نہیں ثابت ہو سکا میں نے بہت کوشش کی یہ

اگر میری فرمائش پوری کر سکتے ہیں تو اس کی کیوں  
 نہیں اور آپ دوسرے بھائیوں کی طرح ان پڑھ  
 تو نہیں ہیں جو ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

بابا جب آپ نے اپنی بیٹی کو مغاوت کر کے  
 پڑھایا لکھایا ہے خاندانی رسوں کی بجائے بچوں  
 کی خوشی کو ترجیح دی ہے اور آج تو ایسا کیوں کیا بابا  
 آپ تو میرے آئیڈیل ہیں میں نے جب بھی  
 آپ کی غلط رائے سے اختلاف کیا آپ نے  
 میری رائے کو اہمیت دی مجھے حوصلہ دیا پھر آج  
 آپ ساحل کے معاملے پہ اتنی ضد اور انا کیوں  
 دکھا رہے ہیں۔

بیٹا اچھا لڑکا نہیں ہے

بابا کیوں کیا خرابی ہے اس میں آخر مجھے بھی  
 تو پتہ چلے کہ آپ کیوں اسے اچھا نہیں سمجھتے۔  
 صرف کوئی ایک برائی اس کی بتادیں میں آپ  
 سے وعدہ کرتا ہوں کہ ساحل کا بھی دوبارہ اس گھر  
 میں نام بھی نہیں لوں گا

بیٹا تم کیوں نہیں سمجھ رہے ہو کچھ باتوں کا  
 چھپا رہنے میں ہی ہماری بھلائی ہوتی ہے بیٹا اور  
 ہر خاموشی کی وجہ نہیں بتائی جاتی تم ابھی بچے ہو  
 وقت آنے پر اضرورت پڑی تو سب بتا دوں گا  
 بابا میں بچہ نہیں ہوں اکیس سال کا ہو گیا  
 ہوں اور اس کا مطلب ہے کہ کوئی بات ہے آپ  
 ایسے نہیں انکار کر رہے۔ پلیز بابا مجھے بھی ٹوکوں  
 سولڈ ریٹن بتائیں ناں تاکہ میں بھی چپ نہ  
 جاؤں۔

بیٹا ضد نہ کرو میں اگر پیار سب سے زیادہ تم  
 سے کرتا ہوں تو غصہ بھی تم پہ ہی آئے گا  
 یہ بات تم مت بھولو کہ بابا اگر آپ نہیں کچھ  
 بتا رہے تو نہ بتائیں میں نے ساحل اور آنٹی کو فون



میں بتاتی کہ کہیں ابا جان اس کا کالج جانا نہ چھڑوا دیں کچھ عرصہ گزار تو اس نے مجھ سے کہنا شروع کر دیا کہ بھائی جلدی آیا کریں آخری کلاس سس کر دیا کریں مجھے بہت ڈر لگتا ہے یہاں اکیلے کھڑے ہوتے ہوئے لڑکے یہاں عجیب غریب نظروں سے مجھے گھورتے ہیں مجھ کو میں ناچاہتے ہوئے بھی لیٹ ہو جاتا تھا۔

آہستہ آہستہ یہ مسئلہ سنگین صورت اختیار کر دیا صبیحہ اب سبھی سہمی سی گم سم سی رہنے لگی شاید اس کے دل میں اب اکثر کالج سے بھی چھٹیاں کرنے لگی تھی میں نے اس سے بات کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا اسی طرح ہی ہمارا ایک سال گزر گیا جب سینکڈ ایئر میں تو میری ٹاسٹنگ صبح ہو گئی اب میں زیادہ سے زیادہ پانچ یا دس منٹ لیٹ ہوتا تھا صبیحہ پھر نال ہو گئی میں اکثر اوقات وہاں ایک لڑکے کو کھڑے پاتا وہ بہت اوباش قسم کا لڑکا لگتا تھا ایک دو دفعہ تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ صبیحہ کو تنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ مجھے آتا ہوا دیکھ کر جیسے بھاگ جاتا تھا میں نے صبیحہ سے پوچھا لیکن وہ یہ کہہ کر نالی جاتی نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں آپ کو غلط لگی ہوئی ہے جس کے ساتھ آپ جیسے بھائی ہوں بھلا اس کو کوئی مٹی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے یاد کیجئے کی جرات کر سکتا ہے۔ وقت گزرتا گیا اور ہماری وہی روئین رہی ابا بھی مطمئن تھے انہیں کوئی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا صبیحہ نے بھی ان کی عزت کا بہت پاس رکھا میری طرف سے بھی وہ مطمئن تھے کہ میں بھی اپنی ذمہ داری بخوبی نبھارہا ہوں۔

ایک دن بد قسمتی سے میں لیٹ ہو گیا جب صبیحہ کے کالج کے پاس آیا تو وہاں منظر ہی اور تھا

راز میں تم لوگوں کو بھی نہ بتاؤں لیکن تم لوگوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ شیری مجھے آج اگر تیری نفرت کا ڈر نہ ہوتا تو شاید میں یہ راز تمہیں مرتے دم تک بھی نہ بتاتا آج بہن کے پیرے سامنے آکھڑا ہوا ہے ناں اس میں بھی شاید میری ہی غلطی ہے یہ میرے بے جالا ذیپار کا نتیجہ ہے جو تم اتنے خود سر ہو گئے ہو میں نہیں چاہتا کہ تم میرے بارے میں غلط فہمی دل میں پال رکھو کہ میرا باپ ایک انا برست مشرور اور ظالم قسم کا آدمی ہے بہت محبت کرتے ہوں اپنی بہن سے۔ میں بھی اسے ہی اپنی بہن سے محبت کرتا تھا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ محبت کرتا تھا ہر بات وہ مجھ سے شیر کرتی تھی تمہاری طرح میں بھی جھوٹا ہونے کی وجہ سے بہت ضدی اور لانا ڈلا تھا بڑے دنوں بھائی اور بہن کو تو ابو نے زیادہ نہ بڑھایا اور لکھایا لیکن صبیحہ تیری پھوپھو جس کا نام میں نے صبیحہ رکھا تھا وہ میرے ساتھ پرستی تھی ابانے مجھے کالج جانے کی اجازت دے دی مگر صبیحہ کو اجازت نہیں دی میں نے صبیحہ کا شوق دیکھ کر ابا جان سے بات کی کہ وہ صبیحہ کو آگے پڑھنے دین میں نے ضد کر کے لڑائی جھگڑا کے ساتھ جیسے تیسے میں نے صبیحہ کو کالج جانے کی اجازت لے دی اور لیکن ابانے اس شرط پر اجازت دی کہ میں صبیحہ کو پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری خود اٹھاؤں گا اگر بھی مجھے دیر ہو جاتی تو صبیحہ چھٹی کے بعد میرا انتظار کرتی رہی۔ وہ بہت خوش تھی یہاں تک میرے لیٹ ہو جانے پر اسے پرواہم کا بھی سامنا کرنا پڑتا تھا کیوں کہ اس وقت چھٹی کے بعد کالج کا گیٹ فوراً بند ہو جاتا تھا اور اس کو باہر سڑک پر میرا ویٹ کرنا پڑتا تھا لیکن پھر بھی اس ڈر سے گھبرا کر کچھ نہ میرے بارے

انہوں نے اتنی ہی طرح مارا تھا کہ میرے میں اٹھنے کی بھی ہمت نہ تھی ہوئی ہمدرد مجھے کلینک لے گیا پلیٹاں وغیرہ کروادیں میں نے اسی ہمدرد کو کہا کہ مجھے کالج اپنی بہن کو لینے جانا تھا پلیز آپ میری مدد کر دیں بانٹک چلا دیں کہ کالج تک آجائیں وہ میرے ساتھ کالج تک آ گیا لیکن وہاں صبیحہ کو نہ پا کر میرے تو حواس ہی کھو گئے تھے اس ہمدرد نے کہا حوصلہ رکھو یا رہو سکتا ہے کہ وہ گھر چلی گئی ہوگی۔ لیکن بھائی وہ تو کبھی اکیلی نہیں گئی خدا خیر کرے میں اپنے گھر آ گیا۔

ابو نے میری حالت دیکھی تو فوراً ہی صبیحہ کا سوال کر دیا وجاہت صبیحہ کہاں سے۔ وہ شاید سمجھ گئے تھے کہ صبیحہ کی وجہ سے کسی سے لڑائی ہوئی ہے اب صبیحہ گھر نہیں آئی۔

تیا بگو اس سرد ہے بوقت تم کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں تھے تم اب میرا ایسیڈنٹ ہو گیا تھا میں جب کان پہنچا تو وہاں پر صبیحہ نہیں تھی میں سمجھا میرا انتظار کر کے گھر چلی گئی ہوگی۔

اسی دن سے ڈرتا تھا یا منہ دیکھاؤں گا لوگوں کو اگر صبیحہ نہ ملے تو اور شام ہونے سے پہلے اسے ڈھونڈ کے لانا ہم تینوں بھائی گھر سے نکل پڑے تھانے میں بھی ایف آئی آر درن کروانی بہت ڈھونڈا مگر نہ ملے اگلے دن صبیحہ اجڑی ہوئی حالت میں حویلی میں داخل ہوئی ہم سب اس سے پوچھتے رہے کہ وہ کہاں تھی وہ کون تھا جو اسے لے گا تھا لیکن وہ زبان پر نقل لگانے نہیں رہی بابا مجھے نفرت بھری نظروں سے دیکھتے تھے ان کے خیال میں میں صبیحہ کی بربادی کا ذمہ دار تھا صبیحہ کی نظروں میں میں ہی مجرم تھا اس کی بربادی کا اسے لگا کہ شاید میں جان بوجھ کر اس دن لیت ہو گیا تھا

دو تین لڑکے صبیحہ کے پاس کھڑے تھے ایک لڑکا زبردستی صبیحہ کی کلائی پکڑے ہوئے تھا صبیحہ اس سے اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی میری نظر جب ان لڑکوں پر پڑی تو میرا تو خون ہی کھول اٹھا ان کو دیکھ کر میں نے تیزی سے بانٹک ان کی ناگوں میں دے ماری اور آتے ہی میں نے اس کا گریبان پکڑ لیا میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا میں نے اس لڑکے کو خوب مارا خوب پھینکی لگائی باقی دونوں لڑکے مجھے دیکھ کر بھاگ گئے تھے۔

مجھے صبیحہ پر بھی غصہ آیا تھا جانے کیوں مجھے اس پر بھی شدید غصہ آ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے میں زمین میں دھنسا چلا جا رہا ہوں کہ میری بہن یوں سڑک پہ بے یار و مددگار کھڑی تھی میری بہن کا ہاتھ کسی نے پکڑ رکھا تھا میرا دل کیا میں صبیحہ کو ہی جان سے مار دوں میں نے صبیحہ سے کہا وہ آج کے بعد کان نہیں جائے گی بس بہت ہوئی پڑھائی لیکن صبیحہ نے میری بہت تمیز کی کہ بھائی بس ایک سال کمپینٹ ہو جائے پلیزی یوں درمیان میں آ کر میرا ساتھ نہ چھوڑو میں ایف ایس سی کے بعد کالج چھوڑا دوں گی جیسے بھی ہو ایف ایس سی کرنے اور تھوڑی جلدی آنے کی کوشش کیا کرو اب صرف چار پانچ مہینوں کی تو بات ہے پھر ایڈرام کے بعد سنڈی چھوڑا دوں گی میں نے صبیحہ کی بات مان لی۔ اب میں صبیحہ کی چھٹی سے بھی پانچ منٹ پہلے آجاتا تھا اب صبیحہ کی دینٹنگ کرنے سے بھی جان چھوٹ گئی۔

ایک دن پھر یوں ہوا میں صبیحہ کو لینے رہا تھا کہ کچھ لڑکوں نے مجھے گھیر لیا اور اچھے خوب مارا مار پیٹ کر سڑک پر چھوڑ گئے میری حالت بہت بگڑی ہوئی تھی منہ ناک سے خون بہ رہا تھا

نہیں چاہتا میری طرح یہ طعنہ کسی اور کو بھی سننا پڑے کہ اس کا فلاں ایسا تھا ساحل تم خود کو اذیت کیوں دے رہے ہو شاید ایسا کرنے سے میرے باپ کی غلطی کا کفارہ ادا ہو جائے مگر میں نے جان کیا صرف پالنے کا نام ہی محبت ہے میں اپنا ایک مقام بنانا چاہتا ہوں مجھے اپنے ساتھ اپنے باپ کی پہچان کی ضرورت نہیں ہے میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں اب یہاں نہیں رہوں گا میں انگلینڈ چلا جاؤں گا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے اور ساحل میں کیا کروں گی مجھے کسی جرم کی سزا دے رہے ہو تم میرے ساتھ حق تلفی کر رہے ہیں تو صرف مجھے ہی چاہا ہے تجھے ہی دعاؤں میں مانگا ہے مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔

تم۔  
صحنی میں اور بڑوں کی طرح تمہیں یہ تو نہیں ہوں گا کہ تم شادی کرنا لینا یوں کہ تم میری ہو صرف میری ہو جب تک ہم دونوں کے دل میں ایک دوسرے کے لیے محبت رہے گی تب تک ہم ایک ہیں دیکھتے ہیں کہ کب تک ہم ایک دوسرے کا انتظار کر سکتے ہیں اور ہاں جس دن تمہیں لگے گا اب تمہارے دل میں میرے لیے محبت کی کوئی کھل نہیں رہی تو تم آزاد ہو اگر کوئی مجھ سے اچھا مل گیا تو۔ ساحل کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔  
ساحل بولو اب کیا تو۔

صحنی میں نہیں کہہ سکتا کہ تم کسی اور کی۔  
ساحل نے بات ادھور کی چھوڑ دی اور یہ جیکٹ رکھ لو کبھی لمبی راتوں میں خود کو تنہا محسوس کرو تو اسے چھین لیا کرنا تمہاری کا احساس ختم ہو جائے گا۔  
ساحل اگر تمہارے قدم مجھ سے پہلے ہی

ہم سب آئی کے مرنے کی خبر سن کر ان کے گھر گئے ساحل سے ملاقات ہوئی لیکن ساحل کوئی بات نہیں کرتا تھا رات ہم لوگوں نے ادھر ہی گزری اور جب سب سو گئے تو میں باہر صحن میں آکر بیٹھ گئی دیکھ کر رات بھی یہ دیکھ میرے لیے اچھا ثابت نہیں ہوتا تھا ساحل نے بھی دیکھ میں ساتھ چھوڑ دیا تھا اور اس بار دیکھ نے میرے ساحل کو بھی تنہا کر دیا تھا۔ میں چادر میں لپیٹی باہر صحن میں بیٹھی تھی کہ کچھ دیر بعد ساحل بھی میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔  
صحنی سردی نہیں لگ رہی اندر کمرے میں چلی جاؤ۔

ہاں میں! چاک ساحل کی آمد پر چونک سی گئی تھی۔ ساحل تم۔ ساحل تم نے اپنی جینز کی جینٹ اتار کے میرے کندھوں پہ ڈال دی میں نے جیکٹ ساحل کو اوپن کر دی۔  
ساحل غیوں کی اتنی تپش سے کہ یہ مضمونی سی ٹھنڈی شخصہ نہیں لگتی۔ ساحل کیا ہم مل نہیں سکتے صحنی نے مضموم لہجے میں کہا۔

صحنی میری جان میں تم سے بھی زیادہ اذیت میں ہوں میں تو تمہاری کا عادی ہی نہیں ہوں لیکن یہ تمہاری اب میرا مقدر بن چکی ہے صحنی میں نے ڈیڑی کو اپنا آئیڈیل بنایا تھا ممانے ان کا اور ہی ایچ میرے سامنے بنایا ہوا تھا صحنی آئیڈیلز کا بت نوٹ کیا ہے پاپائے میرا دل نہیں میرا مان بھی توڑا ہے کاش وہ زندہ ہوتے میں ان سے بڑھ کر لیتا ان کے سامنے چیخا چلاتا اپنے دل کی بھڑاس نکالتا لیکن اب تو میں ان کے بارے میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔ صحنی میرے پاپائے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے میں اب بھی شادی نہیں کر رہا میں

ڈنگا گئے تم کسی اور کے ہو گئے تو پھر اس صورت میں میں کیا کروں گی۔

نہیں پائی پھر میں تنہا کیوں خود کو محسوس کرتی ہوں لوگ تو کہتے ہیں کہ جب یاد آئے تو ان کی تنہائی دور ہو جاتی ہے تو میری تنہائی۔

میرے قدم صبیحہ میرے قدموں میں باپ سنے بیڑیاں ہی تو ڈال دی ہیں کہ یہ قدم زخموں سے چور تو ہو سکتے ہیں مجھ تک یہ بیڑیاں میرے پاؤں جب تک یہ بیڑیاں میرے پاؤں کو زخموں سے چور کر دیں اور جب تک میرے قدموں میں اتنی سکت ہی نہیں رہی کہ یہ زندگی میں قدم آگے بڑھا سکیں دیکھ لینا ساحل اتنے بڑے دعوے نہ کرو ہاں میں دعویٰ نہیں کہ رہا فرض کرو کہ میں بدن گیا تو تم کیا اپنے دل میں میری محبت ختم کر دو گی یہ تو سودا بازی ہوئی۔ وفا کے بدلے وفا میرا فعل میرے ساتھ تمہارا فعل تمہارے ساتھ میں نے تو تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب تم میری محبت سے رہائی حاصل کر لو تو تمہیں میری طرف سے کوئی پابندی نہیں رہے گی ملاوٹ مجھے پسند نہیں تم اگر کسی اور کی زندگی میں جانا بھی چاہو تو بالکل پورے sincere ہو کر جاتا کشٹیاں جلا کر جانا ساحل وہ بارہ جیکٹ میرے کندھوں پر چھیلا کر چلا گیا۔۔۔۔۔۔

صبحہ اپنی دوست کے ساتھ اپنی فینٹک صبر کر رہی تھی کہ اس کی دوست نے اسے ٹوک دیا صبیحہ اصل تمہیں ساحل کے ساتھ کی ضرورت ہے تم صرف یادوں کے سہارے زندگی نہیں گزارنا چاہتی۔

یار میں تھک گئی ہوں تم میں سال کی اتنی میں ساحل سے بالکل رابطہ کٹ گیا تھا اور اب میں پینتیس سال کی ہو گئی ہوں شاید میں واقعی تھک گئی ہوں خیالوں کی زندگی میں رو رہا کراب صبیحہ اٹھو صاحب آ رہے ہیں دیکھو سارے جینز کے جرنلسٹ کیسے شبہ کی تعلیم کی طرح اسے چمٹ گئے ہیں آج آخری سیرنگ تھی لگتا ہے برسٹر صاحب نے کیس جیت لیا ہے حالانکہ مخالف حریف بھی بہت بھاری تھے ان کے مقابلے میں بھی بہت مشہور برسٹر تھا یہ برسٹر صاحب تو راتوں رات میں ہیر دین گئے ہیں۔

یار دیکھ ماشاء اللہ کیا کشٹیاں ہی سے ہم دونوں جب برسٹر کے قریب گئے تو کانوں میں یہی شور مچ رہا تھا سر آپ نے یہ کیس کیسے جیتا جبکہ بڑے بڑے برسٹروں نے کھٹنے ٹیک دیئے تھے اور آپ کا کلائنٹ پچھلے چار سالوں سے برسٹر بدل کر تھک چکا تھا آپ تو مردہ بخران ثابت ہوئے اپنے کلائنٹ کے لیے سر یہ کیسے ہوا آپ نے تو پینٹرا اتنی بدل دیا ہے کیونکہ یہ میری فطرت ہے میں بروہ کام کرتا ہوں جو بھی کسی نے نہ کیا ہو ہارنا میری عادت نہیں اس معاملے میں تو میں اپنی بھی نہیں مانتا ہوں سر بہت بڑی بات کہہ دی ہے آپ

صبحہ کورٹ کے باہر اداس سی بیٹھی تھی دسمبر جب بھی آتا تھا یونہی بے چین کر جاتا تھا پرانے غم تازہ ہو جاتے تھے مجھے تو لگتا ہے دسمبر میرے زخموں پہ ٹھک لگائے آتا ہے صبیحہ تنہائی سے جنگ کر رہی تھی یہ تنہائی تھی کہ جینٹلی جا رہی تھی اتنے ہجوم میں بھی مجھے تنہا کر جاتی بہت کوشش کرتی رہی تمہاری کومات دینے کی دنیا کے بہت سے کاموں میں خود تو الجھنا یا ہوا تھا لیکن پھر بھی تنہائی تنہائی کو میں کیسے مات دیتی یادوں میں دل سے نکال نہیں سکتی تھی۔ ساحل کی یاد کو تو میں بھی بھی دل سے نکال

تمہاری ماں کو بھی کہا کہ وہ ساحل سے کہے کہ ہمارے گھر نہ آئے لیکن اس نے ایسا کچھ نہ کیا اور ساحل ویسے ہی ہمارے گھر میں آتا رہا میں پھر بھی ضبط کر گیا۔

صبیحہ اور شیریں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے اور انہوں نے کیوں اپنے باپ کو غلط سمجھا صبحہ اٹنے پاؤں الپس جانے لگی ساحل کو دیکھ کر حیران ہی رہ گئی تھی ساحل نے صبحہ کی طرف دیکھا مگر نہ سہہ سن لیا سے صبحہ میں بھی انکل کی جلد ہوتا تو ایسے ہی کرتا۔

صبیحہ تم کیوں روتی ہو پوچھا تو مجھے چاہئے جس کے باپ نے اس کا سر جھکا دیا ہے مجھے تو خود سے بھی نفرت ہو گئی ہے میں اسن باپ کا بیٹا ہوں صبحہ میرے باپ نے مجھے تمہارے قابل نہیں سمجھوڑا اور انکل جی مجھے معاف کر دیں میں آئندہ کبھی یہاں نہیں آؤں گا۔

ساحل اور آئی چلنے کوئی بات ہی نہیں تھی ہم دونوں جو ایک دوسرے سے کرتے ہمارے گھر میں بھی اس دن کے بعد ساحل یا اس کے گھر والوں میں سے ریلٹیو کوئی بات نہ ہوئی۔ پاپا نے شیریں کی شادی رباب سے کر دی اور ان کا رولہ بھی رباب سے ٹھیک تھا۔ مجھ سے شادی کی بات کی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ مجھے ساحل نے اپنے جیسا ہی بنا دیا تھا دنیا والوں سے بیوہ ہے وہ مختلف تھا میں بھی ویسی ہی ہو گئی تھی۔ آئی جی ساحل کی عادت کو جانتی تھی اس نے خود کو اسیت دیتے کی ٹھان رکھی تھی کافی عرصہ گزارنے کے بعد ساحل سے ملاقات ہوئی ساحل کی بھی منظر کو اٹینڈ نہیں کرتا تھا صرف تعلیم میں ملن ہو گیا تھا ماں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

اگر میں جلدی پہنچ جاتا تو اس کے ساتھ یہ سب نہ ہوتا بہت مہنگا پڑا تھا صبحہ کا کالج جانا صبحہ نے خود کو ایک کمرے میں ہی مقفل کر لیا تھا۔ میرے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی لوگوں کو بھی شاید ہی خبر کے بارے میں علم ہو گیا تھا لیکن وہ ہمارے ڈر سے کوئی بات نہیں کرتے تھے میں نے آخر صبحہ کو بولنے پر مجبور کر ہی دیا تھا صبحہ نے بیٹے بتایا کہ اسے ہتھیار کا انوا کر کے لے گیا تھا جس نے

اس دن اس کی ڈان پڑی وہیں سے۔۔۔ کو احوال نے ہی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ ملا پانچ سال کے عرصے میں بہت کچھ بدل گیا بابا جان مجھ سے ناراض اس دنیا سے چلے گئے۔

ابا کی وفات کے بعد صبحہ بھی کچھ عرصہ بعد ہی وفات پا گئی کہتے ہیں کہ وقت بہت بڑا مرہم ہوتا ہے ہمارے گھر والوں کا بھی زخم کی حد تک بھر چکا تھا میری شادی کر دی گئی تھی شادی کے بعد جب میں پہلی بار ساحل کے گھر گیا تو میں نے اسے ٹرکے کی تصویر دیکھی ساحل کے گھر میں پوچھنے پر پتا چلا کہ یہ ساحل کا باپ سے ساحل تب چار سال کا تھا میں نے جب اس ٹرکے کی تصویر کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ یہ تو دو سال پہلے کا اینف ایکسینٹ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا میں نے یہ راز دل میں ہی دفن کر لیا کیوں کہ اگر میرے بڑے بھائیوں کو پتہ چلتا تو انہوں نے مجھے تمہاری ماں کو چھوڑنے کا کہنا تھا اب ساحل کو بھی جان سے مار دینا تھا۔ ساحل جب بھی میرے سامنے آتا ہے تو مجھے خود پر کنٹرول نہیں ہوتا مجھے جب یہ خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ نہیں ساحل صبحہ آپس میں کھل گئی نہ جائیں تو میں نے صبحہ کو ساحل کے گھر جانے سے منع کر دیا اور کئی بار

نے کہ ہارنا میری عادت نہیں صحافیوں نے سوالوں کی بوجھاڑ کر دی تھی ہاں تو سچ کہہ رہا ہوں کہ ہارنا میری فطرت نہیں۔

صبحیہ نے جب ساحل کو برسر کے روپ میں دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی تھی ساحل کی نظر ابھی تک صبحیہ کے چہرے پر نہیں پڑی تھی ساحل کے پاؤں گارڈ ہاتھوں میں صحافیوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے ساحل کے زرنے کا راستہ بنا رہے تھے کہ اچانک صبحیہ سامنے آکھڑی ہوئی۔

ساحل اب پار چاؤ۔

ساحل نے فوراً کھاروا آکھوڑ سے ہٹاتے دوئے ساحل نے شمار آکھوڑ آکھوڑوں سے صبحیہ کے پیرے پر نظر ڈالی۔ صبحیہ بالکل ابھی نہیں بدلی تھی ساحل بھی بہت تو ہوسورت لگ رہا تھا کالا کوٹ پیچھڑا ہوا ہی سچ رہا تھا۔

سیدم صبحیہ آپ ہوش میں تو ہو یہ کیا کوئی سچن ہے دوسرے صحافی صبحیہ کے سوالیہ یہ ہنس دیئے تھے پاؤں گارڈ نے صبحیہ کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کی لیکن ساحل نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیے۔

اسے مت چخو لہو خود ہی پیچھے ہٹ جانے لگی۔

ساحل میرے سوال کا جواب دہتم نے دندوہ کیا تھا کہ تم میرے سوال کا جواب دو گے صبحیہ کی آنکھیں بول رہی تھیں لبوں پہ خاموشی کی مہر تھی ہوئی تھی

صبحیہ تم تھک گئی ہو کیا

ہاں میں تھک گئی ہوں ساحل میں بارش ہو ن وہ دونوں بن بوے ہی ایک دوسرے کی بات سمجھ رہے تھے۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ساحل نے اپنا کوٹ صبحیہ کے کندھوں پہ پھیلانا چاہا لیکن میڈیا والوں کی موجودگی میں یہ کرنا نازیر تھا فوراً ذہن میں پرانی پاویں تازہ ہو گئیں وہی صبحیہ جو ٹین اسٹیج کی تھی پرانی بات یاد آئی۔

ساحل جب تم کورٹ سے کوئی کیس ہار یا جیت کے آگے ناں تو میں باہر تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی چاہے تم جیتنے مرضی تا مور لیور بن جاؤ گے لیکن مجھ سے پرہیز کرو کہ تم میرے کیسے گئے ہو۔ سوال کا جواب دو گے۔

کزن یہ تو تب ہو گا ناں جب میں ناسور بن جاؤں گا ہر ذرا تو تمہاری صحافی چہرتے ہیں۔

ساحل تم بہت مشہور ہو گے انشاء اللہ میری ساری دنیا میں تمہارے ساتھ ہیں مجھے

صبحیہ کا کہنا ہوا ایک ایک نطق یا دقت میں بھی بھولاتی کب تھا صبحیہ کو اور یہ صبحیہ کی دعاؤں کا ہی تو نتیجہ تھا جو آج اس مقام پر ہڑا تھا

ساحل اگر تم جیو لے نہ ہو تو تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم میرے سوال کا جواب دو گے

ساحل نے ہی آہ بھرتے دوئے سامنے سے مخالف لیور کو دیکھ ساحل کی طرف جب بات نہ

ہی تو تمام رپورٹرز دوسری جانب پھٹ گئے تھے۔

صبحیہ کی دوست بھونگنی تھی کہ وہی ساحل سے جس کی باتیں صبحیہ کیا کرتی تھی تو صبحیہ کی کمر پہ پھٹ مار

کے دوسری جانب چلی گئی۔

آہ۔۔۔ یہی تم آج بھی ایسی ہی ٹل رہی ہو بہت ہی سندر نہیں میں کچھ نہیں بھونا ہوں صبحیہ مجھے

سب یاد ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہیں اپنی گاڑی میں بنھائیں گا اور اپنے گھر کے جوس کا سنون سنا تم سوال لیکن دیکھو میں آج ایسا نہیں کر

جائے گی صبی! کھنہ جب تاریخِ وفا لکھی جائے گی  
 ناس تو ہم دونوں کا نام بھی ہوگا اس ہسٹری میں۔

اور جناب آپ کا ہسٹری آف کہ بارے  
 میں کیا خیال ہے۔ صبیحہ نے طنز یہ لہجے تیر چلایا تھا  
 تو وفا کا پلڑا بھاری ہوگا۔ ساحل نے اپنا کٹ صبیحہ  
 کے کندھوں پہ پھیلا دیا تھا۔

ساحل یہ کیا کر رہے ہو اگر رپورٹر ابھر آگئے  
 تو کیا جواب دوئے ان کو۔

یہی ہوں گا کہ وان گیا آپ کی صبیحہ میڈام کو  
 سپرد رکھ لو اسے صبیحہ یہ بھی تمہیں ہونے دے گا  
 مجھے تم پہ فخر ہے میرے سارے زخم تھرکے ہیں  
 جہاں تقدیر نے اتنا بڑا اٹھاؤ لگایا تھا۔ سس نے میری  
 تک کو چھلی کر دیا تھا تقدیر نے میری قسمت میں  
 وفا بھی لکھ دو۔

صحن ہمارے لیے یہ خوشگوار سوچ ہی کافی  
 سے مجھے کوئی چاہتا ہوے ابرسیاں کی جہاں بوندق  
 پاک شفاف محبت ہم بھی لوٹوں سے ذیہرنت  
 ہماری محبت بھی لوٹ ہمیں پاگل سمجھتے ہوں گے یہ  
 کیسی محبت ہے۔

عمرہاں پہاں پگے کے عمروں نے روٹ  
 اسی ہور صدی کوچ آئیئے اسی ہور صدی کے لوٹ  
 اس کی طرف دیکھو صبیحہ جو کام اسے کورٹ  
 میں کرنا چاہنے کورٹ کے باہر کر رہا ہے سے بحث  
 کر رہا ہے رپورٹر کے ساتھ۔

اوسے صبیحہ آئی لو یو۔ اپنا خیال رکھنا ساحل  
 اپنی مرشد یز میں ہینہ کیا۔ صبیحہ وہاں کٹری ساحل  
 کی مرشدی کو ہوا میں خراٹے بھرتا دیکھ کر بہت  
 خوش ہو رہی تھی۔

آئی لو یو نو ساحل۔ صبیحہ کی دوست صبیحہ کے  
 کندھے پہ چھکی لگائی اور مسٹرا دی آنکھ کے

سکتا ساحل کی تمہارا لوو آنکھیں صبیحہ کے چہرے پہ  
 جھی ہوئی تھی صبیحہ میں بے وفا نہیں ہوں تیرا ساحل  
 کبھی بے وفا نہیں ہو سکتا نور صبیحہ نور سوچنا بھی  
 نہیں کبھی کہ تیرا ساحل بے وفا ہوگا۔ تیرا ساحل یہ  
 لفظ سنا تھا کہ تمام تھکاوت گئے شکوے دور ہوئے  
 تھے صرف اتنی ایک لفظ سے صحن میرے باپ نے  
 مجھے بہت گرا دیا ہے مجھے چاہئے جتنی بھی شہرت مل  
 جائے لیکن میں کبھی اٹھ نہیں سکتا۔

ساحل تم نے اتنا کا مسئلہ بنا لیا ہے کیا  
 سب ماں باپ کے فرشتے صفت ہوتے ہیں تم  
 ان کے لیے خود کو کیوں اذیت پہنچا رہے ہو  
 صحن میں سب جیسا نہیں ہوں میں بھی کئی بار  
 ہارا ہوں لیکن ساحل اس سے پہلے پنچہ ہوتا کہ صبیحہ  
 بول پڑی

لیکن ساحل تمہاری ای گو۔ ای گو۔ آڑے  
 آجاتی ہے۔  
 ساحل مسکرا دیا صبیحہ تم جب مجھ سے انجھتی ہو  
 تو قسم سے بہت اٹھی لگتی ہو۔

ساحل تم پہلے سے بھی زیادہ پیارے لگ  
 رہے ہو عمران عروں کی طرح ساحل نوچھو گئے  
 نہیں عمران عروں کو بن۔۔ ساحل جو اپنی نگاہیں  
 صبیحہ کے چہرے پہ ہمانے تھا مسکرا کر بول

نہیں۔ ساحل نے پرکون لہجے میں بولا  
 صبیحہ مجھے تم پہ اعتماد نہیں بندھ اپنے پیار پہ  
 اعتماد ہے میں کسی کو چاہتا ہوں اتنا ہوں کہ وہ کسی  
 ابرکا ہوئی نہیں سکتا

اور نفرت بھی کسی سے اتنی کرتے ہو کہ اپنا  
 آپ بھی بھول جاتے ہو۔

صبیحہ تم ہی تو ہو جو مجھے سمجھ سکتی ہو صبیحہ کیا پا  
 لینے کا نام ہی محبت ہے صبیحہ ہماری محبت امر ہو

اشارے سے سامنے کھڑی گاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

چلیں میڈم ہم بھی چلیں۔

ہاں چلو صبیحہ نے کوٹ بائیں طرف کلائی پر رکھا اور دونوں دوست گاڑی میں بیٹھ کر گئی۔

صبیحہ واقعی ساحل ڈیزور کرتا تھا جو کچھ تم نے اس کے لیے کیا صبیحہ یار تیرا کزن واقعی بہت پیار اے کتنا چاہتا ہے ناں تمہیں سے تمہیں دیکھے جا رہا تھا اور کتنا خمار تھا اس کی آنکھوں میں قیس بھی دیکھے تو مان جائے واقعی بھی آج تو کوئی ایسا ہے۔

صبیحہ اسی کی یادوں میں کھوئی ہوئی تھی صبیحہ کی دوست نے جب صبیحہ کو کھویا ہوا پایا تو مسکرا دی کاش صبیحہ تم دونوں مل جاتے ایک دوسرے کو تمہارا کزن اگرای جی او کا مسند نہ بنا تا سب کے ماں باپ اچھے بھی نہیں ہوتے وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے لیکن اسے اپنی ای جی او بہت عزیز ہے اور انا کی جنگ میں جدائی جیت ہے صبیحہ کی دوسرا اسٹریٹنگ وہیل ٹھمانے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہی تھی۔

یار پینز ساحل کو کچھ مت کہنا وہ ایسا ہی ہے۔ یار ساحل میں ای جی او نہیں ہے بس اسے اپنے پاپا سے اس بات کی توقع نہ تھی بس اس کے باپ کے بارے میں ایچ جی بہت اچھا بنا یا تھا ساحل بس آئیڈیلزم کا بت ٹوٹا ہے ناں اس لیے ایسا ہو گیا ہے صبیحہ نے ساحل کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہنا یار خود سوچو بندہ کسی کو آئیڈیل بنائے اور جب آئیڈیل پر سٹیبلٹی سے ملے تو وہاں چکر ہی اور ہو تو دل ٹوٹ جاتا ہے ناں۔

بس یار انسان کو جوش جوانی میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے ہماری دنیا اور

آخرت خراب ہو اور ہماری اب کھٹک نیوں جنریشن کا سر شرم سے جھٹک جائے یا کہ ہم زندگی کہ کسی موڑ پر اتنے بے بس ہو جائیں اور ہمارے سامنے گناہ یا جرم ہو رہا ہوں اور ہم اسے روک بھی نہ سکتے ہیں یا کہ ہمارے گناہوں کی سزا کسی اور کو بھگتنا پڑے تمہیں۔

صبیحہ تمہارے گھر ڈراپ کر دوں یا کہ میرے ساتھ آکر چلوگی۔

نہیں یار گھر انی ڈراپ کر دو۔ صبیحہ واقعی تھک چکی تھی جانے کس جرم کی سزا کاٹ رہی تھی اس جرم کی سزا جو انہوں نے کیا ہی نہ تھا

زندگی میں سے ہیں کیوں اتنے غم ساحل ہمیں تو اپنی خطا بھی یاد نہیں۔

رشتے کا رنگ

وینا والوں کا کہنا ہے کہ جب رشتوں پر اعتماد اور موبائل میں بیننس ختم ہو جاتا ہے تو پھر لوگ تیسرے کھین شروع کر دیتے ہیں اس لیے کہتے ہیں کہ جب لوگ موسموں کی طرح موسم لوگوں کی طرح بدلتے ہیں کچھ ان مول رشتے ناتوں کو بیچ مارچ کو خود قریب کر لیں کہ کہیں وقت کی چھلنی سے چھننے دھوپ چھاؤں جیسے کچھ کچھ خیالات و احساسات ان رشتوں اور ان رشتوں کے رنگوں کو مانند نہ کر دیں کیونکہ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ وقت کے ساتھ رشتے بھی بدلنے لگیں تو انسان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور اپنوں کے بدلنے کا گھناؤ نرم بڑی ہر تک ہرے ہی رہتے ہیں اسی لیے تو دل والے اور عقلمند کہتے ہیں کہ جذبہ چاہے شدید محبت کا ہو یا شدید نفرت کا دونوں ہی ایک

جون 2015

جواب عرض 108

رجسٹر ہی ہی

Scanned By Amir



## اللہ والوں کی باتیں

\* اگر کوئی تیری راہ میں کانٹے بچائے اور تو بھی اس کے ہلے میں کانٹے بچائے تو پھر دنیا میں کانٹے عن کانٹے ہو جائیں گے۔

\* امیروں اور دولت مندوں کے ساتھ بیٹھنے کی خواہش تو ہر شخص کرتا ہے مگر حقیقی سعادت و مسرت انہی کو ہوتی ہے جن کو سبکیوں اور غریبوں کی ہم نشینی کی آرزو ہوتی ہے۔

\* مسرت کسی کو چاہو خود اس قفس، خوکر لوگ تم کو چاہیں۔

\* محبت کا تعلق عقل سے زیادہ جذبات سے ہوتا ہے۔

\* کسی کی تصدیق نہ کر بلکہ اس کی نادانوں کو اپنانا کو لوگ تمہاری تعریف کریں۔

\* اس دنیا میں ہم راز بہت مگر رازدان کم ملتے ہیں۔

\* جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی چیز کو ترک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کرتا ہے۔

\* جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر کوئی رحم نہیں کرتا۔

\* شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

\* اللہ کا خوف ہی سب سے بڑی دولت ہے۔

\* جس بات سے دوسروں کو روکنے ہو وہ خود بھی نہ کرو۔

\* حکیم علم اور فضل حاصل کا دشمن ہے۔

\* ہنر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے۔

\* برائی صحبت سے بچنا اور بھلائی سے ملنا ہی صحبت بہتر ہے۔

\* بدلہ لینے سے معاف کر دینا بہتر ہے۔

\* ہم ایسا خزانہ ہے جسے کوئی نہیں چرا سکتا۔

\* جاہلوں کی صحبت سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ تمہیں اپنے جیسا نہ بنا دیں۔

\* جو زیادہ پوچھتا ہے وہ زیادہ سیکھتا ہے۔

\* انسان کی حقیقی عظمت کا جائزہ اس کے اعمال سے لیا جاسکتا ہے۔

۵۶۔ نظر اقبال کول۔ ان پھراں

صورتوں میں دل کی دنیا میں قیامت چھا دیتا ہے ہمیں چاہئے کہ گانے بہ گانے ان پیارے خوبصورت گلاب جیسے رشتوں کو مضبوط تر کرنے کے لیے اور کچھ نہیں تو کم از کم میل ملاپ کے کھیل کود سے بچنا چاہئے۔

ہاں یہی تلاش کرتے رہنا چاہئے جب بات رشتوں کے رنگوں کی آتی ہے تو میرے رنگ رشتے کا رنگ زمرہ سے رشتے کا رنگ کا ذکر نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے اس کا رشتہ کچھ اچھے لکھنے والوں سے مزین دل کش صورت و پیار جن کو اپنا کر ملاقات کے رنگ کچھ لکھ جاتے ہیں اور پیار کا یہ رشتہ بے حد جاذب نظر دیکھنی دینا ہے اور ہم دونوں کے پیار کے رنگوں کا امتزاج ایک دلربا سے لہان کی صورت میں آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے

نظیس احمد ملک شیدائی شریف

### اسلامی مصلحت

حضور ﷺ کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی حضور ﷺ کی وفات کی خبر سن کر لوگ گروہ در گروہ آ رہے تھے پہلی مردوں نے نماز پڑھی ان کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی ان کے بعد غلاموں نے نماز پڑھی شروع کر دی کوئی امامت نہ کرتا تھا سیرت اور احادیث شریف کی تعبیر مستند کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے کہ کعبہ شریف سے پہلے مسلمانوں کا قبیلہ بہت القوس تھا۔

قبیلہ ہلے کا حکم پندرہ شعبان نماز ظہر کی حالت میں دو رکعت کے بعد ہوا۔ قرآن پاس کی سب سے بڑی سورت البقرہ اور سب سے چھوٹی سورت النکوثر سے نچان عزیز مجرذو القرین یہ ہیں اشخاص میں جو پیغمبر نہیں تھے لیکن ان کا ذکر قرآن مجید میں آچھے لفظوں میں آیا ہے۔





Scanned By Amir



ماہا کی بہت اچھی دوست بھی تھی۔

گند مارنگ رضا۔ آئمہ نے ٹکھڑے ہونے  
بالوں کو سیٹھے ہوئے کہا۔

گند مارنگ نہیں بلکہ اسلام و علیکم کہتے ہیں  
رضا نے انہی بانہ دھتے ہوئے جواب دیا۔

ہاں جا رہے ہو۔

ہاں آئیں جا رہا ہوں۔

اچھا سنو شام میں جندی آجانا فلم دیکھنے  
چلیں گے۔

سوری مجھے شام بہت ضروری کام اس لئے  
میں نہیں جا سکوں گا۔ رضا یہ کہہ کر چلا گیا۔

پتہ نہیں سمجھتا کیا ہے خود گوا کرو۔ آئمہ کا چہرہ  
غصے سے تپنے لگا۔ اس ماہا کی بچی نے پتہ نہیں

کیا جا دویا ہے اس پر اس کے ساتھ تو بڑا خوش  
ہوتا ہے مگر میں جب سامنے آتی ہوں تو رعب

دھانے لگتا ہے چلو کروغھرے رضا صاحب شادی تو  
آئی کی مجھ سے ہی ہوگی ناں۔ آئمہ طنز یہ انداز میں

مسکراتے ہوئے کہا۔

رضا آئمہ کی خالہ کا بیٹا ہے جو دو ماہ پہلے  
پرنس کے سلسلے میں آسٹریلیا سے پاکستان آیا تھا

اور اب ان کے گھر میں رہتا تھا۔

ارے آئمہ تم یہاں کھڑی ہو۔ ماہا نے آئے  
ہوتے ہوئے کہا۔

کیوں میں یہاں کھڑی نہیں ہو سکتی  
میں میرا مطلب ہے کہ تم نے ابھی ناشتہ

نہیں کیا۔

ماہا بیگم یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے آئمہ نے  
بڑے بیچ انداز میں اسے گھورتے ہوئے کہا

ماہا اسکی کچھ باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بچن کی  
طرف جانے لگی تو آئمہ نے آواز دی۔

سنو ماہا ادھر آنا۔ آئمہ اپنے فریسی چہرے پر  
ایک بھولی بھالی صورت سجا کر کہنے لگی۔ آئی ایم

سوری ماہا اگر تمہیں میری باتیں بری لگی ہیں تو  
ارے نہیں تمہیں معافی مانگنے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے میں نے کبھی تمہاری بات کا برا  
نہیں مانا۔

اچھا ماہا تم بیٹھو مجھے تم سے کچھ ضروری بات  
کرنی ہے آئمہ نے ڈائمنڈ میبل کے قریب پڑی

ہوئی کرسی کی طرف اشارے کرتے ہوئے کہا۔  
ہاں بولو کیا بات ہے۔ ماہا نے کرسی پر بیٹھتے

ہوئے پوچھا۔ آئمہ ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی اور  
بڑے پیار کے ساتھ ماہا کی طرف دیکھنے لگی۔

وہ بیٹا ہے ناں کہ رضا ہمیشہ مجھے انور کر دیتا  
ہے اور تمہارے ساتھ تو اس کا رویہ۔۔۔ تم سمجھتی ہو نا

کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔۔ آئمہ نے آنکھیں  
پھیرتے ہوئے کہا۔

مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا کہ تم کیا کہہ رہی ہو  
میرا مطلب ہے کہ رضا تمہاری ہر بات ماننا

ہے تو پھر وہ میرے ساتھ ایسا رویہ کیوں رکھتا ہے  
آئمہ کرسی سے اٹھتے ہوئے ماہا کے کندھے پر

ہاتھ رکھ کر بولی۔

آئمہ میں کیا کہہ سکتی ہوں یہ تو تمہیں خود ہی  
سوچنا چاہئے کہ تم ایسا کرتی ہو جس کی وجہ سے وہ

تمہیں مسلسل انور کرتا ہے

اور ماہا بیگم کیا تم مجھے یہ سکھاؤ گی کہ مجھے کیا  
کرنا ہے اپنی اوقات میں رہو۔ آئمہ اپنی فریسی

صورت کو زیادہ تر چھانہ سکی اور غصے سے چلی گئی۔  
ماہا آئمہ کے دروازے کھولتے ہی آواز آئی۔

کیا بات ہے جیٹا آئمہ آ کے صوفے پر بیٹھ گئی  
کیا ہوا ہے کیوں اتنی تپ رہی ہو۔

جون 2015

جواب غرض 112

جیٹا صرف میرے لیے

Scanned By Amir

پتھ نہیں ماما آپ نہیں جانتی ہیں کیا۔  
 ہاں میں شاپنٹ کرنے جا رہی ہوں مگر تم  
 اتنی زیادہ پوری ہو۔  
 ماما یہ سچ ہی ہے نہ دو۔  
 پتھ تو اس نے۔۔۔

نہیں ماما جی اس نے تو پتھ نہیں یہ نیکن یہ  
 رضا بہ وقت ماما کے نچرے اٹھانے میں لگا رہتا ہے  
 اور دیکھتے تو وہ غٹتی نہیں لڑاتا۔ ماما وہ میرا نزن  
 ہے ماما کا نہیں۔  
 اردہ تمہیں اٹکت نہیں لڑاتا تو اس میں اس  
 بچاؤ کی کیا تصویر ہے۔ بعد یہ بیگم نے مسکراتے  
 ہونے جواب دیا اور پرس اٹھا کر چلی گئی۔ ماما کے  
 جانے کے بعد نئی دیر تک آندہ ہاں بیٹھی رہی۔۔۔  
 اگر رضا میرا نہیں لڑاتا تو اس میں اسے کسی اور کو بھی  
 نہیں ہونے اور کی۔۔۔ وہ دل ہی دل میں سوچتی  
 رہتی تھی۔

-----  
 ماما بیڈ پہ لیئے بہت رہ رہی تھی اور اس کے  
 ذہن میں طرح طرح کے خیالات گردش کر رہے  
 تھے۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ ماما نے  
 آنسو پونپھتے ہونے اندر آگے کے لیے کہا۔

اب۔۔۔ ماما یہ تم آؤ بیٹھو۔  
 آپ رو رہی ہو۔۔۔ ماما نے آنکھوں کی  
 طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
 نہیں نہیں بس دو۔

ناکھ سمجھایا کہ ایسے لوگوں سے بھلائی کرنے  
 کا کوئی فائدہ نہیں مگر آپ۔۔۔ لیکن خیر آپ کو رضا  
 صاحبہ طرز ہے ہیں۔  
 پیڑ تم اس سے جا کر کہہ دو کہ میں سوری  
 ہوں۔ ماما نے نے بھانا ہاتھ نہوئے کہا۔

اسنے حال پر تم کو سن ماما بی بی ماما یہ یہ کہتے  
 ہوتے کمرے سے باہر چلی گئی۔ رضا ان میں نکل  
 رہا تھا ماما نے پانکھ پڑتے ہی بولا۔  
 اب۔۔۔ ماما یہ یہ ماما نہیں آتی۔  
 نہیں۔

یوں۔ رضا نے نیرت سے پوچھا۔۔۔  
 کیونکہ اور ارمن میں دار اپنی قسمت پر پانکھ  
 شاید اسنے اپنے پر۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ رضا ماما سے کمرے کی  
 طرف پہلا گیا جو کہ دستک دینے بغیر ہی اندر آچکا  
 تھا۔ اور ماما نے بھی تک زارہ نظر۔ اور ہی کسی اس بات  
 سے اہم نہیں رضا اس نے کمرے میں اس کے  
 پاس بید پر بیٹھے ہونے دیکھتے ہی پتھ پتھ پتھ پتھ پتھ پتھ پتھ پتھ پتھ  
 ان آوازوں سے وہ چونک گئی اور جھدن سے اٹھ کر  
 آسوسان کیے۔

رضا تم۔۔۔ تم کب آئے یہاں۔  
 تم نہیں آتی تو میں نے سوچا کہ میں بن چلا  
 جاؤں مگر تم رہ کیوں رہی ہو رضا اس کی آنکھوں  
 میں دیکھتے ہوئے بولا۔

نہیں۔ ادھ ماما۔۔۔ پانکھ۔۔۔ ماما یاد آئی تھی۔  
 رضا کچھ ہر رنگ خاموشی نظر ہاں سے اسے  
 دیکھتا رہا۔ یوں نہیں بولی کام تھا ماما اپنے ہاں  
 بیٹھے تھی۔

ہاں۔ وہ چلو چھوڑو تم پتھ ہی دن۔  
 نہیں نہیں آپ بولو کیا بات ہے۔  
 اصل میں میرے دوست کی ماٹھرہ ہے اور  
 میں سوچ رہا تھا کہ اگر تم میرے ساتھ گھٹ  
 خریدنے چلو۔۔۔  
 میں تم میں تو۔

ہاں تم کیوں تمہاری چوٹیں بہت اچھی ہے

اس لیے چلو اٹھو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ رضائے اسے باز دے پڑتے ہوئے کہا۔

نہیں رضائے اپنے ساتھ آنند کو لے جاؤ اس کی چوائس بہت اچھی مابا نے اپنے باز ہونے کو چھڑایا۔ مابا یہ تمہیں کیا کہہ رہی ہو۔

میں تمہیک کہہ رہی ہوں۔ آنند تم سے بہت پیار کرتی ہے۔ رضائے بات نہ کہتے ہوئے بولی۔ اور میں۔۔۔ میں تو تم سے۔۔۔

رضنا پلیز میں سنی کی خوشیاں نہیں چھین سکتی تو تمہارا کیا نہیں ہے کہ تمہارے ایسا کرنے سے مجھے میری خوشیاں مل جائیں گی۔

اپنا پنا ٹھیک سے میں چاہتی ہوں تمہارے ساتھ۔ وہاں جوتے پہن کر رضائے ساتھ بیٹھی۔ رضنا یہ بات تو بنا کر آنند سے تاپنے کے لیے بولی۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں جس سے رضنا کا رتی و ترن لیتا ہو ادا۔

چلو ایسی بات نہیں ہے تو پھر آج تم اس سے یہ چھینا سائنٹ لے کے جاؤ گے اور اسے خود اپنے ہاتھوں سے دو گے۔

میں اسے گھنٹے نہیں دے سکتا یہ نہیں جانتا مجھ سے۔ رضائے نے کہا۔

ہائے داد ہے یہ آنند سے ہے۔ رضنا نے درمیان آئی ہے۔ وہ اپنی بات نہیں کرے۔۔۔

اپنا بابا سوری۔۔۔ مابا نے جھپٹتے ہوئے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

مابا آپ کو پتہ ہے آج رضنا بابا کو اپنے ساتھ شاپنگ کرنے کے لیے گیا ہے۔ تو بیٹا تم بھی چلی جاؤ۔

مابا پلیز نرمی نہ دینا رضنا اور آپ نے اس کو زیادہ ہی سر پہ پڑا رکھا ہے۔

نازیہ ایک گلاس پانی لے کر آؤ۔ سعد یہ بیگم نے ادنیٰ آواز لگائی جو کہ ٹانگن شویپ بنانے میں مصروف تھیں۔

آپ میری بات سن بھی رہی ہیں یا نہیں سعد یہ بیگم اداؤں میں چینی ہوئی اور آنند صوفے کے چھتے کھڑی تھی مگر پھر بھی ماس کے قریب آتے بیٹھی۔

میں رہی ہوں میں۔ آنند تم تو بالکل پانگل بہتر خوبصورتی پریشان ہو رہی ہو۔

بی بی جی تمہارا ڈاکو۔۔۔ نہیں ادنیٰ نہیں رضنا آجاسنا پھر سب اچھے ہیں۔

کئی ڈاڑھی۔۔۔ یہ جو درپوشی۔۔۔ مابا آپ آج رضنا سے بات کریں اب مجھ سے یہ مابا زیادہ زیادہ بات کریں۔

نہیں ان بیباکیوں میں نے کہا مابا کے میں آج بات نہ کروں سعد یہ بیگم آنند کی باتیں سن کر پریشان نہ رہی تھی اور وہ حیرت سے اسے دیکھتی تھی۔

کون ہے آپ؟ رضنا نے اسے دروازہ پر نظر انداز کرنا چاہا۔ رضنا اندر داخل ہوئی۔

اب رضنا تم۔۔۔ تم میرے گھر سے نہیں آؤ۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی مابا نے اپنے گھر سے میں مصروف تھی رضنا کو دیکھتے ہی گھرنی ہوئی۔ آؤ بیٹھو۔ رضنا مابا نامہ میں رہا اور گھنٹے ٹیک اس کی طرف بڑھا۔

یہ کیا ہے رضنا آنند نے چپچپ سے ٹھنک دیکھنے کئی دیر ہی ماس تھی خوبصورت خدوشی ہے رضنا یہ تم

میرے لیے۔۔۔ بگھتے تو یقین ہی نہیں ہو رہا۔ آج  
 اتنی خوش تھی کہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا  
 کرے۔ رضا پتھر کیے بغیر ہی گھٹی ہوئی نظر ہوں سے  
 باہر چلا گیا۔ آج کی خوشی کا کوئی نمونہ نہ تھا۔  
 ماہولی بی بی سب خوش ہو تم رضا نے اس  
 پر اتنے ہونے نہا۔

ہاں اب میں بہت خوش ہوں دینی لکیر۔ ماہ  
 رضانی طرف دیکھتے ہوئے دیکھے جا رہی تھی۔  
 یوں ہی مسئلہ کی۔ وہ تیرہ بہت اچھی تھی نور رضا ہاں  
 تو اس پر پڑنے لگی اور سیتے ہوئے بولا۔  
 کتنے اچھے لگے ہیں آپ وہاں ایک مرتبہ  
 تار یہ منڈی جانس برفی کمر۔ پتہ۔ چہ۔

نور بی بی۔۔۔ شایبہ لایا۔  
 پتھر اس نے کہ اندازہ ہوں کی بوزنی کو  
 بوشہ۔ مہارست رکتے۔

تین۔۔۔ شایبہ نے خود ہاں انداز میں سر جھکا  
 کوروا۔ ماہ اپنے پیچھے سے چائے مار رہی تھی اور  
 سن رہی تھی فی تھی اس نے دیکھے مڑا دیکھا۔  
 ہاں یہ سب آئی۔

میں جب آپ وہوں باتیں کرنے میں  
 مشغول تھے۔

اچھا تو ان کا مطلب ہے کہ تم ہماری باتیں  
 سن رہی تھی۔ ہاں تار یہ وہاں۔ پتھر۔  
 نہیں باتیں تو نہیں سنی تھیں۔

نور لایا تیری تو میں تار یہ اپنا نام چھڑا کر  
 بھابھ کی تار یہ ان دونوں کو سسراتا دیکھ کر دل  
 بی دل میں بہت خوش ہو رہی تھی۔

سب لڑائی میں اتنے دیکھے پنے پی رتے  
 تھے اور مختلف نو کلاس پر بحث و مباحثہ ہو رہا تھا۔

بعد یہ نیکم نے رضا کو مخاطب کیا۔ سب خاموش ہو  
 گئے۔۔۔

بی خیال پتھر کہہ رہی تھیں آپ۔  
 ہاں بی بی وہاں تمہاری ماما کا فون آیا تھا وہ  
 کہہ رہی تھی کہ میں کوئی ایسی ہی ڈی ڈی ہونے کو  
 تمہاری شادی ہو رہی ہے۔

جانہ جان آپ کو فون ڈی ہونے کی ضرورت  
 نہیں ہے میں نے لڑائی دیکھی ہے آپ سے  
 تمہاری ہی وہی باقی سب کچھ میں آپ کو اس سے  
 ہوا ہاں کا اور کتنے یقین ہے۔ آپ کو وہ نمبر اور پتھر  
 آئے ہیں۔ تار کے ہاں میں لکھن ظہیر کے  
 فیاضت پیش کرنے کے کہ وہ لڑائی ہونے سے نہیں  
 ہو رہا تو نہیں۔ اور وہ بھی تیرہ تیں تھی۔ وہ لڑائی  
 یہ ہے ظاہر دیکھیں وہی اور تو نہیں تو نہیں رضا کتنے  
 ہونے کو ہے۔ باقی۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ لکھا لکھا  
 نہیں کر سکتا پتھر ہاں سے مہر بخت ہے۔

رضا سہا سب بعد ہی وہ سیتے گا یہ نہ ہو کہ ہم  
 اس انتظار ہی کرتے۔ وہ باتیں تار یہ نے سسراتے  
 ہونے کو۔

ہاں بہت بعد ہی بتاؤں گا رضا نے ہاں  
 طرف دیکھا مگر ماہ نے شایبہ کو روک کر بی بی پر سب  
 لایا۔ آج کا دل پریشانیوں کی زد میں آچکا تھا۔  
 بی بی کا فون ان وقت ماہ نے تیرائی سے فون اٹھایا  
 بی بی لکھا تھا ہاں ہونے۔

بی بی چھوڑو تم جلدی سے آج ہاں کھڑی  
 میں بیٹھو۔  
 میں اس وقت۔

ہاں جلدی آؤں تمہارا انتظار میرا ہوں  
 رضا نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا وہ لکھا کئی تھی کہ رضا  
 کو ہوا اس وقت مجھ سے کیا کام ہو سکتا ہے بی بی ہاں

جھڑی سے آگ لگائی جس میں بیڑی لگی اور رضا بچھوٹے سے بھیر رہی کھڑی چار گانے لگے۔

رضا تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو اور اس وقت کروہ مسکلس کی عیاشی ہی رہا۔

پندرہ سالہ رضا نے کڑی دیکھ کر کہا کہ وہاں رضا کھڑی سے نکل آتا تھا یہ بھرا کہاں آگئے ہیں بابا بھی کھڑی سے نکل آئی۔

اندھ چنوں۔  
میں اندر۔ بابا میرا کر رہی۔  
بابا تم۔

بابا ہرست ہوئے اندر داخل ہو رہی تھی کہ وہ شہر کا سب سے بڑا اور خوبصورت رہنموں تھا اور اس سے پہلے بھی وہ ان رہنموں میں نہیں آئی تھی مگر جب بابا اندر داخل ہوئی تو وہ سب چہرے دیکھ کر دنگ رہ گئی ایسے جیسے گیت سے لے کر گانے کا رزٹ تک پھول ہی پھول بیچے ہوئے جتے اور چاروں جانب مختلف رنگ کے پھول اور انڈیکس کے ساتھ بیٹی لکھ کر بنایا گیا تھا چھٹی ہر تھمہ۔ ڈیڑھ ماہ۔

پلو بابا رک یوں ہی ہو۔ بابا نے بڑے قہج سے رضا کی جانب دیکھا۔

کم ان یر یہ سب تمہارے لیے ہے لیسں معور رضا نے پیار سے بابا کو سوالیہ نظروں سے جواب دیا۔ رضا بابا کا ہاتھ پکڑ کر ٹیک سینڈ پر رکھے ہوئے ٹیک کے پاس لے گیا یہ سب کچھ دیکھ کر بابا کی آنکھیں خوشی سے ٹھکھار ہو گئی۔

رضا مجھے تو بالکل بھی یاد نہیں تھا کہ آج تمہیں۔۔۔

لیکن مجھے تو ہر وقت ہی یاد رہتا ہے اور چینک یو تو مجھے تمہارا کرنا چاہئے اگر تم آج نہ آتی

تو لیکن مرد یہ سارا اچھا فضول ہی چکا رہتا ہے بابا کی بات نکالتے ہوئے جواب دیا ٹیک کے لئے بعد رضا نے وہی ٹکٹ پیش کیا جو رضا نے بابا کی پسند کیا تھا۔

یہ ٹکٹ تو تمہارا ہے دوست کے لیے۔۔۔  
تو کیا تم میری اپنی دوست نہیں ہو۔

بابا نے مسکراتے ہوئے پتہ نیا پتہ دیا تھا کہ بابا تمہارے سوا میری زندگی میں اور کوئی کڑی نہیں ہے میں تم سے ہی شادی کرنا چاہتا ہوں بابا کی عیاشی ہی وہی بابا رضا کے منہ سے یہ الفاظ سن کر انہیں بھی تھی دم ڈوب گئی اس سے محبت نہیں تھی یہ تم چو بہت دور ہوئی ہے بابا اگر یہ سچی شہید اقرار کرنے کی ہدایت نہیں تھی اس میں۔۔۔

میں رضا کے بغیر نہیں رہ سکتی میں پیار کرتی ہوں اس سے ما، میں آکھو بتا رہی ہوں کروہ میرا نہ بنا تو میں اتنی سچی کا بھی نہیں ہونے وہاں میں اتنی بھی شٹ کر وہاں کی اور خود کو بھی۔۔۔ بابا چن سے پانی لے کر آ رہی تھی اس نے آنکھ کی ساری باتیں سن لیں تھیں۔

آنکھ زیادہ جدا ہائی ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں نے کہا بابا اب ٹھیک ہو جائے گا۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا۔ آتمہ یہ کہہ کر غصے سے اپنے کمرے میں چلی گئی معدیہ پیلم کر رہے ہوئے سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئی سعد یہ ٹیک پریشان ہو گئی تھی کہ ہمیں آتمہ سچ میں کچھ نہیں ہے آتمہ رضا سے پیار کرنے لگی تھی لیکن رضا بھی اتنی بڑھ نہیں پایا۔

داؤ۔۔۔ بہت ذرا بھورت پائل سے ہاڑی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ کہاں سے لی ہے۔



یہ پاس لکھتے رکھنا ہے وہی ہے کثیف ہیں۔  
 بہت اچھی سے اور آپ نے پاؤں پہ  
 اور زیادہ خون سے بہت ٹٹ رہی ہے دیتے ہی مابا پی  
 نبی رضا صاحب بہت پیارا کرتے ہیں آپ سے وہ  
 رہے ہیں مابا ہر ذی بھی آپ ہی ہیں جس سے وہ شادی  
 کرنا چاہتے ہیں مابا یہ نے مابا کے پاس بیہر پر  
 بیٹھے ہوئے ہیں۔

وہ بات تو سنیں مابا یہ شہر میں ان سے  
 شادی نہیں کر سکتی۔ مابا وہاں سبک میں ہوئی۔  
 کیا مابا یہ کئی ہوئی۔ مگر یہ وہی ہے  
 آج میں سب پائی۔ مگر آ رہی تھی تو میں  
 نے آنکھوں میں آنکھیں لگائی تھیں وہ نہیں تھی کہ وہ  
 رضا میرے آنکھوں کے آگے میں سنتی تھی کا بھی نہیں ہو سکتا  
 وہاں ہی اور نہ لے لیا وہ اور ان کو شوٹ کر وہاں ہی یہ  
 بات کہتے ہوئے مابا ہی آگے میں مگر یہ تھی۔ مابا یہ  
 نے میرے سے کہنے۔ آگے مابا یہ رکھ لیں۔ میں نہیں  
 چاہتی کہ اسے پیچھے رکھی ہو میں اسے کہہ دو تو وہ  
 ہاں ہی مگر اس کے بغیر نہیں اس لیے میں سے  
 اٹھ کر وہاں ہی۔

سب یہ بہت غصے کر رہی ہیں اپنے ساتھ۔  
 نہیں تم نہیں جانے۔ پنی جان اور چاہتی تھیں  
 چہرے پہ تھیں مسانات ہیں مگر اسانوں کا بدلہ کسی  
 اور طرح بھی تو دیکھا وہاں سہل ہے۔  
 شاید اس سے اچھا موقع بھی نہیں ملے۔  
 مابا نے ہتھیاروں سے اپنی آنکھیں رکھیں اور  
 مابا یہ اس پریشانی کے عالم میں بیٹھ کر کہہ سکی مابا اپنی  
 نے کسی پر رہ رہی تھی اور وہ لوگوں کے روکنی تھی۔  
 رضا آپ تم مجھ سے بیار کرتے ہو۔  
 مابا یہ ذی پا پیچھے ہائی ہات سے ہے۔  
 یہ مابا ہیں۔

رضانا میں نہیں لکھ رہی تھی مابا یہ پوری بات تھا۔  
 اچھا یہ بتانا کہ تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو  
 مابا تم کئی باتیں کر رہی ہو تم سب کی طبیعت تو  
 نہیں ہے نہ۔۔۔ رضانا نے مابا کے ماتھے پر ہاتھ  
 لگاتے ہوئے پوچھا۔

ہاں میں کیا کر رہی۔  
 میں تم سے سب باتیں کر رہی تھی مگر سنا نہیں۔  
 میں نے سب باتیں کر دی ہیں مگر یہ سب کہنے  
 ہی باتیں ہیں مابا پنی پر نہیں تھی اچھا مگر سب ہی ہوتی  
 ہی پتھر تھیں کرتے ہوں گے مگر میں  
 تم سے سب باتیں کرنے کو تیار ہوں رضا مابا  
 سے برابر تیار ہو جاؤ۔

تو نہیں ہے مگر آگے سے شادی نہیں کر رہی تھی۔  
 یہ۔۔۔ مابا ہوتے ہیں مابا ہی تھی۔ رضا پہ چہرے سنتے مابا  
 مابا یہ کہہ رہی تھی مابا سے۔ مابا مابا دیکھا کہ  
 کیا تھا۔ چہرے مابا نے پہنچا کہ اسے پڑے ہوں۔  
 رضا میں نہیں لکھ رہی تھی مابا یہ۔

میں مابا یہ چپ نہ جاؤ اب جس کے آگے  
 ایک لکھتی ہو اور مابا کے مابا ہی بہت کوس رہی۔  
 یہ سب ایک ایسا ہی جیسے تم پہنا لکھتے تھے۔ رضا  
 دبا کر بازو سے پکڑ کر چہرے پر رہا تھا۔

مابا یہ وہ یہ تھوٹے ہے مابا ہیں یہ تھوٹے ہے۔  
 مابا نے مابا یہ پتھر کے لکھتے رہی پتھر کے  
 اتنے میں نہیں ہوا پسوز کر چلی تھی تھی۔ مابا مابا یہ وہاں  
 دیکھ کر وہ تھوٹے رہا پتھر وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔  
 مابا کی مگر طرف اور چہرہ دوستی نے جس لڑکی کو اس  
 نے اپنی ذات سے بھی زیادہ چاہا تھا وہ آج اسے  
 کسی اور کے لیے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ شہر رضا  
 ۔۔۔ رضا۔۔۔ پتھر تھوٹے تھا کہ سعد یہ تھوٹے آواز میں  
 دین۔

مابانی بی ہوش کی گولیاں لیں یہ سب کچھ  
 آپ اس آئیے۔ کئے سے کر رہی ہیں جو ہمیشہ سے  
 تھی آپ کو غلط سمجھتی رہی ہے۔  
 اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا چچی جان  
 اور چچا جان نے مجھ پر اتنے احسان ہیں ان کے  
 آگے میری یہ چھوٹی سے قربانی شاید کچھ نہیں۔  
 شے آپ چھوٹی سمجھ رہی ہوں نا یہ آپ کی  
 زندگی ہے کوئی شے کا کھیل نہیں ہے۔ یہ باتیں سن  
 کر دونوں مابانی حیرت سے ایک دوسرے کا منہ  
 دیکھتے ہیں۔

نازیہ پابیز ٹھیکہ اکیلا چھوٹا دو۔ اس سے پہلے  
 کے نازیہ باہر آئی آئی اور سعد یہ نیم جلدی سے  
 کمرے میں تھی آئیں رضا کا دل تو زکرم مابانی  
 خوش نہیں تھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رہی تھی۔  
 شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں آئی بہت خوش تھی  
 مگر اس دن آئی نے مابانی باتیں سنی تھیں اس  
 دن سے اس کے خیالات مس بدل گئے تھے خوش  
 تو وہ بہت تھی لیکن وہ خوش اسے راحت نہیں دیتی  
 تھی دینا ہے آپ کمرے وقت ہی بے چین محمد  
 لڑتی تھی۔ رضا اندر سے بی گھٹا جا رہا تھا وہ اس  
 حقیقت سے نا آشنا تھا وہ اس کے سامنے چھٹنے کی  
 صورت میں بیان لیا یہ تھا۔ ان سب باتوں پر  
 یقین کرنے والی کا دل اٹھ گیا، نہیں تھی لیکن پھر  
 وہ آپ کو سمجھاتا تھا کہ خواب تو خواب ہوتے ہیں  
 جو آئیہ تھکتے ہی فوت جاتے ہیں مگر وہ انہی تھی مابانی  
 کا غلط تھا کہ شاید وہ نہ اپنے لئے ایک کوئی  
 ہوئی اس پر ابھی تھی باقی تھی شاید وہ لوہے آگے  
 سعد یہ نیم ڈھونڈا باپنے ہی بہت زچی لڑتی تھی مگر اس  
 پر وہ خوش تھی حیران تھی کہ اتنی چھوٹی کی عمر میں  
 اتنی بڑی سوچ اور اس کی فکری پر دستک دہانی تھی

بی۔۔۔  
 بیٹا ادھر آؤ تم سے بات کہنی ہے۔ بیٹا تم  
 کچھ بتایا نہیں اس لڑکی کے بارے میں رضائے  
 پر پھر اور پھر منہ پہ ہاتھ چھیرا۔  
 وہ میں۔۔۔ کچھ نہیں اسے اگر آپ کی نظر میں  
 کوئی اچھی لڑکی ہے تو۔۔۔  
 اگر تمہاری آنند کے ساتھ شادی کر دی  
 جائے تو تمہیں توئی اعلیٰ تو نہیں ہوگا سعد یہ  
 بیگم جھک کر بولی۔ رضا پہلے خالہ کی طرف دیکھتا  
 با اور پھر توجھ سے دلا۔

تو نہیں آپ شادی کی تیاری شروع کریں  
 رضائے خند کی اور پھر چلا گیا۔ نازیہ نے  
 ساری باتیں سن لی تھیں اس لیے ہویا کو بتانے کی  
 خاطر مابانی کے کمرے کی طرف بھاگی تھی نازیہ کے  
 پیچھے تھیں وہ تھی آئی نے سعد یہ بیگم کو توجہ  
 دیا۔ سعد یہ بیگم آئی کر نازیہ سے پیچھے گئی۔  
 مابانی بی آپ کو پتہ ہے کہ رضا صاحب نے  
 آنند بی بی سے شادی کرنے کے لیے ہاں کر دی  
 ہے نازیہ کا سانس پھولتا تھا۔  
 ہاں بھتے پتے لب میں نے ہی اسے یہ سب  
 پتہ نہ تھے پھر پوریا ہے مابانی گھٹنوں میں منہ چھپا  
 نے تھی تھی اس کے سر دیکھتے میں کیا۔

ماہ آپ یہاں کیا ہو رہی ہیں آنند نے ماں  
 کو مابانی کے دروازے سے باہر نکلنے سے روک دیا۔  
 سے پوچھا۔ سعد یہ نیم نے اشارے سے خاموش  
 رہنے کے لیے کہا آنند بھی بیگم سے وہاں آئی  
 تھی۔ مگر آپ رضا صاحب سے بہت پیار تو  
 ہیں تو کیا وہ عورت پائینے کا نام نہیں ہے بلکہ عورت تو  
 مابانی کا دوسرا نام ہے اور آئی میں۔

ایک طرف اس کی بیٹی کی محبت اور دوسری طرف اس کی بیٹی کی خوشیاں وہ ان دونوں کے درمیان اچھڑ کر رہ گئی تھی۔

آنند بی بی نے دھمکی دی تھی کہ انہیں آپ ان کے نہ ہونے تو وہ آپ کو کسی اور کا بھی نہیں ہونے دیں گی اور وہ آپ کو اور خود کو شوٹ کر دے گی۔ صرف اس بار سے نہ نہیں آپ کو چھو ہونہ جانے۔

مبندی نے کہیں ہونے والی تھی سب لوگ رضا کے انتظار میں بیٹھے تھے اور رضا اپنے کمرے میں بیٹا پتہ نہیں کیا سوچ رہا تھا۔

ابا بی بی نے یہ سب چھو کیا۔ اوما کی گاڑی۔ رضائے ماتھے پر ہاتھ رکھا یہ کیا کیا اس کے کس مشکل میں ڈال دیا ہے مجھے رضا بلدی سے، ہائے کمرے کی جانب بڑھا جانے دروازہ کھولا، ماتھے پر بیڑی مابا اور کئی نمائش کی جینے نکلی گئی مابا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور پھر ناز یہ کو پکارنے لگا۔

آپ نے اچھا نہیں کیا رضا صاحب مابا بی بی کے ساتھ۔ تازہ اندر داخل ہوتے ہی دروازے سے لپٹے میں بیوی۔ رضا کو اس کی آواز نے جھٹک دیا۔ بیٹی نے اپنی نہیں کیا شاید تم نہیں جانتی کہ وہ ایک تمہاری بہنوئی اور مکار ہے رضا اچھڑ کر گئی یہ کیا تھا۔

نازیہ نازیہ جلدی آئی۔ مابا بی بی نے بے ہوش بیڑی تھی اور اس کا بازو بند سے لپٹے چھو ہوا تھا جس سے مسس ڈون جھڑپا تھا مابا نے اپنی نہیں نکالتی تھی۔

واہ۔ رضا صاحب اودھ۔ جس کو آپ دھمکے باز چھوئی اور مکار کہہ رہے ہیں اس نے آپ کی زندگی بچانے کی خاطر اپنی زندگی کو اپنا پر لگا لیا اپنی محبت اپنی خوشیاں سب قربان کر دی صرف اور صرف آپ کے لیے اور آپ۔

مابا مابا اچھڑا ہوا تھا۔۔۔ رضا نے دروازے سے است بیڑی رہا تھا مکار ہونے حرکت نہیں کر رہی تھی نازیہ یہ دیکھ کر رہا ہونے لگی۔

یہ تمہاری بہنوئی ہو تمہاری ہوش میں تو ہر رضا کے تازہ بازو سے چھڑ کر گئی چھوڑا تھا۔

ڈانڈ صاحب اب نازیہ کی سب رضا نے چھوئی کے ماتھے میں آگے بڑھا تھا۔ اب وہ خطرے سے بڑھتا ہے آپ تنہا مل سکتے ہیں۔

میں ہوش میں ہوں اور اس نے آپ کی محبت سے انکار کیا ہے تو آپ کی زندگی بچانے کے لیے۔ اس کی زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری انسان صرف آپ ہیں وہ تو اپنی ذات سے بھی زیادہ آپ چاہتی ہے۔

مابا بی بی تمہارے ایسے کیوں نہیں آتے تمہیں چھوڑا جاتا تو میں بھائی صاحب کو کیا منہ دیکھتی سجدہ یہ پیگم نے مانا تھا ہاتھ پڑ کر کہا۔ تم بہت اچھی ہو اور آنند بی بی اس کے لیے تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی ہوں۔

پھر اس نے منہ سے شادی کرنے سے انکار کیوں کیا اور اس نے منہ سے کہا کہ وہ کسی اور کو چھوٹے ہوا ہے اس نے اور آپ کو انکار کر کے پتہ چھوڑ دینی تھی اس لیے۔

نہیں چٹی جان آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے مابا نے چٹی جان کے ہاتھ چھڑا لیے۔

جین صرف میرے لیے

جواب عرض 119

جون 2015

بیٹھتے ہوئے باقی۔

تکڑی میاں ہسپتال میں۔۔۔ نا، یہ سنے تعجب سے اپنی۔

میں ہوں۔

نہ خوشی اور نیربت سے۔۔۔ ماما فی ظرا  
میں رہا تھا نور ماما کے منظر اور نظریں جھٹکانی۔ نکلتے  
سے بعد، نسا ماما واسپنے ساتھ امرینیا کے در چاہا  
لایا اور اب وہ تو اور وہ اب جو انہوں نے نکلتے  
میں ہسپتال میں بنائی تھی سے۔۔۔ میں وہ وہ دونوں  
منظر ان کے تھے۔

غزل

تیرے سوا سق اور دونوں میں بسائیں سنتے  
پورا ہوئی تھی مجھ سے بھلا نہیں سکتے  
دل پہ لکھنا ہے صرف ہم تیرا  
اب ہم یہ نہ مانا نہیں سنتے  
ہیے ہو صرف تم میرے ذرا بوجو خیا لوں میں  
اب کسی اور کو خیا لوں میں بسائیں سنتے  
جیسے جس آنکھوں میں صرف خواب تیرے  
اب کوئی اور خواب نہ تھا نہیں سنتے  
جیسے یوں تو ہم تو ابھی لکھے غم  
اب دنیا لوں سے ہم لٹوا نہیں سنتے  
مرتا چھینو ہم سے جسے کا مہارا معوہ  
تیرا یاد سے ہم رو جدا نہیں سکتے۔

ہم مسعود۔ کواں سنگھ دل

غزل

تیرا سنا یہ ان کو سب چین بخشی ہوں  
آپ سے بات کرنے کو بے چین بخشی ہوں  
نہاتے: وہ تم نہ بتاتے ہوتے

بائیں ماما میں تیرے ماما کہ بہت غلط کیا ہے  
میں ہمیشہ نہیں غلط سمجھتی رہی: وہی کئی شایہ میں  
ہی انہی نے سنے میں وہ کئی نہیں کئی جو انہی نے  
ہوں کئی اور بہت شرمندہ کئی ماما تم اپنی ساری  
خوشیاں میری بھولی میں ڈال دی ہیں اور میں کئی  
مہم صرف ہوں نہ تمہارا شکر یہ بھی اور نہیں لیا آ۔  
آپ ان دن میں اور۔۔۔ نے تو بہاری ہو رہے اور میں  
باتیں نہ فی ہوں تو شاید میری آنکھیں بھی نہ کھلی  
تازہ خانا کہ باجہ کھا کر ماما کے قریب لے آئی اور  
ماہ کا ہاتھ چھو کر نسا کے ہاتھ میں لے دی۔ باہر  
نسا یہ سے ایک دوسرے کو لگائے گئے۔

نہ۔۔۔ وہ اپنے پونہا اور ہیں۔

نہ وہ یہ تو بہاری خوشیاں ہیں اور نہ کہ نہ  
نہ کہ تو ابھی حق ہے۔

نہ کہ یہ میں تمہارا حسن زمر کی شہ نہیں بھولوں  
تو اور فرماتے سب ہاتھ وقت چہ نہ بتاتی تو میں اپنے  
نہ کہ شب کا کھانے نہ کہ نہ کہ نہیں جھٹکتا جتنا  
آپ کو یہ: انسان مند ہونے کی کوئی  
نہ کہ وہ نہیں یہ تو یہ انہی سے۔۔۔ نا، یہ ماما  
نہ کہ یہ جتے ہوئے باقی۔

نہ کہ یہ بہت۔ اور یہ ہے ماما۔۔۔ نسا ماما  
نہ کہ میں دیکھنے لگا۔ ہاتھ اپنا اور ہاتھ رہنا  
نہ کہ یہ پراکھ دیا۔

آپ نے ہونو صاحب آئیے۔ ان آواز کو  
سن کر سب ہی چوٹیں کھنکے۔ تیرا ان ہونے کی  
نہ کہ وہ نہیں ہے میں نے ہی انہیں باہر ہے  
نہ کہ یہ چھین آواز نے سب کو متوجہ کیا۔  
نہ کہ جان آپ نے کمرس لیے۔  
نہ کہ اس لیے سعدیہ بیگم ماما کے پاس بیڈ پر

اسپتے چاہئے، دونوں جہازوں میں سے ہوتے  
 تہہ ریل پر آتی ہے تو تہائی میں  
 رو دیتی ہوں

## غزل

اور سے دل میں رہیں سے اور دونوں کی طرف  
 اور رہتا ہے، ہمارے ہیں میں طوفانوں کی طرف  
 ریل کی راہوں میں بچھ دیں گے ہم جان و دل اپنے  
 ہمارے چاہیں گے اس کو، دونوں کی طرف  
 اور سب ہماری پریشانی میں ہیں ہم صدیوں سے  
 نہیں ہوں نے سب سے نہیں جیتے زمانوں کی طرف  
 اور نہ ہی میں سے ہرگز سے بعد، اسے دوست  
 سے ہے، کیونکہ، یہ ہے دو انجانوں کی طرف  
 اور نہ ہی میں نے یہ، تو میں یہ، اس کے  
 اب اس سے بڑھ کر اور نہیں ہاں ہم خدا سے  
 ان کی چاہت میں ہے ہر قسم کی پروا نہیں ہے  
 یہ ہے، ان کے ہر سانس پر ہمارے سہ جانتے ہیں ان  
 نہیں ہے، ان کے دل میں ہے ہمارے چاہتوں کی طرف  
**عثمان چوہدری۔ قذیال**

ڈاکٹر نے نہیں مجھے نقشہ کی ہمارے ہاوی۔  
 گلستانِ حیرتوں سے ہمارا، ہموں ہاتھ نہیں  
 تمہارا، تمہارے گناہ، ہموں ہاتھ نہیں  
 درد کا دل میں، ہمارا، ہموں کی ہاتھ نہیں  
 درد کا آنکھ میں، ہمارا، ہموں کی ہاتھ نہیں  
 دھرتے دانا کے سر کا، ہاتھ ہوتے ہیں  
 دل کے دھرتے کا ہمارا، ہموں ہاتھ نہیں  
 تازگی، دانی پہل اورنا ہے سارا زمانہ  
 ہمارا، کن ٹوٹا، ہموں ہاتھ نہیں  
 آنکھ کے جانے تو وہ، ہمارا، ہموں کی ہاتھ نہیں  
 ہمارے، ہمارے، ہمارے، ہموں ہاتھ نہیں  
 خوشی کے ہمنے پہ ہمارا، ہموں ہاتھ نہیں  
 غموں کے ہمنے پہ ہمارا، ہموں ہاتھ نہیں

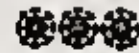
جہاں تک ممکن ہو رہتی ہوں تمہارا وہ اور  
 آنکھ جیتے ہی کھودتی ہوں

تم سے ملنا تو میری فوشش نہیں ہے دوست  
 لیکن جہاں تک ممکن ہو رہتی ہوں  
 ماننا ہے

## غزل

نیا بتاؤں تمہارا سے دنا کیا کرتے تھے ہم  
 یہ طے ہے کہ آگ میں جلا کرتے تھے ہم  
 اور تمہارے ٹوٹ آئے کی ہم  
 خداست و دن رات دعا کرتے ہیں ہم  
 جب پیاروں اور تمہاری ہی تمہاری ہوں  
 تمہاری میں تمہارے ہی تمہارے تھے  
 ہوں کچھ جتن سے نہ کر رہے تھے  
 بہت ہی اور اس پہاڑ سے تھے  
 یہ شب بچتے ہوئے کوئی بھی  
 نہ پیدا کی کسی نہ ہو کر تھے  
 اور ہمارے جانے کے بعد ہم سے سب  
 نے پوچھا کہ اس حال میں جیسا کرتے تھے  
 محمد سعید چغتائی گھنٹوال

اور سیاں میں مگر چپ نہیں معلوم  
 کہ دل پہ بوجھ سب شاپہ بھر گیا ہوں میں  
 ایم شہیر۔ ہندرانگ



# کون بے وفا

۔۔۔ تحریر ۔۔۔ حسنین کاظمی ۔۔۔ رکن سٹی منڈی بہاؤ الدین ۔۔۔

شہزادہ بھائی ۔ اسلام آباد ٹیکم ۔ امید ہے تم آپ خیریت سے ہوں گے۔  
قارئین مجھے لگتا تھا کہ تم ان مجھ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتی تے لیکن میں خط لکھ کر شہزادہ سے پیار نے اٹھھا  
کر دیا تھا کہ اس کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا لیکن تم ان کا لئی اور اس نے مجھے بتا کہ میرے ابو کی طبیعت  
بہت خراب ہے تم من س عیادت کے لیے آؤ میں نے تم کو سے کہہ کر کہ میں آئی ہی تو آؤ یہ پتہ نامہ میں  
اور حسنین ان کے گھر پہنچنے کے اگلے نوازلت میں ملے بعد ہم نے ان کی طبیعت اور رشتہ کی یاد دہانی  
کئے کہ کئی شہور سنا رہی رہے اللہ ہم کو سہارا دے گا چہ ان سے اور ہر اور جہتی باتیں ہوتے ہیں یہ قارئین میں سنے ان بھائی  
نونا م ۔ کون بے وفا ۔ رکھتے امید ہے سب کو پندہ آئے گی ۔۔۔

نوارہ جناب عرض کی پائی کی وہ نظر رکھتے ہوتے ہیں نے سنا بھائی میں شہزادہ تمام سہارا سہ رشتہ سے ہم  
تبدیلیں رہنے ہیں تاکہ کسی کی دل سنی نہ ہو اور سہ رشتہ سے کسی تعلق نہ لگے کہ اس کا اور وہ رشتہ نہ ہو  
ہوگا ۔ اس بھائی میں یہ چھوٹے پتہ آپ کو پانے کے بعد ہی پتہ ہے ۔۔۔

دیکھتا ہوں کہ ذہیب کو نہ صورت لڑتی یہی طرف  
ہو گیا ہی ہے ۔۔۔

قارئین یہ بھائی میرے دوست کی آپ جتنی  
سے آئے اس کی زبانی سنتے ہیں ۔۔۔

قارئین ذہیب میں سنا ہے کہ سہارے سے  
دیکھتا ہی رہ گیا تھا ہاتھ چھوڑی گئی اس کی  
آنکھ میں سخی کہ جیسے جھپٹا گیا میں اب ذہیب کو ہاں  
تس رہا تھا چہرے پر فورہ پنک رہا تھا دوست کی تو  
کی طرف رشتہ کی جو اس نے سنی سنے ہو گیا نہ  
شکر چائیں ۔ اور ذہیب دوست کی تو اس کے دوست  
اسے ٹیکتے جیسے سوتی ہیں ۔ اور سوتیلوں پہ سوار  
کی س کی کہ میں پڑ رہی تھیں ۔۔۔

میرا ترم زاہد ترم سے اور میں نے ذہیب  
متو ۔ بڑا گھرانے میں آنکھ ہونٹی اور میرے اکاؤنٹ میں  
سخی ہے زندگی بہت مزے سے گزار رہی تھی میں  
نویں میں پڑھتا تھا کسی قسم کی کوئی ٹیوشن نہ تھی  
میرے دوست کی شادی تھی جو کہ میرے ہمسائے  
بھی تھے یہ مہندی سے ایب رات پہننے کی بات  
ہے کہ تقریباً رات کے نو بجے تیار ہو واپس  
دوست کے گھر چلا گیا جس کی شادی بھی بہت  
مہمان آئے ہوئے تھے وہاں پر میرے اور  
دوست تھی تھے من میں حسنین کاظمی ۔ سید عمیر  
حسین عباس ۔ وغیرہ شامل ہیں ۔۔۔

قارئین سرف دوست اس کی طرف دیکھا  
نیا نیا جذبات بن گئے تے سب سنا لیکن ہوش  
مردن کا ۔ اور اب تو اس سے ہوتے سرنے کا دل  
نہ رہا تھا ۔۔۔

ہم سب مل کر ہمیں لگا رہے تھے کہ اسپاٹ  
یہی نظر کرے کی بھائی پر پڑی میں سنے گیا

پتہ پتہ بعد دوستے اشارے کی رہتی تھی میں



Scanned By Amir



نے مسوں میں نکتے بھونٹیں آ رہا تھا کہ وہ کیا  
بت چاہتی ہے چند کہ بعد ایک چھوٹا سا بچہ آیا  
یہ دھندہ مہمانیہ ہے ہاتھ میں تھما کر چلا گیا  
میں نے جب اسے کھول کر پڑھا تو اس میں  
نہیں تھا پتہ اس نمبر پر پہنچ کر دیں۔

آپ کی بہ بانی ہوگی پہلے تو میں بہت خوش  
ہوا اور دل میں پتا نہیں کیا کیا کیفیت تھی یہ نکتہ میں  
یہ کھینچا جاتا تھا۔ اس وقت میرے لیے تھی  
یہ وہ تھی یہی طرف دیکھتی اور تھی اپنے  
دو ہاتھوں کو دھتکتی میں نے مسوں کا وہ نمبر سے پہنچ  
کہے تو تھی سے انجی زردی سے میں اسے پہنچا  
کے بنی والا تھا کہ میرے دوست آگے اور انہوں  
نے کہا کہ چلو بازار نہیں مجبوراً مجھے چانا پڑا  
یہ سے ذہن میں تھا کہ اسے بازار سے آگے  
میں گا گھر ہانڈر چھینے اور ایک کھنڈہ بعد  
دو ہاتھ آگے نہ کر جب میں نے اسے دیکھا تو وہ وہ  
تھی اور وہ تھی کہ وہاں کے سامنے مجھے دیکھی  
انہوں کی کہ جب سے یہی تھی ایسا لگتا تھا کہ وہ  
تھی مجھے بہت ساری تھی۔

میں نے اسے پہنچایا کیا بات سے میں نہ  
ہوں جب اس کے سوا کچھ میرے ہاتھ آگے تو اسے  
لگا جیسے اسے اپنی ہی تھی میں تھی۔

اس نے فوراً جواب دیا کہ یہ انہوں نے  
اور میں آپ کو جانتی ہوں جب آپ پہلے جاتے  
تھے تو میں راستے میں رہ کر آپ کو دیکھتی تھی پر  
اسوں سے آپ نے آج تک مسوں میں نہیں کیا۔

پھر میں نے پہنچایا یہ تھی ناں۔۔  
لیکن کیوں دیکھتی ہو۔۔

اس نے جواب دیا جانتی ہو لیکن اس شرط پر  
کہ آپ کسی کو بتائیں گے نہیں۔

میں نے جواب دیا کیا آپ پتا نہیں بتا رہے  
اس نے پہنچایا کیا آپ مجھے بہت دیکھتے تھے  
ہو۔ جب سے آپ وہ یہی تھا کہ آپ کی وہ تھی  
تھی ہوں میں اپنی وہ تھی سے آپ وہ یہی تھی  
ہوں بہت پیار کرتی ہوں وہ تھی وہ تھی  
بھی موقع پر آکر مالینا مجھے اپنے ساتھ تھی پانے  
یہ سے نہ بھلائی تھی۔

اس کا یہ پہنچا پڑھا۔ نکتہ دیکھ کر کہ نہیں  
ہواؤں میں نہ رہا ہوں میں بہت خوش تھی۔ وہ  
یہ تھی نہ تھی میں تھی کوئی خوبصورت تھی آپ  
تو زندگی مزے سے نہ رہنے تھی یہ تھی نکتہ اندر  
نہ رہا تھا اس کی کیفیت سے کہ وہ تھی سے پہنچا  
تھی تھی اور تھی رہنے کی چاہتے پہنچا تھی نہ  
جا۔۔ وہ تھی نکتہ اندازہ نہ بھلائی تھی کیفیت  
سے کہ وہ تھی اس قدر پیار کرتی تھی وہ وہ تھی  
اتنے برسوں سے۔ رات کافی نہ تھی تھی میں نے  
اپنے دوستوں میں تھی تھی اس سے اجازت  
تھی اور پہنچا تھی۔ انہوں نے مجھ میں تھی نہ  
آ گیا ہونے سے تھی تھی تھی سے ہوں اور  
تھی بات تھی سوچتا رہا کہ کیا جواب دوں۔

میں نے پہنچایا کہ تھی آخر تھی اتنا پہنچا تھی  
تھی تو اس کے پہنچا جواب بھی پیر سے ہی تھی  
پہنچا۔ اور میں تھی تو یہی تھی تھی تھی  
میں سب پہنچا ہوا سے پیار کے اور وہ تھی آج کل  
کیا پتا نہیں سب نکتہ مہر بان تھی اور میں سوچتا تھا  
تھی کی انہوں میں مسجد میں چاہتے تھی اور اللہ کے  
مختصر اٹا کی کہ یا اللہ نہ رہنے پہنچا تھی رکتنا  
گھر تھی تھی رہنے تھی اور لگنا لگنا تھی  
تو وہ دوست کے گھر چلا گیا جہاں پہنچا تھی تھی  
سب دوست مہر بان تھی تھی میں مصروف تھی





بچوں کو نیچے بہتی ہوں

میں پانچ منٹ بعد چھت پر چلا آیا تھا وہاں  
نہیں کی چھوٹی سسٹ اور اس کی بدست بھی نہیں  
اس نے نکت نمرے کی طرف اشارہ کیا میں نے  
سے میں چلا گیا تھوڑی دیر بعد کمران آئی اہلے  
مجھے ہی اور کہنے لگی۔

بہنو! سے آپ کو پیار کیا لیکن انہماں  
نکتس نہ نے ہی ہوت بہنی گھر ہے آپ نے  
میرے پیار کا بلکہ پیور سے ڈاڑھے۔ کمران نے  
مزید کہا کہ ایہ پینا گھٹے گھی نہ چھوڑو۔ نہ میں  
جوان کی آپ میری زندگی دو میرے۔ بہنیں  
آپ کی پوریں ہی وارنت ہیں میری زندگی میں  
آپ نے ہا نہ کوئی سب اور نہ ہی آئے گا  
زندگی کے ہر دور پر آپ نے ماتھرا ہوں گے آپ  
تجربہ نہیں چھوڑوں گی

یہ سب باتیں کرتے ہوئے وہ دراز بنی تھی  
میرے ساتھ دور ہوئے کا نام نہیں لے۔ تنہا  
میں نے کمران کو سہارا دیا کہا۔

دیکھو کمران میری زندگی میں بھی کل رات  
تک کوئی نہ تھا ابھی میری زندگی میں آپ کے سوا  
کوئی نہیں اور نہ ہی ہوگا۔

اس کو میری باتوں سے تھوڑا سا سنوں مالا پھر  
میں نے اس کا انٹرا بولیا کہاں رہتی ہو کیا کرتی ہو  
مجھے پہلی بار کہاں دیکھا وغیرہ وغیرہ  
قارمیں کمران نے دفاتر نے کی بہت سے  
قسمیں کھا میں اور بہت وعدے کیے حالانکہ میں  
نے کہا بھی تھا کہ مجھے اس پر پورا یقین ہے نہ  
حال یہ سے بل میں اس کے پیار کی قدر منجھو  
ہوئی تھی پھر ہم نہ چاہتے ہوئے بھی جدا ہو گئے۔  
تقریباً شام کے سات بجے ڈھلنے والے تھے آبی

نہایت میری نظریں تو بس اس کمران کی حاکش میں  
تھیں دو گھنٹے نہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھی میں نے  
نہانی دیر اور ابھرا یہ کھانا گھر پر بھی دو گھنٹے دیکھ ہی  
نہیں آتی تھی۔ میرے پیورے پر ساف پریشانی  
پتھلک رہی تھی یہ کمران میں کو نہیں جانتا تھا نہ ہی  
اس نے کہہ دیا یہ تھا ہاں اس کے نام کے مجھے  
بازر معلوم نہ تھا اس نے وارے میں میرے ذہن  
میں اچانک نکلیا پانچ اس کا نمبر میرے پاس  
سے میں اس کے نمبر پر کس کی ٹیکنیک تھا  
میرنی پریشانی اور بھی بڑھتی گئی۔

قارمیں سہ بجے ایک دن رات میں کمران سے  
تھنا پیار ہو گیا تھا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ وہ میرے  
ذہن پر بری طرح چھائی تھی مجھے بار بار درو روئے  
وال منظر یاد آ رہا تھا جب میں شادی والے گھر  
داخل ہوا تو او رور رہی تھی۔ میری آنکھوں سے بھی  
آنسو جاری ہو گئے میں آنسو چھپانے کے لیے  
ایک کونے میں چلا گیا تھا۔ میرے ذہن میں  
بھی گانا چل رہا تھا۔

پہلے بھی نہ میرا حال ایسا ہوا  
میرنی نیند ہی چھین کھونے لگا  
پنجو تو ہونے لگا۔۔۔۔۔

میں نے خود کو قدر سے سنبھالا اور عین میں  
آ گیا اچانک میری نظر چھت پر پڑی بہت چٹن  
مجھے دیکھ رہی تھی پھر وہ بد کیے کہ ہنسی لگی۔ اسے بتا  
چلا گیا تھا کہا میں اسنے پیار کر سنے لگا ہوں وہ بہت  
خوش تھی اسے اس کا جواب مل چکا تھا اب میرا دل  
اس سے ملنے و بے تاب تھا۔ میں نے اسے بتایا  
کہ میں چھت پر آتا ہوں بل بے تاب ہے ملنے  
سے لیے۔ اس نے جواب دیا۔  
اؤکے پانچ منٹ بعد آج میں میں اتنے میں

جون 2015

جواب عرض 125

کون بے وفا

زندگی تھی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں بس اب مہندی  
 کی رسم کے ادا ہونے کا انتظار تھا آخر وہ وقت بھی  
 سن پہنچا تھا کہ بس یہ رسم بھی ادا ہوئی تھی ہم نے  
 مہندی کو بہت اچھی حسرت کو بصورت انداز میں  
 نکتا مچھو لیا یہ۔ مہندی کی رسم کے بعد سب مہراں  
 سے ملے چلے گئے اور میں نے بھی سوچا کہ آج ابھر  
 تن مونا چلنے شاید کرن سے بات ہو جائے۔  
 بس نے دن وقت کیا۔

میں آج یہاں پر ہی ہوں تن چھت پر ملنے  
 تازہ سے پہنچ گیا۔

حسرت سے یہ شہزادے میں جاؤں گی  
 بس اب مہراں سے ملنے تو میں پیسے سے  
 چھت پر پہنچ گیا کرن پہلے سے وہاں پر ہم جوڑ  
 کی پہلے کی رہیں گئے ہی اور اس کے لیے شاید  
 نہیں ملے گا یہ سچ نہ ملے اس کے کہا۔

انہی ہفتے میں رات میں تمہیں سن بھی مل  
 انہی ہفتوں کی جہ حال میں گئے بہت خوش ہوئی  
 یہ اس کی بات ان کو پھر ہم نے بہت ہی پیار پھر ہی  
 بس نے اور تقریباً سات کے دو بکے تک ہم دیکھے  
 رہے پھر میں نے کہا۔

بس سنا چاہتا رات کو ہی ہو چکی بنے پھر ہم  
 پیسے آگے میں نے تو دیکھ لیا یہ سنا تھا پہلے بھی کسی  
 بکے یا کیوں رو بکے تک نہیں جا سکتے لیکن آج  
 اتنا کام اس میں نہیں ہوا تھا اور بس کا ٹھکانہ دیکھنا  
 اونچے رہنے تھے۔ میں آتے ہی سو گیا تھا اور صبح  
 ہی نے دیکھا اپنے سر تیرا تمہارا فریض ہوا لیکن  
 پھر دیکھا اور پھر گھر۔ میں چلا گیا اور کرن کی  
 ہمیں یہ آئے نہیں کہ وہ دیکھے کس قدر چاہتی ہے  
 بس نے کہا تھا۔

کے ہو میری زندگی میں تم بہار بن کر

میرے دل میں خوشی رہنا تمہیں رہنا تمہیں رہنا رہنا  
 پھر میں نے سوچا کہ آج پھر کرن سے  
 ملاقات ہوئی چاہئے کیوں نہ اس کی آواز ریکارڈ  
 یں جانے میں سے ٹوب تیار کی ہر رات چوٹی  
 تھی آج میں تیار ہو کر حسین کے سر چھو لیا وہاں  
 پر سو ہاتھ میں کچھ گانے غزلیں اور تن لہو کیسے  
 کمپیوٹر سے پھر ہم دونوں عدنان صاحب کے سر  
 پہلے گئے اور وہ میں آپ کو یہاں وہ ہاتھیں تھانا  
 نہوں کیا ہوں پہلی بات یہ کہ کرن کے اہل خانہ کا  
 نام نوازا تھا اور نہ رات بہت دوست بن گئے تھے  
 وہ رور کی بات یہ کہ یہ دوست کی شاہی تھی  
 اس کا نام محمد خان احمد تھا۔

قرین یہاں ایسا پہنچتی ہی ہر تھک رہا  
 صاحب سے تو یہ ہاتھیں گئے پہلے سے ہی وہ نہیں  
 ہوئی تھیں ہلے میں بھی اس کے ساتھ ہی تھا شاہی  
 میں لیکن گھنٹے میں یہاں ہی وہ پہنچ گیا۔ یہ اس  
 لیے بتایا کہ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کہاں تم  
 ہوئے ہوئے اور شاہی والے دوست مدد کرن لیا  
 نام اچھی چار ہوں۔

قرین میں کیا کیا ہوں، کہاں ہی گھنٹے تو بھی  
 اتنا تجربہ نہیں ہے سو سو کر۔ اب ہوتے ہیں وہیں  
 کی طرف تو نواز بہت اچھے اور شریف جس انسان  
 ہیں ہم ان سے کافی محفل مل گئے تھے ہر رات  
 جہ سے پہلے ہم نے کھانا کھا لیا اور کرن وہ اس  
 کا ہندو دیا کرایا بھیج پرتی تو چھت پر اور بھی بہت  
 مہراں تھے پھر میں انہی کی جلد نہ تھی کہ تم مل سکتے  
 پھر میں نے اسے اپنے سر آئے کی دعوت دی تو  
 وہ خوشی سے من فی۔ میں نے اپنی ہوسانی لڑکی  
 سے کہا۔

پہیز کرن کی گھنٹی میں نہ رات ہمارے گھر

لے آؤ پلینز۔ دو پہلے تو تمہیں پانی لینا کرن کے اور میرے بار بار کہتے یہ وہ مان گئی میں اپنی اسی سے گھر کی چابیاں لے کر گھر آ گیا اور ان کا انتظار کرنے لگا وہ دس منٹ بعد آئیں تدا میری ہمسائی دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ گئی اور اور بمب پاری بھری باتیں کرنے میں مسرور تھے میں نے کرن سے کہا۔

وہ میری جان مجھے دیکھ کر مت دینا مجھے تم سے خود سے زیادہ بوجھ دے رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ میں جیتے جی مر جاؤں۔

کرن نے میرے کندھے سے سر رکھ کر کہا کہ یہ کی جان اب میں تم سے دل و جان سے پیار کرتی ہوں۔ وہ مرتے دم تک کرنی رہوں گی۔ یعنی کہ وہی نہیں ہمز ہوا تھائی شخص راست نیوں نہ ہو مجھے اپنے ساتھ ہی پائے۔

اس کی باتیں سن کر میرے دل کو بہت ٹھنڈک محسوس ہوئی میں نے اس سے بار بار کرن کی باتیں ریکارڈ کیں پھر ہم مدین کے گھر آ گئے آج شادی کا آخری دن تھا ہم رات کے ساتھ گئے اور جاتے بھی کیونکہ ہم نے پیار سے دو سٹ حدنان کی شادی جو تھی۔ پھر رات واپس آ کر شادی کے دن کے کام ختم کیے اور اب میں شادی سے فارغ ہو چکا تھا اور کرن بھی اپنے پھر ہماری باتیں روز بروز ہی بڑھنے لگی فون پر پچھ دن بعد رات کے گھر پہنچا ہمارے بچے کرن کی کال آئی وہ کہنے لگی۔

آج تم میرے گھر آ کر دل بہت بے قرار ہے ملنے کو میں نے اسے کہا۔

پائل ہوئی: تمہارا گھر یہاں سے دو کلو میٹر دور ہے اور میرے پاس بائیک بھی نہیں

وہ کہنے لگی نہیں ہے میں خود ہی آ جاؤں ہوں میں نے اسے مشکل سے دیکھا اور کہا کہ انشاء اللہ ہم جلد ہی ملے پھیں گے۔

وہ بہت مشکل سے رضامند ہو گئی۔

قارئین مجھے لگتا تھا کہ کرن مجھ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہے لیکن میں غلط تھا اور شاید اس کے پیار نے اندھا کر دیا تھا کہ اس کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا کرن کال آئی اور اس نے مجھے بتایا کہ۔

میرے ابو کی طبیعت بہت خراب ہے تم ان کی خیالات لے لے سے تو

میں نے کہا میں آتی ہی آ جاؤں گا تقریباً پندرہ ماہ میں اور حسین بن کے چھپنے گئے انکل نواز سے صیغہ نفی کے بعد ہم نے ان کی شہریت دریافت کی اور وہ کہنے لگا کہ بس شہر اسما بخار ہے اللہ کرے کہ وہ پھر ان سے اب ہم ابھری باتیں ہونے لگیں کیونکہ دو ماہ سے دست تھے کرن ہمیں ہینوں سے چسپ کر دیا پھر ہی بھی وہ میری نقلیں اتار رہی تھی اور اس نے اپنے ہاتھ کا نوٹ پونہ رک کر زبان بجا کر نکال کر مختلف ڈیوائس بنا رہی تھی اپنے چہرے کے مجھے بہت قہقہے آئی مگر میں نے خود کو بہت مشکل سے کنٹرول کیا اور حسین بھائی اچھے کر باہر چلے گئے اور باہر جا کر شاید بیٹے ہوں گے مجھے اس وقت کرن اتنی باریک لگ رہی تھی کہ قارئین آپ کو کیا بتاؤں۔

دل چاہو رہا تھا کہ اس کے پاس جا کر بیٹھے باؤل اور اس سے باتیں کروں پھر میں نے اس کی طرف دیکھا بند کر دیا تاکہ انکل نواز صاحب کو شک نہ ہو وہ ان پتوں کے پھانسی سے مخاطب ہوئی کہاں دیکھ رہے ہو ابھر دیکھو پھر میں نے مجبوراً

اس کی طرف اٹھنا وہ بہت زیادہ پارٹی لٹہ رہی تھی پھر کمرن نے چائے پیش کی اور میں نے سسٹین بنائی ویسٹ کی۔

جہاں: واہ جانا ب۔

وہ آیا اور ہم باتوں سے ساتھ ساتھ چائے سے فی لطف اندوز ہوتے رہے۔ قلمین چائے کا پیویر بے ہوشوں کے قریب تھا کہ کمرن نے مجیب سے شہادت کی کہ میری ٹی ٹی نکل گئی اور میرے منہ میں جو چائے کا ٹھوس تھا وہ انٹس کے اوپر جا کر رہا اور میں بہت شرمندہ بے اعنائی اٹھ گیا جو چہنچہن کے میرے پارٹ میں کمرن ہوز ہوئی اور کچن سے چائے صاف کی اور پھر میں نے کمرن کو ویسٹ کیا۔

اب ہم بیٹھے ہیں

اس نے کہا اہ کے ٹیکس ٹیٹ پر رہنا میں آؤں گی پھر میں نے اٹھ نواز سے اجازت لی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا اور ٹینشن نہ لینا ہم چلے گئے میں نے گینت کے اندر ہی کمرن کا انتظار کرنے لگا اور حسنین باہر سیرا رہتے کرتے لگا تھوڑی دیر میں وہ آئی اور ہم ایسے ملے کہ سعدیوں سے پچھرتے دس پھر میں نے کمرن سے بھی اجازت لے لی اور تم کچھ چنے گئے میں بہت خوش تھا کہ کمرن سے ملاقات ہو گئی ہے ہماری باتیں بھی جبروزیادہ ہونے لگیں فون پر۔ قارئین اب میں میری زندگی میں سب پڑھتا اور میں نماز کا پابند بھی تھا اور ہوں بھی۔

قارئین مختصر میری زندگی کی تباہی شروع ہو گئی تھی اس دن جب میں بال کھوانے کے لیے ایک حجام کے پاس جا پہنچا حجام والے کا نام آپ آکاش سمجھ لیں میں بال کھوانے کے لیے کرتی پر

بیٹھ گیا آکاش نے میرے بال کاٹنے شروع کر دیئے کہ اس کی ہون آئی آکاش نے فون کا پیویر اپن کر کے باتیں کر کے لگا لگا کسی انڈی کی فون تھا وہ بہت تندی باتیں کر رہی تھی شہادت کو تم میرے جواب میں کہتے اور۔ جب میں نے غور کیا تو مجھے ایسا لگا کہ یہ کمرن کی آواز ہے جب میں آکاش کی کال ڈراپ ہوتی تو میں نے اس سے فون لگا اور رہے سو گس میں دیکھا وہ کمرن کی تھی۔

قارئین میرے ہوش بنی اڑتے تھے اور مجھے چکر آنے لگے میرے جسم میں جان نہیں تھی میرے ذہن خشک ہو چکے تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں آکاش کو پتہ چلا کہ اچھے ٹھیک کمرن سے ہوش نہیں ہے تو اس نے فوراً میرے چہرے پر اپنی پیمینکا اور پانی پڑایا میں باقی بال کھوانے بغیر ہی صبر چلا آیا۔ کمرن والے کو کھوانے سے منع کیا۔

یہ کیا کوئی نئی فیشن آیا ہے کیا۔ ٹیکن میں نے جواب دینے بغیر ہی کمرن میں جا کر لیٹ گیا تھا امی نے پوچھا۔

کیا ہوا ہے بیٹا

میں نے کہا کہ تھوڑی سی طبیعت خراب ہوئی ہے وہ پتلی لگیں اور میں بہت دیر چھوڑ دیا بعد کمرن کی کال آئی لیکن میں نے نمبر ہزنی کر دیا یا پتلی یا چھ بات اس نے مزاحیہ کی لیکن میں ہزنی کر دیا تھوڑی دیر بعد انجان نمبر سے کال آئی میں نے اسٹینڈ فی کمرن کا تھا کہنے لگی۔

کیا حال ہے جانو

میں پتلی لگیں بولا پھر اس نے پوچھا۔

کیا بات ہے نرائس ہو۔

قارئین میں نے بہت کد کے کہہ دی دیا کہ

نیا جانو کب سے بنا لیا ہے کرن۔

کرن بوکھلا گئی کیا مطلب

میں نے کہا۔ وہ ہی جو رات کو تمہارے پاس آیا تھا کرن کے تو جیسے ہوش ہی اڑ گئے یہ بات سن کر میں نے صرف ایک ہی بات کہی میں نے کہا کہ کرن اگر تم نے مجھے دھوکہ ہی دینا ہے تو کوئی اور نیا اپنے جیسا منتخب کر لیتی اپنے باپ کی عزت کا بھی خیال کر لیتی میں نے آج تک تم سے کوئی غلط بات نہیں کی اور تم نے مجھ سے لیکن تم نے آج ایسی ایسی باتیں کہیں جو سننے کے قابل نہیں تھیں مجھے آپ سے نفرت ہو رہی ہے کہ مجھے تم سے پیار ہوا تمہارے چہرے کو دیکھا تو کاش تیرا دل بھی نظر آتا۔

قارمین اس دن سے آج تک میرا ہر بڑی پر سے بھروسہ اٹھ گیا ہے اور میرا حال تو آپ کو حسنین بتائیں گے کہانی کے آخر میں لیکن یہ برفی کچھ باتیں ہیں جو کہ میں سنا چاہتا ہوں ان باتوں سے جو ہم بڑوں کی زندگیوں پر باد کر کے کسی اور سے پیار کا ٹکڑا کرنے لگتی ہیں کسی قابل نہیں تو زنا جاننے کسی کو دکھ نہیں دینا چاہئے لیکن کرن تو میری جان ہے میرا دل سب کچھ کرنے کی اور ہر لمحہ میرا دل ہے اس نندہ لاش کا حال کیا ہے تو وہ کیوں لے آئی تار اسی اتنا غصہ اتنی نفرت۔

قارمین میری غلطی کیا ہے یہی اس کے بھونے بھالے چہرے کو دیکھا اور دل کو نہ دیکھ سکا کاش مجھے پتہ ہوتا تو آج یہ دن نہ دیکھتا یہ تاب جب بھی وہ میرے سامنے آتی ہے تو اتنی نفرت سے دیکھتی ہے کہ آج یہ پہرول ڈالنے والی بات بس اس کے اتھار میں سگڑ رہتے ہیں مجھ نے سب اسے اپنی غلطی کا افسانہ ہو جانے۔

قارمین یہ تھن میرے دوست کی کہانی آج کل زاہد صاحب گھر سے بہت کم نکلتے ہیں حال بالکل ممنوں جیسا بنا رکھا ہے ان صاحب کو بہت سمجھایا ہے کہ یار چھوڑ دو اس کی بے وفائی کی یادوں کو وہ بس یہی کہتا ہے کہ یہ میری بس کی بات نہیں ہے اس کے گھر والے لے بھی بہت پریشان ہیں میں اور آپ سب بھی زندگی کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتے ہوں گے بس اس کے لیے دیکھنا کیجئے گا آپ کی آراء کا منتظر حسنین کاظمی۔

اس غزل کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔  
کبھی رک گئے بھی چل دیئے بھی چلتے چلتے بھٹکتے

یونہی عمر ساری گزار دی یونہی زندگی کے تم سے کبھی حیند میں کبھی ہوش میں تم جہاں ملنا چھتے دیکھ کر نہ نظر میں نہ زبان ملی یونہی سر جو کاسے نہ نہ کئے کبھی زلف پر کبھی چشم پر کبھی تیرے حسن ہو جو پر جو پسند تھے میری کتاب میں وہ شہر سارے بھر گئے  
بچتے پار سے بھی ایک تھے عمر آج ہم جدا جدا  
وہ جدا ہوئے تو سنور گئے ہم جدا ہوئے تو کھم گئے  
قارمین کسی رسی میری نہانی ضرور آگاہ  
کیتے کچھ اور میں ان تمام دو گتوں کا مشکور ہوں جو  
میرنی نہانی کو پسند کرتے ہیں اور مجھے اپنی کیتے  
رانے بچتے ہیں اور جواب غرض کے لیے دیا گئے  
ہوں اندھ تعالیٰ ان نورانی کی منزل کی طرف  
گامزن رکھتے۔ آمین۔

# کہاں تم کہاں ہم

۔۔ تحریر۔ ایم۔ آئی۔ این۔ کشمیری۔

شہزادہ بی بی۔ اسامہ بن حنیف۔ امید ہے کہ آپ خبریت سے ہوں گے۔  
 قارئین آج پہلی بار میں جواب عرض کی محفل میں حاضر ہو رہا ہوں ایسے کہانی سنے جس کا نام میں سنے  
 کہاں تم کہاں ہم۔ کہنا ہے امید ہے کہ سب کو پسند آئے گی۔  
 ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام نثر اور مقالات کے نام  
 تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل چسپی نہ ہو اور مطابقت بخش لائق آئی ہوگی جس کا ادارہ یا رانٹر ذمہ دار نہیں  
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

لوٹ آج نکل بیہ را بٹھا۔ سنی بیوں۔ لیلی مجنوں  
 سوئی سبھی ال سنی مراد۔ رواں چلنی۔ شیریں اور  
 فریاد کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن ان لوگوں کو  
 کوئی جرم قرار نہیں دیتا آج تک دنیا ان کی محبت کو  
 سلام کرتی ہے اور واقعی ان کی محبت سے ہی سلامی  
 کے قابل خدا تعالیٰ نے جردل میں محبت کا بیج بویا  
 ہے جو رفتہ رفتہ نشوونما پاتے ہوئے اس قدر تیار  
 و رخت بین جاتا ہے جس کو اکھڑا مشکل ہو جاتا  
 ہے انسان کسی کی محبت میں اس قدر آگے بڑھتا  
 ہے کہ واپسی نہ صرف مشکل ہو جاتی ہے بلکہ ناممکن  
 ہو جاتی ہے بشرطیکہ محبت پائیز و ادراہی ہو اس میں  
 کسی قسم کا لاپتی نہ ہو۔

دب ہوئی تھی اغت تو سوچا  
 کسی اچھے کام کا میلہ ہے  
 سنا ہوں تھی سزایوں بھی ملتی ہے  
 کبھی سوچا نہ تھا

میں اسے بچپن سے جانتا ہوں تھا۔ وہ کوئی  
 پرانی نہ تھی میری کزن تھی جیسے میں نے بچپن سے

میرے ساجن ہاں میں تمہاری ہوں اور  
 تمہاری ہی رہوں گی اپنے ہاتھوں  
 سے میں صرف تمہارے نام کی مہندی لگاؤں گی  
 تمہارے ساتھ تمہاری زندگی بن کے رہوں گی بنا  
 نے والے نے مجھ سے صرف تمہارے لیے ہی بنایا  
 ہے میری جان کے کہاں یہ الفاظ اور یہاں آج  
 کے یہ لفظ کہ اس کی ذوق میں بیٹھنے سے پہلے میری  
 میت یہاں نہ اٹھانی چاہئے۔

میرے دوستو وقت کبھی یوں بھی پالنا چاہئے  
 جب انسان بنا اور کار بنتا ہے اور نہ ہی اور نہ کا ایک  
 گنا اور ادھوری پریم کہانی۔

جب تک ملے نہ سنے میں کچھ جانتا نہ تھا  
 تیرے عشق کے مجھے کیسا دیوانہ بنا دیا  
 کیا محبت کوئی گناہ کبیرہ ہے یا محبت کرنا جرم  
 ہے جو دنیا والے دل ہانوں کو کیا سے کیا کہتے ہیں  
 اگر محبت کرنا جرم ہے گناہ ہے تو میں مجرم ہوں میں  
 گناہگار سہی لیکن اس دنیا میں پھر مجھ سے بڑے  
 مجرم اور مجھ سے گناہگار گزر چکے ہیں جن کو ہم



Scanned By Amir



آمد کا بتایا کہ اس بار برمیوں کی چھتیاں گزارنے کے لیے کشمیر جہیز میں آؤں گی میرے دل کو مجیب کی خوشی ہونے لگی اس کے ساتھ ہی نہ جانے بیمار میسوں کا سلسلہ چل نکلا اب تو پڑھائی سے بالکل ہی اکتا گیا تھا بس دلہانہ کی یادیں اور سچ میرا مشغلہ بننے لگا۔

ایک دن بھر میری جان نے اپنے گھر والوں کی اطلاع دی اور اس کے ساتھ ہی ہمارا رابطہ بحال رہا رات بھر پھر تو سفر میں جاگتی رہی اور میں اس کے انتظار میں اگلے دن اپنا پیپر دینے گیا تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا لکھوں کیا نہ لکھوں۔ کچھ سوچوں کے کوئی پیار اور محبت کا سیت لکھ کر چلا جاؤں لیکن ایسا بھی نہ کر سکتا پیپر دے کر میں گھر چلا آیا اب تک میری جان ہمارے گھر نہیں پہنچی تھی سو میں بھی انتظار میں بیٹھ گیا۔ آخر جان کے تین بچے میری جان جب میرے گھر کی دہلیز پر پہنچی تو بتی چاہتے۔ تھیں دل بکال نہ اس کے قدموں میں رکھ دوں اس کے راستے میں پھول پھجھاور کروں اپنی جان کا دیدار ہو تو اس کا طلبہ کار ہو گیا مجھے اپنی آنکھوں پر نیتیں نہیں پور با تھا۔

تجربہ دینا تو یہ جانا کس  
پیار ہوتا ہے دیوانہ کس

اب یہاں سے کہاں جائیں ہم  
تیرنی باؤں میں کھوجائیں ہم

میرنی زندگی میرے گھر والوں سے مکمل مل کر باتیں کرنے لگی اور میں چپ چاپ اس کا دیدار کرتا تھا۔ کب تو بے نیازانہ انداز میں اپنے سقوت، دل رتن تھی اور میں تھی کٹھنی اور کھنی اسے شوشے لگا کر اسے پور باتوں کیونکہ یہ اول کہہ رہا تھا۔ مجھ پر تھی پکی نے قبضہ کر لیا ہے اس کا

آنکھوں کے راستے دل میں ہمارا تھا مگر اس نادان کو شاید پتہ نہ تھا کہ کسی نے میرا نام اپنے خون جگر سے اپنے دل پر لکھ لیا ہے اور پتہ بھی کیسے چلے میں تو اپنا اظہار محبت یہی نہیں کیا کیونکہ ابھی وہ نادان تھی اس میں اتنی سوچ نہ تھی۔

قارئین تھوڑا سا تعارف کروادوں کہ میں آزاد کشمیر کے ضلع پونچھ کا رہنے والا ہوں اور میری مگتیر پنجاب کے شہر ملتان میں رہنے والی سے معذرت خواں ہوں کہ حالات اور واقعات کے پیش نظر میں سے بڑھ کر تعارف نہیں کروا سکتا۔

ذرا اپنی جان کا کہیں نام لے سکتا نہ اپنا جن چاہتا ہے جان پر اپنا نام لکھوں یا رہا پھر خیال آتا ہے کہ ضم نہ کہیں بدنام نہ ہو جائے میں نے سوچا شاید میری محبت یکطرفی ہو جو میں اپنی کوئی خوبی نہیں جو وہ چاہے سا چہرہ بھی نہ با طلبہ کار ہو ایک نین کے نام طے ہماری موبائل پر بات ہوتی رہتی تھی۔ کب میرے لیے غیبت تھی کیونکہ اس کا دیدار تو ہو نہیں سکتا تھا بس اس کی آواز ہی سن کر دل کو قرا مل جاتا اس لیے میں نے اظہار محبت کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وقت آنے پر اپنے والدین سے کہہ کر ان کا ہاتھ مانگ لوں گا اور اسی خاموش محبت کے سبب بھی اسے پالوں گا کیونکہ میری فرست بھی اور سینہ سرن بھی تھی اس لیے سوچا کہ وہ اس سے مجھے مل جائے کہ لہذا اس سے محبت کا اظہار کر دیا تو شاید وہ ناراض ہی نہ ہو یہ نہ پتہ نہ اس کا دیدار نہ اس کی آواز سننے کوئی اس لیے میں خاموش ہی رہا لیکن محبت ہی تو اپنا شادمانی ہی ہے۔

وقت نہ تھی میرے فرست یہ ہے  
ایک شہر پہنچے ہوئے اب میرنی یہ نکتہ پین



علاج لقمان حکیم بھی نہیں کر سکا تو یہ کتاب کیا  
کمرے کی

میں نے کہا اس پری کا دیدار کراسی میں  
تیری راحت ہے دل کی بات تو نہ چاہتے ہوئے  
کبھی مانی پڑتی ہے اب کی بات مجھے محسوس ہوا کہ  
واقعی مجھے محبت ہو گئی ہے محبت کیا چیز ہے جس میں  
انسان ساری دنیا کو لوٹا سنے کو تیار ہو جاتا ہے۔  
یونہی مسیح کرتے کرتے ایک دن ہمارا اظہار محبت  
تھی ہو گیا تھا جب اپنی جان کر برباد کرنے کا وقت  
آیا تو میں نے محبت کا اظہار کر دیا کہا۔

میری جان سب میں نجانے مجھے کب سے  
آپ سے پیار ہو گیا تھا تم میری سانسوں میں سانی  
ہوئی ہو میری آنکھوں میں تم اپنی محبت کی شدت  
کا انداز لگا سکتی ہو میں تمہیں اپنی زندگی اپنی  
چاہت اپنی ذہن بنا کر رکھنا چاہتا ہوں پلیز آئی لو  
یو میری جان میری محبت کو نہ ٹھکانا میری جان نے  
بھی محبت کا جواب محبت میں ہی دیا۔

آئی لو یو تو تمہاری دھڑکن بن کر رہاؤں گی  
بس تم مجھے سنبھال کر رکھنا مجھے کبھی نہ ٹھکانا مجھے کبھی  
نہ ٹوٹنے دینا کبھی نہ بکھرنے دینا۔

دل سے دل ملے تو زندگی مسکرا دی  
کوئی دیکھ کر جل گیا اور کسی نے دعا دی  
اداں سہا ہی جا رہا تھا اپنی منزل کی جانب  
اک مہربان نے دل میں اتر کر صدا دی  
آج تو نیرے پاؤں ہوا میں تھے پانچوں  
اٹھیاں مٹی میں تمہیں خوشی کے مارے میرا حال  
تھا مجھ سے یہ خوشی سنبھالی نہیں جا رہی تھی شاید ہر  
عاشق کے لیے یہ وقت ناقابل فراموش ہوتا ہے  
۔ آج دوسرے ہی دن ہم محبت کے روپ میں  
تہائی کا عالم تھا اور میں نے اپنی ذرا با کو جی بھر

کر دیکھا تو نگاہیں اوپر ہی نہیں اٹھیں البتہ میں  
نے جی فخر کران کا دیدار کیا۔

مت پوچھو میری جان کی سادگی کا عالم  
نگاہ الفت بھی مری طرف پردہ بھی مجھ سے تھا  
راتوں کو بھی ملنے ملانے کی نوبت آگئی تھی  
فرسٹ نائٹ ہی ایک دوسرے کو اپنی محبت کا یقین  
دلا یا ایک ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں  
وعدے کیے اور دیدار پار۔ رات کی تہائی میں  
جب پہلی بات اپنی زندگی کو دیکھا تھا دیکھتا ہی رہ  
گیا اس کی ساجہ ہن آنکھوں نے ایسا سحر کر ڈالا کہ  
نظر میں بٹانے کو جی نہ چاہے لیکن وقت قلت پر  
مجبوراً ہوش حواس برقرار رکھنے پڑے تھے اس کی  
زلفوں کے خم اس کے نقش اور نقوش میرے دل  
میں ایسا اثر کر ڈالا کہ میں اسے پوجا کی حد تک  
چاہنے لگا اور اس کی ہر ادا پر مر مٹنے کو جی چاہنے لگا  
تیری دہلیز پر اتنا کمر اٹوں گا سر  
رشتہ روح اور جسم کا توڑ دوں گا  
تڑپ تڑپ کے دوں گا جان اپنی  
یا پھر رشتہ تقدیر ہی موز دوں گا  
تیرے قدموں میں جلو کا خون میری جان  
قطرہ قطرہ کر کے سارا چھوڑ دوں گا  
قسم تیری جو تجھ کو نہ پاسکا میں  
تو ذرا دنیا ہی تیری چھوڑ دوں گا  
ایک رات میری جان کہنے لگی۔  
جان اگر ہم ایک نہ ہو سکے تو۔  
اپنی جان کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں  
چوکھ گیا تھا اور خیالوں کی دنیا میں کھو گیا پھر جلد  
ہی اسے کنٹرول کرتے ہوئے اپنی جان کو کہا میری  
جان میری جان من جان وفا جان تمنا جان جگر  
جان ذرا با میرے پیار میرے دلدار میرے عم خوار

جون 2015

جواب عرض 133

کہاں تم کہاں ہم

میں پیار کی پر چھانیوں میں ان تمام کی تہائیوں میں میں تمہارے ساتھ ہوں گی تمہاری سوچوں میں رہوں گی تمہارے اپنوں میں رہوں گے تمہاری زندگی میں رہوں گی تمہاری ہمسفر بن کر رہوں گی تمہارا خیال بن کر رہوں گی تمہاری راز بن کر رہوں گی تمہاری ہمزاد بن کر رہوں گی تم میرے سچے اور میرے حق رہو گے ہمیشہ ہم اپنے راستوں کی رکاوٹ عبور کر لیں گے اور محبت کی راہوں میں حد سے گزر جائیں گے۔ دل کی دھڑکن بن کر رہوں گی تجھے تجھ سے چرائوں گی اگر تو نہ ملتا مجھے تو خود نو منائوں گی میں خود کو منائوں گی۔

وقت خوش خوش گزار رہا تھا ہم آئے روز ہی ایک دوسرے کی قربت میں کھوئے رہتے ایک دوسرے کو اپنانے کے سچے دیکھنے لگے نماز کی باقاعدگی اور خدا سے اپنا پیار مانگنے لگے پھر ایک دن میری جان اپنے پیار کا مجرم بنا کر اپنے گھر لوٹنے کی تیاری کرنے لگی اس آخری رات نو گھنٹے مل کر خوب روئے اٹھے دن موافق میں اپنی جان کی چپکے زبنا میں اور اسے اپنی پچھری پھرا سٹیشن سے اسے الوداع کرنے چلا گیا اسے الوداع کر کے واپس آتے ہوئے قدم لڑکھرائے لگے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا یہ پہلی محبت اور پہلا دھچکوز تھا جانے والے اک بات بنا جانا میری سن کر اک فریاد سنا جانا بستی دل دی ہوئی وہاں میری دلبر کب کرنے آباد آئے گا کچھ بھی بھرے دے دلچرے دے دے قید ہو یا میرا جین کب کرنے آزاد آئے گا دلبر جانا نہ آتا اے یاد رکھنا

میرے قول میرے قرار میری جان خن تم میری تھی میری ہو اور میری ہی رہو گی تم میرے ساتھ رہنا میری چاہت میری حسرت بن کر رہنا میری محبت پیار بن کر رہنا میرے خوابوں میں خیالوں میں رہنا میرے دھڑکنے دل کی دھڑکن بن کر رہنا میرے ساتھ میری زندگی بن کر رہنا میری سانسوں کی مالا بن کر رہنا میرے سہنوں کی شہزادی بن کر رہنا میرے دل کے تخت پر حکمران بن کر رہنا بس تم صرف میری ہی بن کر رہنا میں تمہیں بھی روئے نہیں دوں گا کبھی ترپے نہیں دوں گا کبھی کبھرنے نہیں دوں گا۔

دل میرا ہے ایک کتاب کی صورت جس میں میری جان تم ہوا ک گلاب کی صورت میں کڑی دھوپ میں دو پہر کی دلوں ایک تہائی میری جان تم میرے لیے ہوشب ماہتاب کی صورت میری جان کچھ بھی ہو میں تجھے ہواؤں میں اڑا کر اپنی دہن بنا کر ہمیشہ کے لیے ان کشمیر میں لے آؤں گا اپنے جیتے جی میں لسن اور کانٹیں ہونے دوں گا میری ان چٹتی سانسوں کی ہر سانس تیرے نام کر دی ہیں اگر تجھے اپنا نہ بنا سکوں یہ سانسیں تیرے نام قربان کر دوں گا میں بے ساختہ بولے جا رہا تھا کہ میری جان نے اپنے لبوں پر انگلی رکھ کر خاموش کر دیا کہا۔

میں نے تمہاری زندگی ہوں چھیننے کے لیے پیار نہیں کیا۔ اور بولی میرے سا جن میرے لبوں میں میرے جگر میں میرے دل کی دنیا میں اس نونے ہوئے گھر میں میرے سہنوں میں میرے ہتوں کے گھر میں میرے آگن میں میری نظر میں میری چاہتوں میں میرے دل کے اس شہر میں تیری یادوں کے اجالوں میں اس گہرے سمندر

انکار خانے میں طوطی کی آواز سنتا میرے بہن بھائیوں نے بھی میری بہت سفارش کی لیکن شاید خدا کو منظور تھا اور میری جان کا اس کی مرضی کے خلاف رشتہ طے ہو گیا

بچپن سے جس بہت کو تراشتا رہا ہوں میں پیلہ بن گیا تو خریدار آگئے آج مجھے انتہائی دلی صدمہ ہو رہا تھا ایک تو اپنا پیار کھونے اور دوسرا اپنے پارٹنرس پر ان پارٹنرس کا جنہوں نے میرا مان توڑا اور ان پارٹنرس جنکا میں نے ہر طرح کا مان رکھا ہے اپنی تمام خواہشیں ہر طرح کی آسائشیں بھول کر اپنے والدین کو خوش کرنے کی کوشش کی جتنی ہر بات پر سر جھکا تا رہا۔ اپنی کسی بات پر بھی ان کو دکھ نہیں دیتا تھا الغرض مکمل فرما برداری کا ثبوت دیتا رہا اور آج وہی فرما برداری میرے غلطے پر گئی اس سے بڑھ کر میں کون سے فرما برداری کا ثبوت دے سکتا تھا ان کی رضا کی خلاف اپنا پیار قربان کر دیا۔

محبت ہم نے کی جو اک خطا ہو گئی کی وفا تو زندگی سزا ہو گئی وفا کرتے رہے ہم عبادتوں کی طرح پھر عبادت خود ایک گناہ ہو گئی کتنا سہانا تھا سفر جب اُگ ساتھ تھے ہم پھر کیا ہوا کیوں منزل جدا ہو گئی کوئی اور چاہت کوئی حسرت نہ رہی باقی جب ہماری دوریوں میں خدا کی رضا ہو گئی آج تک تو ہم نے سوچا بھی نہ تھا کہ ہمیں یہ وقت بھی دیکھنا پڑے گا لیکن خدا کی ذات ہر طرح کے وقت دکھائی ہے آج احساس ہوا کہ انسان نجانے اپنی آنکھوں میں کیسے کیسے سندرہ سے دیکھتا ہے کیا کیا تاج کل بناتا ہے مگر رضا نے الٹی کچھ

اوجانے والے تو بہت یاد آئے گا رات پھر کروٹیں بدل بدل کر گزار دنی اپنی جان کی تصویر اپنے سے لگانے روتا رہا کبھی دل کو تسلی دیتا کہ زندگی میں خوشی کم ہی تھی بے جدا ہونا ایسے لمحات آتے رہتے ہیں میری جان خوزرے تو ہم پھر بھی ملیں گے یہی چلو سوا بل پر بات بھی ہوتی رہے گی صبح بھی پھر ایک دوسرے کی تصویریں بھی تو ہیں۔

دن گزارتے رہے یہ دن بٹتے پھر مہینے اور پھر سال بھی بن گئے اس دوران بہت ایک ڈیوڑھی بول گیا گیا ملنے کی بہت حسرت رہی مگر کبھی اتفاق نہ ہو سکا بغیر کسی بہانے وہاں میرا پہنچنا محال تھا۔ کیونکہ چوری چھپے تو وہاں جا نہیں سکتا تھا کہ اپنے خاندان کے بہت لوگ ہیں وہاں کوئی بھی مجھے دیکھ سکتا ہے اور میں کوئی بہانہ بازی بھی نہیں کر سکتا تھا وقت اپنی رفتار سے گزرتا گیا اور میری جان سے، رشتے آنا شروع ہو گئے لیکن کسی کو کامیابی نہ ہوئی سو ہمیں اپنی کامیابی کا یقین ہونے لگا وقت نے پانسا پلٹا اور ایک دن شام کے وقت میری جان نے مجھے اپنے رشتہ طے ہونے کا بتایا بہا۔

بہت جلدی میرا سن اور سے رشتہ طے ہونے والا ہے اور ہمیں کانوں کان خبر تک نہ تھی تارے پاس وقت بہت کم تھا ہمیں اپنے گھر والوں کو بتانا ہو گا میری جان نے تو اپنے گھر والوں کو کسی بھی قیمت راضی کر لیا تھا لیکن میں اپنے گھر والوں کو راضی نہ کر سکا کیونکہ اتنی ایمر جنسی پھر دیگر مسائل اور پھر میری کمزوری افسوس ہزار تھیں کرنے کے باوجود میرے پارٹنرس انکار پر ہی قائم تھے میں نے بہت منت سماجت کی لیکن

اور ہی ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ کوئی مرتا نہیں کسی کی جدائی سے

لیکن

خدا کسی کو کسی سے جدا نہ کرے

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رُخم پرانے

ہونے لگے تو کچھ دن اور میری جان نے مجھے سے

رابطہ چھوڑ دیا اس کا رابطہ ختم کرنا میرے دل پر خنجر

چلانا تھا مگر اس کی مجبوری تھی اور میں بہت اب

سٹ رہنے لگا اور پھر اب کو اس بات کی خوشی بھی

ہونے لگی کہ چلو میری جان تباہی اور بربادی سے

بچنے کی خاطر رابطہ ختم کر رہی ہے اور اپنے نیون

ساتھی کی طرف رخ کرنے لگی ہے اور میں دل ہی

دل میں اپنی جان کے دماغ میں کرنے لگا خدا میری

جان کو برباد ہونے سے بچانا اس کا دل اس کے

منگتیر کے ساتھ ٹک جانے اور اپنے لیے تپتے دل

سے موت کی دعا میں کرنے لگا کہ یا خدا اب

محبوبہ کو دی قسم تو زبھی نہیں سکتا تو اپنی رضا کے

ساتھ مجھے سنبھال لے مگر خدا بھی جائز دعا قبول

فرما ہے اس دوران میرا دن کا چین اور رات کی

نیند مجھ سے مکمل خفا ہو گئی رات کو بستر پر گویوں لگتا

یوں جیسے سوا بیاں جب رہی ہوں آنکھوں سے

پانی کی ہر سات بستر کو گویا کر رہی تھی۔

یا وہوں میں تیری ہم جانتے ہیں اللہ کی قسم

دلبر گواہ راتیں آپیں بھرنے کرو نہیں بدکنے میں دی

گزر ہم نے ہے پناہ میں روتے روتے کئی بات

سحر ہو گئی مانی لو حسب ہوتی ہیں تو وہ راتیں ہو گئیں

سحر گل چراغ سارے اب تو ساتھی ہی جانم سیاہ

راتیں۔

قارئین محبت کے بڑے ہی اذیت ناک

لمحے ہیں وہ جب انسان کو کسی حد تک چاہتا ہو کر

محبوب کی خاطر سب کچھ قربان کرنے تو تیار ہو اور

یہ دن راتیں کیسے جیتی ہیں بیان نہیں کر سکتا

نہ دن لگتا اور نہ ہی رات ڈھلتی اور دروگر آکھیں

سو جھ جاتی بند کمروں میں قیدی بن کر رو گیا ایک

دوسرے کی یاد کے جگنو سینے میں سجائے خون کے

آسنو بہاتے میری یہ حالت دیکھ کر مجھے میرے

اپنے قیمتی قیمتی مشوروں سے نوازتے کہتے۔

کیا حالت بنا رہی ہے بانگس مجنوں بنا ہوا

ہے بھول جا اسے اب انہیں کیا پتہ جو من میں

رہتے ہوں وہ بھلائے نہیں جاتے۔ کیسے بھول

جاؤں دنیا دلو کیسی باتیں کرتے ہو صورت تو

صورت ہے نام بھی اچھا لگتا ہے۔

اب سے پہلے تو کسی نے کوئی پابندی عائد

نہیں کی تھی مگر ہماری بربادی کے ساتھ ہی اپنے

زخموں پر نٹک چھڑکنے کی غرض سے میری جان

کے حویلی استعمال پر بھی پابندی لگ گئی لیکن یہ

پابندیوں کی میری جان تو موقع پاتے ہی رابطہ کر

گیتی مگر کہاں یہ دو چار منٹ کی بات اور کیا دن

رات میسج پر کبھی بھی نہ ہونے پر پہلے ہی بہتر ہے کہ

بچنے کے قابل نہ رہے شاید خود کسی سے ہی آتما کو

شائق ملتی پر نجانے ایک دوسرے کی دی ہوئی

قیمتوں کی خاطر ہم ایسا کچھ نہ کر سکتے اپنے

خاندان کی آبرو کی خاطر یا پھر خدا کی تقدیر پر ہم

ایسا کوئی عمل قدم نہ اٹھا سکے مگر نہ میری جان نے

زہریلی گولیاں بھی سنے کر رکھی تھیں اور میری بھی

یہی سوچ تھی کہ ایسا ہی کہ وہی گولیاں ایک ساتھ

کھائی ہیں اور اسی عمری میں اپنی جان دے دینی

ہے پھر دونوں اکٹھے ہو جائیں گے مگر شاید خدا

ہمارا جیتے ہی اکٹھا ہونا مقعود ہو اس لیے کچھ نہ کر

پائے۔

جون 2015

جواب عرصہ 136

کہاں تم کہاں ہم

Scanned By Amir

پھر اگلی اس کا پیارا سے نہ مل پائے اور وہ کسی اور  
کے نصیب میں ہو جائے تب زندگی کی کوئی خوشی  
رات نہیں آتی ہر خوشی کے پیچھے غم کے ہاں منڈلا  
رہے ہوتے ہیں زندگی سے نفرت ہو جاتی ہے  
نسان خود کو آسمان سے زمین پر گرنا محسوس کرتا ہے  
اتنا حسین جہاں بھی انسان کو بھلا نہیں لگتا کوئی  
اچھی بات بھی ہمارے تو بری لگتی ہے بس یہی حالت  
پتھر میری بھی تھی کبھی بھی میں بھی فضاؤں میں اڑ  
تا تھا مگر آج تیرا ہی اسے زمین پر آسمان نے ہم کو  
دے مارا ہے۔

آج کے دور میں زلزلے والے بھی موقع  
ملتے ہی سازشیں کرنے لگتے ہیں جب میری جان  
کے میرے رابطے کا دنیا والوں کو پتا چلا کہ اب  
رابطہ منقطع ہو گیا ہے تو میری جان یہ تو مت لگنے  
لگے تھے میرے کانوں میں آئے روز ہی میری  
جان کے خلاف اور میری جان کے خلاف بھڑکایا  
جانے لگا اور میری جان کو میرے خدا ف لیکن  
جہاں دل سے ہوں وہاں کی باتوں کو دلی تسنیم  
نہیں کرتا۔

ارے تم گر دنیا والو تمہیں پتا ہونا چاہئے  
ضروری نہیں موبائل یہ رابطہ ہو یا کسی اور اریجے کا  
دل کا رابطہ سیداً برقرار نہیں رہتا جس سے دل  
کی دنیا آباد ہو اس کے خلاف کچھ بھی یقین نہیں  
آ سکتا اس کی غلط حرکتیں بھی اچھی ادا نہیں لگتی ہیں  
لہذا کسی زخمی دل پر نمک پھرنے کی حرکت نہیں  
کرنی چاہئے کسی بونے دل کو اگر ہم ہم نہیں لگا سکتے  
تو اتنے چھلنی بھی کرنے کی ناکام کوشش مت کریں  
ایسا سہیل۔

ہمارے رابطے ختم ہوئے تو ساتھ ماہ ہوئے  
ہماری جدائی کی گھڑیاں دن بھرتے مینے اور پھر سال

بیت گئے اور میں جدا ہوئے سین سال ہونے ان  
تین سال بعد میری جان کے گھر جانے اتفاق ہوا  
تو دماغ مجھے دکھنے لگا کہ اتنا عرصہ جدا نیوں میں  
بیٹا دیا اب اکٹھے ہوں گے تو پھر ہماری پریم کہانی  
شروع ہو جائے گی جو اب بے مقصد ہے لہذا وہ  
نہیں جانا چاہئے لیکن جب دل کا دشمن میدان  
میں اتر آئے تو ہمیشہ دل کی بی بی بیت ہوتی ہے  
دماغ کی پھر کون سنتا ہے سو دل نے کہا نادان  
محبوب کے در کا شرف کب کسی کو حاصل ہوتا ہے اگر  
خوش قسمت سے یہ موقع ہاتھ آجائے تو اسے ضائع  
نہیں کرنا چاہئے سو دل کی جیت ہونے پر میں فوراً  
بھی میرے دل میرے دل میں اعلیٰ مقام رکھتا  
ہوں پہلے تو جانے کی تیاری نہ تھی جب جانے لگا تو  
یہ سفر لگنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا آخر وہ سہانی  
شام بھی آگئی بس شہرستان کی ٹھری میں میرے  
قدم پر اسے پھر رفتہ رفتہ دریا پار کی طرف چل نکلا  
کیوں ملنے ان کی آنکھوں سے آنکھیں  
وہ آنکھوں سے اپنا بیٹا لیتے ہیں  
سزاوارہ آنکھوں سے جب وہ ہمیں دیکھیں  
ہم گھبرا کر آنکھیں جھکا لیتے ہیں  
آج برسوں بعد جب میرا محبوب میری  
آنکھوں کے سامنے آیا تو بے ساختہ میری آنکھوں  
سے آنسو نپک پڑے اب یہ اندازہ لگانا مشکل تھا  
کہ یہ خوشی کے آنسو ہیں یا غم کے۔

مانا کے تیرے دید کے قابل نہیں ہیں ہم  
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھو  
میری حسرتیں  
میری چاہئیں  
میرا قول دیکھ میرا قرار دیکھو  
میرے دل کی دنیا آباد کرنے والے

جون 2015

جواب عرض 137

کہاں تم کہاں ہم

نئے نئے چہرے، قرار دیکھ  
میری آنکھیں اٹکلیاں دیکھ  
میری حسرتوں کا شمار دیکھ  
میری منہم تو میرا پیار دیکھ  
سوچا تھا کہ آج میری جان تو مجھ سے روٹھ  
گئی ہوگی اسے مناؤں گا کیسے مگر میری جان تو  
میرے انتظار میں بیٹھی تھی اسے منانے کی  
شہرہ رت نہیں تھی ہم ہر طرح کی درویاں تمام  
رہنمیں ختم کرتے ہوئے ایک بار پھر محبت جیسے عظیم  
بندھن میں باندھ گئے پھر سے ہماری ملاقاتوں  
کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا سب سے پہلے تو اپنی اپنی  
خانہ فہمیاں دور کیں جو یہ خانم سانچ والے لوگ  
ذہیب دوسرے کے خلاف بولتے رہتے زمانے  
بالے بھی آیا بار سے اپنے ہی نہیں بولتے رہے  
بیس جدا کرنے کی خاطر یہ سب کر رہے تھے جس  
نہ آج ظلم ہو گیا تھا۔

ہماری محبت پھر سے بڑے زور اور شور سے  
چلنے لگی بنت میں: دوبرق محبت کا نام دے سکتا ہوں  
محبت اب صرف خدا کی ذات سے ٹکرائے  
رہتے ہیں باقی کسی اپنے خوئی رشتے پر بھروسہ نہیں  
کر سکتے اللہ خدا کی ذات ہمیں اپنا کھوپا ہوا  
بیار لگا دے گی فرستے نام تو ہماری محبت کے  
تہ چے عام ہو گئے تھے سب یہ ازل سے ہی یہ دنیا  
محبت کی دشمن ہے بھی راستے میں کوئی رکاوٹ اور  
بھی کوئی رکاوٹ خاندان کو دیتی ہے۔

بل سے محبت کی دشمن ہے دنیا  
میں وہ دلوں کو مٹنے نہ دے گی  
اب دوبرق محبت کا کسی کو پتہ نہیں چلنے دیں  
کے خاموشی سے ہی رب کے سامنے فریاد کریں  
تے اور وہی فریاد سننے والا ہے۔

قارئین سے بھی میری انتہاں ہے کہ  
ہمارے حق میں دعا کریں تاکہ میں اپنی جان کی  
چھٹی ہوئی خوشیاں اسے لوٹا سکوں اس کے سینے  
اس کے ارمان پورے تر سکوں اس نے میرے ہی  
نام کے سینے دیکھے ہیں اور انہیں میں ہی پورا  
کروں گا آج کل لوگ دن رات موبائل پر خوش  
گپیاں لگاتے پھرتے ہیں جب کہ میں نے اپنی  
جان کا یہ حق بھی چھین لینے کا ش میں اس سے  
اظہار محبت نہ کرتا تو آج وہ بھی اپنے منگیتر کے  
ساتھ خوش رہتی اور اس کی خوشی ہی مجھے مقصود ہے  
میری جان: قاجان تمنا جان جبر نے آج تک نہ  
اپنے منگیتر سے بات کی اور نہ اسے اپنا ہونے والا  
پارنر تصور کر سکی وہ میری چاہت میں رسوا ہو رہی  
سے میری بھر پور کوشش کے باوجود بھی اپنے منگیتر  
کو نہ تسلیم کر پائی یا خدا یا تو میری جان میرے نام  
سے منسوب نہ دے اور یا اسے اپنے منگیتر کی طرح  
ف کا مزہ نہ دے میں اس کے نہیں پہنک رہا ہوں  
دیکھنا چاہتا ہوں مگر منکر ابنت تو دور کی بات میری  
جان نے تو اپنا عدیہ بھی بہت تبدیل کر لیا تھا پہلے تو  
وہ خوب سچ سنہرے کے رہتی تھی خوب زلفیں سجاتی تھی  
جب کہ اب اسے آراستہ رہتی تھی اب بالکل  
سادگی اختیار کرتی تھی نہ تو سجا سورا کرتی اور نہ ہی  
زلفوں کی وہ بناوٹ رہی اور نہ ہی انہوں پر وہ  
منکر ابنت انسو مائی لہا میں نے تمہارے ساتھ  
ظلم کیا تمہارے معصوم سے دل کو توڑ دیا جس میں  
میں برسوں سے رہتا تھا کاش نعمان تو لوہی ٹوٹے  
دل کا بھی علاج کر جاتا جہاں ہر مرض کا تو لے  
علاج کیا تو زخمی دلوں کی شفا کا بھی کوئی طریقہ بتا  
جاتا تو اپنی محبوبہ کے دل کو مرہم لگا سکتا۔

اب مرہم کا یہی تو واحد راستہ ہے جس پر ہم

جون 2015

جواب عرض 138

نہاں تم کہاں ہم

Scanned By Amir

جان کی خاطر یا کسی قابل نہیں رہا میری سانسیں  
میری اپنی نہیں رہی میرا بدل میرا اپنا نہیں رہا میں  
اپنی جان کے نابالغ ادھورا ہوں ٹھوکر گھسنے سے لر  
جاتا ہوں مجھے مری جان ہی مکمل کر سکتی ہے جواب  
نا ممکن سا لگتا ہے کیونکہ وہ کسی اور کے نام منسوب  
ہو چکی ہے اور ہم کوئی ایسا ویسا غلط قدم نہیں  
اٹھانے کے حق میں نہیں ہیں جس سے خاندان کی  
عزت آبرو پروا بخ آئے اگر روز بروز زبردستی سے  
اپنی بات منوا بھی میں پھر بھی ہمارے خاندان بکھر  
جانیں گے ہمارے آباؤ اجداد کے زمانے سے جو  
خاندان جس روایت کے مطابق قائم رہے ہیں  
انہیں اب جدا نہیں کرنا چاہتے بس ایک خدا کی  
ذات پر تکی بھروسہ ہے اور کون راستہ نظر نہیں آتا  
خدا کی ذات سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایک کرہ ہے  
اگر ایسا نہ ہو سکتے تو پھر میری زندگی میں اور کوئی  
نہیں آئے گا۔

اب تک ہماری محبت کو پانچ برس کا عرصہ  
بیت گیا تھا مگر ہمارے لبوں پر حقیقی مسکراہٹ نہ  
آ سکی بظاہر تو دیکھا دے کے تحت ہنس لیتے مگر  
حقیقت میں بہت نوٹے ہوئے تھے۔

راتوں کو اٹھ اٹھ کر جن سے لیے رہتے ہیں  
وہ محبوب پیارے کب کسی اور کے ہوتے ہیں  
نوٹے ہوئے دل والوں کی آوازیں یوں ہوتی ہیں  
رونق میں وہ بنتے ہیں تہاڈی میں روتے ہیں  
دقت تو جیسے بھی ہو کر جاتا ہے میں اپنی  
جانب کے مسئلے میں لگا رہا اور دو سال کا عرصہ بیت  
گیا دو سال بعد اچانک ایک ایسا کرہناک واقعہ  
ہوا جس کی میں تفصیلات نہیں لکھ سکتا اہتہ اس  
واقعے نے ہمیں ایک بار پھر ماما تھا میں نے سوچا  
کہ اب اگر محبت خون رشتوں سے ہو تو دوریاں

پھر گامزن ہو گئے تین چار روز بعد میری واپسی کی  
تیاری ہونے لگی اپنی کھوئی ہوئی محبت کو پھر سے  
پانے کی حسرت لیے چار روز بعد اپنی محبوبہ کی  
آنکھوں میں آنسو اے کر واپس آ گیا آنسو تو  
میری آنکھوں میں بھی بہت تھے مگر یہ تو پانی کے  
قطرے ہیں جن کی جگہ پر واہ نہیں جبکہ میری جان  
کے آنسو نہیں انموں مولیٰ ہیں جو سیدھے میرے  
دل پر پڑتے رہے اس لیے میں ان کی بہت قدر  
رہتا ہوں۔

پچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی  
اب شخص سارے شہر کو ویران کر گیا  
دوران سفر کبھی دل خون کے آنسو روئے اور  
کبھی دل میں انہونی سی خوشی مل جائے جدا ہونا  
میرے آنسو کا سبب تھا اور خوشی اس بات کی کہ  
سب غلط فہمیاں بھی اور ہو گئی دلربا بھی رہی ہو گئی  
اور دلرب بھی محبت بھی سارے ہو گئی اور اب یہ محبت  
ہمیں بھی رسوا نہیں دے گی کبھی ٹوٹے نہیں دے  
گی کبھی بکھرے نہیں دے گی ہمارے سارے دکھ  
ورد بانٹ لے گی۔

قارئین ہوں والدین اپنی اولاد کے مستقبل  
کا بہتر سوچتے ہیں ان کے فیصلوں میں خدا کی رضا  
بھی شامل ہونی ہے اور دنیا اور آخرت کی بھلائی  
بھی حاصل ہونی ہے مگر افسوس اس بات کا کہ  
اسلامی معنوں میں بھی شادی کے فیصلوں میں  
اولاد کی مرضی کا انہیں اختیار دیا گیا ہے پھر کوئی اس  
بات کو یوں نہیں سوچتا کیوں اولاد کی زندگی برباد  
کر دی جاتی ہے جب کہ دل پر ایسا زخم لگ جائے  
تو انسان جینے کے قابل نہیں رہتا اگر جینا بھی ہے  
تو مر مر کے لائق۔

قارئین میں آج جی رہا ہوں تو بس اپنی

کال ریسیو کی اور نہ ہی میسج کیا چونکہ اب کی بار گھر پلو پریشانیوں کے ساتھ ساتھ محبوبہ کی جدائی اور اوپر سے یہ ناراضگی کیسے برداشت کرتا سو منت سماجت معافی تلافی کے میسج کیے مگر ضدی نزکی نے میری ایک نہ سنی دوران سفر خوب تڑپا لیکن کون میری حالت دیکھتا سو چا اگر میرے جوان برادر کی وجہ نہ ہوتی ہوتی تو شاید آج وہ میری ہو جاتی مگر گھر میں ابھی تک ماتم ختم نہیں ہوا تھا اوپر سے یہ دوسرا کیسے سب برداشت کرتے اور پھر خوش کشی سے متعلق اپنی جان سے کیے ہوئے وعدے بھی مجھے یاد تھے سو ہر طرح کا ارادہ کنسل کرتے ہوئے دلہانہ نموں کا سامنا کرنے لگا۔

روخہ جانا تو محبت کی علامت ہے لیکن وہ مجھ سے اتنا خفا ہو گا سو چاہی نہیں تھا آج صبح سے کچھ بھی کھانا پینا نہیں تھا اور یہی فیصلہ کیا تھا کہ محبوبہ کو راضی کر کے ہی حلق سے کچھ نیچے اتاروں گا مجھے پتہ تھا کہ میری جان زیادہ دیر خفا نہیں رو سکتی کیونکہ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار مجھ سے ناراض ہوئی رہی اور مگر جلد ہی مان جاتی تھی اور آج بھی جلدی راضی ہو جائے گی لیکن پہلے وہی ناراضگی سے تو محبت بڑھتی تھی اور آج ہل موقع پر اس کی ناراضگی سخت ناگوار گزری باں یہ سچ ہے کہ اس کے ناراض ہونے پر اسے منانا مجھے بہت اچھا لگتا تھا میں تو بھی اس سے روٹھا ہی نہیں اور نہ ہی کبھی اس کی ناراضگی کو تسلیم کیا ہے بس گھڑی دوپل کے لیے وہ ناراض ہو کر اپنی عادت ہی پوری کیا کرتی تھی کیونکہ یہ سب اس کی دواؤں میں شامل تھا کبھی روٹھنا کبھی ناز جانا کبھی سنگدل اور کبھی رحم دل کبھی دل کو توڑنا کبھی نوٹے دل پر مرہم لگانا یہ سب اس کی ناقابل فراموش

کشی بھی سہی زندگی میں کئی بار ملنے کا موقع ضرور ملتا ہے کچھ قسمت کے مارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو عمر بھر ترستے ہیں مگر دیدار حاصل نہیں ہو سکتا میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں جو مجھے اس سے محبت ہوئی تو ایک نہ بھی ہو سکے تو بھی ملتے جلتے بارے دیدار کرتے ہی رہیں گے پنے دکھ تم شہید کرتے ہی رہیں گے اس بار میرا محبوب اس کر بناک واقعے کے پیش و نظر میرے گھر آیا تو سہی مگر تھوڑا لیت کیونکہ میری چھٹی ختم ہو چکی تھی مگر ایسی محبت میں اگر وہ ہل کا دیدار بھی کرنے کا موقع مل جائے تو وہ بھی قسمت تھا مجھ کو دودل کا موقع ملا ہوا تھا بس وہ دن گپ شب لگانی دکھ درد بانٹے اور سب کو چھوڑ کر میں الوداع ہوئے لگا کر اپنی جان کو تباہی میں گلے لگا کر رو کر الوداع ہونا نہ بھولا۔

تو بھی چلا چھڑا کے دامن درد دل پھر کس کو سنائیں گے ہم کس کو ہوگا احساس اتنا ہو گا کون جو گلے لگائیں گے ہم چلا نکل سی ہستی اجیل جیسے دلبر کس کے ناز اٹھائیں گے ہم لوٹ چکے سے مانی کو چلے آنا ورنہ تیرے بنا تو مر جائیں گے ہم اب کی بار مجھے ناراض اور کاغان کی دایوں میں جانا تھا اور یہ سہانا سفر میرا پہلے کی نسبت زیادہ کر بناک گزرا تھا کیونکہ راستے میں میری ایک چھوڑی سی خطا پر میری جان خفا ہو گئی تھی اور لاکھ گفتیں کرنے پر بھی راضی نہ ہوئی جب باتیں کرتے کرتے میں نے اس کی بنا پر ایک بات پوچھی تو اس نے کال ڈراپ کر دی اس کے بعد نہ



میرے اپنوں نے بنایا جسے انجان اب مان جاؤ  
 تجھے واسطہ ہے مری اس نام الفت کا  
 جواب نہ مانی تو دے دوں کا اپنی جان اب مان جاؤ  
 درد تہائی کے عالم میں اپنی جان کو اپنی زندگی  
 کا واسطہ دیتے ہوئے یہ تیج کیا پھر کال کی تو اس  
 نے کال ریسیو کی اور میری ان ٹوٹی سانسوں میں ہم  
 آگیا فرسٹ آف آل تو اپنی غلطی کی معافی مانگی  
 آئی ایم سوسوری مانی لو پلیز فار میو مانی آل مس  
 ٹیکس اینڈ آئی لو یو سوچ۔ تو جواب میں میری جان  
 نے معذرت خواں انداز میں کہا۔

آئی لو یو مانی سا جن اینڈ اپنا لوگیت آن مانی  
 بیڈ بی ہو سوری اپنے لہجے کو سننے وال نہ کہ پائی اور  
 آپ میری اس عادت سے واقف بھی ہو لیکن  
 میری جان ایسے موقعوں پر جب کسی کو حوصلے کی  
 ضرورت ہوتی ہے تو ان کی حوصلہ افزائی کرنی  
 چاہئے نہ کہ حوصلہ شکنی یوں ناراضگی تو ختم ہو جی مگر  
 اب یادوں کا سلسلہ قائم ہو گیا تھا اب یہ جدائی کے  
 لمحات کیسے نثر دل کر پائوں گا مریا یہ یاد تو ہم بھر کا  
 ساتھی ہیں کچھ بھی ہو انسان اپنا پہلا پیار بھی نہیں  
 بھول پاتا مگر محبت دوطرفہ نہ تو یہ یادیں دل کو  
 ریزہ ریزہ کرتی ہیں جبکہ میرے لیے یہ یادیں  
 بے بہا قیمتی تحفے کی صورت میں ہیں جنہیں اپنے  
 بچپن سے لگا سے رکھتا ہوں اور اسی میں میری  
 راحت ہے۔

سز نہیں جتاں گھٹا بن چھائیاں ہوئیاں  
 یاداں مانی دیاں بے بہا آیا ہونیاں  
 کہند انون بنے تینوں بھلا سئیاں  
 تیری یاداں کلجے سنگ انیاں، ہونیاں  
 رات باہر جو دوشش کے بھی بائیں نہ ہوتی تو  
 رات بستر پر کہو نہیں بدلنے میں گزار عینا اور

ادا میں ہیں۔ ادا میں بھی ہیں خطا میں بھی ہیں  
 میرے محبوب میں زلفوں کا خم نشیبوں کی مستی گل  
 لازم ہے دل والوں کے شام ڈھلتے سائے تھے  
 جب میں دریائے جہلم کے کنارے بیٹھا اپنے گھر  
 اور نہ اپنی منزل کا گھر سے بھی دور اور منزل سے  
 بھی دور محبوبہ کی یادوں میں کھویا ہوا تھا اور ساتھ  
 ڈھلتے سورج کا نظارہ کرتے ہوئے دل کی کتاب  
 کھول لی اور وہ وقت یاد کرنے لگا کہ جب میری  
 محبوبہ کہتی تھی کہ میرے سا جن تم میرا پیار میرا قول  
 میرا قرار میرا سب کچھ تم ہو میرے انتظار کی  
 راحت ہو تج میری حسرت ہو میری چاہت ہو  
 میری اپنائیت، دم تم میرے سپنوں میں ہو تم میرے  
 اپنوں میں تم میری سانسوں میں تم مری دھڑکنوں  
 میں تم تمہیں میری زندگی تمہیں سے میری زندگی ہو  
 تم میں تمہارے بنا اوجھری ہوں تمہارے بنا جی  
 نہیں سکتی اب آج کیسے یہ سب ستم ڈھانسنے لگی ہو۔

کتنی ادا میں ہی ہے میرے دل کی فضاء  
 لے کر اپنے ساتھ بہا روں کا کارواں اب مان  
 جاؤ  
 کسی ٹوٹے دل کی پہلی خطا سمجھ کر دلبر  
 نہ وہ معاف مجھے سمجھ کر نادان اب مان جاؤ  
 ذرا سی جذباتی ہو دل سے برے نہیں ہیں ہونم  
 بھول کر پرانی رہائش میری جان اب مان جاؤ  
 تیری قدر و قیمت معنوم ہوئی مجھے ٹونے کے بعد  
 تیرے رہنے سے ہوئی دل کی نیند اب مان جاؤ  
 یہ منزل یہ نظارے تجھ سے کہتے ہیں میری شگارش  
 تو روٹھا تو روٹھا ہے سارا جہاں اب مان جاؤ  
 تجھے منا رہا ہوں پریم سے جانے وہ یہ غنم  
 مانا کہ میں ہوں بہت نادان اب مان جاؤ  
 میری تہہ جو کریں اف بھی تمہارے سامنے

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو ایسے کمانے کے لئے شرک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✦ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on  
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

نجانے رات کے کس پہر میں نیند کی دیوی مجھ پر  
مہربان ہوئی اور صبح اس وقت آنکھ کھلی جب میری  
جان پاس آکر گڑ مار تھک کہنے لگی منظر بہت حسین  
تھا اپنی جان کو اچانک اپنے پاس پا کر اپنی قسمت  
پر رشک آنے لگا کچھ دیر بائیں کمرے سے پھر  
اچانک میری آنکھ کھل گئی دائیں بائیں دیکھا تو  
خود کرتن تبا پاپا دور تک میری جان کا نام و نشان نہ  
تھا جندنی سے اٹھا اور نہادھو کر اپنے اگلے سفر کی  
تیاری میں لگ گیا اس نے میں جان من کی مس کال  
آئی اور پھر بائیں شروع ہوئیں ساتھ ساتھ سفر  
بھی جاری تھا شام کو گاڑی نجانے کن کن راہوں  
سے گزرتی جا رہی تھی میری منزل کی طرف لے گئی  
اور پھر ہمارے مسیحوں کا سلسلہ بحال ہو گیا۔

جیساں سے جھٹو جدا ہم کریں گے  
محبت کے وعدے وفا ہم کریں گے  
تیرے ساتھ: وجینا تیرے ساتھ ہو مرنا  
قسم ایسی تو ایک: عا ہم کریں گے  
جو پوری وہ اپنی عبادت کی جس سے  
وہ فریب محبت ادا ہم کریں گے  
وفاؤں میں تزرے کی میری ساری حیاتی  
نہ بھول کر کبھی بھی جفا ہم کریں گے  
گمبڑی دوپٹے کا توبہ قصہ نہیں جانم  
تیرے دل کی دنیا سے سدا ہم کریں گے

ایف تو یہاں بالکل فرصت کے لحاظ سے پھر  
دلربا کی یاد وقت گزرنے کا نام ہی نہ لے بھی بھی  
دل میں یہ خیال آتا کہ کاش محبت نہ ہوتی یا اگر  
ہوتی تو بھی اتنے دور کی نہ ہوتی کہیں قریب ہی کی  
ہوتی تو کم از کم اس آس پر نام گزر جاتا کہ گھر  
جاؤں گا تو ملاقات بھی ہو جائے گی مگر اب کس  
آس پر نام پاس کر دوں کہ گھر تو جاتا رہوں گا مگر

صنم کے محلے میں نجانے کب جانا نصیب ہو گا مگر  
محبت سب دوری نزدیک کی دیکھتی ہے یہ تو کسی بھی  
وقت کسی سے بھی ہو جاتی ہے البتہ دور کی محبت میں  
آرزوئیں بھی ہیں اور آسائش بھی ہے جب ملنے کی  
کوئی آس امید نہ ہو تب کسی کی یادوں سے دل کو  
تسلی دینا کیونکہ وہ لوگ جو دن رات محبوب کا  
دیدار کرتے ہوں ابھی بھی بھی وہ لذت نہیں مل  
سکتی جو ان لوگوں کو ملتی ہے جو کسی کی یاد سے دن  
میں اور سال گنتی میں گزرتے ہو اور کمان سے  
لنگھتے تیر کی طرح کسی کی یادوں سے اپنے دل کو  
چھلنی کرتے ہوں اور ملاقاتوں کے بعد جب  
دیدار ہوتا ہے تب جو سببت انہیں ملتی ہے وہ  
انہیں کہنا نصیب جو دن رات ملاقات کرتے

ہوں۔  
میں وصل کی گھڑیاں جدائی کی اور یاد صنم  
کیسے کئے یہ سفر کہنا میری جان تم اور کہاں ہم  
دوریوں میں محبت بڑھتی چلی جاتی ہے جس  
طرح انسان کے پاس جو چیر میسر ہو اس کی قدر و  
قیمت کم ہو جاتی ہے اسی طرح اپنی محبت اگر پاس  
ہو تو اس کی قدر و قیمت وہ نہیں رہتی جو دور رہنے  
سے ہوتی ہے۔ ہماری محبت بھی آئے روز بڑھنے  
لگی اور اس مقام پر جا پہنچی جہاں سے  
بیٹے جی کوئی واپس نہیں لوٹ سکتا ہم دونوں اپنا اپنا  
پیار پانے کے لیے بے قرار تھے خدا جانے یہ بے  
قرارتی کب ختم ہوگی رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو  
موصوم صیام کی پابندی کے ساتھ نماز میں اپنا پیار  
مانگنے لگے۔

ہم میں یہ طے شدہ پروگرام کے مطابق  
عید الفطر کے روزے جو کہ محض اپنا پیار پانے کی  
نیت سے رکھے اور خوب گز گزرا کے خدا سے اپنا

جون 2015

جواب عرض 142

کہاں تم کہاں ہم

Scanned By Amir

پیار مانگا خدا ہماری اس خطا کو معاف فرمائے  
 کیونکہ ہماری نیت میں نطور تھا ان دعاؤں سے  
 اب اپنے پیار سے کے علاوہ کچھ بھی نہیں مانگنے کا  
 ہمارے پاس اذھتک نہ تھا ہر وقت ہمارے دل  
 سے اپنی محبت کی سلامتی کی دعا لگتی اور کچھ بھی نہیں  
 مانگا جاسکتا اور انہیں دعاؤں کے کارن ہمیں نوے  
 فیصد یقین ہو گیا کہ خدا ہمیں ضرور ایک کرے گا  
 مگر کیسے۔ اس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں  
 تھا ہاں خدا کے ہاں ہر ضرور ہے اندھیر نہیں رحمت  
 خداوندی سے کئی مایوس نہیں ہونا چاہئے وہ سب  
 کے داؤوں سے خوب واقف ہے اور وہ جو کرتا ہے  
 بہتر کرتا ہے۔

آسنا تو کہنے لگی۔  
 میرے ساجن تمہیں آنا ہوگا اور اب بھی آنا  
 ہے اور میری شادی پر بھی آنا ہوگا۔  
 اس کی شادی والی دعوت تو میرے لیے  
 آزمائش بن گئی تو میری جان اب کی بار تو مس  
 بہت جلد ملنے آ جاؤں گا مگر تمہاری شادی پر ہنسا  
 کیسے آسکتا ہوں تم جس کی غیر کی ڈون میں بیٹھو  
 تو میں یہ سب کیسے برداشت کروں گا ہاں البتہ ا  
 یہی چاہتی ہو کہ میں تمہاری شادی پر آؤں تو میں  
 ضرور آؤں گا لیکن وہاں سے میری واپسی میرے  
 میت ہوگی میں یہی آسنے میں جیتے ہی نہیں آسکتا  
 کیونکہ میرا دل بہت کمزور ہے اور نوٹ کر تو باکل  
 ریز اور بڑا ہو گیا ہے اور یہ سب سبب کے قابل نہیں  
 ہے۔

رکھیں گے ہم تجھے دل کی دنیا میں بسا کر  
 چھوڑیں گے نہ تجھے بھی ہم اپنا بنا کر  
 یہ عمر بڑا دل ہے تیرے پیار میں  
 ہر خواہش بھلا دین گے ہم تجھے پائے  
 وقت گزرتا گیا شام میری جان نے تیج کیا  
 آ جا کہ ابھی شب کا موسم نہیں گزرا  
 آ جا کہ اس شہر میں اب تیری ہی ہے  
 تیرے نام سے تو کہہ رہے دل کی دنیا  
 تیری دیدن خاطر تو آنکھیں ترن رہی ہیں  
 اس شہر کو بڑھ کر میں آج گیا میری جان کو  
 شدت سے میری ہی ہوئی اب وہاں کہیں سے  
 وہاں تو میرا پورا خاندان آباد ہے کوئی بھی مجھے دیکھ  
 سکتا ہے پھر میری جان پر قید و بند اور موہاں  
 پا بندی لگ جانی پھر ٹائم کیسے گزارے گا سو اپنی  
 طرف سے ایک رات ملاقات کا نام مقرر کیا پھر  
 اپنی جان کو بتایا تو اس نے انکار کر دیا کہ رات کو خیر  
 سے باہر نہیں نکل سکتی اور دن کو میں وہاں نہیں پہنچ  
 سکتی تو اپنی جان سے معذرت کرنی کہ میں نہیں

ادھر زندگی کا جن زواٹھے گا  
 ادھر زندگی تیری دلہن بنے گی  
 یا تب میرے دل سے یہی صدا نکلتی گی  
 سدا میری جان صدا نہ کرے  
 آج کے بعد نہ ہی سائل بن داسن  
 پھیلائیے گے ہم  
 رو میں گے بیچھ تار کیوں میں  
 اب نہ الفت کے دیپ جلا میں گے ہم  
 دلبر دل روتا ہے ساتھ مقدروں کے  
 اور قسمت کیا اپنی آزما میں گے ہم  
 تڑپ تڑپ کر دلبر دے دوں گا جان اپنی  
 تیرنی چوکھٹ پہ مرا اتنا کرا میں گے ہم  
 ہاں ایک ڈٹ پونہو ہمار کا گیت میرے ذہن  
 میں جھول رہا تھا۔  
 چڑھ کے چوکی سے وجہن کے غسل کینا  
 نینوں تخت سے رکھ نہلا یا گیا

لیے ہی تو بنایا ہے کہاں میری جان کی ڈولی اٹھنے  
کے الفاظ اور کہاں آج اس کے لبوں سے اس کی  
میت اٹھنے کے الفاظ یہ وقت کی تڑپ چال ہے جو  
انسان کو نہ ادھر کا چھوڑتی ہے اور نہ ادھر کا!

وہ کسی اور کی ہوگی تو قیامت ہوگی

پھر نہ کسی کو کسی سے محبت ہوگی

اسے کوئی اور دیکھے گو اور وہ نہیں مجھے

اس سے بڑھ کر کسی سے الفت ہوگی

یا خدا کسی اور نہ ہونے دینا میری دنیا کو

میرے مولا عمر پھر پھر یہ شکایت ہوگی

ایف شام تباہی کے عالم میں بٹھا ہے دل

اور دماغ ہے اپنی الفت سے تعلق پوچھنے لگا نہیں

عشق اور عقل کا موازنہ کرنے لگا تو دماغ کہنے لگا

کہ یوں شہرہ شکر دل کہنے لگا بی خون جگر دماغ

کہنے لگا تخت شاہانہ طے دل نہیں لگا ویرانہ طے سہ

ویرانی میں دل کی کتاب کھولی اور دماغ سے پوچھا

تو دماغ کہنے لگا اے نادان جب تیری زندگی

تیری محبت تیری دنیا کسی اور کے نام منسوب ہو چکی

سے تو تو کیوں اس کی برابری نہ تھا! ہوا ہے اسے

چھوڑ کیوں نہیں دینا اسے اپنا منتقل کیوں نہیں

سوچنے دیتا کیا اسے بر باد کر کے تجھے سکون ہے گا

اس کی زندگی میں عمل دخل کرنا چھوڑ دے میں

نوٹ کر پھر نے لگا تو سل نے میرا سانچہ دیا۔

پاگل تو کیوں نوٹ رہا ہے کیوں پھر رہا ہے

دو تو شخص دنیا کی نظروں میں کسی کے نام سے

منسوب ہوئی ہے حقیقت میں خدا سے تیرے نام

سے منسوب کرے گا تجھے اپنی محبت اور میری

چاہت پر یقین ہونا چاہئے اہ کے۔

یہ دل یہ لکھا نام ہے ابن کوئی ریت پہ لکھا

نہیں

اس نوں گئے فی رنگ بھر گئے جوزے

میںوں کفن سفید پوایا گیا

ادھر جیاں شادمانیاں تے محفلاں

ادھر لاله وادو رو پکایا گیا

بویا دھماں نام اٹھی بارات اس دی

میں دیوانے واجنازہ اٹھایا گیا

جس قاضی نے پڑھیا نکاح اس دا

اہو میرا واما م بنایا گیا

اس نونواں گھر تے یار ملیا

میرا گورکھ کانا بنایا گیا

دلبر جان ہوتی سے پتہ اسے چلپا

او جان تو پیارا محبوب نہیں بنایا گیا

اگر میری جان میرے دل کی یہ صدا میں سننا

یا بہتی ہو تو پھر مجھے بے شک اپنی میرج پر انوائف

دینی رہو اپنی جان قربان کرنے آ جاؤں گا لیکن

ہا میری جان کی زبان مبارک کرے جو اپنے

بار سے نہیں لگی۔

میرے ساجن ابھی تو تم مجھے ملنے آؤ گے

بند میری شادمانی پر لگتے نیلے میں تمہارے نام میں

بندی لگا کر تمہارا دیت کروں گی۔ خدا تمہاری

مدد میں سنے گی نوبت ہی نہیں اے تم میرے

پتے دیوانے اور مجھے ساتھ لے جانا کسی اور کی

دلی میں جینے سے پہلے میری میت کیوں نہ

کٹائی جائے۔

میرے دوستو نسکی یوں پالنا پٹنا ہے وہ بھی

دلی وقت تھا بس میری جان نے کہا تھا میرے

اجن ہاں میں تمہاری ہوں اور تمہاری ہی رہوں

ن اسے ہاتھوں میں تمہارے نام کی بندھی

باندھی گی تمہارے ساتھ تمہاری زندگی بن کر

اہوں گی بنانے والے نے مجھے صرف تمہارے

سب ہوتے ہیں جدا کر سکتی تھی انسان سے  
بس کچھ کا نہیں

دل کی باتوں سے تنگہ پڑ سکی، دوتی اور  
خاطر ہوا اور دہائی کی نرانی میں ہمیت ہمیشہ وہاں  
نی ہوتی ہے اپنی خوشی اور نرنے کے بقرہ میر  
آئی اور میں کھڑے چھٹی کے مرچائے نکاراستے میں  
گاز کی میں لگا پکا کا ایہ کھچے بہت پیچھے سے آیا۔

آج پرانی رازوں پر پوری جگہ آواز دے  
گولے کے یہ بولتے تھے میرا دل گہرائی کی  
طرف حیران ہونے لگا گویا کچھ جاننے کے

بچانے اور چاہتوں کے کھوپڑی کی طرف ہی چلا جاؤں  
لیکن چہرہ ہاؤں بعد مہمان میں میرے دستوں  
شادی تھی اس لیے خود دہانے رکھا کہ شادی پر  
چاہوں گا اور نیو بہت سے ملاقات تھی ہو چائے کی  
لیکن اپنے دل کی کسی دہائیوں میں بھی اس نہیں  
تک رہا تو وقت نہ رہے گا نہ سنبھالے رہا تھا

کہاؤں میں میری اور شاہد اب کھینچیں اور ہمیت ندیاں  
ناتے دہا پکھتے بھی اچھا لگے جو مو سنی مرتے  
موتے تو وہاں بھی کیا بس مجھ پر بھی تھی میں

طرف میرے تہہ ہاتھ کے مارے خوشی کے بنا  
جان ہورہ تھا آشرہ و پلندہ کی اسٹیشن سے گزری  
جگہ لیتی دوتی اور یان طرف کے کئی نور تھی سب

بوری حلقوں کے دل میں اپنی بہت کی ٹکڑی میں  
تھا ہورہی اپنی بہت سے انکھوں کے سامنے پڑا  
پھٹا اپنی انکھوں پر پھینکی نہیں ہورہا تھا۔

آج تقدیر میں لکھا ہوا یاد بہت  
سہانے ذرا تھک سہاڑوں سے جس کا تھکا تھکا بہت  
اس میں ہمیشہ و ہمیت کا تھا اندازا کا نزال

اس قدر جان میں سے آج ہوا یاد بہت  
ہار تو تھی ہی جگہ اپنی قسمت پر لیکن

خاموشی سے تیرا اب آنکھیں تھی اٹکلہا بہت  
سے عزیز دقتوں سے ماہر نہیں کیا فریش نہ  
کرتا یوں میں کھوئے چلا گیا کمرہ واپس آیا تو کھوپڑی  
کے ہاتھوں کا بنا ہوا جس پر میرا ہاتھ تھا دل کے تھی  
میرے ہاتھ اپنی ہاتھوں کا بنا ہوا قسمت میں کھوپڑی  
دینا گمراہی کا وہ نہ ہونے کی وجہ سے کھوپڑی سے سب  
ہی سولے کے تو میں بھی ہاتھ سولے انگارے بھر  
نہ کی کھینچیں تھی لیکن اب سولے کا وقت کہاں تھا  
میرے قریب تو آؤ بہت لڑکس ہوں میں

آج اتنے کوس کے پیادہ بہت اداس ہوں میں  
سنا سنے محبوب کی عمر میں میں خوشیوں ہی خوشیوں میں  
نہیں لیکن تو اتنا دہشت اداس ہوں میں

شام ہوں تھی نہ جاننے کی پیچھے سے اسن پانوں  
کون پیار بہت تو کون کون بہت اداس ہوں میں  
دور دور کھینچے بہت تھکن کی تھپائی تھی وہاں تھی

سج تیرے پاس ہوں میں جگہ آزمائوں  
بہت اداس ہوں میں سارے آپ سونے زونے  
تھے اور میں سب مرے کے موقع مل گیا وہ کھینچے

ملاقات تھی علم دل کی پیار تھی اور محبت  
میں تھی اس کی پیار تھی تھی اس کے بعد پھر  
تھی وہاں تھی اور میں کئے پھر رات گیارہ بجے

سے پار دیکھے تک کا وقت پڑ ملاقات میں ہی گزرا  
اس ملاقاتوں میں کافی کھینچے پائی اپنے پیار کے  
ہاتھوں میں ہاتھ دانا اور اسے نینے سے اٹکا دیکھے

ایسا مدد خوش مرانے گا کہ میں اپنے ارد گرد کے  
ملاقات سے باگل دیکھا نہ ہو جانتا اور کئی بار تو  
ہمارے سامنے آجاتا کمر خدا تھی ہمیں آج تک

پہلے رکھا اب میں ہار بھی اور اس وقت سے پہلے  
تھی میری جان اسے دینے تھی اور خدا کی ذات  
نہارے حیران پر پردہ والی دیتی دگر نہ سب کی

ہمارے ملاقاتوں والی رہنمائی کی جی چھٹی ہوئی  
 اب کی بار مجھے میری جان کی سب سے دلکش ادا جو  
 مجھے بہت پسند آئی لیکن اس کا اظہار میں نے ابھی  
 تک نہیں کیا اور آج دوبارہ عرض کے ذریعے اسے  
 بتانا چاہتا ہوں کہ میری جان کی سادگی کا عالم مجھے  
 بہت پسند آیا آئی لائق مانی اور میری جان کا قدرتی  
 حسن و چھوڑ دیا یوں لگتا تھا کہ جیسے چاند کو دیکھ کر  
 ہوں اس کو سینے سے لگا کر اس کے بدن کی مہبتی  
 ہوتی خوشبو سے اپنے دل کو باغ باغ کرتا رہا آئی لو  
 یو میری جان تم میرے لیے ہمیشہ اپنی سادگی میں  
 رہنا اور میں تجھے اپنی چاند کے روپ میں دیکھتا  
 رہوں گا اور اپنی چاندی دہن بنا کر تجھے لے آؤں  
 گا آج تیسرے دن میرے فریضہ کی شادی تھی  
 اس لیے ایک رات بیدار دور دورہ ہو کر یہ جدائی  
 برداشت کر رہا مگر فریب جا کر گھٹی یہی جدائی  
 جیسے برداشت ہوتی نظر مجھ پر نہیں انسان سب  
 چھ برداشت کرتا ہے شادی کی تمہا بھی تو اپنی جد  
 تجھے میری جان کی یاد ستائے جا رہی تھی رات تو  
 مشکل سے سہی اور میں سو رہے ہی اپنی جان  
 کے گھر کی طرف چل دیا میں گھنوں کا یہ سفر ختم  
 ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا جب گھر پہنچا تو  
 دیکھا گھر میں تو میری جان جان ایلی تھی باقی گھر  
 والے ابھر ابھر اپنے اپنے کاموں میں نکلے  
 ہوئے تھے پھر ملاقات میں اور تمہاری کے گھر میں دو  
 گھنٹے گزار گئے اور وقت کا پتا ہی نہیں چلا اس  
 دوران اپنی جان کے لیے چھ گھنٹے نے آیا تھا جو  
 اسے پہنا یا تو۔

مسن کا کھلنا ہوا پھول بنے قدروں کے ہاتھ  
 میں چاہت کے اصولوں کو دھوئی منی دیوانوں کی  
 دل کے نازک جہازوں پر ران بنے سونے چاندنی

کا یہ دنیا کیا کیا قیمت اسے گئی سادہ دل انسانوں  
 کی آج تیسری رات ہمارے لیے ملاقات کی  
 آخری رات تھی کیونکہ کل مجھے لوت کر جانا تھا ڈیلی  
 روٹین کے مطابق رات نوا کھنے والے اور ہسٹری  
 گئے رات تو جیسے تیسے کالی پھر ابھر طلوع سورج اور  
 ابھر آنکھوں کی برداشت آج اپنے مطلب کی  
 خاطر صبح سویرے ہی اٹھا اور ڈھشت کر کے کھیتوں کی  
 طرف چلا گیا اور اس وقت نور واپس آیا بس گھر  
 والے سارے اپنے کاموں میں مصروف تھے اور  
 میرا پیار اکیلا ہی گھر میں تھا اپنی آخری ملاقات  
 کے لمحات تھے یہ دنوں کو نیت میں ہی گھر سے اٹھنا  
 تھا مگر اس ملاقات کی نہ طر ابھی تک آ نہیں سکا تھا  
 اس دو دن ہم ہندو گھر کے میں ہم ہمہ پیار کثرت  
 کی باتوں میں میں تھے میری جان نے بہت قیمتی  
 گفت بھی دیا جیسے میں نے گھر چھوڑنے سے لگانے  
 برداشت کی تو بس میری اجڑی ہوئی محبت کی  
 نشانی ہے۔

وقت گزارتا گیا اور تب بوش آیا جب میری  
 جان کی ماں نے بیرونی کینٹ کھانا پامیل دیوار  
 پھلانگ کر چلا گیا اور چھوڑ دیا بعد واپس آ کر اپنا  
 سا ہنسنے باندھنا شروع کر دیا لیکن مجھ پر یہاں  
 رہی تھی کہ میں جانوں یا میرا خدایا نے نہہ حال۔  
 دنیا میں خوشی کے ساتھ ہزاروں گھر بھی ہوتے ہیں  
 جہاں خالق ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں  
 اس طرح جہاں خانا نصیب ہو وہاں دلچسپ  
 بھی تو ہوتا ہے یعنی مانا پختہ ہونے کی تو ادا اور مزہ  
 ہیں دیکھو دیکھو گھر میں محبوب کے ہاتھ کا کھانا بھی  
 نہ کھا رہا۔

میری حسرت ناکا سر سے جل جاتے ہیں  
 ہم پندروں کی طرف شام سے جھل جاتے ہیں

جب بھی آتا ہے میرا نام اس کے نام کے ساتھ  
 جانے کیوں لوگ میرے نام سے بل جاتے ہیں  
 تو وہ روی تو تمہیں شیوہ ارباب وفا  
 جن کو جہاں ہو وہ آرام سے بل جاتے ہیں  
 اس سے پہلے تو ہر جدائی کے وقت ہم دونوں  
 تہجہ دیر تنہائی میں مل کر ایک دوسرے کو الوداع  
 کہتے رہے مگر آج یہ کیسا امتحان تھا کہ باوجود کوشش  
 کے بھی ہم تنہا مل نہ پائے جس کی وجہ دوسرے  
 لوگوں مشکوک نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہے تھے  
 میں نے بہت نال منوں کی شاید کوئی موقع مل سیکے  
 مگر بے سوچے سمجھے اس بات کی خوشی ہو رہی تھی  
 کہ میرا پیار میرے انہوں میں سے ہے اس نے  
 اتنے نہ چاہتے ہوتے بھی اس سے ملاقات ہوئی  
 جانی بظاہر تو انہوں نے رشتے کی بنا پر ملتے ہیں مگر  
 حقیقت میں اس کا رشتہ نبھا لیتے ہیں اور سدا یوں  
 ہماری محبت اور ہماری ملاقاتیں قائم و دائم رہتی وہ  
 میری تہ بھی ہو اور میری ہی رہے گی میری زندگی  
 اس کے نام ہے اس کے بنا میرا کوئی دوسرا سہمی  
 نہیں یہ چند روزہ زندگی اس کی یادوں کے  
 ہمارے مزاد وہی تھا۔۔۔

کب نکلا ہے کوئی اس کے چمن سے جانم  
 اس نگلی کا تو دوسرا راستہ ہی نہیں ہے  
 آجوں ستیلیوں اور آنسوؤں کی گھاٹوں میں  
 اپنی جان کو چھوڑ کر میں الوداع ہونے لگا تھا جانی  
 لوگوں کے ساتھ میری جان بھی گئی ہے پتے  
 الوداع کہتے آئی اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کا  
 سمندر صاف دیکھنی دے رہا تھا میں بھی اشکبار  
 آنکھوں کے ساتھ تھکے نکل آیا لیکن اس بار۔۔۔

ادھر پھول پریم کے گلے رہے تھے  
 ادھر زندگی کا پھول مر جہا رہا تھا

دھر زندگی کی ماٹھی، عا میرا مل گئی تھی  
 ادھر زندگی سے کوئی گھبرا رہا تھا  
 لیوں یہ قسم تھی ادھر گھبرائے  
 ادھر کوئی اشک بہا رہا تھا  
 تھی قیامت بڑی اس وقت جانی لو  
 جب پتھر کوئی کسی سے جا رہا تھا  
 تیرا جانا تیرے مت سے مجھے تھا  
 تجھے جانا تھا تیری مجھ پر تھی یہ  
 یہ تھا بس میں ہمارے رونا  
 ورنہ کوشش تو میری پوری تھی یہ  
 ہٹکایا تمہیں آتما میں خوش تھے تب  
 نظر آئی جو انزل کی دوری تھی یہ  
 لوٹ کر تب میرے دلبر تو آئے  
 اس سے بات آئی تو پوچھنی تیرے پوری تھی یہ

گھر سے نکلتے ہی آنسوؤں کی مانند برسنا  
 شروں ہو گئے گاڑی میں بھی آنسوؤں کا نام نہیں  
 لے رہے تھے اس واپسی پر برسوں کی مانی سنت  
 بھی پورنی تیری مانی یہ وہیں رہا تھا کے ہر پار کا  
 چلر لگایا اور وہ پتھر پر لوگوں کو بوجھ کا تھا تب خوش  
 سپوں میں منہ دفن تھے میں وہاں ہی بھر کر اشک  
 بہا رہا تھا وہاں تو میں ہاتھ مضموم بچوں کی صورت  
 میں رو رہا تھا لوگ میری ان گھنٹوں کی صورتوں کا  
 تماشا دیکھتے رہے۔۔۔ خوش تب آیا ہو پائل فون کی  
 کھنٹی لگی نہیں پتھکا تو سنبھل گیا ہر بہر جان من کا  
 نکلے تھا خوب ننگلی سے رونے دھونے کے بعد  
 دل کا دھجکا کاٹنا مانا ہو چکا تھا پھر جان سے بات کی  
 پھر مجھے بہت سنی ہوتی تب اپنے دائرے میں بائیں  
 نظر دہرائی تو شام کا اندھیرا تب کا پھیل چکا تھا  
 جب باہر نکلا تو معلوم ہوا اب سوارق کے لیے تو  
 کوئی چیز نہیں مل سکتی سو پیدل چلنا شروع کر دیا



جائے وقت تو پہلو ہوش نہ تھا واپسی پر اندازہ نہ دیا یہ  
 در بدر جھٹک سے نزدیکی ہی بے کمر بنے ویران  
 ہوا کہ اس کے بعد اپنی منزل کی طرف نہیں نکلا  
 بیگی ہماری آخری ملاقات ہوئی اس کے بعد اب  
 نجانے کب ہماری ملاقات ہوگی اس جدائی کے  
 ساتھ یہی نہیں خیالی آیا ہیوں نہ اپنی داستان  
 اغت قاپ لوگوں کو شیخہ زمر کے اور آپ کا زمین  
 کی رائے کا بھی لئے نہیں۔ محبت کرنے والوں  
 کے انوکھے تھیل ہوتے ہیں نتیجہ جب بھی نکلتا ہے  
 تو عاشق تھیل ہوتے ہیں اپنے عشق تو ہوتے ہی  
 تھیل اپنی محبت میں رسوائی اور درد پر کی تھوڑی  
 کے ہوا مگر بنی نیا وہی خوش قسمت لوگ ہیں جو ان  
 امتحان میں کامیاب ہو جائیں محبت کی ناکان بھی  
 انسان بہت عظیم بنا دیتی ہے محبت تو محبت ہوتی  
 ہے محبت ہی ہوتی چاہے نہ ہو محبت نہیں محبت ہی  
 شادی ہوا اگر محبت ہی چاہتے ہیں شادی ہوتی  
 ہوا آق یہ بے برا گھاسی بھی ہے یہیں قریب جیتے  
 ہی ایک ہوتے۔ خدا ہماری محبت کو سلامت  
 رکھے ہمیشہ خوش و خرم رہے ہے کب ہم جیتے ہی  
 ایک نہ ہوا ہے محبت سلامت رہتے اگر سر  
 ایک ہونے جائیں گے سر کبھی نہ ہو سکے تو گل  
 قیامت کے روز خدا نہیں ضرور ایک روز کا۔

ماہ آگے تقدیر کا ٹھیکہ ہے نکل ہیسنہ  
 میرا ایمان سے ہونا دل میں اثر ہوتا ہے  
 میں اس دماغوں کا خدا سے دعویٰ کی حد تک  
 جس جہ خدا سے بدلتا ہے تو امر ہوتا ہے  
 محبت انکانوں سے ہرے دل میں اترتی  
 ہے اور دل کی برفضا بدل دیتی ہے ہمارے سبب جو  
 نظر ہر ہوش اور ہر کیفیت کے کئی بدل دیتی ہے  
 ایک نیا احساس دکھائی ہے پنہوں کے خوش رنگ

اپنی خوشبود سے پتہ اور سوا ہنر و ادب میں ترادیت بخش  
 ہو جاتا ہے سہا درت کی سختی کی ہون اور محبت کی  
 سنا جہاں ہوتے ہیں ایک رنگ دیتی ہے۔ پھر سہا درت کی  
 سنا میں ہونے سے پارش کا روپ ہوا ہونگی جب  
 اور یہ پارش ہونے سے پارش کا روپ ہوا ہونگی جب  
 نہیں پر اس انسان ہونے سے پارش کا روپ ہوا ہونگی جب  
 سمیٹتی ہیں اور کئی ایک نظر ہر ہونے کے لیے  
 زندہ ہونے جانے سے پارش کا روپ ہوا ہونگی جب  
 محبت سے محبت ایک جگہ کی وہ ہے جس میں پنہنا  
 انسان ہر ہونے کے لیے تیار رہتا ہے اور ہونگی جب  
 دینا کی ہونے سے پارش کا روپ ہوا ہونگی جب  
 ہوتے اور کئی محبتوں میں ہونے سے پارش کا روپ ہوا ہونگی جب  
 محبت اپنے تئیں اس طرح کی طرح ہونے سے پارش کا روپ ہوا ہونگی جب  
 ہوتی ہے۔

محبت ایک شہرا ہند ہے جس میں انسان  
 ہونے سے پارش کا روپ ہونا ہے پھر ہونا اس سے  
 لیے مشکل ہو جاتا ہے کبھی نہیں ہونا تو پہنچتا ہے  
 کبھی مشکل کی نہات ہے سے ہونے سے اس صحن  
 عمر پھر ہونے سے پارش کا روپ ہونا ہے۔

اپنے ہونے اور کئی محبتوں میں ہونے سے پارش کا روپ ہونا ہے۔  
 تیرے ہی ہونے سے پارش کا روپ ہونا ہے۔  
 تو نہیں ہونے میں یہ رکھنا ہے  
 جو میں زندہ ہوں تو قیامت یہ پیڑ ہے تیرا  
 اور نہ ان ہونے سے جان میں یہ رکھنا ہے  
 یہ ہے پھر کے تو سمجھتے ہیں پھینکے گئے  
 زندوں سے پارش کا روپ ہونا ہے پارش کا روپ ہونا ہے  
 رہنے سے پارش کا روپ ہونا ہے پارش کا روپ ہونا ہے  
 خوش نہیں رہ سکتی اگر محبت ہوتا تو میری چلتی سہا درت  
 تیرے نام غدا ہونے سے پارش کا روپ ہونا ہے  
 آنکھوں میں بھی آنے سے پارش کا روپ ہونا ہے

جب وہ لگائی ہے میرے سینے سے چاہے میرا چہرہ  
 ٹوٹی ہوئی سانس بھی پیچھے ہیں گونجیں جانی سے  
 اپنی داستان تم تو کل ایسی اس موز پر اتر  
 اختتام پزیر کرتا ہوں اور آخری ایک نزل سے  
 ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

محبت کی نہیں جاتی محبت ہوتی جاتی ہے  
 دل پاگل کسے و کس کی ضرورت ہوتی جانی سے  
 جسے انسان جھوٹے بھی مگر بھول نہیں پاتے  
 ایسے چاند سے چہرے کی حسرت ہوتی جانی ہے  
 زمانہ اڑکھ کر سے مائش ہمارا کچھ نہیں بھرتا  
 زمانے سے ان سازشوں پہ نغمت ہوتی جانی ہے  
 کبھی بولھنا بھی مٹا، محبت کا دستور ہے یہ  
 محبت میں ان دنیا کا شکایت ہوتی جانی ہے  
 کبھی بکھرنی بھی سمنی ہماری داستان انفت  
 لیکن اہل دل و انہوں کو یوں قربت ہوئی جاتی ہے

ان دنوں میں اپنے ایک استاد محترم رومیہ رحید احمد  
 خان کے ذہن اڑتا جو گما کرتے تھے کہ انگری کے پیچھے  
 دوڑنا اعلیٰ انسانوں کا شیوہ نہیں بقول ان کے صرف  
 بھوکے کتے سر جھکائے دم دبائے بڑیوں کی تلاش میں  
 گلیوں کا کوڑا کرکٹ سوچتے پھرتے ہیں شاہین فی نظر بیٹھ  
 بند ہوتی ہے وہ بھوکا بھی ہو تو مردار نہیں جھکتا۔ وہ فریلا  
 کرتے تھے انسان کی عظمت عمدہ سے میں نہیں اس کے  
 علم میں ہوتی ہے لہذا ظلم پر جو علم پڑھاؤ سر بلند رکھو کسی  
 بڑی کے لئے مت سر جھکاؤ ان کے وعظ کا وہ سراسر چہ  
 ہوتا تھا کہ اگر انسان کا بنیادی مقصد حصول سیرت ہے تو  
 سیرت کے چمٹے انسان کے باہر نہیں اس کے اندر ہوتے  
 ہیں وہ کہا کرتے تھے دنیا کا بڑے سے بڑا عمدہ بھی تمہیں  
 خوشی نہیں دے سکتا تو تنگ خوشی کے سرچشمے تمہارے  
 اندر سے نہ پھولیں بقول ان کے جو خوشی ایک اعلیٰ بول  
 ایک عمدہ نظم یا ایک اچھی نزل پڑھ کر یا لکھ کر حاصل ہو  
 سکتی ہے وہ اعلیٰ عمدہ یہ ارہیں کر نہیں ہو سکتی۔  
 شہد علی رانا ایلیرڈا گانہ کراچی

میں تیرے زخموں پر ایسے مجھ لگاؤں جس خدا سے  
 میری ہی دعا ہے کہ خدا تجھے زمانے ہماری ٹوٹیاں  
 نصیب فرمائے سدا سستی رہو پھولوں کی طرح  
 ہو کئی رہو چند تاروں کی طرح جھمکائی رہو  
 کیوں کی طرح ابدانی رہو۔

تیری اک دعا کے واسطے  
 میری اک التجا کے واسطے  
 ہاتھ اٹھے ہیں سوال کو  
 تجھے رب بھی نہ پہنچا دے  
 تجھے رب بھی نہ زوال دے  
 تیری سب ہڈیاں ہو گالی دے  
 تیری ہڈی کو سنوار دے  
 تجھے ایسا حسن و جمال دے  
 میری رب سے ہے یہی التجا  
 اپنی دستوں کے جی ٹھاب  
 وہ تیری جھول میں زوال دے

قارین تمام سے میری التماس ہے پلیز  
 ہمارے لیے نیچے دل سے دعا کرنا کہ خدا مجھے میرا  
 پیار میری کھوئی ہوئی محبت مجھے لوٹا دے جسے میں  
 نے اپنا بنا کر بھی نہیں ہوں لوٹا دیا ہے اور وہ جلد سے  
 جلد شادی کے چہرے میں ہیں اور میں اپنی  
 آنکھوں سے اس چاند سے کھنڑے تو کیے تی اور کہ  
 ہوتے دلیہ سکتا ہوں۔

اشل گرتے ہیں میری سانس سنبھل جاتی ہے  
 اس کے اک درد نیا شام نکل جانی ہے  
 اس کو دیکھوں تو میرے درد کو مٹا سکوں  
 اس سے پچھراں تو میری جان نکل جاتی ہے  
 درد ہدائی مٹاتا سے بول نشان آستی  
 زخم نہرتا نہیں جان تمنا کی جدائی نہ  
 پھر اس کی جدائی نیا درد اگل جاتی ہے

# پیار کا سراب

- - تحریر - فلک زاہد - لاہور - قسط نمبر ۱۲ -

شہزادہ بھائی - اسلام پورہ میٹرو - امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔  
پیار کا سراب کی چوتھی قسط کے ساتھ ساتھ خدمت ہوں میں تمام قارئین کو شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ  
جنہوں نے میری کہانی پیار کو سراب کو سراہا۔ اور مجھے مزید لکھنے کو کہہ جس میں انکا، اندازان کے لیے کچھ نئی کہانیاں  
فطوریہ سے لکھنے بہت ہی اہم سمجھتا جا رہا ہے۔ اور میرے اندر لکھنے کا جذبہ مزید ابھرتا جا رہا ہے۔ بس آپ  
میرے کہانی کے بارے میں لکھتے ہاتے جائیں کہ میرا قلم کہاں پہنچتا ہے اور کہاں پہنچنا چاہتا ہے لکھتے  
انیک کی رائے کو شدت سے نظر کرنے کا۔

اور وہ جواب عرض کی پائی وہ نظر لکھتے ہونے میں نے اس نثر کی میں شہزادہ کو تمام نوروں بقدمات کے نام  
تبریل کر دیتے ہیں تاکہ کسی کی دل چاہی نہ ہو اور مطابقت بخش لکھتے ہوں کہ اور دیا رہتا ہے۔ اور لکھنے  
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا لکھتے ہیں آپ کو لکھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اے بی بی نے بدیداریاں کو دکھاتے ہوئے کہا۔  
نیا بات ہے کیوں اتنا شور مچا رہی ہو  
کیوں جانا ہے  
شاکہ نے یہاں ہی کہتے ہوئے جاوید سے  
ار پروا ہی سے کہا اور وہ بارہنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ  
لیا۔ سچ کے آنکھ ہی جیسے تھے نجانے کہاں چلی ہے  
انہیں نہ جا سرات واپس لے کر تھیں بی بی  
نے انہیں زور سے بلاتے ہوئے کہا۔  
عظیمی بی بی اب کہاں پیپ ہونے والی تھی  
اور اس بات کا اندازہ جاوید حیات کو تھی اس وجہ  
سے وہ اندر میں چھوڑا ہوا ہے ہوئے انھیں ملے۔  
اسے جی نیا کہا آپ نے عظیمی بی بی سے غور  
سے جاوید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
نہیں کچھ نہیں جاوید نے نائنٹ کا ڈان کی نرہ

کھولتے ہوئے کہو۔  
پہلو تو کہا آپ نے عظیمی بی بی نے اسرار کہا  
کہا نہ کچھ۔۔۔ میں پتھریوں جاوید ہندی سے  
کہہ کر نرہ سے وہ ہر کتنے انہوں نے باز رہ  
پہلے وہ نہ فرشتہ نرہ کے ورے میں پوچھا عظیمی بی  
بی کہاں آئیں۔

یہاں تک کہ ایک بی بی جاتا ہے جس کی پہلے سے  
بنا جاوید حیات کے سب سواں دوسری خادمہ سے  
یہ تو اس نے کہا۔

مانگ بی بی جی تھی کہ دوست کے ساتھ آئیں  
جا رہی ہیں جلد کا پتہ نہیں بتا رہی ہوں نے۔  
سچ کتنے بچے گئی جاوید نے خادمہ سے  
سوال کیا۔

بی بی تو سچ سات بچے ہی نکل گئی تھیں بغیر  
ناشتہ سے لگتا ہے جلدی میں تھیں انہوں نے مجھ  
سے کہا کہ میں آپ کو بتاؤں کہ فکر نہ کریں وہ



Scanned By Amir



سے وہی سکون مل رہا تھا وہ خود بخود نیلی کی سب سے خوش نصیب لڑکی محسوس کر رہی تھی۔

اے جی ایک بات کہوں۔۔۔ اعظمی بی بی نے فیملی پر لکھا، نااشتہ رکھتے ہوئے کہا۔  
 ہاں کہو یہ۔۔۔ جاوید نے کرسی چھین کر بیٹھ گئے  
 ناٹوم بیٹیم بھی آگئیں۔

مجھے تو لگتا ہے کہ زیادہ بورجوا کریمیں بھول  
 ہی گیا ہے نہ کوئی فون نہ کوئی خط اور نہ ہی اسے تو  
 اس نے ویک اینڈ پر بھی آنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔ اعظمی  
 بی بی نے انہوں نے ساتھ کہا۔

اعظمی بی بی کے ایسا کہنے پر جاوید حیات  
 کے بننے لگے کہا۔ اعظمی بی بی اور ناٹوم بیٹیم انہیں  
 حیرت سے دیکھنے لگے اتنے میں ہی اعظمی بی بی  
 کی آنکھوں پر فری سے ہاتھ رکھ دینے اعظمی بی بی  
 نے سب کو دیکھا انہوں کا مس کا جائزہ لینا چاہا مگر جیسے  
 ہی ان کے ہاتھ ان ہاتھوں پر آئے انکی خوشی کا  
 کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا اور ان کے منہ سے بے  
 اختیار نکل آیا۔

زیادہ تو۔۔۔ تو کب آپ نے جاوید نے اعظمی بی بی  
 کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹا لینے اور مسکراتے ہوئے  
 کہا۔

انہی۔۔۔ میری ماں ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنی  
 بی بی کی ماں کو بھول جاؤں۔ اعظمی بی بی نے زیادہ کو  
 اپنے سینے سے لگا لیا اور ایک بار چھری کی ٹسٹا  
 جاگ اٹھی انہوں نے جینے کو بہت پیار کیا اس کا  
 ہاتھ جو مازاہد نے اپنی ماں کے گال پر مجوسہ کیا۔  
 اعظمی بی بی نے ملنے کے بعد زیادہ اپنے باپ جاوید  
 حیات کی طرف دیکھا باپ اور بیٹے نے ایک  
 دوسرے کے ساتھ نہایت ہی پر جوش انداز

جہد کی آواز میں کی جاوید نے جواب دیا۔  
 اس کٹی کے ساتھ ہی ہے وہ۔۔۔ وہ لڑکی  
 یہاں آئی ہوئی اس بار اعظمی بی بی نے سوال کیا  
 نہیں، لیکن شام کی بی بی خود نکلیں گے ساتھ  
 ان پہلی کے ٹکڑے کی ہوگی کیونکہ یہاں تو کوئی نہیں  
 آیا اور گھر سے نکلتے وقت بھی وہ ایل بی سی  
 جاوید نے ہر پا کہا۔

اب بھی کیا ہوا ہے جو وہ یونہی بتانے بغیر پہلی  
 تھی ہے وہ بھی بی بی سے جاوید حیات منہ ہی منہ میں  
 بو بڑا ہے۔ احسان لوگ جا کر اپنا کام کرو اور اعظمی  
 میں قریشی بڑا آتا ہوں نااشتہ لگاؤ جاوید نے کہا  
 اور چلے گئے۔

تم شرمندہ دن سے ہی مجھ سے محبت کرتی ہو  
 ناں۔۔۔ یہ انہوں نے چلتے چلتے شام کے پوچھا۔  
 جی۔۔۔ میں آپ کو ایسے پتہ چلا۔ شام کے  
 مسکراتے ہوئے کہا۔

تہہ رت تہہ رت سے تہہ رت کی خوبصورت  
 آنکھوں سے صاف پتہ چلتا ہے تہہ رت اول چینی چینی  
 کر مجھے پکارتا ہے اور اس بات کا مجھے اندازہ تھا  
 پیار چھپانے سے چھپتا نہیں ہے۔ ناہور میں بھی  
 جب میں نے تم سے پوچھا کہ تمہیں کسی سے پیار  
 ہے تو تہہ رت اشارہ میری طرف سے ہی تھا لیکن تم  
 کہہ نہ سکی میں نکلے کہہ رہا ہوں نا۔۔۔ ابراہیم نے اپنا  
 بازو شام کے بازو میں ڈالتے ہوئے کہا۔

ہاں جی۔۔۔ شام تہہ رت ہی تھی۔  
 تم مجھ پر بھر دسہ رکھنا میں تم سے شادی کروں  
 گا تمہیں دھوکہ نہیں دوں گا اور شادی سے پہلے  
 تمہیں کبھی ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا ابراہیم کہنے لگا  
 میں سب کو کہہ تو گیا لیکن اسے خود سمجھ نہیں آ رہی  
 تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے شام کے ابراہیم کی باتوں

میں منسلک کیا اور پھر بکلی گم ہوئے کلثوم بیگم نے  
زاہد کے سر پر پیار دیا اور اسے ذمہ داریوں سے نواز دیا۔

نہیں نہیں بھول گئی ہے مگر مجھے بھی ناشتہ دو صبح  
ہی صبح میں بغیر ناشتہ کیے لاہور سے روانہ ہو گیا تھا  
زاہد نے اُتار پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

میری بک سسز کہاں ہے شاملہ نظر نہیں آ رہی  
باہر وہ کہاں ہیں زاہد نے کہا۔

وہ سسز کہاں کیسا تھوکتی ہوئی ہے۔ جا رہی

جائے غلطی کی بی بی نے زاہد کو ناشتہ دیتے ہوئے کہا  
دو گنا زاہد کا دماغ واپس لاہور چلا گیا کیلیم سے  
شک نے اس کے دماغ میں اپنا بیجہ گاڑ دیا تھا  
طرح طرح کے خیالات اس کے ذہن میں  
آ رہے تھے۔

اپنی صبح وہ کسی سہیلی کے ساتھ کہاں چلی گئی  
ہے۔ زاہد نے غیرت سے پوچھا۔

پتہ نہیں ہم سو رہے تھے کہ کون سی ہے جاہد  
نے لہو پیپ سے اپنے ہاتھ صاف کر کے ہوئے کہا  
یہ بات زاہد کو یہ یاد دینے کے لیے کافی تھی اس کا  
شک مزید بڑھ گیا تھا۔

آپ کو ہوں نے استہانتی چھوٹ سے رہی  
ہے کہ آج کل وہ چھوڑ دیا وہی موم رہی ہے جب  
فون کروا کر کہہ رہی ہیں ہونی آخر وہ کیا ہے آپ  
لوگوں نے اسے اس کی آزادی کیوں ہونی سے کیا بھی  
آپ سب کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ  
اتنا بڑے چکر کا سنگی ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی ہے وہ  
یہ اسے طلب ہے آپ کوٹ سمجھ ہی گئے ہوں گے

زاہد تمہیں شکر نہیں آتی بی بی بڑی بہن پر ایسا  
کھلیا شک کرتے ہوئے جاہد نے شہید کی سے  
کہا ان کے لہجے میں غصے کی آمیزش شامل تھی۔

بی بی کیوں ڈانٹ رہے ہو تم زاہد کو کیا پتہ وہ  
تھکی سی کہہ رہا ہو زاہد بہت خراب ہے نیت  
بدلتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ کلثوم بیگم نے زاہد کی  
بات کی تائید کی۔

آئیے وہ شام کو میں خود ہی اسے منع کر دوں  
گی۔ غلطی کی بی بی نے کہا۔

تمہارے پرچے کیسے ہوئے ہیں زاہد۔ جاہد  
یہ حیات نے موضوع بدلایا۔

بہت اچھے احتیانات کی طرف سے مجھے کوئی  
ٹیسٹ نہیں ہے زاہد مطمئن تھا اس پر قیوں بہت  
خوش ہوئے رزٹ آئے تک میں یہاں ہی  
چھتیاں ڈالوں گا زاہد نے چائے کا سونک لینے  
ہوئے کہا۔

بعد میں کیا کرنا ہے چاہتے ہو جاہد نے  
جواب طلب لگا ہوں سے زاہد نے دیکھا۔

جو آپ مناسب سمجھیں کیا کیونکہ میں نے  
لاہور میں جا کر پڑھنے کی زندگی ہی آپ نے چھ  
اس کی اجازت دے دی ہے وہی ہے میں اب چھ  
نہیں ہوں گا جو بھی کہنا ہے آپ کو کرنا ہے زاہد  
نے مطمئن انداز میں کہا۔

نہایت تمہارے رزٹ کرنے تک انتظار  
کرتے ہیں اور تمہارے کرید اچھے ہونے تو میں  
تمہیں برخانیہ مزید اعظیم حاصل کرنے کے لیے

بہت اچھے ہو گئے اور برطانیہ کا تذکرہ سن کر وہ اتنی سے بے ہوش ہو گیا اور باقی اس کا ذہن ہر دور کرنے کے لیے تیار نہیں تھا وہ مزید پانچا پانچا تھا لیکن برطانیہ کا سن کر عظمیٰ بی بی نے تو جیسے پین میں نکل کر نکل کر دوڑا اور نوا ہوا جیسے پر تیر نہ تھی تو برطانیہ تو بہت دور کی بات ہے نا اور سے تو زاہد آتا جا تا رہتا تھا لیکن پھر تو وہ ملک سے باہر چلا جانے کا یہ عظمیٰ بی بی کو برداشت نہیں تھا کیونکہ وہ ہمسرت سے جہد واپس آسکتا ہے ہو سکتا ہے تو اپنی شہادت و ریاضت اور بے کھینک و ادب پر ان کی سب دلیلیں تھیں تو وہ دیکھ کر بھی ہوا ہوا دیکھتا تو وہی شہادت تھی بی بی یہ سب سوچ کر ہی رہی تھی لیکن انہوں نے رزق آنے تک چھپ رہا من سب سمجھا سب ناشتے سے فارغ ہو کر ہی وہی یاد آتی تھی آگے تھے عظمیٰ بی بی کے زہد و نظر اور کی بیگانہ و ایک خوبصورت جوانی میں ڈھل گیا تھا وہ سب دیکھے ہوئے تھے پورا کر زاہد کی آمد پر بہت خوش تھا زاہد نے ہاتھوں ہاتھوں کے ہاتھوں ہاتھوں کی طرف دیکھا لیکن پونے دس بجے ہی وہی زاہد کے تشویش ہوئے تھے کہ شاید اب تک وہیں نہیں آئی لیکن وہی اب تک تو آجانا چاہتے تھا اب اسے اب ہوا نے تمہارا ہوا پر ہوا سے غصہ بھی آیا کہ وہاں پر وہاں کی کا مظاہرہ کرنے سے تھے ایسے ہی چلتا رہتا تھا خدا نواستہ پورا غلط نہیں ہو سکتا ہے۔

ماں آپ کو شام کو ہی سمیٹوں گا تو پتہ نہ دکھائے آپ مجھے ان کے نام اور ان کے گھر کا پتہ بتادیں میں ان کے پاس جاتا ہوں پتہ نہ لگے آتا ہوں زاہد نے عظمیٰ بی بی کے کان میں سرگوشی کی۔

بیگانہ و کازنی میں گئی ہے گھر میں ٹولی نکلی

نہیں ہوگی۔ عظمیٰ بی بی نے آہستہ سے کہا۔  
 بے شک گھر میں لڑکیوں کے والدین سے پوچھا آتا ہوں زاہد اپنی ضد میں رہا تھا۔  
 میں صرف تسلیم ہو جاتی ہوں عظمیٰ بی بی نے کہا اور تسلیم کے گھر کا پتہ بھی بتا دیا۔  
 اے آپ کے گھر کا پتہ ہے تو آپ لوگ گھر کی دل نہیں زبردستی لے کر جاتی سے پوچھنا۔  
 میں اس پر بھر دیکھ سے بیگانہ غلط نہ سوچو ایسے ہی گھر کی نہیں کہ تسلیم ہی ساتھ ہی ہونے اور کسی بھی جاسکتی ہے اور مجھے کسی کا نہیں پتہ صرف تسلیم کا پتہ ہے۔ عظمیٰ بی بی نے انہیں اس سے جواب دیا۔

زاہد وہاں سب کے ساتھ پرانے گھر سے پر حیرت ہو کر ہی تھی مگر وہ بھی تو اٹھتا ہے پر یقین رہتا ہے اور وہ گھر میں گاڑی میں صرف لڑکیاں ہی دیکھ کر اس کے سر پر شہد ذہن سے ہنسنے لگے تھے لیکن پھر اس کے ذہن میں شک کیوں پیدا ہوا تھا ضرور وہی وہی ہے جو میرا دل مجھے نہیں مینے دے رہا کیوں بار بار شک پیدا نہ رہا کہ ہے دیکھتے بھی اسے شک ہی پیدا ہوتا ہے جہاں واقعی وہی نہ ہوتی ہو یا پھر زیادہ پیر ہونے کی وجہ سے ایسا دور باغ زاہد یہ سب سوچتے ہوئے دور بازار کی طرف جا رہی تھا کہ شاید اندر داخل ہو کر زاہد وہی رک گیا اور شاملہ بھی ٹھنک کر وہی زاہد پر اس کے انہی نیچے تک شاید کو بہت دور سے دیکھ رہا تھا شاملہ کا اوپر کا لباس دوپٹا اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا تھا شاملہ گھبراہٹ میں لیکن شہد نے اپنی ہوا ہمت پر جھدی ہے قابو ڈالیا تھا اور وہی۔

بھائی آپ کب آئے۔ شاملہ نے خوشی سے

زاہد کو گلے لگا لیا تھا۔

زمین سے جتا ہوا۔ زاہد نے سر پر انداز میں کہا۔

اچھا یہ بتانا ہو رہا ہے توئی کی بھی نہیں تھی۔  
میرا مطلب ہے کہ کسی پر دل نہیں آیا شامکہ نے  
زاہد کا کال ٹھنکتے ہوئے کہا۔

نہیں لاہور میں اس کوئی لڑکی نہیں جو  
میرے دل کو بھانپتی ہاں لاہور سے عشق ضرور ہو  
گیا ہے اور ایسے بھی میں زیادہ تر پہچانی کرتا  
ہوں یا پھر تفریح کیلئے دوستوں کے ساتھ ہی رہتا  
تھا اور آپ کے بھائی کے پاس اتنا قابو یا نظم ہی  
نہیں ہوتا جو لڑکیوں کے پیچھے ضائع کرنے ہاں  
لاہور میں ضرور میرے پیچھے اپنا وقت ضائع کر لینی  
ہیں زاہد نے کہا اور دونوں ہنس پڑے۔ میں نے  
تھیں لاہور میں دیکھا تھا زاہد نے سرسری سے  
انداز میں کہا۔

اچھا شامکہ نے جانے انجانے میں کا حیران  
ہونے کی اداکاری کی کیونکہ وہ زاہد کے منہ سے  
سننا چاہتی تھی کہ سچ لیا ہے نہیں تم نے مجھے اس  
وقت تو بتایا ہی نہیں جب میں بائبل آئی تھی شامکہ  
نے مسنونی ناراضگی کے ساتھ کہا۔

وہ میرے ذہن میں نہیں رہا تھا زاہد نے  
تجربہ بولا۔۔۔ زاہد شامکہ سے بے شک چھوٹا تھا  
لیکن پچھوہ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔ تم آج کل کہاں اور  
کن۔۔۔ ہینٹیوں کے ساتھ گھوم رہی ہو زاہد نے تیر  
پوچھا شامکہ چوتھی۔

آہ۔۔۔ وہ بس ایسے ہی کھوسنے چھڑنے کا  
نہوت سوار ہے آج کل اس لیے ہم سب اٹھنی نکل  
پڑتی ہیں۔ شامکہ نے ہنسنا سے جواب دیا۔

ابھی کون سی تبدیلی کے ساتھ آ رہی ہو۔ زاہد  
نے پھر سوال کیا۔

سنیم شامکہ کے منہ سے بے اختیار نکل پڑا

صبح آٹھ بجے زاہد مسکراتے ہوئے کہا  
شامکہ چوکی کیونکہ سات بجے کی وہ گھر سے  
روانہ ہوتی تھی آٹھ بجے زاہد آگیا اور اب دس بج  
رہے تھے۔

چلو آؤ چلیں زاہد نے کہا اور شامکہ کو لے کر  
لاؤنج میں آگیا۔ شامکہ کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ  
اپنے گھر والوں کا سامنا کرنے کی وہ سوچ رہی تھی  
کہ کیا منہ آجائے گی انہیں کیا بہانہ بنائے گی لیکن  
شامکہ کی سب سوچیں بے کار گئی گھر والے اس کے  
ساتھ خوش ہوسالی سے ملے اور سنی نے بھی اس  
سے شکایت نہیں کی اس پر شامکہ اور زاہد دونوں  
حیران تھے۔

کہاں گئی تھی۔۔۔ جاوید صاحب نے بڑی  
سے پوچھا۔

میں اور باقی سہیلیاں دوپہر کے گاؤں میر  
کرنے گئیں تھیں شامکہ نے سبے ہوئے لہجے میں  
کہا۔

چتا ہے ہم سب کتنے پریشان تھے دوبارہ  
کہیں بھی جانا ہوتا تو بتا کر جانا پونگی میں بتائے مت  
جانا۔ عظمیٰ بی بی نے پیر سے کہا اور شامکہ نے  
اثبات میں سر ہلایا اور کہنے سے چلی گئی زاہد  
بھی شامکہ کے پیچھے ہی چلا گیا شامکہ اپنے بید پر  
آکر ہر اجماع ہوئی زاہد بھی شامکہ کے برابر بیٹھ گیا  
تھامانی ڈیوٹی تم اس کلابی سازگی میں بہت چبانے  
نگ رہی ہو۔ زاہد نے شامکہ کے پو سے ٹھیلے  
ہوئے کہا شامکہ جواب میں مسکرا دی۔

تو بتا کیسا ہے کیسے ہوئے تیرے امتحان۔  
میں ٹھیک ہوں اور امتحان ایک دم ٹھیک  
ہوئے ہیں آپ کا بھائی کتنا تھوڑی ہے بے حد



دگر وہ خود ہی اپنے آپ کو کوسنے لگی کہ یہ اس نے کیا کہہ دیا۔

اچھا جانتی ہو بابا نے کہا کہ اگر میرا رزلٹ اچھا آیا تو وہ مجھے برطانیہ اعلیٰ تعلیم کے لیے بھیج دیں گے اگر نہ ہو تو میں یہی رہ کر بابا کا کاروبار سنبھالوں گا زابد نے بتایا۔

واؤ مبارک ہو میرے بھائی پھر کبھی مجھے بھی برطانیہ بلوانا شاملہ نے پر جوش انداز میں زابد سے باتھ ملاتے ہوئے کہا۔

ہاں بھئی کیوں نہیں اور میں یہی ہوں جب تک رزلٹ نہیں آج تا زابد نے کہا وہ ابراہیم سے بھی ملنے نہیں جا سکتی تھی وہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہی رہتا اور اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتا تھا اس لیے شاملہ فیصد کیا جب تک زابد یہاں سے وہ ابراہیم سے صرف نوٹ پر ہی بات کرے گی اور دوبارہ باقاعدگی سے دفتر جانے لے۔

پھر تو ہم کڑ خوب مزے کریں گے شاملہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں چلو آؤ بہ سہا نسیم کے گھر چلتے ہیں زابد نے کہا۔ تو شہ ندر دم بخود ہی روئی لیکن کیوں۔۔۔ شاملہ نے حیرت پر قابو پا تے ہوئے پوچھا۔

ایسے ہی۔۔۔ زابد نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا آیا شاملہ بھی دھڑکتے ہوئے دل سے اس کے پیچھے چلی گئی دونوں گھر سے باہر آئے تھے اور چلنے لگے شاملہ کی حیرت کی انتہا نہیں تھی کہ زابد سیدھا نسیم کے گھر کی طرف جا رہا تھا لیکن اسے نسیم کے گھر کا پتا بتایا جس نے یہ سوال مسلسل شاملہ کے دماغ میں کھوم رہا تھا بلکہ اس نے اس سوال کو نقلوں کی مالا پرانی۔

آپ کو میری شبلی کا گھر پتا بھی ہے کہاں ہے۔

ہاں امی نے بتایا تھا۔ زابد نے جواب دیا۔ شاملہ کا دل زور زور سے دھڑکتا رہا تھا وہ یہ سوچ رہی تھی کہ نجانے زابد وہاں کیسے کیسے سوال کرنے کا یقین شاملہ کو ایک بات فوراً مطمئن کر دیا تھا کہ وہ زابد کو دیکھنے کی تو یہ بیان جانے کی اور یقیناً سب کچھ سنبھالنے کی راستے میں ایک خاتون نے شاملہ کو سلام کیا اور اس سے دریافت کیا کہ فی بی صاحبہ آپ اب دفتر کیوں نہیں کھوتی پیسوں کا بہت ضرورت ہے۔

آپ کل صبح آجیے کا انشاء اللہ اس سے سب معمولی دفتر کھٹ کرے گا۔ شاملہ نے کہا خاتون نے شاملہ کا شکریہ ادا کیا اور دونوں آگے چلے گئے۔

تم دفتر نہیں کھوتی کیوں زابد نے شاملہ سے طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آجکل یہ دفتر کچھ میں جو وقت نکل جاتا ہے اس لیے دل نہیں کرتا واپس آکر بہت تنگی ہوتی ہوں شاملہ نے بے پرواہی سے کہا راتے میں بہت تو خواتین زابد کو منسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔۔۔ جو تو کتنا سوہنا ہے۔ اگلی روز کا پتہ لگتا ہے۔ کسی شہزادے کے گھر میں۔ ایسے ایسے بہت سے تبصرے۔ خواتین کو رہنی تھیں جہاں سے بھی زابد گزر رہا تھا۔

جانتی ہو بگ سس ایسی باتیں تمہارا بھائی لاہور کی لڑکیوں سے بھی بہت سنتا ہے لیکن پتہ نہیں کیوں کسی پردہ کی نہیں آیا زابد نے حیرت جبری مسرت کے ساتھ کہا۔

اس کا مطلب جس پر تمہارا دل آنے کا اس کا

تم پر نہیں آئے گا۔ شائلڈ قبیلہ مارکر جس پر  
 کیا مطلب تھا اتنا یقین کے ساتھ جیسے کہ  
 سستی ہو زاہد نے حیرانی سے کہا۔

کمپل بہت ہی کہانیوں میں ایسا ہوتا ہے  
 لوگ زیادہ تر جس کو پسند کرتے ہیں وہ غرہر میں  
 جاتا ہے اور جب وہ کسی کو پسند کرتا ہے اور وہ  
 محض اس کا ٹونس ہی نہیں لیتا شائلڈ بنوڑ سکر رہتی  
 تھی۔

کہانیاں تو سب فرضی ہوتی ہیں اور کہانیاں  
 تمہیں غرہر لگتا ہوں زاہد نے سوائیہ نگاہوں سے  
 شائلڈ کی طرف دیکھا۔

نہیں ایسے نہیں ہوگا بیان ایسا ہوگا شائلڈ نے  
 زاہد کو پتہ چلے اسے زاہد کو شک کرنے میں بہت  
 مزہ آتا۔ ہاتھ ایسا نہیں بھی ہو سکتا ہے وہ بھی اتنا ہی  
 پیار کرنے کی جتنا میں غرہروں کا زاہد نے پہنوس  
 ایسا کہ کہا نہیں تھی سے جہت ہوتی ہے زاہد نے  
 تڑپتی نگاہوں سے شائلڈ کو دیکھا شائلڈ کو زاہد کی  
 نگاہیں چلتی ہوں محسوس ہوتی ارے پاگل یہ تکی  
 ہا جس کی ہے ہو شائلڈ نے زاہد کے سر پر پتھر سے  
 ہٹا سا ٹھیکر سپرد کرتے ہوئے کہا شائلڈ جانتی تھی کہ  
 زاہد کو پتہ چلے نہ چلے تو سرور معذرت سے ورنہ وہ نہیں  
 باتیں پہنچے جی نہیں کر تا تھا دونوں نسیم کے گھر پہنچے  
 تو زاہد نے مرزا نے دست ڈی جس پہ ابراہیم  
 نے دو واڑہ کھوا ابراہیم شائلڈ اور اس نے ساتھ  
 اجسی نے نہ ہو دیکھ کر جسب سی تھلش کا شمار ہو گیا  
 ابراہیم نہیں جانتا تھا کہ یہ لڑکا شائلڈ کا بھائی ہے  
 نے سوچا کہ لگتا ہے ضرور وہی خراب معاملہ ہے  
 اس لیے ابراہیم نے انجان بن کر جیسے وہ شائلڈ کو  
 چانتا ہی نہ ہو پوچھا۔

جی کیسے اس سے ملتا ہے آپ کو۔

شائلڈ نے دل ہی دل میں ابراہیم کی نظموں کی  
 پر داد دی اتنی لمحے زیادہ نے اپنی کوئی شائلڈ کے بازو  
 پر ہارنی جس پر فوراً سے بیشتر شائلڈ نظر میں جھا کر  
 بولی۔

جی میں نسیم کی پہلی ہوں اسے جا رہی تھی  
 ابراہیم خاموشی سے مرزا سے سے بہت کہنا  
 اور دو وہ نون کی اندر کئے نسیم سامنے ہی چور پانی  
 پہنچتی تھی ہڈوں آتے ہوئے دیکھ کہ انھوں نے گھڑی  
 ہوئی زاہد جس پہلی ہی نیقا ہوں سے پورے گھر کو  
 یہ فوراً سے اٹھ کر ہاتھ نسیم نے شائلڈ کو گلے لگایا  
 اور دونوں وچر پانی پہ بیٹھا۔

یہ۔۔۔ بھائی ہیں جو انور میں رہتے ہیں  
 تم سے ملنے میں یاد آیا شائلڈ نسیم سے کہہ رہی  
 تھی نسیم اس کا اشارہ ابراہیم کی طرف تھا تاکہ وہ  
 بھی جان جائے اس لیے اس نے تعارف کر دیا  
 ابراہیم اور نسیم نے زاہد کو سلام کیا اور زاہد نے  
 سلام کا جواب دیا۔

کہیں کیا خدمت کروں۔ میں آپ کی نسیم  
 نے خوش انداز سے مسکراتے ہوئے کہا۔

آپ ہمارے گھر میں پہلی بار آئے ہیں ہم  
 آپ کو ایسا تینہ جا سنے دیکھیں ابراہیم نے کہا  
 اور نسیم تو آنسوؤں کا اشارہ کیا نسیم تجھی کی اور کچھ  
 میں چلی گئی سے آنا ہوا ابراہیم زاہد سے مخاطب ہوا  
 میری بہن گھر میں تمہاری بہن کی بہت  
 تعریفیں کرتی ہے تو سوچا کہ پیش تو پورے خاندان  
 سے مل کر آتے ہیں زاہد نے مسکراتے ہوئے کہا  
 باقی حردا لے کہا ہیں۔

میں بڑا ہوں نسیم کا ہم دونوں اس گھر میں  
 اکیلے ہی رہتے رہیں ہالہ دین بچپن میں ہی جدا ہو  
 گئے تھے خالہ پنہون نے بچوں سے پیار دیا ہے



کرنے سے آپ دونوں کو کرنا ہے ہم اپنا فرض پورا کرینگے زاہد نے مسکراتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔

میں نے شامندہ سے اظہار محبت مروان سے بدد  
صرف اظہار محبت ہی نہیں شادی کی بھی پیشکش کی  
ہے ابراہیم نے نسیم سے کہا۔  
پھر کیا کہا شامندہ نے ابراہیم کے برابر بیٹھتے  
ہوئے نسیم نے پوچھا۔

اس نے بیان مروی ہے اور واقعی تم ٹھیک کہتی  
تھی وہ مجھے دیوانگی کی حد تک چاہتی ہے بلکہ یہ کہہ  
نہیں رہے گا کہ وہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے اور یہ  
میں اس نے شامندہ سے بھی سن کر ہنسوں میں نے  
اسے یہ سب حسرت میں کہتے ہوئے سنا ہے  
میں نہیں تو نہیں گستاخ وقت مجھ پر کیا بیت رہی  
تھی میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں  
ابراہیم نے تفصیل سے بتایا۔

کیا مطلب نسیم نے اٹھ کر پوچھا۔  
مطلب یہ ہے کہ اس نے صاف کہہ دیا ہے۔  
اس کے اگر اسی کے پانہ ماننے تو وہ سب چھوڑ کر  
میرے پاس آجائے گی اور اس نے بھی اسے کہہ  
دیا ہے کہ اسے میں دھوکہ نہیں دوں گا ابراہیم نے  
کہنے کوئے ہونے سے انداز میں کہا۔

تو اس میں اتنے پریشان ہونے والی تو نہ ہی  
بات ہے اگر آپ بھی اس سے چارہ کرتے ہیں تو  
آپ کو اب دولت کے بارے میں بھول جانا  
چاہئے کیونکہ اب تو شامندہ کے بھائی نے ہمارے علم  
بھی گرائی ہے نسیم نے اطمینان سے کہا اور سونے  
نے لیے چلی گئی۔

ابراہیم بہت سی سوچوں میں اٹھا ہوا تھا

سکھانے کے لیے وقت نہیں تو میں گاؤں میں  
خاتون کو جانتا ہوں جو لڑکیوں کے کپڑے سلائی  
سکھاتی ہے تم نسیم کو ان کے پاس بھیجنا شروع کر  
دو پیسوں کی پرواومت کرنا جتنا بھی ملے تاہم  
انگ میں گئے آخر شامندہ نے وقت کس لیے کھولا ہے  
زاہد نے اپنی بات مکمل کر کے جواب طلب لگا ہو  
اس سے دونوں کو دیکھا شامندہ بڑی سنجیدگی سے  
ساری بات سن رہی تھی اسے حیرت ہو رہی تھی کہ  
زاہد یہ سب کہہ رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ خود کو  
ول ہی ول میں کوس رہی تھی کہ وہ کئی بیوقوف ہے  
پسے کیوں نہیں یہ سب اس نے سوچا ابراہیم کو زاہد  
کا تہنیز یا بہت اچھا لگا بندہ اس نے کچھ دیر نہ چنے  
نے بعد اپنی رہنما مندی سے وہی اسے زاہد کافی  
اچھا لڑکا لگا تھا ابراہیم نے ہاں کہنے پر سب کو بہت  
خوشی ہوئی۔

اور تمہارے لیے بھی میرے پاس پٹان ہے  
میرے بھائی زاہد نے بہدراہی سے کہا۔

وہ کیا۔ ابراہیم نے پوچھا۔  
ہم صرف نسیم کی نہیں تمہاری مدد بھی کرینگے  
تم بھی شامندہ کے دفتر کے پیسوں سے اپنی دکان  
کھول لو اور ہاٹھو۔ کیا خیال ہے

زاہد نے سوائیا بھائیوں سے ابراہیم کے  
چہرے کی طرف دیکھا ابراہیم یہ سب ہی تو جانتا  
تھا قسمت اس پر مہربان ہو رہی تھی تو وہ ویسے ہیچھے  
ہستہ ملتا تھا لہذا اس نے ہاتھ لروئی۔

تمہارا بہت بہت شکر یہ بھائی میں ساری  
زندگی تمہارا احسان مند رہوں گا۔ ابراہیم نے  
سعادت مندق سے کہا۔

ارے نظر یہ نیسا اور ہم آپ لوگوں کو کوئی  
احسان نہیں اور سب صرف مدد کر رہے ہیں اب جو

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا اسے بھی شاملہ سے محبت ہوگی ہے، وہ اسے ایسی حالت پر چھوڑنے کے سہیہ نیا نہیں۔۔۔

نہیں نہیں میں بس اس کا برا نہیں چاہتا اسکا مطلب یہ نہیں کہ میں اس کو محبت کا ہمارے دلوں ابراہیم شاملہ کو چھوڑنے کا فیصلہ ہمیشہ کے لیے کر چکا تھا کیونکہ شاملہ جہاں تک آئی تھی وہاں سے اسے تنہا چھوڑ دیا جاوے وہ چارہ نہ تھا یا پھر ہوت کے منہ میں ڈھکیں گے ابراہیم آیا تو شاملہ کی دوست ہو گئے تھے لیکن یہاں تو کوئی اپنی پست کنی تھی اس کا دل نہیں مان رہا تھا کہ کوئی یوں ہی راستہ میں چھوڑ دینے کا عمل کافی سونپوں نے اسے بہنا لیا تھا اس نے اپنی دکان کھول بھی لی تو بھی وہ اتنی کم نہیں مانی گئے کہ اس کا وہ اللہ شادی پر راضی ہو سکے اور جہاں جواتی تھوڑی جتا رہا تھا وہ بھی راضی نہیں ہوگا کیونکہ اوائل کے انٹنس کہ نہیں تھی ابراہیم نے بہت سوچا کہ آئندہ وہ یہ وہ اپنے پر چھوڑ دے کیونکہ پہلے وہ چھوڑنے کے تو جس ہو جائے تاکہ شہر اور شاملہ کو خوش رکھے دیکھے یا پھر وہ شاملہ سے معاف بات کرے۔۔۔

کھا کر سو گئے تھے زاہد شاملہ کے ساتھ دیکھ لو تمہ کھیل کر پتھری دیر پہلے اپنے کمرے میں جا کر سو چکا تھا جبکہ شاملہ اپنے بیڈ پر براہ راست لیٹ کر سوئے والی ملاقات کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ باواؤں کے مرنے کے اسے خوفزدہ کر دیا اور وہ اپنے منہ پر چادر ڈال کر ابراہیم کو فون ملنے لگی تھی شاملہ کا دل ابراہیم سے بات کرنے کو کرا رہا تھا وہ بہت سب سے بہت ہی بے ہوش تھی بات کرنے کو لہذا وہ اس بات کی پروا نہ کیے بغیر ہی ابراہیم کو فون ماری کہ کسی نے فون کا جواب نہیں دیا لیکن شاملہ نے فون کہاں پاز آئے وہ تھی وہ لگا فون کرتی رہتی وہ آخر آخر انہوں نے فون لیا اور کہا۔۔۔

یہ ابراہیم کی بات تھی۔۔۔  
میں تمہیں نہیں کہ میں نے آپ کو اس وقت تک کیا شہنائی کیونکہ حضرت اس وقت نہیں آئے پھر نہیں بنیں جو کہ تھی رہا تھا ابراہیم نے کہا۔۔۔

تو پھر فون کیوں نہیں دیا رات تھے اور سونے یہ ہیں نہیں۔ شاملہ نے شہنائی کیونکہ میں کہا۔  
یونہی کہند نہیں آ رہی تھی اور تم سے بات کرنے کا حوصلہ نہیں ہو رہا تھا مجھے پریشان تھا مستحق بنانا تار میں ذہن بالکتا سے بس یہی باتوں کو سننے پر فکر مند تھا لیکن بس تم فون کرنے سے باز نہیں آئی تو میں پریشان ہو گیا کہ جدا نہیں کرے کیا بات ہو گئی۔ ابراہیم نے کھینچی ہی مسکرا کر اسے ساتھ کہا۔۔۔

مجھے یہ بات کرنے کا حوصلہ کیوں نہیں ہو رہا تھا اور مستحق بن رہی میں ڈوبنا ہوا۔ یہ مطلب شاملہ نے لکھتے ہوئے کہا۔  
دیکھو تمہ، نویانہ ڈو لیکن یہ بات ہی سچی ہے

کہ تمہارے والد ہمارے شادی پر کبھی راضی نہیں ہوئے اور اگر تم مجھ سے شادی کی ضد کرو گی تو وہ تم سے ہمیشہ کے لیے تعلق کر لیٹھ اور یہی بات تمہاری تو شہ نہ بٹنہ زندگی گزارنے کی غادی ہو گیا تم میرے ساتھ پیونے سے گھر میں رو لو گی ایضہ گاریوں میں سوے۔ دو وقت کی روئی کھا لو گی تو ہونے پیسوں میں گزارو گی۔ ابراہیم نے دو نوک انداز میں کہا۔

شانہد حلقہا کرے اس پڑی۔۔ جس پر ابراہیم جیہاں ہوئے بغیر نہ رہے۔ کانسی اتنی ہی بات ہے خواہ میں آپ پریشان ہو رہے ہیں ان سب باتوں پر میں بہت پہلے ہی غور کر چکی ہوں آپ جس حال میں ہیں، کھمٹے میں رو لوں گی! چینی زہری بن کر آپ کو شہادت کا موقع نہیں دوں گی وینہ ہی آپ سے شادی کی خواہش پہلے میرے دل میں جا چکی اور میں اٹھے سے جاتی ہوں کہ میں کیا کر رہی ہوں میں نے اٹھے سے سوچ کر قیضہ کر لیا ہے میں آپ کے ساتھ دینے کے لیے پوری طرح تیار ہوں شانہد نے اطمینان سے جواب دیا اس کا لہجہ مضبوط تھا چنانہ کی طرف مضبوط۔ آسمان پر ہنور بادل پر سے تھے لیکن بارش پہلے کی نسبت ہلکی ہو چکی تھی بجلی بھی وقتاً فوقتاً چلتی جا رہی تھی۔

میں خدا کا دل سے شکر گزار ہوں شہی کہ مجھے تم ملی ایک سچا چاہنے والی بیوی ملی تمہیں دیکھ کر گستا ہے کہ اچھی نہیں دنیا میں کچی محبت باقی ہے آئی او یو۔ ابراہیم نے کہا۔

آئی۔ او۔ یو۔ نو۔ شانہد نے فرماتے ہوئے کہا مجھے غینہ آ رہی ہے تم بھی سو جاؤ۔ ابراہیم نے بہرہ کوفون بند دیا۔

شانہد نے پیر سے فون میل کو چوما اور کھیل اوزہ کر سکی۔ ابراہیم برنی طرح اٹھ چکا تھا اسے کچھ تھکانی نہیں دے رہا تھا کہ اب وہ کیا کرنے بیٹھی وہ اپنا نسیم کا مشکل سے ڈارہ کرتا تھا شانہد آئی تب کیا ہو گا لیکن وہ ایک طرف سے اٹھنٹن بھی تھا کہ زائد اسے ہان کے لیے پیسے دے گا تو خرچہ پہلے سے کافی بہتر ہو جائے گا وہ خود کو ٹوں رہا تھا۔ وہ اس پنٹن میں پھنسا ہوا بیویوں تھا جہاں سے واپس جاتا ناممکن تھا کاش وہ شہد سے ہی سمجھ جاتا کہ شانہد اس سے اتنی محبت کرتی ہے تو وہ خود کو کسی زبان سے اقرار ہی نہ کرتا اور پینٹے سے اس کی زندگی سے نکل جاتا شانہد سے بھی بات کر کے کوئی نہ مند نہیں بدلتا تھا جو وہ تھا وہ تو ہو گیا کہ ابراہیم ایسا نہیں تھا اس سے تو کبھی شانہد کی عزت سے تھیلے کا سوچ بھی نہیں تھا جیسا باقی زندگیوں کی طرف شانہد کو دھوکہ دے سکتا تھی جس طرح وہی لڑکے زندگیوں کی عزت سے کہنتے ہیں جو لاکھ دولت کا پجاری سمجھ کر شہر دلی کا نرم اور عورتوں کی عزت کرنے والا شریف آہنی تھا اسے دولت سے غرض نہ تھی جو اس کے ہاتھ آئی نہیں دکھائی دے رہی تھی ابھی تو سوچ سوچ کر اس کا سر پینہ جا رہا تھا معا ابراہیم کے دماغ پر امید کی ایک کرن جا کی اس نے وہی الہ تقدیر کے قیضے کوئی نہیں جانتا ممکن سے شانہد کے والد راضی ہوئی جائیں اٹھوتی بیٹی کے لئے تمہیں رڈال ہی دیں لہذا اسے اتنی ہلکی مار نہیں مانتی چاہئے جو ہو گا دیکھا جائے گا مگر اسے پتہ یہی چیز ستے لگی کہ تب تک شانہد اور بھی سنجیدہ ہو جائیگی ابراہیم نے فوراً سے بیٹھرا اپنے دماغ میں آئی تو اسو پوں کو ہنٹک دیا اس سوچ

کے پیش و نظر کہ وہ خواہ مخواہ میں اتنی آگے کی  
سوچ رہا ہے وقت آنے پر دیکھا جائے گا فی الختام  
اپنی اتنی ہی کامیابی پر خوش رہنا چاہئے۔

شہتے کے بعد جاوید حیات زمینوں پر چلے  
گئے اور شاملہ اپنے دفتر پر پورے گاؤں میں پھر  
سے شور مچایا کہ دفتر پھر کھل گیا ہے شاملہ نے  
پورے چھ مہینے کے بعد دفتر کھولا تھا جس وجہ سے  
دہشتہ بنی دیکھتے گا کہوں کی لمبی لائنیں لگ گئی تھیں  
پھر زاہد کی چھٹینیں تھیں لہذا اسے پی دی دیکھنے اور  
گھومنے پھرنے کے سوا کوئی کام نہیں تھا وہ وہ دن  
میں کئی بار دھتے و تھتے سے شاملہ کے دفتر کے چکر  
کا شمار کرتا تھا۔ اس نے شاملہ پر بڑی نظر رکھی ہوتی  
تھی وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا تھا کہ جس دن سے وہ  
آیا ہوا تھا ان دن شاملہ کو کبھی نہ کبھی کا بھی نام نہیں  
مل رہا تھا جب تک زاہد رہا شاملہ ابراہیم تو کیا اپنی  
کسی تبدیلی سے بھی ملنے نہیں گئی تھی وہ ابراہیم سے  
سرف فون پر بات کرتی تھی جس کا علم زاہد کو  
نہیں تھا زاہد کے لیے یہ بات باعث حیرت تھی کہ  
شاملہ نے اسی موجودگی میں سینیوں کے ساتھ  
کھومنا پھرنا چھوڑ دیا تھا مگر اس نے زاہد غور نہیں کیا  
وہ ہی سمجھا کہ یہ یا تو دفتر کی مسروریت کی وجہ سے  
ہے یا پھر وہ سال بعد اس کے آنے کی خوشی میں  
شاملہ نے ابراہیم کو بتا رکھا تھا کہ وہ کیوں ملنے نہیں  
آسکتی ابراہیم واپس کی بات کی کوئی پروا نہیں تھی  
وہ آنے یا نہ آنے سے سرف اپنے کام سے غرض  
تھی ابراہیم نے سنیم کو سوائی کڑھائی کا کھمبل کام  
دیکھ دیا تھا جیسے سنیم نے بہت جلدی سیکو یا تھا وہ  
ایب یا قاعدہ دھیرہں خواہتین کے کپڑے سینے لگی  
تھی پتھری دنوں میں سنیم نے ابھی نرسی رقم

ابراہیم کے ہاتھ میں رکھی جس سے دنوں میں  
بھائیوں کو کافی سہارا ملا شاملہ نے زاہد کے ہاتھ  
ابراہیم کو موٹی رقم بھجوائی جس کی مدد سے ابراہیم  
نے گاؤں میں اپنی ذاتی دکان کھول لی اور خدا کی  
کرپنی وہ بھی چل گئی دنوں میں بھائی پہلے سے  
کافی خوش حال تھے وہ دنوں اپنی کامیابی پر خوش  
تھے شاملہ ابراہیم کی خوشی میں خوش تھی وقت گزرتا  
رہا یہاں تک کے زاہد کے انٹر کازرٹ آگیا اس  
نے آئی کام میں اچھے مارکس حاصل کیے تھے  
جاوید حیات نے اپنے دماغ سے نئے مطالبات اس کا  
بد حالیہ کاویا لٹو دیا کٹے نشتے اس کی فلائٹ تھی۔

پورا خاندان رات سے کھانے پر بیٹھ رہا موجود  
تھا بیٹا تم سب بڑا پیارے بھائی بی بی اندیش ہوتی آواز  
میں تھا۔

ماں آپ پریشان نہ ہوں نہیں پریشانے اپنی  
خیریت کا خیال مت کریں گا۔ زاہد رونی کا لقمہ منہ میں  
لیتے ہوئے کہا۔ سچ کھانے میں خاص زاہد کے  
لیے شاملہ نے اپنے ہاتھوں سے قومہ اور رونی بنا دی  
تھا کیونکہ اسے شاملہ کے ہاتھوں کا قومہ بہت  
پسند آتا تھا اس کی راست زاہد کی اس گھر میں آخری  
رات تھی اگلی صبح دن چڑھتے ہی درطالیہ کے لیے  
بھینا تھا لہذا وہی راست کو یاد کارہانے کے لیے  
کھانے کا ایک خاص اہتمام کیا گیا تھا تمہیں ہمیں  
تم وہاں جا کر بھول گئے تو شاملہ نے پانی کا کلاس  
ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

ہی باتیں کرتی ہو اپنوں کو کوئی کبھی بھول  
سکتا ہے کیا۔ زاہد نے جنتے نہ بولے کہا۔۔  
ہاں گوری لڑکیاں بھولتی کہیں ان سے چکر  
میں آکر وہاں آجا مت بھول جا تا ابھر کا ہو کر ہی

نہ رو جانا کوشم بیگم نے رواجی جاہلوں والی بات کی  
 تھی، ادنیٰ اماں زائد نے مختصر جواب دیا عظمیٰ  
 بی بی اب بھی مطمئن نہیں ہوں، تمہیں ان کا ذہن  
 نجیب تیٰ بھلا بیٹ کا شکار تھا ان کا دل نہیں مان  
 رہا تھا کہ وہ اپنے تخت جگہ کو پر دس بیچ دیں۔

میرا دل نہیں رہا ہے دل نہیں کر رہا تمہیں  
 پر دس بیچے کو عظمیٰ ان او مان پھر سے کہاں نہ فکر  
 نہ کریں سب ٹھیک رہے گا۔ انشاء اللہ زائد نے  
 اطمینان سے جواب دیا۔

تجھے تم پر ناز ہے پھر وہ سے میرے بچے  
 تمہاری بی بی وہ سے تو میری سون انشرف رہتی ہے  
 سر جاوید نے اشلک بھری نڈو ستہ زائد کو دیکھتے  
 ہو گئے تھے۔

پورا خاندان مبارکی رات نہ سو سکا زائد بھی یہ  
 سوچتا رہا کہ وہاں اتنی لوگ ہوں گے اور وہ ایک  
 کیا کمرے گا کسی کمرے ساتھ دل بہلانے کا شانڈ  
 بھی بھائی کے بعد اونے کے ہم میں دو پیار تھی عظمیٰ  
 بی بی ساری رات ہنک ہنک کر رونے میں گزارتی  
 تھی۔ کھٹوہ بیکم بھی اندر سے ٹوٹ پٹی تھی کہ بی بی نے  
 سب خالق حقیقی سے ان کا بارہا آجاسنہ اور ایسا نہ  
 ہونکہ انہیں اپنے پوتے کی آنری جھٹک بھی دیکھنا  
 نصیب نہ ہو جو وید حیات کا بھی دل اپنے اکلوتے  
 پینے کے لیے نصیب ہو رہا تھا جو ان کے بڑھانے کا  
 سہارا تھا ان کا ہار باروں چاہتا تھا کہ وہ زائد کو  
 اک لیس لیٹن پھر یہ سوتی کر رہ جاتے کہ زائد کو  
 پڑھنے کا شوق نہ لہذا اسے پڑھنے دیا جائے گا  
 آخر رات نے اپنا سفر جاری تھا اور ہمیں دور سے  
 فجر کی آذانیں ہونے کی آواز آنا شروع ہوئی  
 وقت اتنی تیزی سے گزرا کہ کسی کو اس بات کا  
 اندازہ ہی نہ ہو سکا کہ ٹھیک وہ کھینے بعد زائد کی

بڑھانے کے شہر اندر جانے والی فلائٹ کا ٹائم تھا  
 سب نے باؤنسو ہو کر نماز فجر ادا کی اور تیزیوں  
 خواہن حضرات نے ٹھہریں نماز بیکہ جاوید اور زائد  
 نے مسجد میں باہر عت نہ زائد کی عظمیٰ بی بی نے  
 بھولے بھالے چہرے سے زائد کو ناشتہ بنا کر دیا  
 جبکہ شام نے زائد کا تمام سامان پیٹ کیا اور  
 گندے کتے بھی افراد زائد کو انہ پر پرت تک چھوڑنے  
 کئے تھے زائد شانڈ کی طرف سے مطمئن تھا جو کچھ  
 بھی تھا عظمیٰ اس کا اپنا شک تھا اس نے شانڈ بی  
 سزنی نظر رہی تھی اور شانڈ کی طرف سے کوئی بھی  
 شکایت کا سبب نہ ہاں وہ بہت خوش تھا کہ اس نے  
 ایک بھائی ہو سنے کی حیثیت سے اپنا فرش پورا کیا  
 ہے اور وہ اطمینان سے سو رہا تھا۔

زائد نے باری باری سب کو گلے لگایا اور  
 کاتبہ بیگم کے دہانے سے اپنی آنکھیں پانچھریں  
 تھی عظمیٰ بی بی سس رورس تھی جس جہ سے زائد  
 کا سین پھٹ رہا تھا شانڈ کی آنکھوں سے بھی  
 رونے رونے آنسو رواں تھے اب دروتا ہوا وہ  
 کر جاوید حیات نے فوراً اسے پہلے کہ دوئی آنسو  
 بن کر اتنی انہوں نے فوراً خود کو سنبھال لیا زائد کو  
 روٹا دیو کر سب کی خوش ہو چکے تھے سب نے  
 باری باری اس کا ماتھا جو ماہر شایرہ دیکھ گئے تھے  
 کہ انہوں کو بڑے روتے رہنے تو اسے زائد سے جایا  
 نہیں جاسکے گا زائد نے اپنے کندھتہ میں بیٹھ  
 درست کیا اور گے براہ کیا سب وہی تھے  
 رہتے اسے باتیں باہا ہا ہا ہا حادظ کہنے لگے اور  
 زائد نے آنری ہار پیچھے مزہ دیکھا اور ایک سے  
 سنے لیے یوں ان سب کو دیکھا جیسے ان سب کے  
 چہرے اپنی آنکھوں میں محفوظ کر لیے اور ان سب  
 نے بھی زائد کو جی بھر کے دیکھ آیا کہ زندگی بھر



موقع نہ دے زاہد نے سب کو ہاتھ کے اشارے سے القہہ عافظ کہا اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

لیکن وہ اسے status کا لڑکا اس گاڑی میں نہیں ہے کہاں سے گاڑی جاوید نے سوچتے ہوئے کہا۔

شیر کے سق اچھے امیر لہجے کے لڑکے سے نورو میں کل بنی رشتہ دارانہ دلیوں سے ملتی ہوں امران کی نظر میں کوئی ہرق پسند کا لڑکا ہوا تو میں خواہ پسند کر کے نہیں بھی آتا ہوں گی آگے تمہاری مرضی ہے کلثوم بیگم نے نرمی سے کہا۔

نہیں ہے ماں بیٹے آپ کی مرضی جاوید حیات کے ملتی ہی مسکراہٹ سے کہا۔

باوقی یہاں سب ٹھیک ہے مجھے ابھی ہی نیویورک میں داخلہ کیا ہے اور بڑی جدی بنی میں نے دوست بھی بن گئے ہیں زاہد نے فون پر بات کرتے ہوئے جاوید حیات کو کہا۔

بزنس یہ چلنے کے ایک مہینے بعد ہی زاہد کا پہلی بار فون آیا تھا جس پر پورا لہجہ مسرت سے اچھل پڑا تھا سب اوان چہرے میں خوشی گل اٹھی تھی یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹے تم رہتے ہوں تو جاوید حیات نے سوائس کیا۔

مارننگ میرے کمرے پر: ہاں سلکون سے رہتا ہوں زاہد نے جواب دیا۔

وہ لگا کر پڑھتا جینا امر میں چیز کی ہی ہو تو بتا رہے ہیں تجھ کو جاوید حیات نے پورا لہجہ سے لہجے میں کہا اس کے ساتھ بن پورا لہجہ خالد ان ہارنی ہارنی زاہد سے فون پر بات کرنے لگے اور اس کا حال چہینے لگے۔

سوچتا ہوں کہ فضوں خرچی کمر کے پینے روزانہ شہر سے نہ ہوں اب ہریم نے لہجہ احمات سے کہے سیم سے کہا۔

دل ہاں اللہ سے اب ہمارے پاس اچھا خاصہ پیسہ ہے القہہ اور دے گا ہاں یہ تو ٹھیک ہے فضوں خرچی سے پیسہ بچانا بہتر ہے سیم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

میں تمہاری شادی کی بات کر رہا ہوں جہیز کے لیے پیسے چاہئے اس لیے ہو چاہا اب سب بھوز سے صرف پیسہ جوڑنا شہر میں لگا دوں تاکہ تم بھوز کے عزت سے اپنے گھر چلی ہو اور وہاں پر محفوظ رہو میرے کندھوں پر ہے ابھی یہ ذمہ داری اتر جائے اور ہر ایم نے روں کا نوالہ لیتے ہوئے کہا جی نہیں مجھے شادی نہیں کرنی اگر جہیز کے لیے پیسے جوڑنا چاہتے ہو تو اسی سے اچھا فضوں کر چینی ہی کہتے رہو میں یہاں بھی محفوظ ہوں اور تم زوجہ ہی اترنا چاہتے ہو تو انھیں کمر بچھٹک دو باہر گلی میں پر میرے پاس اپنا بوجھ خود انھیں سستی ہوں ضرورت نہیں تمہارے احسان کی جناب سیم

جینا شانہ جوان ہوئی ہے کیوں نہ ہوئی اچھا سا لڑکا دیکھو کہ اس کی شادی کروادیں میں شہر سے روپ میں دینا چاہتی ہوں کیا پتہ آج ہوں کل ہوں نہ ہوں فٹو سیم نے نرمی سے کہا۔

اتنا ہاں سے فارغ ہو کر جاوید مہمبوں کے مطابق اپنی والدہ کے کمرے میں آیا ورائس: ہوائے کے لیے کلثوم بیگم نے ہلکی بات کہہ ہی دینی دہنجانے کب سے وہاں میں چھپانے ہوئے بیٹھی تھی۔

ٹھیک جی ہواں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں

کچھ مہینے سے باہر ہوئی تھی اب یہاں ہم کو اتنی بات کی  
تیرا ہی نہ تھی تسنیم سے ان کی توقع کے سین مطابق  
تسنیم نے پھر شادی کے تذکرے پر غصہ کیا تھا  
کافی دیر توقف کے بعد ابراہیم بولا۔

آخر وہ کیا ہے تمہاریوں شادی نہیں  
کرنا چاہتی کوئی اپنی پسند ہے تو بتاؤ۔

پھر سے شروع ہو گئے آپ بہا نہ ایسا کچھ  
نہیں سے شادی مجھے ایسے ہی نہیں کرنی اور نہ ہی  
سیرنی اپنی کوئی پسند سے نکل آگئی ہوں میں ان  
سوال سے آپ کو اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں  
آئی کیا۔

اس دن تم نے مجھے یارا تھا اس لیے تمہیں  
جلانے کے لیے یہ کہہ رہی تھی پھر مجھے بھی کہنے  
دیتا اس کا مطلب یہ نہیں کہ واقعی کوئی پسند ہو تسنیم  
نے غصے سے کہا۔

تم مجھ پر زبردستی بنا کر دو رہے  
کہ جاتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ زبردستی  
بنا کر ابراہیم نے پسند میں کہا۔

ہم دونوں ہمیشہ ہی ساتھ رہیں گے ابراہیم  
بھی تو رو رہے ہیں نہ آئندہ بھی رو لیکن تسنیم کا  
نہرہ رہنا دیکھا تھا۔

اگر کل کو مجھے پتہ ہو جاتا پھر کیا کر دیتی ہوں  
ہے کا تمہارا مبارک ٹوٹ جاؤ گی ابراہیم سے شک  
کچھ میں کہا۔

ایسی باتیں نہ کریں پچھ نہیں ہوگا اگر ایسا ہے  
تو آپ سے پہلے کچھ موت آجائے میرے بعد  
اکیلے رہ جائیں گے تسنیم نے جلدی سے کہا۔

تمہارے مجھے بچہ سمجھ رکھا ہے اپنے یار کی خاطر  
بھائی کا بہانہ بیچ میں لے آئی ہو میں لڑکا ہوں اپنا  
خیال خود ہی رکھ سکتا ہوں تمہارے بعد میں بھی

شادی کر ہی لوں گا مجھے بس تمہاری فکر ہے۔  
بہت ساری تم نے اپنی ان دنوں میں تمہاری  
ایک نہیں سنوں گا اور کسی اچھے لڑکے سے تمہاری  
شادی کر کے دم لوں گا ابراہیم نے غصے سے کھانا  
چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

اچھی آمدنی کے بعد سے دونوں نے اپنا پینہ  
کروالیا تھا اور گھر بھی کافی حد تک خوبصورت  
فرنیچر سے آراستہ کر لیا تھا ابراہیم کے یوں کہا  
چھوڑ کر جانے کے لیے تسنیم کوئی نیا دم ہونی چاہیے  
بھائی کے ساتھ اچھا نہیں کہہ سکتی وہ اس سے کتنا  
پیار کرتا ہے کتنی فکر کرتا ہے اور دوسرے خواہش  
نی ہوئی ہے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس شادی  
کرے گی جہاں اس کا بھائی ہے گا۔

شام ٹھیک سے چھوٹاتی ہے نہ چلتی ہے  
اسے دن رات صرف روتے سے کا مٹا اس کی  
رنگت چلی پاتی تھی اس کی آنکھوں کے بیچے یہ  
بلکے پڑ گئے تھے کہہ والے سب ہی اس کی اس  
حالت پریشان تھا کہ کوئی اس سے اس بارے  
میں بات نہیں کرتا تو وہ یہ بہت ساری دیر کہہ مونی  
کی سر درد کہنے لگا ہے ساری ساری رات جاتی  
تے اور دن کو بھی ہنسنے سے وہ چپن کھینچتی وہ پانی  
بے ہر وقت اس کی آنکھوں میں تیرتی رہتی ہے  
دل بے چین رہتا اور وہاں بھی خیالوں میں مہ  
رہتا ہے ابراہیم کی لاپرواہی اس کا شامہ و نظر انداز  
کھانا شامہ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اندر ہی  
اندر اسے کوئی چیز دیکھنے کی طرح ہی کھانے جا  
رہی تھی کہ اسے سانس لینا بھی دشوار لگنے لگا تھا  
شامہ اس بات سے بالکل اطمینان تھا کہ وہ یوں اس  
کے ساتھ ایسا نہ رہے گا۔

میں مدد کر رہت تیار یاں کرنی ہیں عظمیٰ بی بی نے  
 شامکہ پر سے سبل کھینچتے ہوئے کہا۔  
 یہی تیار یاں۔ شامکہ نے چونک کر پوچھا  
 ارے تمہیں دکھنے آج شام سے پہلے نہادعو  
 کرتیار ہو جاتا تھی۔ عظمیٰ بی بی بے ترتیب چیزوں  
 کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔  
 کیا۔ شامکہ تقریباً چیخ اٹھی تھی۔۔۔ ما آپ  
 لوگ ایسا نہیں کر سکتے اتنا زیادہ فیصلہ اور آخر آپ  
 لوگوں نے مجھ سے پوچھے بنا کیسے کر لیا مجھے شادی  
 نہیں کرنی شامکہ نے رشتے سے کہا اسے اپنے حیر  
 زمین پر محسوس نہیں ہو رہے تھے چہرہ تھا کہ قح ہو  
 رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے اسے  
 جھنجھوز کر رکھ دیا ہو عظمیٰ بی بی شامکہ کے تیور اس  
 کا بد تیز اندہ لہجہ دیکھ کر حیران رہ گئی وہ بھی اس رشتے  
 سے بولی۔

زیادہ ہو اس مت کر، شادی ہی تو کر رہے  
 ہیں کون سا تمہیں سولی پر چڑھا رہے ہیں اک نہ  
 ایک دن تو کرنی ہی پڑے گی شادی بہت کرنی تو  
 نے اپنی من مانی آج تک ہم تیری مانتے ہی آ  
 رہے ہیں ذرا سی ہم نے اپنی مرضی کیا کرنی بہت  
 تکلیف پہنچ گئی ہے تجھے اور وہ ایسے بھی یہ شادی بیاہ  
 کے معاملات والدین ہی دیکھ کر ستے ہیں اس  
 میں بچوں سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوئی  
 آخر والدین کا بھی تو کوئی حق ہوتا ہے اچھے کھاتے  
 بیٹے لوگ ہیں پڑھا لکھا لڑکا ہے اور کیا چاہتے  
 تمہیں۔

پہلے آپ لوگوں نے میری مرضی کے بغیر ہی  
 تعلیم چھڑوا لی اور اب شادی کر رہے ہیں شامکہ بھی  
 بیقاعدہ جوابی کاروائی کے لیے میدان میں اتر آئی  
 تھی۔

زاہ کے جانے کے بعد اب تک شامکہ کی  
 ملاقات ابراہیم سے نہیں ہو پائی تھی اس کی بھی کوئی  
 وجہ نہیں تھی جانے کیوں شامکہ سے کترانے لگا تھا یہ  
 پھر مصروفیت کی وجہ سے شامکہ کچھ نہیں جانتی تھی  
 سے رہ رہ کر خود پر افسوس ہو رہا تھا کہ وہ خواہ  
 تحواں ہی پیار کے نشے میں اس قدر چور ہو گئی تھی  
 کہ سوینے سمجھنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھی تھی اسے  
 تسنیم کی باتیں یاد آتی تھی جو شروع سے ہی اس  
 نے اس کو اپنے بھائی سے دور رہنے کے لیے کہا تھا  
 اس کا دل ٹوٹ چکا تھا اسے ارباب کا خیال تو در  
 کنار اپنا بھی خیال نہ رہا تھا دفتر مکمل طور پر بند ہو  
 چکا تھا اس میں بھی شامکہ کی ہی مرضی تھی کیونکہ اب  
 اس کا میں اس کا دل نہیں لگتا تھا شامکہ سے اس  
 کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے بے آنکا جواب دیا کہ  
 جتنی مدد کرنی تھی کر دی اب اور دل نہیں۔

کلتوم بیگم نے رشتے کروانے والی ایک  
 عورت کے ذریعے سے ایک لڑکا پسند کر لیا تھا  
 انہوں نے اس کا تذکرہ اپنے بیٹے جاوید سے اور  
 بہو عظمیٰ سے کیا، دونوں ہی کلتوم بیگم کی پسند سے  
 خوش ہو گئے تھے کیونکہ لڑکا لاہور شہر کارنے والا تھا  
 اچھے گھرانے سے لکھاتے تھے لوگ تھے لڑکا سینئر  
 اینگر کی حیثیت سے بی وی چینل پر کام کرتا تھا اور  
 تنخواہ بھی بہت زیادہ دست لے رہا تھا انہوں نے  
 لڑکے اور اس کے گھر والوں کو آج شام کھانے پر  
 مدعو کیا تھا۔

شامکہ اٹھوینا ہو گیا ہے تمہیں یہ کیا حالت بنا  
 رکھی ہے عظمیٰ بی بی نے شامکہ کو جگاتے ہوئے کہا یہ  
 کیسے ہاں کھر سے ہوئے ہیں چڑیل لگ رہی ہو  
 جلدی سے اٹھو اور ہاتھ نہ دھو لو میرے ساتھ کام

روئے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تم وہی شادی کر لو  
جہاں تمہارے والدین چاہتے ہیں ساری زندگی  
یوں کنواری تو نہیں بیٹھی رہو گی نہ نسیم نے عجیب  
انداز میں کہا نسیم کا جواب سن کر شامکدی توقع کے  
پر خلاف تھا وہ جذباتی انداز میں بولی۔

ابراہیم دوست ہو تم۔ ابراہیم کہاں سے اس  
سے کہو مجھ سے آخری بات بار کر لے شامکدی نے  
بھی رو رہی تھی۔

ابراہیم کہہ رہے ہیں وہ سب مجھے پکڑا کر گیا  
سے ایسا کرو تم کچھ دیر کے لیے میرے گھر آ جاؤ  
سکون سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور کوئی راز  
نکالتے ہیں فون پر یہ سب باتیں نہیں ہو سکتی نسیم  
نے اسلئے دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میرا انتظار کرنا میں تھوڑی دیر میں  
آتی ہوں شامکدی نے کہہ کر فون بند کر دیا اور شاور  
لینے چلی گئی۔ جارہی ہے۔۔۔۔۔

میں نے وہ ہے۔ سزا تو نے دی ہے  
ان دنوں کے ہلے بھلے تو نے دی ہے  
وہی گنہگار نہ ہوں نہاں کہتے  
بھلا تو نے سب بات نہیں سنی ہے  
میں اس تو احساس نہ ہی نہیں ہے  
جہاں میں جو رسوائی نہیں ہوئی ہے  
مجھے زخم تھا جس کی چارہ نہ تھی  
ہے دشمن وہی میرا ہاتھ وہی ہے  
کسی اور سے کیا غرض ان کو ہو  
وہ بیوانی جب سے نہیں ہو گئی ہے  
ہونے کیسے بے حس تیری دنیا واسے  
کبھی بات نہیں بھی اب ان میں ہے  
اب کی اور۔۔۔ بے درد ہو جائے  
لفظ اس سے الگ ہے جواب نہ تھی ہے  
باز۔۔۔ اللہ وہ ہے درد۔۔۔ پنڈت کینٹ

غظنی بی بی بھی کسی کی بیٹی تھی اور اب وہ خود  
ایک جواب بی بی کی ماں بھی لہذا و شامکدی کو ترکی بہ  
ترکی جواب دیتے دیکھ کر بولیں۔

دیکھ شامکدی اگر تیری کوئی پسند ہے تو اسے  
بھول جا تیرے باپ تجھ پر بہت غمرو سہ کرتے ہیں  
اگر انہیں اس بات کا علم ہو گیا تو لجانے کیا کر  
جائیں گے۔

غظنی بی بی دھیمے سہجے میں غرخت لہجے میں  
تیرے گھر سے نکل کر کسی جہد شامکدی سناکت  
روٹی اسے اپنا وجود اس قدر بھاری لگ رہا تھا کہ  
گو یا اس کی نا تمیں اس کا بوجھ نہیں اٹھا پار ہی تھی  
اس کی زبان لرزے لگی اور پھر وہ یکدم زمین پر  
بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے لگی تھی۔

شامکدی نے آخری بار ابراہیم سے بات کرنے  
کا فیصلہ کر لیا تاکہ اسے اپنی شادی کے متعلق آگاہ  
کر سکے ممکن ہے وہ سنجیدہ ہو جائے شامکدی نے کوئی  
بار فون کیا مگر جواب نہ ملا نسیم وہ بھی باز نہیں آئی  
اور لگا کر کرتی رہی بلا آخر فون اٹھا لیا گیا۔

بیبا آہ! نسیم کی تھی نسیم میری مدد کرو مجھے  
بھی لوشامکدی روئے لگی شامکدی کو نے تھا شہ روتا ہوا سن  
کر نسیم کا دل کٹنے لگا وہ پریشانی سے بولی۔

کیا یہ شامکدی کیا بات ہے تم رو کیوں رہی ہو  
پہلے رہنا بند کرو اور سکون سے بات بتاؤ اس میں  
ہو تو نضرہ رد و کر رہی تھی۔

ابراہیم دھوکہ باز نکلا نسیم تم ٹھیک کہتی تھی  
میرے گھر والے میری شادی کر رہے ہیں میں مر  
جاؤں گی مگر اب کسی سے شادی نہیں کروں گی  
شامکدی ہلک ہلک کر رو رہی تھی۔

میں نے تو تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا خیر چھوڑو



# ترقی جنت

-- تجربہ -- منظور ابرہہ قسم -- جنت --

شیر اور بھائی۔ اسلام و تہذیب امید ہے۔ آپ شہادت سے ہوں گے۔  
 ایک نہانی کے ساتھ خدمت ہوں امید ہے کہ اس کو شایع کر کے یہ فی جہنم لائق ہو جائے۔  
 ادارہ جو بے عرش کی پائسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے ان کہانی میں شامل تمام مزاروں مقامات کے نام  
 تو بیل ہو چکے ہیں تاکہ کسی کی دل شغلی نہ ہو اور مناسبت نفس اتنا قیہ ہوئی نہیں کاواہ اور انہماک اور نہیں  
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا چھپے ہے تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ماں کی نہانی ہے جو اپنی خوشیوں کو قربان کر کے  
 آج اور وہی ٹھوکر پین کھا رہی ہیں۔  
 تو زمین میں فرسٹ انیورسٹی کے ایک نامور  
 پروفیسر ہیں شہر جا کر رہتا تھا ایک دن جو کئی  
 امتحان سننے کے جین کیٹ سے اندر داخل ہوئے  
 ایک تو ایک دیکھ کر دیکھ کر آواز میرے کانوں سے  
 نکلا۔

جناہ میرا اس دنیا میں نول نہیں سے خدا کے  
 لیے میری شہزادی کی مدد نہ ہو امداد پانک تمہیں  
 ڈھیر مارے سمجھوں ہے پاس کرے۔  
 میں نے جیسے ہی جھومڑہ دیکھی تو گیت کے  
 دائیں طرف دیوار کے ساتھ ایک بوسہ چھیننے  
 باقی پھیلائے ہوئے تھی میں نے اس کی سب  
 تو میں مدد کی اور اس کی ڈھیر ساری دن میں  
 ہوئے امتحان سینٹر میں چلا گیا۔ وہاں جا کر کئی  
 میرے دل میں عجیب خیالات اور وسوسے  
 لے رہے تھے کہ یہ عورت دوسری بھکاری  
 عورتوں کی صورت پر کڑی میں ہے یہ کافی حالات کی  
 نظر آتی ہوئی ہے کیونکہ اس کی باتوں سے اندازہ

میں خوفی نصیب ہوں کہ میری ماں حیات ہے تب  
 بتے ہیں میرے ساتھ فرشتے دعاؤں کے  
 ننگے ماں ایک ایسا ننگے ہے لفظ  
 قاریت ہوتے ہی ہونٹ بھی ایک دوسرے  
 چہرے تک جاتے ہیں ماں قدرت پاس نہ ہو  
 انمول تھکے جس کی تعریف جتنی بھی کریں  
 بہت کم ہے اللہ پاک نے جنت تو ماں کے  
 قدموں میں رکھ دیا ہے حدیث شریف ہے کہ۔  
 پہلے اپنی دیکھو پھر باپ پھر بھائی سے پھر  
 بہن سے سنی کر ہمارے پیارے رسول  
 اور صحابہ کے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر فرض نہ ہو  
 کر رہا ہوتا اور میری ماں جنت بلائی اور میں  
 نماز کو چھوڑ کر پہلے اپنی ماں کی بات سنتا۔

میرے پیارے قہر میں جیسے ہونے  
 جنت کی خدمت کرنا اور جنت کو اپنے مقدر بنا لو گھر  
 تہ کے دور میں ماں اور اس کی خواہشیں  
 ہیں اور وہ وہی تک نہیں ہے ماں باپ کو  
 کی نہیں میں جنت چھوڑ کر اور وہاں چلے جاتے  
 خواب تجھے چھوڑتی ہے میری یہ نہانی ایک

ہوتا تھا کہ یہ کوئی خانہ دانی ہے۔ میں نے پھر سوچا جیسی بھی ہے چھوڑو آج میرا انکلیشن کا پیپر ہے اور مجھے لازمی محنت کر کے پاس ہونا ہے ڈیڑھ بجے میں امتحان سینٹر سے فارغ ہوا تو دروازے کے قریب آ کر دیکھا تو وہ اس وقت سو جو دھکی میں خیا لوں میں دو بار با اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا نہ دیکھا تھا۔

مت نظر انداز کرنا ماں کی تکلیفوں کو قسم جب یہ پتھرتی ہے تو ریشم کے تلیوں پر بھی مینہ نہیں آتی  
میرا پیپر تین بجے ختم ہوا تھا میں دوسرے دن جب پیپر ویسے کیا تو وہاں دروازے کے پاس سو جو دھکی میں نے سنسرت بھری نگاہوں سے اس دکھیاری کی طرف دیکھا تو دو روٹے ہوئے کھینچے۔

بیٹا تو بیرونی چھوڑو کر رہا کوئی نہیں ہے۔  
میں نے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے کو دیکھا تو میری آنکھوں سے بھی آنسو اٹھ آئے تھے اس بار میں نے اس ماں کو سہرا پہنے ڈھونڈ لیا تو وہ بہت خوش ہوئی اور مجھے ڈھیروں دھانسی دینے لگی تھی۔  
اماں میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں

دو لڑکی ہیں۔ کیا وہ ت کوئی ہے  
میں نے کہا۔ اماں آپ کہاں رہتی ہیں۔  
بیٹا میرا کوئی خاص مقام نہیں ہے جہاں رات نہ جانے وہاں ہی بسر کرتی ہوں۔  
اس کی بھرائی ہوئی آواز نے مجھے کسی روئے پر مجبور کر دیا تھا میرا آج پیپر سیکند نامم تھا میں نے اس ماں سے کہا۔

بیٹا آپ میرے ساتھ اس ہول تک جا سکتی ہیں میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔  
وہ بولی۔ بیٹا اس دکھیاری ماں کو کہاں لے جاؤ گے یہ ہول والے لوگ بہت سنگدل ہوتے ہیں تم وہاں بیٹھنے کی بات کرتے ہو وہ تو مجھ جیسی بھکاریوں کو قریب سے بھی نہیں گزرنے بھی نہیں دیتے۔

میں نے کہا۔ اماں آپ بے فکر رہو میں سب سنبھال لوں گا۔  
دو دیر کے ساتھ ڈھنگاتے ہوئے قدموں سے تپیل پڑی جو تھی ہم ہوں میں داخل ہوئے تھے تو وہ واقعی غمناک کہنے لگا۔

بیٹا وہ امر کیا کرنے تھی ہو  
میں نے کہا۔ خیر دار جو تم نے ایک لفظ بھی نہ سنا تو کیا تمہارا کھربھس ماں نہیں ہے کیا جو اب اس کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے لیکن تم لوگ بھی سہارا تو کیا اس کو دیکھنا بھی غوارہ نہیں کرتے۔

یہ ان فستق آواز سن کر دو لڑکیاں چپ سا رہ گئیں۔ ہم وہاں کرسیوں پر بیٹھ گئے میں نے ماں کے لیے کھانا منگوا دیا اور ان کے ساتھ مل کر کھانے لگا وہاں سو جو دھکی خیر ان ہور بے تھے کہ ایک ڈوبھوڑت ڈکائی کا ایک بھکاریوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا وہ تھوڑے سی نظروں سے دیکھتے اور اماں کو دیکھتے بے تھے ان نے کھانا کھانے کے بعد میرے سر پر ہاتھ چھیڑا اور کہا۔

آپ کتنے بھگتے ہیں جو اس م بخت کو اتنی عزت بخش رہے ہو تو تم تیا چو پھنا چاہتے ہو۔  
میں نے کہا۔ اماں ہر صدمے کے چھپنے کوئی دیکھ ضرور ہوتی ہے اور آپ کی یہ حالت ایسے ہی

اماں تم ضرور کسی بہت بڑے صدمے سے گزری ہو آخر تمہارا کوئی تو وارث ہوگا جس کو آپ نے جنم دیا ہوگا پلیز اماں مجھے آپ اپنا پنا سنبھلو۔ بتائیں جہاں تک ممکن ہو آپ کی مدد کروں گا اور تمہارے حالات سے دنیا کو ایک سبق ملے گا اماں میں آپ راتوں راتوں اور میں دیکھی لوگوں کی کہانیاں سنتا ہوں اور لوگوں تک لکھ کر پہنچاتا ہوں آپ کی کہانی سے لوگ سبق سیکھ سکتے ہیں اماں مجھے ضرور بتائیں۔

اماں نے کہا۔ بیٹا میں آپ کو اپنی آپ بیتی ضرور سناؤں گی مگر میری خاطر کہیں اپنی عزت نہ نحو بیٹھنا کیونکہ لوگ بہت غلط سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا۔ اماں تم بے فکر ہو جاؤ بس آپ جیسی کسی ماؤں بہنوں کی دعاؤں سے اپنی زندگی گزار رہا ہوں ورنہ مجھ جیسی ذات کہاں جینے کے قابل تھی اماں میری طرف دیکھ کر نہایت خلوص بھری نظروں سے دیکھنے لگی اور کہنے لگی۔

بیٹا میری درد بھری داستان سنبھالو یہ ہے۔  
ہوتا تو نہیں ایسے مگر تم کہہ رہے ہیں ہم  
ایک یا دو مسلسل مسلسل گزارو  
بیٹا ہم دو بہن بھائی تھے بھائی مجھ سے بڑے تھے اور امی ابو ضعیف ہو چکے تھے جب ہماری شادی ہوئی کیونکہ ہماری پیدائش شاہان کے تقریباً بیس سال بعد ہوئی تھی ہم اپنے ماں باپ کے بہت پیار سے تھے ہم دو بہن بھائی بنی تھے تو اپنے والدین کی آنکھ کی ٹھنڈک تھے گھر میں میری شادی ہوئی دو میرا پھوپھا زاد تھا والدین کا اکلوتا بیٹا تھا ہماری جوڑی اللہ پاک نے بہت خوبصورت بنائی تھی میرے خواہوں

نے ہر وقت میرے خاوند کی تصویر پر ہی تھی کیونکہ میں اپنے خاوند کو بے حد پیار کرتی تھی میں نے زندگی میں بہت نوٹ کر چاہا تھا اپنے خاوند کو وہ بھی مجھ سے اتنا ہی پیار کرتے تھے ہم سارا دن مل کر کام کاج کرتے دن گزارنے کا پتہ بھی نہ چلتا سب لوگ کہتے کہ ان کا پیار ہم نے ہی راہنچا سے بھی بڑھ کر دیکھا ہے لوگ ہماری محبت کی مثالیں دیتے تھے محبت نام ہی نیک جذبات کا ہے جیسے سب مانتے ہیں۔ ہماری شادی نو عرصہ تین سال گزار گئے تھے مگر میری نو دہری نہیں ہوئی تھی ہم ہر وقت خدا سے دعا کرتے کہ اللہ پاک ہمیں نیک اولاد سے نوازا نا آمین میری خواہش اب ایک ہی تھی کہ اللہ پاک مجھے نیک اولاد نصیب فرمائے جو میری زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں لائے۔

میرے خاوند کا شکار تھے ہماری زمین گزارہ بنی تھی مگر خاندان کی کفالت آسانی سے ہو جاتی تھی ہمارا اتفاق بن ہمارے خاندان کا واحد سہارا تھا ہم میں بھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا تھا بہت حسین زندگی تھی اللہ پاک نے مجھے امید سے کر دیا تو میرے خاوند نے مجھ سے کام لیا دانا چھوڑ دیا۔ میں اپنے خاوند کو انیسواں سال تک لکھ سکتی تھی میں پھر کام میں لگ جاتی مگر وہ مجھے روکتے ہیں کہاں باز آنے والی تھی میں سارا دن کام میں تھی رہتی خوشیوں بھری زندگی میں اور بجز خوشیاں آتی تھیں۔

دن گزارتے رہے اور عرصہ نو ماہ گزار گئے اور مجھے اللہ پاک نے بہت ہی خوبصورت چاند سا بیٹا عطا کیا آج ہم بہت ہی خوش تھے میں نے پورے علاقے میں مشائی تقسیم کروائی ذمہ داری

جون 2015

جواب عرض 170

ترقی جنت

Scanned By Amir

شہنائیاں بجائی گئیں میرے میاں بہت خوش تھے میں نے اپنے بیٹے کا نام چاند رکھا کیونکہ وہ چاند جیسا ہی تھا میری آنکھ کا تارا تھا میری گودہ کی زینت بن چکا تھا پورے گاؤں سے مبارکیں ملتی رہی میں کام کاج کے دوران بھی اپنے چاند کی دیکھ بھال میں لگی رہتی۔

وقت کا آچھکی اپنی منزل کی طرف روانہ ہواں رہا اور میرا چاند پانچ سال کا ہو گیا میرا چاند انتہائی شریف اور خوش بنیت تھا مجھے اسے دیکھ کر ساری دنیا ہی مسکین لگتی تھی وہ دوڑ کر میرے گلے لگتا مجھے بہت سکون ملتا تھا میں نے اپنے خاوند کو جب سراسے ایک پرائیویٹ سکول میں داخل کر دیا شام کی ٹیوشن بھی رکھوا دی وہ بہت ذہین تھا صبح اٹھ کر مسجد جاتا اور وہاں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتا اور اپنی آکراس کو میں ناشتہ دیتی رکشتہ میں بیٹھا دیتی تھی ہم اپنے چاند کے لیے رکشتہ لگوا یا تھا جو روز اس کو لے جاتا اور لے آتا۔

قارئین اس دوران اماں جی زار و تھارو نے لگیں میں نے بمشکل سے انہیں چپ کر وایا اور کہا۔

اماں جی میرا ڈیڑھ بچے پیپر ہے اور میں نے تیاری بھی کر لی ہے ہائیر اماں جی مجھے اپنی داستان سنائیں میں نے سنے بغیر نہیں جانا۔

ساری زندگی ماں کے نام کرتا ہوں  
میں خود کو ماں کا غلام کرتا ہوں  
جنہوں نے ہی زندگی اوماد پر نثار  
میں دنیا کی ہر ماں کو سلام کرتا ہوں  
جہاں دیکھتا ہوں لفظ ماں لکھا ہوا  
چومتا ہوں اس کا احترام کرتا ہوں

میری زبان کول جاتی ہے مٹھاس تبسم  
جب بھی اپنی ماں سے کلام کرتا ہوں  
خیر چند ساعتوں بعد اماں جی پھر گویا ہوئیں  
میرے بیٹے چاند نے پرائمری دیکھے نمبروں سے  
پاس کر لی ہم نے اس خوشی کے لیے سارے  
گاؤں میں مٹھائی تقسیم کی اور سب لوگ میرے  
چاند کو دعائیں دے رہے تھے اس کی تعریفیں کر  
رہے تھے لوگوں کے الفاظ ختم ہو جاتے مگر  
تعریفیں ختم نہیں ہوتی میرے والدین دفنا چکے  
تھے میرے میکے والوں میں صرف میرا بھائی رہا  
گیا تھا میں اپنے چاند کی زندگی سے بہت خواب  
دیکھتی تھی میرا بیٹا چاند کہتا کہ ماما میں آیت دن  
فوج میں بھرتی ہو کر سپین ہوں گا دنیا والے  
میری کارکردگی پر میرے والدین کو سلام  
و عقیدت پیدا کریں گے میں ہوتی۔

بیٹا چاند ضرور اناشہ اللہ تم ضرور کامیاب  
ہوں گے میں تمہارے لیے ہر وقت بی دعا کرتی  
ہوں میں بھی خواب دیکھتی کہ میرا بیٹا سپین بنے  
گا میں اس کو جب وردی میں دیکھوں گی تو  
میرے سارے ارمان پورے ہونگے خدا پاک  
ضرور ایک دن میرے بیٹے کو سپین بنانے کا  
میں اپنے چاند کو وردی میں دیکھ کر سلوت کر دوں  
گی۔

میری اب ایک ہی خواہش تھی کہ اللہ پاک  
مجھے پیاری ہی بیٹی عطا فرما دیں میں اپنے چاند کو  
جہاں دیکھ کر جیسی تھی وہاں میری بیٹی بھی ہوتی تو  
نہیں بہت لانا آتا سارا ان دعا میں کرتے مگر  
جاتا تھا میں اپنے چاند کا انتظار کرتی اور کام کاج  
کرتی رہتی جلد ہی جلد ہی اس کے سے کھانا بنانی  
میرا چاند اب آنسوؤں کلاں میں تھا جب بھی وہ



گھر کی دہلیز پر آتا تو مجھے سلام کرتا اور میرے پاؤں پیومتا میری خوشی کے عالم میں آنکھیں نمک جاتی جب آنکھوں کھاس کے امتحان شروع ہونے تو میں نے پیشکش کا رٹنوا ابی جو اس امتحان سینڈ نے جاتی اور لے آتی مجھے شہر کی زندگی اور دہاں فی ہر ایک سے بہت ڈر لگتا تھا کہ میرے چاند کو کوئی مسئلہ نہ بن جائے۔

ابھ میری سناں بہت بیمار رہنے لگی امتحان سے فارغ ہونے کے بعد چاند اپنی اداوی جان کے پاس بہ وقت رہتا اور ایک دن دواوی جان بھی چاند سے اور چلی گئی چاند کو دواوی سے بہت بیمار تھا کئی دن تک چاند یہ رو رہا یہ میرے لیے بہت بڑا صدمہ بن گیا کیونکہ اس نے بھی پندرہ مہینے میں اس کی وجہ سے ہی ہمارے آئینے میں خوشیاں سمجھیں اسکی رسومات سے فارغ ہونے کے بعد چاند ہم کلاس کی کتابیں لے کر آیا اور نیویشن پڑھنے لگا جب میرے چاند کا آنکھوں کلاس کا رزلٹ آگیا تو پھر دو ماہ پوزیشن پر آیا تھا میری خوشیوں کی انتہا نہ تھی اللہ پاک مجھے حد سے زیادہ خوشیاں دکھا فرما رہے تھے میں بہ اسی خدا کا شکر ادا کرتی اب میرے بیٹے کو میڈک کئی بنا پر شہر کے ایک بہت بڑے پرائیویٹ ہسپتال میں داخلہ مل گیا میرا چاند بہت محنت سے پڑھنے لگا اب چاند نشے بعد ہر آتا تھا میں اس کے لیے بہ وقت دعا میں کرتی جب ہفتہ بعد آتا تو میں اس کی یادوں میں پائل ہو چکی ہوتی میں اپنے چاند کو آتے ہی گلے لگاتی اور بہت زیادہ بیمار کرتی اب مجھے چاند کی فکر تھی رہتی تھی یہ چاند جیسا ہو گیا ہڈی کیسے ٹھکانا تھا ہوا کا ٹیلین چند ہی منوں بعد میں اس کے لیے ہاتھ

اٹھا کر دعا کرتی اور اللہ پاک سے دعا نہیں کرتی کہ اسے اللہ سب ماؤں کے چاند جیسا میرا بیٹا کر دے آمین۔

میرے چاند کو دنیا کی ہوائیں کئی تھی وہ بہت معصوم تھا اس کا ابواب ذرا نیوری کرنے ٹرک پر چلا گیا کیونکہ اس کے ہاسٹل کے اخراجات بہت زیادہ تھے چاند جب بھی پیسے ملتا میں بنا مو پے کچھ اسے بہت ہی رقم دے دیتی نہ دے اپنے پاس رکھ لیتا اسے فضول خرچی کو بہتر ٹوک لیتا تھا نہ ہی وہ سب بھیسوں کی محنت اسے اچھی لگتی تھی اپنی پڑھائی میں من رہتا اس کی عادت تھی اکثر اوقات اس کے ابو سے اس کی شہر میں ملاقات ہوتی رہتی وہاں اس کے ابو اس کو فخر چھوڑا کرتے اور کھڑے آکر مجھے بتا دیتے کہ تے اور چاند کی خیریت بھی بتاتے جس پر میں خوش رہتی بہت لڑتا گیا اور میرے چاند کے میڈیکل میں پورے بولڈ میں ٹاپ کیا تھا جہاں میرے نوابوں کی ہمیر ملنے کا وقت آیا جیسے ہی اس نے میڈیکل پاس کیا میں نے اسے کافی میں بچھن دیا وہاں تعلیم بھی جاری رکھے وہ سنے تھا کئی والدین نے اخراجات کا بھی ذمہ اٹھالیا تھا کتب صد سوں کا اور آیا اور میری ہستی بہتی زندگی نور ہو گئے کا دور شہر میں ہو گیا۔

ایک رات میرے چاند ٹرک سے واپس آ رہے تھے کہ ڈالوڈل نے لانی مار کر بھاگ کر دیا وہاں سے دن ان کی نہیں سب اطلاع ملی تو میرے ڈاڈا کے نیچے سے زمین اگل گئی میری دنیا اتنا چلی گئی چاند کے ابو اسے انیا سے بہت دور پہلے کئے تھے ہمیں تنہا چھوڑ دیا تھا میری خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی تھی یہ صدمہ میرے

رہنے کے بعد، اس دنیا سے جہاں بسے میں تنہا ہو  
گئی تھی۔

چاند کو میں نے کہا۔ بیانا تم شادی کر لو  
اور میرے لیے اچھی سی بہو لے آؤ۔

وہاں اس نے اپنی مرضی سے شادی کر لی  
اور مجھ نے اسے بنگلہ گاڑی دینے اور وہی  
بہو پیش کر لی مجھے اس نے بنا۔

امی جان بکتے یہاں بیوی کو نہیں رکھنا آج  
کے دور کو امی جان آپ جانتی ہو پلیز آپ بھی  
میرے ساتھ آج میں ہم وہی رہیں گے میں  
چاند نے ماتھ دہاں چلی گئی میری بہو جیسے ہم  
چاند کہہ کر پکارتے تھے میرے خیال تو بہت سخت  
میرے ایک دینیاتی ان پڑھ عورت تھی اور وہ  
پڑھتی تھی یہ فرق وہ ضرور کرتی تھی ایک دیہات  
پر وقت مختلف ہا میں میرا مقدر بتی نہ ہیں میں  
چاند کو پتہ نہیں بتاتی کیونکہ میری زندگی وہ بہت  
بڑا دکھ لگ گیا تھا میں نہیں جانتی تھی کہ میرا  
چاند ان تعلق پریشان رہنے میں نے تقریباً دو  
ماہ وہاں گزارے اور پھر چاند نے میری منت  
سناہتے کی کہ امی جان پلیز یہی رہو مجھ میرا  
وہاں دیرا بھی دل نہیں لگتا تھا نہ دو قیدی محسوس  
کرتی تھی دینیاتی زندگی میں عجیب رہتی ہوتی  
ہے اور وہ میرے بھی میری سب یادیں گاؤں  
کیساتھ جوڑتی تھیں۔

دوٹ مل جاتے ہیں کہانی بن کر  
دل میں بس جاتے ہیں نشانی بن کر  
جنہیں بھر رکھتے ہیں اپنی آنکھوں میں تبسم  
وہ کیوں نکل جاتے ہیں پانی بن کر  
کھڑوں میں تنہا رہنا میری حادثہ بن گئی تھی  
میرا چاند بھی یہی آتا اور مجھے من جاتا اور چھٹی

سسر کو یہ داشت نہ ہوا اور وہ بھی چار پائی پر جا  
گئے چاند آج تہم اور تنہا ہو گیا تھا میں بہو ہو چکی  
تھی قسمت نے جہاں اتنی خوشیاں دکھائیں وہی  
زندگی کو غموں کا راستہ بھی دکھایا سارے ارمان  
راکھ ہو گئے زندگی سے نفرت ہو گئی تھی ماں جہاں  
زندگی کی تاریک راہوں میں روشنی کا عینار ہوتی  
سبے اہاں باپ ٹھکڑوں سے بچانے والا مضبوط  
سہارا ہوتا ہے میرے خاندانے ہمیں درد غموں  
کی بھٹی میں ڈال دیا تھا میرا چاند بھی سنبھلا بھی  
نہ تھا کہ اسے ماری ڈمہ داری کا وزن اٹھانا پڑا  
تو وقت نہ رہتا کیا اور دین ٹھہری یادیں ہی میرا  
جانتی بن کر وہ میں چھوڑ گئی سارا دن بات  
نہ بتاتا جو وہ دن بنا کام کرتے کرتے دن  
گزرے گا احساس ہی نہ داتا۔

نہ رہتے ہم امید وفا کی کسی سے  
ہم نے بے وفا کی ہر طرف جو پائی ہے  
منت نہ ہو نہ ہمارے چہرے پر زخموں کے نشان  
ہم نے ہر چہرے دل پر کھائی ہے  
مجھے زمانہ کی رہیں گھڑیاں چھل چھلکی ہی نہیں  
میرے چار پائی سے اٹھنے کی ہمت نہ تھی اس  
نی وہاں میں پوری رہنا میری دمہ داری تھی دوسرے  
سے شہر اور اس کے قریبی ہیلتھ سینٹر جانی اور علاج  
کروا لیتی میں سوچوں کے بخنور میں ڈوبتی چلی گئی  
وہاں کہی کہ چاند کو خدا جلدی افسر بنا دے اور وہ  
تہ را آسرا بن جائے اور وہ وقت بھی آ گیا جب  
چاند افسر بن گیا میرے تم مجھے سے اور ہو گئے  
تھے سارے صدقات بچوں کی تھی میرے خوابوں  
کو آج تبیر مل گئی تھی انہ پاک نے میری  
دعاؤں کو سن لیا تھا میرے سسر کو میں نے شہر کے  
ہسپتال میں داخل کر دیا جہاں چند دن ایہ منت

نہ تھی گاؤں کی عورتیں سب سعد زنی کو تھیں کہ یہ  
 بد قسمت عورت ہے جیسا اس کا افسر ہے اور یہاں  
 بھکاریوں کی طرح تنہا راتی ہے ویسے یہ قسمت  
 والی ہوئی تو اس پر یہ یہ صدقات نہ آتے تھے کہ  
 موت کا مکان بنا دیا ہے اس نے میری آنکھوں  
 سے آنسوؤں کی ندی پھوٹ پڑتی میں ہر وقت  
 اپنے چاند کے لیے دعا کرتی ہر وقت اس کے  
 لیے دعا کرتی رہتی آخری بار ملے آئی تو ذمیرہ  
 دعا میں دنی میرے دل کی دھڑکنیں بہت تیز  
 تھیں میرے دل میں عجیب دھڑکنیں بہت تیز  
 رہے اور ہر روز ہر وقت دعا میں رہتی۔

آج میرے دل کی دھڑکنیں بہت تیز تھیں  
 ایسا لگ رہا تھا کہ پنچھ ہونے والا ہے ساری  
 رات سو نہیں پڑتی رسی اوتھر اوتھر بھاتی کہ کوئی  
 بندو میرے چہرے پر ہات لگا دے گا میرے سر پر  
 تقریباً اڑھائی بجے ایک گاڑی سائرن بجانی  
 ہوئی گاؤں میں داخل ہوئی میرے دل کی  
 دھڑکنیں تیز ہوئیں ان لوگوں نے وہاں گاڑی  
 کے لوگوں سے پنچھ تو انہوں نے ہمارے گھر کی  
 طرف اشارہ کیا چند ساعتوں بعد وہ گاڑی  
 ہمارے گھر کے دروازے پر ان لوگوں نے باہر  
 نکل کر مجھ سے پنچھ ضروری معلومات میں آخر  
 میں یہ قیامت نونے والی خبر سنائی کے تمہارا بیٹا  
 چاند ایب انیسٹیمٹ میں فوت ہو چکا ہے  
 آنسوؤں کی بارش آنکھوں سے برس پڑتی  
 دھڑکنیں سے زمین پر گر گئی جب ہوش آیا تو  
 سامنے چاند کی لاش پڑی تھی اور وہ گاؤں کے  
 لوگوں سے کب رہے تھے کہ جتنا جلدی ہو سکے  
 اس کو دفنانا سے اور پھر ہم نے جانا ہے میں  
 بہت مہربان کر رہی تھی میرا چاند تابوت

میں تھا اور شیشے میں اس کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا  
 چاند آج مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔  
 میرے چاند کے جنازے میں ہزاروں کی  
 تعداد میں لوگوں نے شرکت کی پھول برسائے  
 چاند کی جدائی کا بہت اگہ تھا ساتھ اس کی موت  
 کی خوشی تھی شاید میں تنہا بس قسمت عورت ہوں  
 جو پورا خاندان اپنے ہاتھوں سے گنوا بیٹھی تھی  
 لوگوں کے بے رحم پھپھروں کا آسرا مجھے نہ تھا میں  
 خود نو برس انیسٹیمٹ میں تھی مگر اللہ پانف کا  
 ہمتان تھا میرا بیٹا مجھ سے جدا ہو گیا۔ اب مجھے  
 ایک امید تھی کہ وہ بھی پوری نہ ہوئی میری بہو  
 نے آگے شادی کر لی اور قیامت رقم بھی اس نے  
 بیوی میں ایک مرتبہ پھر تھا ہوئی تھی۔

اب میرے پاس صرف ایک آسرا تھا وہ  
 بھائی کا سہارا میں اپنے بھائی کے گھر چلی گئی  
 بھائی نے مجھے جانا کہ میں رہ جاؤ میرے خاوند  
 کے لیے لی زمین میرے نام تھی وہ میرے بھائی  
 نے اپنے نام کر والی اب کیا ہونا تھا روزی لعن  
 علی میرا مقدر بن گئی سب کہتے کہ بد قسمت  
 عورت ہے یہاں بھی کسی کو مارنے آئی ہے تم تو  
 اتنی بد قسمت ہو کہ سارے خاندان کو ہی ختم کر  
 چکی ہو میں خود کو گونستے گی کہ اب کیا گمراہی  
 قیامت میں ختم ہو چکی تھی میں سوچتی کہ خود کشی  
 گرنوں مر خدائے سامنے کس منہ سے ہمیشہ ہوگی  
 ہزاروں سواں میرے ذہن میں آتے۔

تقریباً دو سال تک بھائی کے پاس رہنے  
 کے بعد میں نے اس شہر کو ہمیشہ کے لیے  
 چھوڑنے کا تہیہ کر لیا آج اپنے بیٹے کی آخری  
 آرام گاہ پر گھر گرا کر روئی ہوں پھر وہاں اس کی  
 یاں لیتے ہوئے ہمیشہ کے لیے تیرے شہر میں



آئی ہوں یہاں میری حالت تمہارے سامنے سے بیجاہاں کوئی کسی کا نہیں سے گھروں میں کام کر سکتی تھی مگر میں ان سب کی نظروں سے ایک بھنگارن ہوں ایک بھنگارن کو گھر کوئی نہیں رکھتا اس کے نصیب میں درد کی ٹھوکریں ہی لوگوں کے زبان سے لعن طعن اور دو وقت کی رہائی بھی مانگ کر پڑاروں جملے سننے نصیب ہوتے ہیں۔  
 قرین اماں اتاروئی کے اس کی آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح برس رہے تھے میں بھی زار و قطار رو رہا تھا۔

قرین میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں عورت ذات کو خدا پاک نے اتنا بڑا اور جہ دیا ہے کہ اس کے قدموں میں جنت ہے وہاں اس کے لقب میں دکھ کیوں لکھے ہیں ہمراہ تے کیوں برسے ہو گئے ہیں نا جانے اس اماں جیسی نفی دکھیاری ما میں ہوں گی جو درد کی ٹھوکریں کھاتی ہوں گی خدا پاک نے اسے اتنے دھ دیئے تھے تو بہو کو پستے تھا کہ اس ماں کو سہارا تو دیتی اس جیسی بہوؤں کی کیسے پختہ ہوگی بھائی نے اتنا بڑا ظلم کیا کہ زمین بھی چھین لی اور گھر سے بھی دھکے مار کر نکال دیا اس بھائی کی غیرت کہاں بھی جس کی بہن ہزاروں میں بھیبت مانگ رہی ہے افسوس مجھے آج کے زمانے پر جو سنگدل ہو گیا ہے آج بھی وقت سے کہ ہم سنگدل جانیں قدرت کے انمول تحفے کی خدمت کریں گزارش ہے کہ ان بہوؤں کو جو آج ساس کے زیر نظر زندگی گزار رہی ہوں خدا کے لیے اپنی ساسوں کو ایسے بری لگا ہوں سے مت دیکھا کریں کل عمر بھی وقت آنا ہے ماں ہمیشہ درجہ اول پر رہی ہے اس کی خدمت ہی ہمارا نصیب

لعین ہے۔  
 قرین میں نے اپنے دوستوں سے بہت سی رقم اکٹھی کر کے اس ماں کی خدمت کی اور امتحانات کے آخر پر اس کو ایک کمرانے پر کوارٹر لے کر بھی ویا میں آج بھی اماں جی کی مدد کرتا ہوں اور اس کی ڈھیروں دعا میں لیتا ہوں ورنہ مجھ جیسے دکھی لڑکا کبھی خوش نہیں رو سکتا۔ قرین میں کہانی لکھنے پر کہاں تک کامیاب ہوا اپنی آراؤں سے ضرور توار سینے کا اس دکھیاری ماں کے لیے بھی دعا کیجئے گا آپ کی قیمتی رازوں کا منتظر ہوں منظور اسیر نسیم۔ قرین میں کافی دیر بعد حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ آپ کے دلوں میں ہی ہوں گا اور آپ میرے انتظار میں ہوں گے۔

### نظریں کی بیانی

نظریں جیوں بھرتے تو ہوسر نہ ہوا  
 ملے تو ناب بناتے تو ہوسر نہ ہوا  
 نظریں ہی ہیں وہ تو نظریں جیوں  
 مگر زبان سے بولتے تو ہوسر نہ ہوا  
 تمہارے جیوں دستہ فریب نے سب سے دل پر  
 تمہارے دل کو آسماں تو آسماں نہ ہوا  
 لوٹے پہنچے س طرح بہت سے ہم کو  
 اب کبھی کسی کو اہل خانہ نہ ہوا  
 ہنسنا ہنسنے کو ہوسر نہ ہوا

### ماں

- ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے۔
- ماں کی نافرمانی کرنے والے جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔
- ماں ایک مشعل ہے جو ہمیشہ راستہ دکھاتی ہے۔
- ماں کی آغوش انسان کی سب سے پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔
- ماں کی اصل خوبصورتی اس کی محبت میں ہے۔

جون 2015

جواب عرض 175

ہڑپتی جنت

# میری زندگی کی ڈائری

## سول کی ڈائری سے

میرے بچپن کے دن کتنے اچھے تھے دن آج ایسے بھائے کیل یاد آتے گئے میرے بچپن کو مجھ سے ۱۱ دے کوئی میرا بچپن لٹا دے لٹا دے کوئی میری ڈائری بچھڑے ہوئے دوستوں سے بھری پڑی ہے میرے ۱۱ اسٹ بچھڑ گئے ہیں میں اپنے بچھڑے دوستوں کو اکثر یاد کرتا ہوں مگر میرے بچھڑے ہوئے دوست شاید مجھے بھول گئے ہیں میں صرف اپنے بچھڑے ہوئے دوستوں کے لئے دعا ہی کرتا سکتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کو خوش خرم رکھے، خاصاً زہنی اے کے ایس کو۔

امیر خالد محمود، صوفی

## رضوان عباسی کی ڈائری

اس وقت میرے یہ الفاظ تمہاری نظروں کے سامنے گردش کر رہے ہیں میں تمہیں اس بے

زبان ورق کے سہارے زیادہ نہیں لیکن اتنا کچھ سمجھا سکتا ہوں کہ تم میری محبت کا یقین کر لو تمہیں شاید نہیں معلوم کہ مجھے جواب عرض پڑتے ہوئے تقریباً بارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے میں نے زندگی میں

بہت ہی زیادہ دکھ دیکھے بلکہ میری زندگی ہی دکھوں کا مجموعہ ہے لیکن میں نے بھی جواب عرض میں تمہیں کی کوشش نہیں کی میں نے ہر دکھ کا مقابلہ بڑی بہادری سے کیا میں اندر سے بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا تھا لیکن کبھی خود کو ٹھہرانے نہیں دیا میں اکثر چتا تھا کہ بڑے سے بڑا دکھ بھی میرے قدموں کو نہیں ڈمگتا سکتا کیونکہ میں ہمیشہ سے تباہی پسند ہوں کوئی کیا کر رہا ہے مجھے اس سے غرض نہیں میں اپنے کام سے کام رکھنے والا انسان ہوں کسی چیز کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے میرے اپنے گھر والوں کے آگے بھی ہاتھ نہیں پھیلاتا بلکہ ہر چیز اپنے رب سے مانگتا ہوں میرا خدا گواہ ہے کہ اس نے کبھی مایوس نہیں کیا تمہیں یہی میں نے اپنے رب سے دن رات مانگا اتنا کہ رات رات نہیں رہتی تھی اس کا تمہیں بھی علم ہوگا کہ میں نے یہاں آنے کی کتنی راتیں بغیر سوئے گزار دیں تھیں جسے روہنوں کا شہر کہا جاتا ہے میرے دل کی روشنی نہ ترسکا کتنی دفعہ میں نے تمہارے نام خط لکھ کر پھاڑ دیا کیونکہ میں جلد بڑی نہیں کرنا چاہتا تھا مجھے اپنے رب پر بھروسہ تھا اور پھر جلد ہی تم نے اظہار کرتے

جواب عرض 176

تابت کر دیا کہ واقعی کراچی روہنیوں کا شہر ہے کیونکہ تمہاری محبت نے میرے دل کو روشن کر دیا تھا یہ روشنی بھی بہت ہی کم وقت میرے پاس رہی لیکن مجھے اس کا دکھ شاید زیادہ نہیں کیونکہ ہم دونوں ہی کمزور تھے ہماری کمزوریوں کی وجہ سے زمانے نے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا لیکن محبت قائم نہیں ہوئی کیونکہ میں باوجود کوشش کے بھی تمہارا شہر نہیں چھوڑ سکتا تم سے بچھڑے مجھے تین سال اونٹنے والے ہیں یہ تین سال میں نے کیسے گزارے یہ میرا اللہ ہی جانتا ہے یہ تمہارا دکھ ہی تو ہے جسے مٹانے کے لئے میں نے جاہل عرض کا سہارا لیا ہے تمہارے دکھ نے تو مجھے بالکل ہی بھیر دیا تھا اب جواب عرض ہی ہے جس میں میں خود کو تلاش کر رہا ہوں۔ سٹ رہا ہوں تم بولتی ہو کہ میں بدل گیا ہوں میں کیسے بدل سکتا ہوں تم دنیا کے کسی بھی کونے پر بھی جاؤ جواب عرض کہ یہ چند صفحات میری سچی محبت کے ہمیشہ گواہ رہیں گے یہ زندگی میں نے تمہارے نام کی ہوئی ہے ان ہونٹوں پر اس دل پر آخری سانس تک صرف تمہارا نام ہوگا میں صرف تمہارا نام ہوگا ایس

غلطیاں معاف کر دینا۔

میری زندگی سے لے کر میری موت تک  
تیرا ذکر ہوگا

میری ذہنی سبکدوشی میں تیرا ذکر  
ہوگا

تو میرے سامنے نہیں تو تم نہیں اس بات کا  
میری فکر میں نہ کسی میرے دل میں تیرا  
ذکر ہوگا

رضوان عباسی، کراچی

### رضوان عباسی کی ڈائری

دوستو، انسان کی زندگی میں  
کئی دن کئی لمحات ایسے بھی آتے  
ہیں جنہیں وہ ساری عمر فراموش  
نہیں کر سکتا وہ دن وہ لمحات اسے  
ساری عمر کسی امرتل کی طرح اندر  
سی اندر چائے رہتے ہیں جس  
طرح امرتل درخت کو اٹھانپ  
لیتی ہے اور آہستہ آہستہ اسکا سارا  
رہ چوں لیتی ہے اور آخر اسے  
بانگل ختم کر دیتی ہے ایسا ہی  
میرے رُزن نے صبح ۷ بجے  
اٹھایا کہ تمہارے والد کی طبیعت  
بہت سی خراب ہے جو کہ راولپنڈی  
پولی کلینک میں زیر علاج تھے میں  
جلدی جلدی اٹھ کر ان کے ساتھ  
روانہ ہو گیا کیونکہ میرے سے وہ  
پھولنے بھائی بھی میرے ساتھ  
کراچی میں تھے اس لئے ان کے  
بھی ٹکٹ لینے تھے کراچی کی بچ  
شہزادی صبح میں موٹر سائیکل پر ایئر  
پورٹ پہنچے تو ٹکٹ بھی نہیں مل رہے

تھے بڑی مشکل سے شام چار بجے  
کے ٹکٹ ملے خدا خدا کر کے شام  
چار بجے اور ہم جہاز پہنچ گئے  
لیکن ساتھ ساتھ ہم والد کی طبیعت  
کا بھی مطوم کرتے رہے جو کہ  
پرستور تشویش ناک تھی خدا کسی  
دشمنی کو بھی ایسا دن نہ دکھائے،  
آمین۔ جہاز ابھی نواب شاہ کے  
اوپر ہی گیا تھا کہ اعلان ہو گیا کہ  
جہاز میں خرابی کی وجہ سے واپس  
کراچی لے جایا جا رہا ہے اس  
وقت ہماری کیا حالت تھی یہ میرا  
خدا ہی جانتا ہے بہر حال جہاز کو  
واپس کراچی اتار لیا گیا اور  
ہمیں چار گھنٹے مزید ایئر پورٹ پر  
بیٹھنا پڑا۔ رات آٹھ بجے ہمیں  
دوسرے طیارے پر بٹھایا گیا جس  
نے ہمیں رات پونے دس بجے  
راولپنڈی ایئر پورٹ پر اتارا جب  
ہم ہسپتال پہنچے تو ہمارا والد ہمیں  
ہمیشہ کے لئے روتا ہوا چھوڑ کر چلا  
گیا تھا اس نے ہمارا بہت انتظار کیا  
لیکن چندہ منٹ مزید انتظار نہ کر  
سکا۔ ہسپتال کے بیلڈ پر آج ہمارا  
والد آنکھیں بند کیے سوئے تھا لیکن  
آج وہ ہمیں اٹھ کر مل نہیں سکتا تھا  
اور نہ ہم اسے اٹھا سکتے تھے کیوں  
کہ یہ تو تقدیر کے فیصلے ہیں اسے  
جہاز کی خرابی کہوں یا اپنی قسمت پر  
روؤں بہر حال آج ایک سال کا  
حرم ہو گیا ہے لیکن یہ چندہ منٹ  
آج بھی مجھے دلاتے ہیں اور

ساری عمر دلاتے رہیں گے خدا  
تعالیٰ کسی پر بھی ایسے لمحات نہ  
لائے، آمین۔ آخر میں کارمین  
سے عرض ہے کہ وہ میرے والد  
کیلئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو  
معفرت عطا فرمائے اور ہمیں صبر  
دے اور اتنا کہنا چاہوں گا کہ  
والدین کی خدمت کریں ان کے  
فرمانتیر دار بن کر رہیں نماز اور  
قرآن پڑھیں خود بھی اچھے کام  
کریں اور دوسروں کو بھی اس کی  
تلقین کریں ورنہ بعد میں پچھتانے  
کا کوئی فائدہ نہیں جب ماں باپ  
نہیں ہوتے اسلئے کوشش کریں کہ  
والدین کو خوش رکھیں خدا تعالیٰ دنیا  
بھر کے والدین کو خوش و خرم رکھے  
اور جواب اس دنیا میں نہیں ہیں  
انہیں بہت اللہ روں میں ذمہ مقام  
عطا فرمائے، آمین۔

رضوان عباسی، کراچی

### فیضان کی ڈائری سے

محبت کیا ہے؟ محبت ایک  
پاکیزہ جذبے کا نام ہے محبت کرنا  
مشکل نہیں ہوتی مگر اس کو نبھانا بڑا  
مشکل ہوتا ہے۔ کہتے ہیں محبت کی  
نہیں جانی بلکہ ہو جاتی ہے محبت  
میں ایک انوکھی لذت لیتی ہے مگر  
دکھ بھی محبت ہی میں ملتے ہیں ہم  
چاہتے ہیں ہم جس سے محبت  
کرتے ہیں وہ بھی ہم سے محبت  
سے اتنی ہی محبت کرے جتنی ہم اس

جواب عرض 117



## عرفان کی ڈائری سے

مجھ سے ملے میرا نام محمد عرفان ہے میں نے ایک جولائی 1985ء کو اس عالم درنگ یوسم قدم رنجہ فرما کر یہاں کی روشنی کو دو بلا گیا میری سب کے ساتھ دوستی ہے کسی کے ساتھ کسی قسم کی دشمنی نہیں ہے میرے سب سے اچھے دوست محمد عارف جو کہ کراچی میں کام کر رہا ہے اور دوسرے دوست کا نام محمد علی ہے جو کہ پڑھ رہا ہے اپنے دوست دوست عارف سے شکوہ ہے کہ جب وہ کراچی کام کرنے چلا جاتا ہے تو وہ اپنے گھر کی کئی ماہ خون نہیں کرتا میں پورے ملک میں موجود لڑکے اور لڑکیوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں میں ان لڑکوں میں سے نہیں ہوں جو دوستی کا اشتہار دے دیتے ہیں لیکن آگے سے جواب نہیں دیتے جیسے شکوہ ہے میں عالی پروین انجم سے اپنے سحر اتر پیش میں اپنا تعارف تو دیا تھا اور میں نے آپ کو خط بھی لکھا تھا جس کے جواب میں آپ کا ایک خط مجھے ملا اس کے بعد میں نے آپ کو عید کے موقع پر عید گنٹ کروایا جو کہ آپ کو ٹیکس ملا اور واپس آ گیا اسکے بعد میں نے آپ کو کئی خط کھلے لیکن وہ شاید

## آتش کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری میں کچھ بھی نہیں ہے سوائے شبیم کے میری صبح بھی وہ میری شام بھی وہ رات بھی وہ دن بھی وہ غرض یہ کہ میری زندگی شروع بھی اسی سے ہوتی ہے اور ختم بھی اسی پر۔ روک دیتے ہیں شریعت کے تقاضے ورنہ میں تیرے ذکر کو ہر ذکر سے افضل کر دوں۔ میں نے تو اپنی زندگی تیرے نام کر دی ہے لیکن تم نے آج تک میری ہر بات کو مذاق میں اڑا دیا لیکن میں پھر بھی تمہیں ہی چاہتا ہوں گا کیونکہ جب کوئی ایک بار دل میں بس جاتا ہے تو پھر وہ دل سے نہیں نکلتا کیونکہ پیار کیا نہیں بلکہ ہو جاتا ہے میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف ایک التجا ہے کہ میں جب بھی تیرے شہر میں آؤں تو بھی جی اپنی جھلک دکھا دیا کرو۔ میں تیری یادوں کے سہارے زندگی گزار لوں گا بس اس سے زیادہ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا میری دعا ہے کہ تم جہاں رہو خوش رہو اور تمہارے منے کے سارے غم خدا مجھے دے دے، آمین۔

بس تجھ ہے ہیں اتنا قیمت ہے آتش کس طرح ہو رہی۔ سحر کونہ پونجی

سے کرتے ہیں مگر یہ ناممکن بات ہے۔ ذرا سوچے جس طرح ہم کسی کو چاہتے ہیں اگر اس طرح کوئی ہم کو چاہے تو کیا ہم جسے چاہتے ہیں اس کے علاوہ کسی سے محبت کر سکتے ہیں اس طرح جسے ہم چاہتے ہیں ہو سکتا وہ کسی اور کو چاہے تو کیا وہ ہم سے اتنی ہی محبت کرے گا جتنی ہم اس سے کرتے ہیں نہیں ہرگز نہیں وہ تو ہم ہی اس کی یاد میں تڑپتے ہیں اسی تڑپ کو محبت کا نام دیا جاتا ہے۔ میری تو محبت شبیم کی طرح پائی گئی میں نے تو اسے دل کی گہرائیوں سے چاہا مگر انہوس کے اس نے میری محبت کا جواب محبت سے نہ دیا میں تو اسے چاہنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں اگر وہ ایک بار میرا ہاتھ تھامے تو میں اسے پانا چاہتا ہوں میری تو یہ خواہش ہے کہ وہ بھی مجھ سے پیار کرے مگر وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی مجھ میں کسی چیز کی کمی ہے مگر وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے اسے بھولنا چاہتا ہوں مگر بھلا نہیں پاتا وہ اور شدت سے یاد آنے لگتا ہے۔

میری تو دعا ہے کہ کسی کو کسی سے محبت نہ ہو اگر ہو تو یکطرفہ محبت نہ ہو، اب تو یہ خواہش ہے کہ وہ مجھے ملے نہ ملے صرف ایک بار کہہ دے آئی لو یو، صرف ایک بار کہہ دو ایف کہ تم بھی مجھ سے پیار کرتی ہو پلیز صرف ایک بار صرف ایک بار

پانی کا اک قطرہ ہے لیکن ایسے نہیں  
آنسو سونا نہیں چاندی نہیں لیکن  
ہیرے سے بھی زیادہ قیمت رکھتے  
ہیں بلکہ انمول ہیرا ہیں یعنی چمک  
آنسوؤں کو ہے شاید کوئی کہے تو  
چاند بھی اس کے مقابل میں  
نہیں آنسو بے آواز ضرور پتے ہیں  
لیکن اس کا احساس کوئی دل والا  
ہی بہتر جانتے۔

جیسے سمندر کا پانی نمکین ہے  
ایسے آنکھ کا پانی بھی نمکین ہے اس  
کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ آنکھ  
ایک سمندر کی مانند ہے لیکن سمندر کا  
پانی سمندر سے نکل کر ساری دنیا کو  
ڈبو کر لے جائے گا لیکن دل کو نہیں  
جب آنکھ کا پانی بہنا شروع ہو  
جائے تو دل کو ڈبو کر روح سے ناپ  
توڑ دیتا ہے اس لیے سمندر کا پانی  
اپنی جگہ ہے لیکن آنکھ کا پانی سمندر  
کے پانی سے بڑھ کر ہے تو بھی  
آنسوؤں کے پھیلنے ہی آنسو ہیں  
مرنے دم تک انسان کا ساتھ دیتے  
ہیں اگر آنکھوں سے بھی آنسو  
بھاتے ہوئے دعا مانگی جائے تو  
آسمان کو چرتے ہوئے عرش الہی  
پر پہنچ جاتے ہیں۔

آنسو دوسنی پیدا کرتے ہیں  
ایک خوشی کا تو دوسرا غم کا۔ خوشی  
کے آنسو پتے پتے رک جاتے  
ہیں لیکن غم کے آنسو : غم ساتھ  
دیتے ہیں لوگ شاید آنسوؤں کو  
اس لیے پسند نہیں کرتے کہ ان کی

صدا کوئی نہیں سنتا۔ لیکن بے وفا  
دوست سے خوشی جیسی شے سے غم  
کے آنسو بہترین ذریعہ ہیں۔  
آسمان کے آنسو شبنم ہیں پھول کے  
آنسو بھی شبنم ہیں شبنم کو برستے  
دیکھو پھولوں پہ گرتی ہے ایسے  
آنسوؤں کو پھول ہی سمجھتے ہیں  
کاش کوئی انسان بھی آنسوؤں کی  
قدر جانے اور ان کے جذبات کو  
سمجھے کہ آنسو کیا ہیں؟

عاجز جمالی، اوستہ

محمد

### عاجز جمالی کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری اکثر  
زیادہ محبت سے تعلق رکھتی ہے اس  
موضوع پر محبت کے بارے میں کسی  
ایک تحریر آپ کارٹون کے نام کرتے  
ہوں بندھن دھڑکن اور الجھن  
آپس میں تینوں دوست ہیں اور  
افسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں  
وہ گھرانہ محبت ہی ہے رہتے ہیں  
اک ہی گھر میں لیکن ادائیں تینوں  
کی الگ الگ ہیں اور ملیں گے  
ہیش آپس میں محبت کی جو کھٹ پر۔

وہ کہے؟ وہ ایسے کہ آپ کو کہیں کسی  
سے بھی محبت ہوتی ہے محبت ہونے  
کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے میں  
ایک ایسا بندھن بندھ جاتا ہے کہ  
سانسوں کا واسطہ بھی زندگی کے کسی  
لوہ میں کم نہیں ہوتا مگر وہ اپنی پہلی  
محبت کو بھلا کیوں نہ دے بھلانے کا

ذکر آیا ہے تو تانا چلوں جدائی کے  
لہوں میں اکثر دل پر دھڑکن زیادہ  
تیز ہو جاتی ہے دل میں دھک  
دھک صدا اور سدا زخموں کی بارش  
برساتی ہے دکھ ہمیشہ چار دیواری  
کی طرح گھیر لیتے ہیں اور آنکھوں  
کی اک ندیا کی بہنے لگتی ہے لوہوں پر  
کھلی آنکھوں میں اداسی کے دیئے  
جلتے ہیں زندگی ہمیشہ کے لئے  
انجانی کا بن جاتی ہے جتنے تک  
جند ہے ہر رات ہجر فراق میں  
چراغ غم جانا پڑتا ہے اور سانس  
بھی الجھن میں پڑ جاتی ہے۔  
میرے کہنے کا مقصد یہ ہے زندگی  
کی آخری ہونہ تک یہ تینوں دوست  
محبت کے ساتھ بھائے رہتے ہیں  
لیکن ناشق سب سب کھان  
دے دیتا ہے اور اندھیری کوٹھی  
میں جا کر دفنایا جاتا ہے آخر میں ان  
تینوں دوستوں کے ہم ایک سرد  
شمر۔

جوڑتا ہوں بندھن : یعنی بے دھڑکن  
جدائی : جھن ستم ہوئی ہے ہر الجھن  
عاجز جمالی، اوستہ

محمد

### آفتاب کی ڈائری سے

زندگی میں کبھی خوشی اور کبھی غم  
ہوتے ہیں لیکن شاید اللہ تعالیٰ نے  
میری زندگی میں ہمیشہ دکھ ہی دکھ  
رکھے ہیں جو بھی مجھے ملا مطلب  
پرست میں نے جس پر بھی اعتماد کیا



اس نے مجھے دھوکہ کیا ہر کوئی گہرا  
گھاؤ لگا کر چلنا کسی نے گہرا کر  
لونا اور کسی نے دوست بن کے لونا  
کسی نے باپ بن کے لونا اور کسی  
نے اپنا بنا کے لونا میں نے آج تک  
بس پر بھی اعتبار کیا اسی نے مجھے  
دھوکہ دیا اور میرے زخموں پر نمک  
چھڑکا میں نے بس کو بھی جان سے  
زیادہ چاہا اس نے مجھے دھوکہ دیا  
مجھے ایسے لونا کن اور ایسے ٹھکرایا گیا  
جیسے راستے میں کوئی پتھر پڑا ہو میں  
نے پھر بھی ہر کسی کو دعا دیکر اللہ اس  
کو خوش رکھے لیکن کبھی کبھی میرا دل  
اواس ہو جاتا ہے کہ میں اسے زخم  
کھانے کے ہا جو د میں کیسے زندہ  
رہوں اور کیوں زندہ ہوں یا پھر  
اسنے زندہ ہوں کہ میں دھوکے  
کھاتا رہوں مجھ کو زخم دے کر  
لوگوں کو کیا ملتا ہے میں سب لوگوں  
کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ابھی بھی  
سنبھل جاؤ ورنہ روز قیامت  
حساب دینا پڑے گا پھر تم لوگ بچتاؤ  
گے اس لئے کسی کو دکھ مت دو اور  
کسی کو مت لوٹو شکر یہ۔

خوشیوں کی آندہ میں مقدر بھی سو گئے  
نسی ملی ہوا کہ اپنے بھی کھو گئے  
**محمد آفتاب، شاہ، کوٹہ**  
**ملک روکوٹہ**

**عمران کی ڈائری سے**  
لڑکھا جاتا ہوں میں ہلا مہا کے آگے  
ٹھہر جاتا تھا کبھی کہ خدا کے آگے

لوٹ جاتے نہ کہیں تار رہا ہستی  
بیٹھ جاتا ہوں ہر اک شاخ حاکم کے آگے  
ساری دنیا کو خانے گیا دل کی بات  
کوئی سنتا نہیں اب جاؤں خدا کے آگے  
مجھ کو لے ڈوبی میری نگلی ماہی عمران  
ورنہ وقت نہ مٹی کم میری خدا کے آگے  
ان کی محفل میں پیدا محبت کا ساں نہیں ہوتا  
ہم ان کے سامنے پھر بھی جائیں تو ان کو  
گماں نہیں ہوتا  
ان کے نقشے قدم پر مل کر مل کر منزل پر  
پہنچ جائیں  
مگر رہتے میں ان کے قدموں کا نشان  
نہیں ہوتا  
ایک ایک نوحہ کو یاد کیا کرتے ہیں ہم مگر  
کیسے یاد کرتے ہیں یہ ہم سے بیان نہیں  
ہوتا  
سوئی پر چڑھتا پڑتا ہے ہم کو ہر اک سے  
روز  
کون کہتا ہے محبت میں اتھاں نہیں ہوتا  
محبت سے نفرت کرنے والے شاہ یہ نہیں  
جانتے  
محبت نہ ہوتی تو ہمارا جہاں نہیں ہوتا  
محبت کے پھول لگا دیا کے اس چمن میں  
کہ پھولوں کے بغیر جینا کوئی بھی گستاخ  
نہیں ہوتا  
یہاں ہر چیز کی حد مقرر ہوتی ہے عمران  
جو حد سے بڑھ جائے وہ اتھاں نہیں ہوتا  
**عمران اشرف، کوٹہ**  
**سیدان**

**خدا بخش کی ڈائری سے**  
زندگی کی اداس راہوں میں

آج میں اپنے غموں کے ساتھ کسی  
تھی صحرائیں اکیلا چل رہا ہوں نہ  
کوئی میرے ساتھ ہے اور نہ کوئی  
مجھے دور سے دکھائی دے رہا ہے  
میرے پاؤں کے آبلے ہو گئے ہیں  
اب مجھ میں طے کی ہمت نہیں ہے  
میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے اور  
دل کی دھڑکن بند ہو گئی ہے اب  
میں خاموشی سے بیٹھ کر موت کا  
انتظار کر رہا ہوں مگر کبھی موت مجھ  
سے بہت دور بھاگی جا رہی ہے  
میرا نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی  
منزل ہے میرے چاروں طرف  
میرے دل کے ٹکڑے بکھرے  
پڑے ہیں یہاں کوئی ساتھ دینے  
والا نہیں ہے یہاں کوئی پیار کرنے  
والا نہیں ہے یہاں پیار اور محبت  
صرف نام و نہاد کا نام ہے کوئی کسی  
سے سچا پیار نہیں کرتا جب جی  
چاہے دل کو دور بلکہ اک گہرے  
کھوس میں پھینک دینا۔ لیکن دنیا  
کی ریت ہے یہاں کوئی کسی کو  
سہارا نہیں دیتا آج میں بہت تڑپ  
رہا ہوں میرے آنسو سیلاب کی  
طرح بہ رہے ہیں میری آنکھیں  
برسات کی طرح برس رہی ہیں میرا  
دل غموں سے چور چور ہے میرا دل  
میرے کلیجے سے نکل کر اک ٹوٹے  
میں تڑپ رہا ہے میں سسک رہا  
ہوں میں تڑپ رہا ہوں نہ مجھے کوئی  
ساتھ دینے والا ہے اور نہ کوئی  
سہارا دینے والا ہے۔

# کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست محمد ریاض ساتھی سے وہ اس لیے کہ ریاض مجھ سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوا۔ اور سب سے بڑھ کر ریاض میرا دوست دل کا صاف ہے اللہ تعالیٰ میرے دوست ریاض تو ہمیشہ اپنی زندگی اسے آمین ثم آمین۔ (مفتی محمد ہوج، میاں چنوں)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست۔ اب اس دنیا میں نہیں ہے جس کا نام نصیر مرحوم اور فرمان مرحوم ہے۔ (اللہ دے غلطی میری کیست)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست ارسلان شاہ۔ اور کیوں ہے یہ تو نہیں پتہ وہ مجھے بہت چاہتا ہے اور میری وہ جان ہے۔ (عبادت علی، ذریہ اسماعیل خان)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست میری بہترین دوست میرے دکھ اور تنہائی سے جو ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں تنہائی مجھے بہت پسند ہے۔ (عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست کوئی بھی نہیں ہے۔ اس کو پہنچو بھی ختم کر دینا اب۔ (ٹوبیہ حسین، کہوڑ)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست میرے بہت سے دوست ہے سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہے کسی ایک کا نام میں نہیں لکھ سکتا۔ دوسروں

ہے مجھے اس کی وفا پناز ہے۔ میری خدا سے دعا ہے خدا اس کے تمام غم دور کرے اور اسے وہ سب خوشیاں عطا کرے۔ جس کی اسے تمنا ہے میری دعا ان کے ساتھ ہے۔ (سیف الرحمن زخمی، سیالکوٹ)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست وہ سب جواب غرض کے دوست ہیں جو والدین کی زندگی میں ان کی قدر اور عزت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ والدین کی قدر جہاں اور جہ سے بھی بڑا ہے۔ پلیز والدین کی زندگی ان کی قدر اور عزت کریں۔ (فتکار شیر زمان پشاور، پشاور)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست میرا اچھا دوست محمد فیاض غوری ہے جس میں لالچ نہیں۔ حرص نہیں بے لوث دوستی کا قائل ہے میری طبیعت اس لیے اس کی طرف مائل ہے۔ نہ ہی دوست ہے نہ کامل سے بڑا محنتی ہے۔ (بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست میرے بہت سے دوست ہے سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہے کسی ایک کا نام میں نہیں لکھ سکتا۔ دوسروں

کے ساتھ زیادتی ہوگی اس میں میرے خیال میں تمام لکھنے والوں نے نام لکھ دیے ہیں۔ ہو سکے تو اس کو بند کر دیں۔ (عبدالرحمن گجر، ٹیٹن رانجھا)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست میرا بہترین دوست مشتاق احمد ہے، وہ میرے ہر دکھ سکھ میں میرا ساتھ دیتا ہے اس نے ہر مشکل گھڑی میں میرا ساتھ دیا۔ اللہ اسے ہمیشہ سلامت رکھیں۔ (محمد ندیم تبسم، خانیوال)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست میرے ماموں جان ہیں جو میرے دکھ درد اور سکھ میں شامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ میرے ماموں کو لمبی عمر دے۔ آمین اور خوشیاں نصیب فرمائے آمین آئی لو یو ماموں۔ (عابد علی آرزو، ساکن گل)

نور محمد قلی، ایک چھوٹا دوست میرے سبھی دوستوں کے نام رہی زندگی تو پھر بات ہوگی نہ رہ زندگی تو بس یاد ہوگی ہو کوئی غلطی تو معاف کر دینا کیا پتہ یہ زندگی کی آخری بات ہو گی۔ (عثمان غنی، آملہ شریف)

## جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر پر نس با بر علی کی شاعری

تیرا ہی وجود سب ہنم ہے میرے لیے  
تو ان شامل ہے میرے سب  
تیرے نام سے دہست ہے میری ہر خوشی  
تیری تقدیر ہے میرے ہاتھوں کی  
تیکرہوں  
پنس با بر علی

کہ چاند کو  
رات بھر دیکھنا اور بس اس سے  
بات کرنا  
غزل

ہاتھوں ہاتھوں میں تیرا ذکر ہو جاتا ہے  
نہ چاہتے ہوئے بھی مگر ہو جاتا ہے  
پھر کیا ذکر رہتی ہے مجھ سے نہ پوچھو  
یہ دل آنسوؤں کی نظر ہو جاتا ہے  
جب آرام کا سوچتا ہوں میں  
شروع تیری یادوں کا سفر ہو جاتا ہے  
بھی فقط میرے ہوا کرتے تھے  
اب جو اس کے ہے وہ ادھر ہو جاتا ہے  
ان کے چھڑنے کے بعد یہ میری زندگی  
پنس با بر جیسے خزاں میں شجر ہو جاتا ہے

غزل

جو نہیں رہتے ہیں تیرے ہی خواب  
آنکھوں میں  
تو ان رہتا ہے میرے دل کی  
دھڑکن  
جانے ایسی بھی کیا کشش ہے تجھ میں  
تیرا حق چہرہ ہنم ہے میری پلکوں میں  
تجھ سے مل کر جبکہ کہا ہے میرا بدن  
تیری ہی خوشبو بس گئی ہے میری  
سانسوں میں  
آہٹ سناؤ دیتی ہے تیرے آنے کی  
تو ہی ہے میرے لیان کی یادوں میں

غزل  
تیرا لہجہ تیری باتیں اچھی لگتی ہیں  
تیری سوچیں تیری یادیں اچھی لگتی ہیں  
تو دے اب انرا امید سے اپنی چاہت  
اب تیری ساری سوخا میں اچھی  
لگتی ہیں  
جینے راہوں پر تیرا ساتھ ہو جان من  
ہم کو تو جس کی راہیں اچھی لگتی ہیں  
جس دن سے دل تیرے نام سے  
دھڑکا ہے  
اس دن دن سے ہمیں اپنی سانسوں  
اچھی لگتی ہیں  
تیرے کوچے سے جو ہو کر آتی ہیں  
ہم کو بس وہاں نہیں اچھی لگتی ہیں  
دن میں تیرے ہنسنے کی خواہش  
شامل ہو  
پنس با بر کے دل کو وہی دعا میں  
اچھی لگتی ہیں

غزل

ہوئے تو ایک چھوٹی سی ملاقات کرنا  
تیرے دل میں چھپی جرات بات کرنا  
میں تو تمہارے بغیر اہمورا ہوں  
کبھی میری بھی تو حاصل ذات کرنا  
یہ شام گزرتی ہے تیرا یادوں کے ساتھ  
بھی آؤ اور میری بھی روشن ملاقات  
ت  
گفتا ہے بس ہوں میں یہ سنا با بر

دعا ہے یہ  
میرے دل کی ہے دعا یہ ہے دینے والے  
ایک ہو جائیں سب مسلمان  
دینے والے  
صدقہ پہنچیں پاک کا ہو خوشحال  
مسلمان دینے والے  
ظلم منہ ہائیں سب ہوں خوشحال  
دینے والے  
نہیں اتفاق آپس میں جیسی یہ حال ہوا  
سب کو آپس میں نہ دینے والے  
چھٹ جائیں ظلم کے ہاں  
مسلمانوں کے پاس سے  
ایک کریم کی نظر اللہ دینے والے  
صدقہ نواسوں کا پر نس با بر تو بھی نظر  
میں رکھیں  
دینے والے ہوں تو ہوں میری جان دینے والے

محبت موسم نہیں  
محبت سادہ نہیں جو ٹوٹ کر  
ہستہ اور ہنم جائے

محبت آگ نہیں جو سلگھے بڑھکے  
اور کچھ جانے  
محبت آفتاب نہیں اجڑے چمکے  
اور چمکے جانے  
محبت تو چاند کی مانند ہے جو بڑھتا  
تے کھٹتا ہے نکلے ہے  
چھپتا ہے مگر فنا نہیں ہوتا  
غزل

اچھا نہیں لگتا  
میں دل ہی دل میں سوچتا رہتا ہوں  
کہ قرار کزوں اور کہہ دوں میں  
محبت آپ سے کرتا ہوں  
ہر روز ارمانوں بھرا دل سے کہہ چلا  
جاتا ہوں  
کہ کہیں تو کہہ نہ دے کہ تو مجھے  
اچھا نہیں لگتا

کوئی بھی چاہت سے بھر پورا نہیں  
فشاں نہیں لگتا  
کھٹن راہوں پہ چل کر بھی جیسے  
پاتے ہیں  
اقسوں اس سے بھی بیار کا ام کاں  
نہیں لگتا  
کاش کوئی مل جائے نشت کے  
نقاظوں کا پاسدار  
لیکن اس جہاں میں ایسا کوئی  
انسان نہیں لگتا  
جہاں تک احوال ہے سناؤں  
مگر کہیں سے بھی وفا کا نام و نشان  
نہیں لگتا

تو ہے مطلوب سب تمناؤں کے بدلے  
لی آگ میں نے ہواؤں کے بدلے  
تجھ پہ بڑا مان ہے مجھے خیال رکھنا  
وہ نہ کھینچتا ہے جہاں سے بدلے  
تیرے پیار کی دھوپ ہو تیرے  
پیار کے سائے ہوں  
میں سوچتا ہے اب اندھن کے بدلے  
فکھ زندگی میں کے غموں سے نہیں بچتی  
جانے کیا ترنا پڑے زمانے کی  
رضائوں سے بدلے  
بے رنگی کرو گی تو میری بات پور رکھنا  
جان بچی جائے کی تیری جھاؤں  
کے بدلے  
تیرے خیال کی قبیلہ اور لگا ہوں کی  
زندگی  
یہ رہا جیسی ہی سب راہوں نے بدلے

غزل  
وہ کون تھا جو خواب کی تعبیر بن گیا  
اک میں ہوں اس کے حسن کا  
'میر' بن گیا  
بھلا ہوا تھا آئینہ میں کس خیال میں  
یہ پیار کے نگار سے تصویر بن گیا  
یہ کسم سے خبر تھا اتنا ہی یاد ہے  
اس نے چھو تو پیار کی تاثیر بن گیا  
روٹھا ذرا سی بات پہ جاتے ہوئے رکا  
ہر سون کا پیار پاؤں کی زنجیر بن گیا  
مالک ہے وہ خیال کی جو پاپے وہ کرے  
موت سے دل ضمیر کی جائیر بن گیا  
نیسے بھلا نہیں پرنس باہر ان کی  
وفائیں ہم  
تھوڑا سا پیار عشق کی تفسیر بن گیا  
پرنس بہر علی خان - سراہیوال

غزل  
عمر بیت گئی عمر کسی سے دل لگانا یاد  
کسی کے خبر و فراق میں آنسو بہانا  
یاد ہے  
وہ وقت بھی کوئی ترستا تھا اک  
دیدار تو  
کسی کا دو کانٹوں پہ چل کے آنا یاد  
ہے  
اب فرست میں چلتے ہیں تو کیا ہوا  
کسی کا وہ قربت میں بھی جلا نا یاد  
ہے  
اب ترستے ہیں مگر پھر سنسنہیں  
جاتے  
کسی کو وہ شدت سے تر پانا یاد ہے  
پھر اک وقت ایسا آیا تھا زندگی  
میں سناؤں  
زمانے کی باتوں میں آکر کسی کا  
نبھوں جانا یاد ہے

غزل  
کتنی سے بات کرنا بولانا اچھا نہیں لگتا  
مجھے دیکھا ہے جب سے کوئی  
وہ سرا اچھا نہیں لگتا  
تیری آنکھوں میں میں نے اپنا  
عکس دیکھا ہے  
میرے چہرے کو اب کوئی آئینہ

غزل  
تتاب الفت لکھنا چاہتے ہیں  
عنوان نہیں لگتا  
جو ہماری رہبری کرے وہ قلمدان  
نہیں لگتا  
جو بھی ملتا ہے خود غرض ہی ملتا ہے

غزل  
تتاب الفت لکھنا چاہتے ہیں  
عنوان نہیں لگتا  
جو ہماری رہبری کرے وہ قلمدان  
نہیں لگتا  
جو بھی ملتا ہے خود غرض ہی ملتا ہے

# جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر عثمان غنی کی شاعری

غزل  
 لکھ کر میں اپنی ساری کہانی سمجھوں  
 کا  
 کاغذ بہہ پانی ہی پانی سمجھوں گا  
 سا یہ اب وہ مجھ کو نہ پہچان سکے  
 اب کی بار میں اپنی تصویر پرانی  
 سمجھوں گا  
 کھل جائیں گے سارے راستے  
 محلول  
 اب میں ایک انسی نشانی سمجھوں گا  
 سمجھوں گا میں یاد کی چھٹیاں جھٹھے  
 میں  
 آنکھیں بارش اور جوانی سمجھوں گا  
 نیسی نیسی تمہیں لکھائیں تمہیں  
 نے  
 میں لکھے ہیں یہ وہ ساری سمجھوں  
 گا

غزل  
 تو نا ضرور ہوگا پھرنے کے بعد وہ  
 تر پا ضرور ہوگا پھرنے کے بعد وہ  
 کہتا نہیں کسی سے مگر جانتے ہیں  
 ہم  
 رویا ضرور ہوگا پھرنے کے بعد وہ  
 پھیلائے اپنے آئینہ تصویریں اور  
 خطوط  
 ابھرا ضرور ہوگا پھرنے کے بعد  
 وہ  
 ہر زخم کا علاج مسیحائی میں نہیں

مچھوڑ  
 سمجھا ضرور ہوگا پھرنے کے بعد  
 وہ  
 رہیں پر پرانے زمانوں کا غلط  
 بیٹھا ضرور ہوگا پھرنے کے بعد وہ  
 اٹھتے قدم تیری طرف رستے  
 ہوئے  
 ابھرا ضرور ہوگا پھرنے کے بعد  
 وہ  
 کسی کو چھوڑ آیا ہوں  
 تعجب نہ لیا باقی یقین کہ تو آ  
 ہوں  
 کسی کا ساتھ دینا تھا کسی کو چھوڑ آیا  
 ہوں  
 تمہارے ساتھ تمہیں لکھانے سے  
 پہلے  
 میں بچھو وہ نے ہی تمہیں ہمیں پہ  
 تو آ  
 ہوں  
 محبت کا بچے کا زینہ تھی یوں سبک  
 سراں  
 کب تھی  
 جہاں سر چھوڑ سکتا تھا وہاں سر چھوڑ  
 آیا  
 ہوں  
 پست کہ آئی سیکن یوں لگتا ہے کہ  
 اپنا  
 جہاں تم مجھ سے پھرنے سے تھے وہاں  
 رہے چھوڑ آیا ہوں  
 اسے جانے کی جگہ تھی سو میں  
 آنکھوں ہی آنکھوں میں  
 جہاں تک چھوڑ سکتا تھا وہاں تک

آیا  
 غزل  
 اگلی گلی کے منہ پر رہتا تھا ایک شخص  
 میری محبت سے شناسا تھا ایک  
 شخص  
 تانچہ تو بس کے بعد بھائی نہیں دیا  
 کون  
 آئینے باغتا: واؤ ذرا تھا ایک شخص  
 کل پھر نظر ہی آئی: رہا پڑا ہمیں  
 کل پھر: تاری راہ میں بیٹھا تھا  
 ایک شخص  
 مجھ کو بھی دشمنوں کی ضرورت تھی  
 میں  
 مجھ کو بھی جان سے پیارا تھا ایک  
 شخص  
 ترک تعلقات پر نام نہ تھا  
 مگر  
 رخصت ہوا تو ٹوٹ کے رویا تھا  
 ایک شخص  
 عثمان وہ خواب تھا یا حقیقت خبر  
 نہیں  
 بس اتنا یاد ہے کہ کہیں دیکھا تھا  
 ایک شخص  
 غزل  
 ہنوم میں تھا کھل نہ رہا ہوگا  
 مگر یقین ہے کہ شب بھر نہ سو سکا  
 ہوگا  
 عثمان غنی عارفانہ



# جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر محمد اسلم جاوید کی شاعری

میں ہمیشہ غنچہ رتوں کی تیری  
واپس کے بعد  
تو اک پل نیسے بھی او جھل نہ ہوسکا  
میری پیوں کے آپل سے گل ہو  
نیا میری ہنس کا چراغ  
تیرے جانے کے بعد  
خدا کرے تو جہاں رہے جس کا  
بھی رہے پر باوفا نہ کے رہے  
میں بھی کسی سے دل نہ لگا پاؤں گی  
تیرے اس سے کسی کے بعد  
لفظ تمہارے بعد  
سیدہ امہ علیہ ردا لہندہ کی

غزل  
آنسو ہماری زینت کے آسمان ہو  
میں  
ہم پہ دوست تیرے پھر کتنے  
میر ہوں ہو  
پنچھ اس طرح سے رنگ ہوا ہے  
موتم  
جو اپنے راز دہن تھے پھر سے  
انجان ہو  
تھے ہی نکلن مرا حے آئے تھے  
راد دفا  
مسلمائے ہی نے جو دیکھا ہم  
پدماں ہو  
محمد اسلم جاوید فیصل آباد

پیار کی طلب نہ تھی  
کون کہے کون بتائے میں سکن کی  
راہ کی مسافر تھی  
میں محبت کی مٹلائی تھی انا نہ سکن کی  
یرغزل تو نہ تھی  
غزل

تیرے بھرنی پیاس میں تڑپتی رہی  
اک  
انک تو ہی ہر جانی نہ ان کا میرا  
میں تو تیری پیوں کا گلدستہ ہوا  
کافی  
پھر تو نے ہی انجان بن کر مسل باا  
اسے  
تیری یاد کے دیپ ہمیشہ جلائے  
میں آنکھوں میں  
دیپ تو خود ہی بجھ گئے جب آنکھ  
نے ب دفا کی تو  
دل کو کیسے یقین دلاؤں وہ تو  
مارسائی کا درد تھا  
جستہ رسم وفا ہی نہ بھائی تھی امامہ وہ  
دفا وار کیا جانے  
غزل

تھے یا کہتی ہوں اپنی بی بی بے شام  
کے بعد  
تو شامل ہوتا ہے میری ہر آس بہ  
امید کے بعد  
دنیا کی بھیڑ میں نہیں سم نہ ہو جانا  
میری رفاقتوں کے ہم نشین

غزل  
زندگی مشکل کیوں بن جاتی ہے  
میں نے کب یہ جانا ہے  
تم سے کی محبت تو زمانے کو پیچھا تھا  
پھر چھین کیوں نیا ہم کو اس دنیا  
سے

ہم نے اک دن تمہارا ہی بن جانا  
تھا  
جب ہو گئے تمہارے تو اب  
زمانے سے نیا گلہ  
تیرے لیے ہی تو مندر کی خاک کو  
چھایا تھا اتنی ہی ریشمیں تھیں تو بتا  
دیتے  
تیرے لیے خود کو شگ ساز بھی نہ  
لینے

زندگی مشکل کیوں بن جاتی ہے  
میں نے کب یہ جانا تھا  
غزل

میری زندگی کی تنہائی سے پڑاؤں  
تھی  
زمانے کی ہر خوشی جانے کیوں  
مجھے راس نہ تھی  
میں تو دنیا کی بلکینوں میں خود کو  
کھونا چاہتی تھی  
پراس پتھر دیا کوئی میری پروانہ تھی  
محبت کی تلاش میں ناک مدت سب  
آپ بختی  
ہر کسی مسند کی چشم میں میری

## جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر چوہدری شاہد گل کی شاعری

غزل  
 ہم سر مئے تو سب کو ہٹانے کی فکر  
 کسی کو قبر کی تو کسی کو لے جانے کی  
 میرا نام پکارا جائے گا مسجد نے  
 اناروں میں  
 نہیں دیر نہ ہو جائے جنازے کی  
 ہو گی  
 میرے کو روتے تھے میرے مرنے  
 کے فسوس میں  
 ہم چلے گئے تو کونھانے کی  
 فکروں ہو  
 جوں ہی شام ہوگی پریشانی بڑھ  
 جائے گی  
 کتنے مہمان آئے سلائے کی فکر ہو  
 گی  
 بھٹے چاول بنائیں گے حسب  
 ہوشٹ پکائیں گے شام  
 سب کو برادری میں حرمت بنانے  
 کی فکر ہو گی  
 آگے گھمیں

تو محبت سبت اور محبت کا اظہار تیری  
 آگے گھمیں  
 تیرے حسن کی اک الٹ ان  
 پہچان تیری آگے گھمیں  
 مسکراتی تو دنیا ہے ہونٹوں سے  
 سارن

نئی بار دیکھ تیری مسکراتی ہیں  
 آنکھیں  
 نشہ سا چھا جاتا ہے ہنس شراب میں  
 آگے گھمیں  
 تیری  
 تو پھول بناتا ہے تو ہڈیوں میں گلاب  
 آگے گھمیں  
 تیری  
 ہیں ہونٹ پیارے زمانے سے  
 میرا عشق تیری آنکھیں  
 میرے زندہ رہنے کی وجہ ہیں بس  
 آگے گھمیں  
 تیری  
 کئی بار کہا ان نے تجھے بھول  
 جانے  
 خدا کی قسم نہیں بھولنے دیتی تیری  
 آنکھیں

سے وفا  
 ہم جلاتے تھے جن کی راہوں میں  
 چراغ  
 وہی ہماری زندگی میں اندھیرا کر  
 گئے  
 جن کے دل کو ٹیکھنا محبت میں  
 بھراؤن  
 وہی دل کے کروڑوں ٹکڑے کر  
 گئے  
 جو مسکراتے تھے ابھی نہ رت آنے  
 پر  
 کہتے ہیں ہماری صورت سے  
 نظرت کر گئے  
 وہ جویت گاتے تھے ابھی ہماری  
 گئے

محبت  
 کہتے ہیں محبت کے زمانے گزر  
 گئے  
 یہ فائدہ دنیا میں بیٹے کا شاہد  
 بس اپنے ہی ہم سے نظرت کر  
 گئے

غزل  
 اس طرح کی بے وفائی دیکھی نہ  
 زمانے میں  
 اک ٹپا بھی نہ لگا سے میرا پیار  
 بھانے میں  
 نظرسے کر لیا بول ہم نے دل  
 لگانے میں  
 بھر گئے اپنے حقیقت پہنے بنانے  
 میں  
 اس بے وفائے ہم کو رسوا کیا  
 زمانے میں  
 کرتے رہے برواشت ہم محبت کو  
 نبھانے میں  
 دل تو سنتے ہیں وہ بے وفایہ سوچتے  
 ہیں بے وفا  
 کیا ہوا ہے جیونا وندہ کر جانے  
 میں  
 بدے گا نہ بے وفا زندگی بھر شاہد  
 اب ملے گا سکون ہم کو مر جانے  
 میں  
 چوہدری شاہد محمود گل

## جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر منزل ساگر کی شاعری

<p>پھین میں تو سیرِ حواسِ دوسرا ایک شخص تھا تو نے مجھے اپنا بنا کر میری شادی بھی چھین غزل</p> <p>نجانے کہاں پر تو میرے بنم ہے تیرے بن تو ہر شام بھی غم ہے یہ دیوانہ دل اب تیرے رہا ہے تیری یاد میں آکھ بھل نہ ہے میرا اول تجھے ہر بار صدا دیتا ہے تکبیس سے آج تجھے میری ضم سے بن تیرے جینے کا تصور نہیں کرتے تو بھی میری زندگی ہے تو میری جانم ہے میری آنکھوں میں جو پانی برس رہا ہے ساون نہیں تیری یادوں کی دم چھین منزل ساگر چڑیا لہر خورد</p> <hr/> <p>ہاں میں وہ آغاز کر گئے میری زندگی سے لیکن وہ پرواز کر گئے جہاں وہ ہیں یہ ہے کور کے گل دہلیز خود کو یاد کرنے سے بھی او ہاں کر گئے چہ ..... قابلہ</p> <p>مانند بھی نہ ہوں سے ہاتھ چھونے کیل نہ ہونا کبھی نہ ہا بہت کہ ان کوٹے خیش ہونا ہو ..... محمد اشرف ذیشان نیکن رحمۃ اللہ</p>	<p>پھر اسی جرمِ محبت کو دو بارہ کر کے جنگل گادی ہیں تیرے شہر کی گلیاں ہم نے یا چھین اپنے ہر اشک کو پلکوں پلکوں پہ ستارہ پلو دیکھ لیتے ہیں حوصلہ ہم اپنے دل کا اور پتھ روز تیرے بھی شہر میں تیز ارد ایک ہی شہر میں رہتا ہے شہر معنا شاعر دیکھتے ہیں یہ اذیت بھی توارہ کر نے</p> <p>غزل</p> <p>تو نے میرے نبوں سے مسئلہ ابنت بھی چھین تو میری نے نگاہوں سے خوشی تھی چھین میں بے بس بھی نہیں نہ میرے بس میں ہے تیری بے وفائی نے میری ہر نفسی بھی چھین تیری بے وفائی کی کبھی تو اجبا ہوئی پیار تو نہ دے سکا میری محبت بھی چھین پیار محبت اور یہ چہ ہمت مجھے سے کہ سے ستم مجھ پر کرتے میری عاشق بھی سے</p>	<p>غزل</p> <p>میں بہت تنہا ہوں یہ زمانہ مجھے تنہا دیکھنے کا طلبگار بہت تھا ہاں یہ سب ہے کہ تجھ کو تم سے پیار بہت تھا بہت روکا تھا دل کو کہ مت پڑان راہوں میں پاگل تھا دل میرا تا ان بہت تھا اس نے مجھ پر نہیں کس طرح بھلا دیا تنہا تھا میں تنہائی میں اور پریشان بہت تھا باتیں کر رہی تھی وہ مجھ سے تعلق تو نے کیا غلطی ہوئی ہے مجھ سے میں کی حیران بہت تھا وفا کرنے والے اکثر تنہا ہی کیوں رہتا ہے ساگر مجھے کیا معلوم تھا اس بات سے میں انجان بہت تھا</p> <p>غزل</p> <p>باتوں باتوں میں وہ پھڑکنے کا اشارہ کرتے خود بھی رو یا وہ بہت بہم سے کنارہ کرتے سوچتا رہتا ہوں تنہائی میں انجام خصوص</p>
--	---	---



# غزلیں نظمیں

## غزلیات

جو دینے میں تم سے درد بھرے زخم  
 بناؤ کیسے ہم ان زخموں کس کی نہیں  
 درد جہاں کا وہ زہر  
 جتا تو ہی کہہ کیسے ہم پی لیں  
 وہ کر ہم درد تم سے ایس  
 اے زندگی کیسے ہم جی لیں  
 تیرے حسن و جمال کا دیدار کیسے بغیر  
 کیسے بزرگم ان آنکھوں کو کر لیں  
 امر باب۔ کوٹ بھنر

## غزل

ہے زرد پیوں کی بارش میرا زوال  
 نہیں  
 میرے بدن پہ کسی اور کی شال  
 نہیں  
 اداں ہو گئی فافٹ ناک آخر سمجھ کر  
 سہرا مقل کیا جو یہ انتقال نہیں ہے  
 غربت میں ہی باوقار رہے تا عمر  
 میرے جو صلے میں ایسی کوئی مثال  
 نہیں  
 تھنسن بدن مقدر ہمارا کر جی نہیں گئے  
 قمر س کی زریں اپنا حق خیال نہیں ہے  
 آخر جان ہی گئے ہر آنکھ کا جاہ و حرز  
 دھوکہ ہی ہے بس یہ پیار نہیں ہے  
 سید ہر از حرز بچو ہر ہانڈی

## غزل

میرے دل سے آتھن میں اجالا کر دو  
 ان ہار مید کی خوشیاں رو با لا کر دو

کتنی حید میں گزار گئیں ہیں تیرے بغیر  
 اب تو جہاں کا منہ کالا کر دو  
 چھوڑ گئے رگ کر مجھ کو اٹلی کر دو  
 نہیں دیکھ سکتا خوشی کے خات  
 تیرے  
 میرے ساتھ رہو مجھ کو جیانا کر دو  
 ہر عید غم میں میری گزار دی ہے  
 میرے غم بھلا کر مجھے متوالا کر دو  
 طاہر عباس شجاع آباد

## غزل

زندگی خواب کی صورت میں بسر  
 کرتا  
 آنکھ دکھتا ہوں اندھیروں میں سفر  
 کرتا  
 بسے لگ جاتے ہیں کتنے ہی  
 بندے  
 ایک لہجہ جو کبھی خود کو شجر کرتا ہوں  
 تیری پنوں سے چھلتے ہوئے آسو  
 چن کر  
 سستی مشکل سے مندر میں ہر گویا ہوں  
 مجھ سے تو پوچھ میرے زخم جلد ہی نیست  
 میں تو ہر آنکھ کی دیوار میں دو کرتا ہوں  
 اک مدت سے محبت کی نئی راہوں میں  
 میں سہ کرتا ہوں بے خوف خطر کرتا ہوں  
 میرے اشعار نے ثابت کیا یہ رضا  
 میں تو ہر اجرے ہوئے شخص میں  
 گھر کرتا ہوں  
 ملک علی رضا فیصل آباد

## غزل

سے تو مشکل چارو کر ہی لیتے  
 تیری رفاقت سے اب کنارہ کرتی  
 لیتے  
 یقین تو نہیں کہ جی پائیں گے  
 چلو تیری روتوں پہ گزارہ کرتی لیتے ہیں  
 سو پانہ تھا زندگی اس طرح رسوا ہوئی  
 نصیب اپنا قسم سے ہا ہا ہا ہا لیتے ہیں  
 چل تو رہے ہیں اپنی بربادیوں  
 کے  
 ہم بھی آنکھ بھر کے نظر رہ کر ہی لیتے  
 ہیں  
 کہاں ممکن ہے تم میرے رقیبوں  
 میں  
 کہہ مشکل ہے گوارا کر ہی لیتے ہیں  
 کون تڑپا ہے اس محبت میں رضا  
 آج یہ بھی کنارہ کر ہی لیتے ہیں  
 تیرے رشتا سا ہیواں

## غزل

ہم سے یوں بے رخی سے تیش آیا  
 نہ  
 برسات کے موسم میں میرے غنڈے کو  
 جلا یا  
 نظر لگ جائے گی تجھے زمانے کی  
 اپنی آنکھوں میں کا جل لگایا نہ کر  
 جان سے بھی بڑھ کر تجھے چاہتے  
 ہیں  
 ہمارے پیار کو اس طرح آزما نہ



اب تو رونے بھی نہیں دیتی ہے یہ دنیا  
 آنسو بہن کہ ہلکوں پہ آیا نہ کرو  
 اب تو نظریں ملا کر قریب سے گزر  
 جاتے ہوں دکھی کے دل کو اب جھلایا نہ کرو  
 اظہیر سیف دکھی مسجد بلال  
 غزل  
 دیکھ لیں اک دن لوٹ آئیں گے  
 کیے ہونے سبھی وعدے نہا نہیں گے  
 چاہے دنیا ہر قدم پر رکاوٹ بنے  
 ہم نہ نہیں گئے تو تجھ کو تنہا نہیں گئے  
 لائیں گے تیرے لیے چوڑیاں  
 اور پہلوؤں کے تجربے تیرے  
 پاؤں میں سجائیں گے  
 لگائیں گے تیرے ماتھے پہ  
 خوبصورت سی بندیا  
 اور کانوں میں جھینگے بھی پہنائیں گے  
 رحمن گے ہم تجھے اپنا ہم سفر ہم قدم  
 تجھ سے ایک بل کے لیے بھی اور  
 نہیں جائیں گے  
 تجھے مجھ سے انیا اور نہ کہے  
 اس لیے ہم تجھے دل میں چھپائیں گے  
 ایم نامر دیکھیں جہاں  
 غزل  
 اک شمع ساری رات جلی تیری یاد میں  
 بہت روشنی کی رسی تیری یاد میں  
 صہ الیقین نہ ہو تو ستاروں سے پوچھنا  
 بے خواب چاندنی بھی تیری یاد میں  
 دنیا میں رونے اور زمانے سے ہوتے  
 ہر شکل انہی سی لی تیری یاد میں  
 اسن گلوں نے چاک کیے تیرے

تیم بھی اشک بار رہی تیری یاد میں  
 دیرانوں سے دور میں پھولوں کے سنبلے  
 یہ بھی خلش نے خوب کھی تیری یاد میں  
 الطاف حسین دکھی میرے پور  
 غزل  
 کیوں چراغوں کو بجھا دیتے ہو تم  
 کیوں اندھیروں کو مٹا دیتے ہو تم  
 بند کر کے روشنی کے در نکلے  
 کس لیے خود کو سزا دیتے ہو تم  
 جل رہا ہو جن سے منزل کا نشان  
 نقش پاؤں بھی مٹا دیتے ہو تم  
 ذوق منزل ختم ہو جاتا ہے جب  
 پھر نہیں اپنا پتہ دیتے ہو تم  
 یہ ادائے بے رخی بھی خوب سے  
 مجھ کو گھاڑ لگا دیتے ہو  
 ریاض تبسم  
 غزل  
 اک نظر کا ساتھ ہے اور بس  
 بس بس بات سننے اور بس  
 بار بار اب پوچھتے ہو کیا  
 بس میں ہی مات ہے اور بس  
 ہر طرف ہی مضطرب دل کے  
 بس طویل اک رات ہے اور بس  
 زندگی کا آرا ہے جو  
 بس تیرنی ہی ذات ہے اور بس  
 مجھ کو اشکوں کا سبب اب بھی  
 بس ذرا سی بات ہے اور بس  
 ریاض تبسم  
 غزل  
 جب بھی میرے دل میں درد ہوتا ہے  
 تو مجھے بھی ایک عشق کا جنوں ہوتا

تو جب میں اپنے دل سے پوچھتا  
 ہوں کہ کس کا ہے درد دل میں چھپا  
 رکھا میں نے  
 کہ تمناؤں کا میرے اندر دل میں  
 درد  
 تو دل مستوی چراغوں کی طرح  
 بھی جلتا میں  
 یہ بھی ایک زخمی دل کی داستان بھی میں  
 کیا ایک پیار داتا ہے تو ہے وفا ہونے  
 سردار مستوی بلوچ  
 غزل  
 کئی سالوں سے ہے حسرت میری  
 اوجھری  
 کہیں تجھ سے ملنا میرا خواب نہ  
 کہ رہا نہ جانے  
 بہتی خسیلا کی حقیقت میں ہو  
 جائے شاید خواہش پوری  
 ہوا بلال عباسی کا پیغام دینا نہیں  
 ہے محبت یہ میرے جانے  
 قسمت میرا ساتھ دینا نہیں ہونہ  
 ہاڑی دوری  
 تم میری زندگی بن جاؤ، اکرنے  
 یہ دعا ہو پوری  
 میں ایک پھون ہو نہیں ہے میری  
 مجھ پوری  
 تم خوشبو ہو پاس آؤ تجھے منا ہے  
 ضروری  
 رنہ رہے جائے گی حسرت اوجھری  
 محمد بلال عباسی  
 غزل  
 میری قبر پر ضرور آیا کرنا

نہریہ شرط ہے کہ آنسو نہ بہایا کرنا  
تکلیف ہو مگر روح کو بھی آنسو  
تیرے دیکھ کر  
روح بھی روئے گی میری روح کو  
نہ ترپایا کرنا  
تیرے ذراؤں میں آیا کروں گی ضرور  
تجھی یا کر کے محبت کو آزما کرنا  
یری قبر پر پھول نہ چڑھانا آنسو  
بس آکر اپنی محبت کا سایا کرنا  
میری دعا ہے تیرا گھر خوشیوں کا  
گہوارہ ہو

شہلا - دیپالپور  
غزل

میرے ارمانوں کا خون ہوا ہے  
نہ اب بھی ختم جنون ہوا ہے اسے  
میری آنکھوں کی دنیا گئی دکھائی نہ دی  
میرے لہجے پہ وہ سن ہوا ہے  
گئے دن بھی واپس لوٹتے ہیں سچ  
وقت کس پر کب مہربان ہوا ہے  
دھڑکن دھڑکتی ہے کیوں آج  
تجھے پہ ہی یہ دل فریاد ہوا ہے  
کبھی بستا تھا یہ گل دل نا  
یہ اب ہی کھنڈرو ویران ہوا ہے  
شہلا - احوال - بھلاؤں

غزل

مدت ہوئی یہی حال ہے میرا  
وہی روز شب وہی خیال ہے میرا  
بتاؤں تمہیں ایسی حالت کیوں  
ہے میری  
چھوڑ جانے کا ملال ہے میرا  
یہ درد و پیش نہیں عالم ویرانی  
آج کل من بھی سال ہے میرا

تیری چاہت میں کمال عروج تھا بھی  
جانے آج یوں مجھ پر زوال ہے تیرا  
بے رخی تھی تیری محبت ہماری  
جان لو تم یہی ہے کمال میرا  
کیسے: حوند تے ہوشہر میں آثر شہا  
عابد حسین - حشم آباد  
تلاش

مجھے زندگی بھر قدم قدم پر تیری رضا  
کی تلاش ہے  
یرے عشق میں اے میرے خدا  
مجھے اتھا کی تلاش ہے  
میں گناہوں میں ہوں گھر ہوا میں  
زمین پہ ہوں گھر ہوا  
جو مجھے گناہ سے نجات دے مجھے  
اس دعا کی تلاش ہے  
میں نے جو کیا وہ برائیاں میں نے خود  
کو تیری تباہ کیا  
جو تجھے پسند ہو میرے رب مجھے  
اس ادا کی تلاش ہے  
تیرے در پہ ہی سر جھکے مجھے اور تجھ  
نہیں چاہئے  
مجھے سب سے کر دے جو نے نیاز  
مجھے اس آہ کی تلاش ہے  
عبدالغفار تبسم کوٹ - حاتم سنگھ

غزل

سامنے منزل تھی پچھلے اس کی آواز  
رکتا تو سفر جاتا چلتا تو کچھز جاتا  
سے خاند بھی اس کا تھا نذر بھی اس کے  
اگر چتا تو ایمان جاتا نہ چیتا تو منہم جاتا  
سزا ایسی تھی مجھ کو زخم ایسے گہرے دل پر  
چھپاتا تو جگر جاتا سنا تہ تو بٹھر جاتا  
میرے غم کی دوا نہ تھی موائے یار

کے کوچے کے  
میں جاؤں تو کدھر جاؤں میں جاتا  
تو کدھر جاتا  
محمد یاسر سلطان خیل  
غزل  
تیرے ہونٹوں کی ہنسی ہے منہم  
میری زندگی

تو مانے یا نہ مانے عمر بات سب  
ہے  
انکھوں میں تیرے ہا جینا ہے گناہ  
چاند کیا ہے تارے ہیں گواہ  
دل کی دھڑکیں چہرے پہ تیرے  
کھلتی رہے چاندنی  
تیرے ہونٹوں کی ہنسی ہے منہم  
میری زندگی  
تو مانے یا نہ مانے بات سب ہے یہی  
تو سکر دے جو ایک ہار  
بت چھریں بھی آہائے بہار  
سب جنینوں کو ہو میرے یار  
آہائے تھوڑا تھوڑا قرار  
جھومتی ہواؤں کی گناؤں کی قسم  
یہ پیار اب تو ہو گا نہ کم  
مجھ سے محبت ہے جو تجھے  
اپنی اداسی دے دو مجھے  
اب یہ تو ہے چاہت میری  
کردوں میں روشن دنیا تیری  
آج تجھے سینے سے لگے رکھ لوں  
خوابوں میں خیالوں میں بسا کے  
رکھ لوں  
سچ کہہ رہا ہوں دیکھی نہ جاسے  
آنکھ میں تیری بھی ماریہ  
تیرے ہونٹوں کی ہنسی ہے منہم

میری زندگی تو نے یاد، نے فکر، بات مہربانی  
 کہول جی تیرا گلو منڈی غزال  
 نہ زندگی کا سوچتا ہوں نہ زمانے کا  
 سوچتا ہوں تو بس اسے اپنا بنانے کا سوچتا ہوں  
 مجھے اس نئے روئے جانے کے انداز  
 کی وہ روئے جانے تو میں منانے کا  
 سوچتا ہوں اس نے نہ کی وفا تو کوئی گلہ نہیں  
 میں اس سے وفا نہیں بھاننے کا  
 سوچتا ہوں وہ مجھے رولائے بھی تو کوئی ایسا  
 بات میں تو رو کر بھی اسے منانے کا  
 سوچتا ہوں نوید خان ڈاٹا غزال  
 ایک شخص کو دیکھا تھا تاروں کی  
 طرح ہم نے ایک شخص کو چاہا تھا ایسوں کی  
 طرح ہم نے وہ شخص کو سمجھا تھا پھولوں کی  
 طرح ہم نے وہ شخص قیامت تھا کیا اس کی کریں باتیں  
 بان اس کے لیے ہی پیدا اور اس  
 کی ہی تھی راتیں کم لگتا اس سے تھا ہم سے بھی ملاقاتیں  
 رنگ اس کا شہنائی تھی زلنوں میں  
 تھیں مہکائیں

آنکھیں تھیں کہ جا رہا تھا پلکیں تھی  
 کہ تواریں دن بھی اگر دیکھے سو جان سے دل ہرے  
 تیرے ساتھ سا لگتا تھا وہ بی باتوں میں  
 شب بہت ہاں تم سا لگتا تھا شوخی میں شرارت تھی  
 لگتا بھی تم سا ہی تھا دستور محبت میں  
 وہ شخص میں ایک دن اپنوں کی  
 طرح ہولنا تاروں کی طرح ڈوبا پھولوں کی  
 طرح ٹونا پھر ہاتھ نہ آیا وہ ہم نے بہت ڈھونڈا  
 تم کس لیے چوٹے ہو تم کس کے  
 چوٹے ہو اب ڈر تمہارا ہے یکب تم سے  
 تقاضے ہے کب سے شکایت ہے  
 ایک تازہ حکایت ہے مسخ تو تو عنایت ہے  
 اس شخص کو دیکھا تھا تاروں کی  
 طرح ہم نیا ک تازہ حکایت ہے  
 سن او تو عنایت ہے مسکن پیچھے دلی ساریاں  
 غزال  
 سنو تم لہجہ بدلتا نہ کرو ہماری جان  
 جانی ہے کبھی رو تھا نہ کرو ہماری مائیں  
 جانی ہے تمہارے دور جانے سے یہ دن  
 اداس رہتا ہے سنو تم پاس ہی رہو ہماری جان  
 جانی ہے تمہیں تو ڈھٹک سے زمانے بھر

میں جینے کو  
 تم رو لو گے ساتھ کسی اور کے بھی  
 میں سوچ بھی نہیں سکتا تم سے جدا  
 رہنے کا سنو مجبور مت ہونا ہماری جان  
 جانی ہے تمہیں ہی دیکھ کر یہ زندگی جانی  
 سنوئی میری سانس میری یہ دھڑکنیں چلتی  
 تیں ڈو نظر سے دور مت ہونا ہماری  
 جان جانی ہے کبھی مجبور نہ ہونا ہماری جان جانی ہے  
 شکیل احمد قاندہ آباد ٹراپ  
 دعا  
 پل سے پل تک صبح سے شام تک  
 دن سے رات تک  
 نکلنے سے آنے تک  
 سنتے سے منہ تک  
 جنوری سے دسمبر تک  
 نیند سے خواب تک  
 زمین سے آسمان تک  
 اس کائنات سے اس کائنات تک  
 یہاں سے وہاں تک  
 زندگی سے موت تک  
 پیمانہ سے ستاروں تک  
 غم سے خوشی تک  
 دن سے رات تک  
 کھلی سے گلاب تک  
 اور زندگی کے پہلے دن سے آخر  
 دن تک آپ خوش رہیں  
 سہنی اینڈ رضوان پانچ

غزل

رات مارے سب مات حل بہت سے  
 شوق میں پتھر نہیں لگتا شوق کی  
 زندگی  
 نبی بھی جو آپ کو اک بات آپ  
 سے یعنی آپ سے  
 آپ کے شہر وصل میں لذت ہجر  
 بھی  
 ان کی نگہ سے اٹھ کر میں آپ اچھا  
 اپنے  
 ان کی نگہ کی بات تھی اور نگہ تھی بھی گئی  
 میرے ہمسال کے لیے اپنے کمال  
 کے لیے  
 حالت جان کہ تمہی شراب اور خراب  
 کی  
 اور اس کی امید تاز کا ہم سے یہ  
 مان  
 کہ عمر بزرگ بچنے اور عمر گزار دی گئی  
 دقاس انجم جزا انوالہ

غزل

جن کے مسر پہنچر جایا کرتے ہیں  
 وہ چین سے سب سوا کرتے ہیں  
 سناست نہیں کسی کو بھی دکھ اپنا  
 بس اکیلے میں چھپ چھپ کر رہا  
 کرتے  
 بڑی خوب ہوا ہے یہ اہل وفا کی  
 آنکھوں میں گئی اور ہونٹوں سے  
 مسکایا کرتے ہیں  
 بھلے ہی برادروں شکوے ہوں  
 محبوب سے  
 وہاں حال پوچھ لیں تو سب بھول  
 جایا کرتے ہیں

بڑی عیب سے دنیا اہل درد کی  
 تہائی میں اکثر مغل تھاپا کرتے ہیں  
 سرفراز انجم و دھیر کوٹ  
 غزل

اے کبوتر سن دریا پہ نہ اونچی صد ادینا  
 بڑے ادب سے میرے محبوب کو  
 یہ پیغام دینا  
 سے کبوتر تو میری جان کے لیے یہ  
 پھول بھی لیتا جا  
 چپکے سے یہ پھول ان کی زلفوں  
 میں لگا دینا  
 دن رات بے چین ہے تاب رویتا  
 ہے وہ تیری جدائی میں  
 اے کبوتر نہ بولنے تو حال نہ یہ نہ بول  
 برودیش میں کبھی نہ بولنے  
 تم چپکے سے میری تحریر کے لکھو  
 دینا  
 گزرتا ہے ہر مل سلمان کا تیری  
 یادوں کے سہارے  
 اے کبوتر میرے محبوب تو نہیں  
 بتائی بنا دینا  
 سلمان بشیر بہاؤنگر

غزل

شام سورج کو چلنا سکھا دیتی ہے  
 شمع پر والے کو جینا سکھا دیتی ہے  
 کرنے والے کو تکلیف تو ہوتی  
 ہے  
 تھوڑا انسان کو چلنا سکھا دیتی ہے  
 مانا کہ دوستی نبھانا مشکل ہے  
 لیکن دوستی انسان کو جینا سکھا دیتی  
 ہے  
 یوں تو آتے ہیں بہت سے

دوست زندگی میں  
 گر ہر ایک دوستی اپنی اپنی جگہ بنا  
 لیتی  
 انسان کی سب سے بڑی  
 فو بصورتی یہ ہے کہ  
 جس سے دوستی کرے اس کو یقین  
 بھلا دیتی ہے  
 ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں سلیم  
 دوستی تو زندگی کو موت سے مارتی ہے  
 محمد سلیم منیو کوٹھیا کلاں  
 غزل

اگر کبھی ہم سے جدا ہونے تو  
 کسی وجہ سے خفا ہونے تو  
 بھول جانا ہے پیار میرا  
 خیال کرتا ہے یاد میرا  
 تم ذرا یہ یہ کام کرو  
 اپنی آنکھوں کو بند کرنا  
 میں دقتا ہی تمہاری پکوں کی  
 جمالوں سے  
 اتنے تیری سیاہ آنکھوں کی  
 چٹیوں  
 قص کرتا یادوں کا  
 میری جانا جگر کے ٹکرے  
 ساتھ میرے گزارے نئے اپنے  
 دل کے لطیف خانوں میں  
 جہاں و کوئی بھی نہیں نہ جانا  
 بنا تمہارے نہ جھانک پڑے  
 چھپا کے رکھنا  
 میری یادیں سنبھال رکھنا  
 میری یادیں سنبھال رکھنا  
 حارف شہزاد صادق آباد



جو رزم ہاں پہ لگا ہے  
 دھوڑت محبت میں جو لکھا ہے  
 ن کے بعد میں نے جو ہے بہت  
 مٹائی پیار سے پنا ہے  
 محبت ہی قدر تم بھی ہونے  
 محبت کو تک تم ہونے کے  
 جب تمہیں بھی ہوئی چھوڑے  
 جانے

کوئی دل میں اتارا ہو  
 کوئی تم سے پیارا ہو  
 نہت کہنا قسم لے ہو  
 کوئی دل میں بسا ہو  
 کوئی اچھا بھلا ہو  
 کوئی روکھا ہو تو ہم سے  
 کسی کو ہم نے مٹا ہے  
 کسی کو ہم نے کھنکھن  
 میرے آنکھوں میں آ رہا ہو  
 سچ سے ہوت کرتے ہو  
 کبھی کبھی یہ بات کرتے ہوں  
 اتے کہنا کہ تم نے اس سے جہاں  
 لے

غزل  
 بنا، بنا، تمہارا اپنی خواب سہانے  
 ٹوٹ  
 دیکھو کتر سچا  
 چروں جانب جان کھل جان کھل  
 پھر بھی دیکھو کتر پیاسہ پانی  
 میں نے بس کہا تھا جو پھینکا  
 اس کا تمہیں سے پکارا  
 ساری قسمیں سوہنی  
 اس نے اس کا روکا  
 امرت بیس میں سے پکارا  
 عام تر  
 ہر طرف سے پکارا  
 کھنکھن اس کا پکارا  
 کھنکھن اس کا پکارا

پھر نہ میرے پیارا کوئی متواک  
 لکھا ہے  
 عابدہ ربانی درجہ نوال  
 غزل

تمہیں بسبب کبھی میں نے  
 میرے دل کا یہ بھلا  
 میں بہت دنوں سے لو اس دن  
 مجھے کیا شام اجرا ہو  
 مجھے اپنے روپ کی دعوت ہو  
 ہنک سبھی میرے خال و اندہ  
 مجھے اپنے رنگ میں رنگ لہو  
 پہرے سارے رنگ آقا ہو  
 کسی اور رنگ سے جان لے  
 غزل  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ  
 میں نے کوئی واسطہ

غزل  
 یہ کہ تمہارے ہیں دل دگر میں اور  
 جانے کے بعد  
 یہیں کہ تمہاری نے برھو کہ مر رہا  
 دنیا میں آئے کے بعد  
 تمہوں کو اس نول لگاؤں اب اس  
 کے ساتھ  
 لوگ تو وہ کرتے ہیں دل میں تر  
 جانے کے بعد  
 کھنکھن ہر تہیں ٹھناک پینے میں  
 اب تو  
 نور ہی تہا لینے آتے ہیں  
 ہانے کے بعد  
 برکت پانی پتہ لڑی بدلی لکس  
 اس  
 پھر بھی باہوں انھوں سے پتہ  
 جانے کے بعد

# پاک سوسائٹی

## ڈاٹ کام

194

Scanned By Amir



# جواب نمٹش کا دستہ نمونہ

.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....

.....  
.....  
.....



بہ افزان کریں اور نکالیں۔ اور مارگریم پیش کریں۔

### کلیجی کے برگر

اجزاء۔ مرغ کی بھیجی 150 گرام۔ لیموں ایک عدد۔ گوشت چکنائی والا دو لمبے نمزے۔ پن دو عدد۔ پیاز کٹی ہوئی ایک عدد۔ ارک کٹا ہوا تھوڑا سا۔ نمک 50 گرام۔ نمک حسب ذائقہ۔ کالی مرچ پسلی ہوئی حسب پسند۔

ترکیب تیاری۔ گوشت اور کھین کے ایک ایک ٹیچے کے نمزے کر لیں انہیں دو تھے ملحقہ میں تھلیوں پر ٹیچے لٹکی رکھیں اور ک الہیں پیاز ایک سے تھیں گڑوٹ کر لیں اس میں شامل کریں گوشت فی یونیاں خوب ہر شا ہو جائیں تو نمک اور کالی مرچ چھڑک کر ذیل درمیان میں بہ گوشت کھ کر یہ مزید کر لیں۔

### چکن پکوڑے

اجزاء۔ مرغی بغیر بذنی کے چھوٹے چھوٹے جیسے چند عدد۔ بیسن ایک کپ۔ پودینے کھانے کے دو ٹیچے۔ ذال مرچ کھانے کا ایک ٹیچے۔ بھی تھنے کے لیے حسب ضرورت۔ نمک حسب ضرورت۔ جالی مرچ پچھ عدد۔ پراہنیا آجی پیلی۔ کارن فلور کھانے کے تین ٹیچے۔

ترکیب تیاری۔ بیسن میں نمک۔ ذال مرچ۔ کارن فلور۔ جالی مرچیں باریک کٹی ہوئی۔ پراہنیا دو اجہ اور پانی ملا کر کھولی گیس اس میں مرغی کے جیسے ڈبا کر رکھیں وہ دیکھنے بعد تھوڑی سی جلی میں ڈالیں اور پھین پکوڑے۔ ٹھنڈا کر ڈالیں میں بھی آجی پوٹل کے شہر فی کر لیں اور پکپ کے ساتھ ساتھ ذوالنی نہایت بنا لیں۔

### بریڈ پکوڑے

اجزاء۔ ذین روٹی کا چوراہا ایک۔ ذین ایک ہر ایک۔ انڈا ایک عدد۔ گاجر کدکاش کی ہوئی تین عدد۔ برکی پیاز پتوں۔ سمیت کئی ہوئی آدھا کپ۔ برکی مرچیں باریک کٹی ہوئی چار عدد۔ ہر ادھلیا کن ہوا تھیں بڑے بچے نمک حسب ذائقہ۔ ذال مرچ چائے کا ایک ٹیچے۔ سفید زرد چائے کا ایک ٹیچے۔ چاول بھنگو کر چھیں میں آدھا کپ۔ بھی سوڈا چھلی نمبر۔ ہم نمک پراہنیا پوچھنے کا آدھا ٹیچے بھی تھنے کے لیے حسب ضرورت۔

ترکیب تیاری۔ انڈا توڑ کر اس میں نمک مرچ دی کی ہم نمک اور میٹھا سوڈا ذال کر پھینٹ لیں برکی مرچیں پراہنیا زرد چھلیا زرد کاجا اور ذال روٹی کا چوراہا بھی مرچ ملائیں پے ہوئے چاول بھنگو ملائیں تو مرچیں پراہنیا پوچھنے کا آدھا کپ میں بھی ڈالیں اور اس میں نمک پراہنیا پوچھنے کا آدھا کپ سے مل کر بنا لیں۔

### انڈر وٹن کے پکوڑے

اجزاء۔ بیسن ایک پاؤ۔ آٹے ہوئے تین انڈے۔ بیٹلک پاؤڈر چائے کا آدھا ٹیچے۔ کالی مرچ کئی ہوئی آدھا ٹیچے۔ زرد سیا حسب پسند۔ نمک حسب ذائقہ۔ مرچ حسب ذائقہ بھی تھنے کے لیے۔

ترکیب تیاری۔ بیسن میں نمک مرچ بیٹلک پاؤڈر۔ زرد کالی مرچ۔ پوچھنے اس پانی ذال کر لیا۔ کھانے کے کھول میں نمک پھیل کر ڈالیں کون کتنے کات میں ذالکی میں بھی ہم کر لیں ذال کے قستے نمک میں آدھا ٹیچے میں بھی تھنے کر

ہاؤن کے پین انڈول کے نرم نرم پلوٹس چانے کے ساتھ پیش کریں۔

چینی ڈال کر تھوڑی سی پانی خشک ہو جائے تو اسے ریس کیڑا ڈال کر مائیس ڈوسٹے میں نکال کر پاناریل اور بادام چمڑک میں حلوہ تیار ہے۔۔۔

### انڈے کا لذیذ حلوہ

اجزاء۔ انڈے چھ عدد۔ چینی ڈیڑھ کپ یا حسب پسند۔ گھی پونہائی کپ۔ سہوہ آدھا کپ۔ زردہ رنگ آدھا کھانے کا تھنج۔ چھوٹی آلاچی تین عدد۔ بالائی مین کھانے کے تھنج۔ بادام چمڑکا انار زرباٹ میں دو تھنج۔

ترکیب تیارنی۔ انڈے اور چینی ماٹا کا تھنج طرح پھینٹ میں اینف بڑن میں بالائی کھوہ اور زردہ رنگ ملا کا مٹان کر میں پھر انہیں انڈے ہا آدھا کپ اور ان اچھی طرح سے گریں وہ تھنج میں حلی ڈال کر انہیں گڑھا میں ساتھ ہی یہ آمیزہ وڈاں دین میں آج پانچ میں حسب حلوہ بالائی رنگ تیار ہوا جائے اور انہیں تھی نیچوڑنے میں تو انار زرباٹ اور بادام چمڑک میں اور حلوہ تیار ہے۔

### چھوہاروں کا حلوہ

اجزاء۔ چھوہارے اینف پونہ۔ چینی آدھا پاؤ۔ دو دو آدھا کھوہ۔ گھی آدھا پاؤ۔ چھوٹی آلاچی پونہ عدد۔ روٹ کیڑا چند قطرے۔ بادام چھیل کر ہار ایک کھٹ میں پچھ عدد۔ ماریں گدہش نیا ہوا اینف کھانے کا تھنج۔

ترکیب تیارنی۔ چھوہارے پونہ کپ یا یہ کھٹ میں گھلیوں کھانے میں اینف کھٹے کے لیے دو عدد میں بھگو دین چھ مین دو عدد میں پانچ عدد۔ رنگ کر لیں ٹھنڈا کر کے ہار ایک چھیل چھیل اینف ڈاڈنی میں بھی آلاچیوں ڈال کر گڑھا میں بیٹے ہوئے چھوہارے ڈال کر ہلکی آج پ بھو نہیں چھڑ

### سہلے کا حلوہ

اجزاء۔ سہلے پچھ ہونے آدھا کھوہ۔ گھی آدھا پاؤ۔ چینی آدھا کھوہ۔ ماریں گدہش نیا ہوا آلاچی نیالی۔ پستہ۔ بادام کن۔ ہوا ایک ایک کھانے کا تھنج۔ چھوٹی آلاچی دو عدد۔ روٹ کیڑا چند قطرے۔

ترکیب تیارنی۔ سہلے تھیلے کر مٹا کر حسب پھینٹ میں ماریں میں گھی اور ماریں گدہش نیا ہوا اینف ڈال کر تھوڑی سی پانی خشک ہو جائے تو چھیل انہیں پھینٹیں حسب بالائی رنگ کے تھنج چائیں تو چھیل انہیں پھینٹیں حسب بالائی رنگ کے تھنج چھوڑنے میں تو یہ دو عدد ماریں گدہش نیا ہوا اینف ڈال کر تھوڑی سی پانی خشک ہو جائے تو انہیں تھی نیچوڑنے میں تو انار زرباٹ اور بادام چمڑک میں اور حلوہ تیار ہے۔

### چھلی پلاؤ

چھلی چھوہارے چھوہارے چھوہارے چھوہارے چھوہارے آدھا کھوہ۔ گھی ہوا کپ۔ حسب ضرورت۔ زردہ رنگ ایک چوتھائی چانے کا تھنج۔ ہار کپ یا ہوا پانچ کپ یا اسے پیاز ہوا ایک کھانے کا تھنج۔ پھینٹ تھوڑی سی پانی خشک ہو کر آدھا کھوہ۔ چاول بوز کے مین کپ۔ دھنیا پنا ہوا ایک کھانے کا تھنج۔ پیاز تین عدد۔ رنگ حسب ذائقہ۔ لال مرچ حسب پسند۔ لونگ نبات عدد۔

ترکیب تیارنی۔ چھلی کے کھوڑے بھولیں

پاکستان کی تاریخ و تہذیب کی ایک جامع اور مفصل کتاب ہے۔ اس کتاب میں پاکستان کی تاریخ، تہذیب، معاشرہ، معیشت اور دیگر اہم موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

# پاکستان سو سال کی

# ڈاکٹ کام

پاکستان کی تاریخ و تہذیب کی ایک جامع اور مفصل کتاب ہے۔ اس کتاب میں پاکستان کی تاریخ، تہذیب، معاشرہ، معیشت اور دیگر اہم موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

جواب دہی، 1993ء، ج 1، صفحہ 103

# ملاقات

ملاقات کا یہ سلسلہ ہے جس میں ہر مہینے کے لیے ایک نیا نیا موضوع پیش کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے کے مقصد یہ ہے کہ قاریوں کو مختلف موضوعات پر غور و فکر کرنے کا موقع فراہم کیا جاسکے اور ان کے خیالات کا تبادلہ کیا جاسکے۔

25 مارچ 1999ء کو ملاقات کے پہلے شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

29 مارچ 1999ء کو ملاقات کے دوسرے شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

31 مارچ 1999ء کو ملاقات کے تیسرے شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

3 مارچ 1999ء کو ملاقات کے چوتھے شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

5 مارچ 1999ء کو ملاقات کے پانچویں شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

7 مارچ 1999ء کو ملاقات کے چھٹے شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

9 مارچ 1999ء کو ملاقات کے ساتویں شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

11 مارچ 1999ء کو ملاقات کے آٹھویں شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

13 مارچ 1999ء کو ملاقات کے نویں شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

15 مارچ 1999ء کو ملاقات کے دسویں شمارے کی اشاعت ہوئی۔ اس شمارے کے موضوع تھا "ملاقات"۔ اس شمارے میں مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضمونوں کا مجموعہ تھا۔

عمران علی شیر انصاری



عمر: 22 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: ایچ بی جے  
دوست: ڈاکٹر

پتہ: محلہ حدیث  
کالونی، نزد ایک سینار والی سبھا، برنی  
پتہ: 1

تمیل احمد گبول



عمر: 20 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے اور  
لڑکیوں سے قلمی  
دوستی کرنا

پتہ: باب گولہ سید محمد دے، ڈاک خانہ  
مہاراجپور، گولہ شیر نرالی

ریاض احمد زبیر کھانہ



عمر: 30 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے  
لڑکیوں سے قلمی  
دوستی کرنا

پتہ: ٹیپا، 25، سب ڈاک خانہ، لارمرہ  
پتہ: 1

احجاز حسین



عمر: 24 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: تقریریں  
پڑھنا اور قلمی  
دوستی کرنا

پتہ: مکی خان، ڈاک خانہ، ہستی دار،  
پتہ: 1

رانا عمران



عمر: 23 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: سب سے  
قلمی دوستی کرنا  
پتہ: ٹیپا، لارمرہ

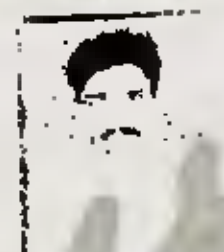
11/8AR، ڈاک خانہ، میاں بازار، کھنسیاں  
پتہ: 1

عمر: 23 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے  
لڑکیوں سے قلمی  
دوستی کرنا

پتہ: ترنگہ، ڈاک خانہ،  
پتہ: 1

محمد احمد علی کے گہل



عمر: 22 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: ایچ بی جے  
دوستی سے دوستی  
کرنا

پتہ: جہا پ گولہ شیر نرالی، مشغلی  
پتہ: 1

محمد وہیل بنگانی



عمر: 25 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: پورا دن  
بائیں ایمرائیں کرنا  
پتہ: گولہ، لارمرہ

4-9، دھارہ کالونی، ڈاک خانہ، سلطان  
پتہ: 1

عمر: 25 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے  
لڑکیوں سے دوستی  
کرنا

پتہ: ڈاک خانہ، لارمرہ،  
پتہ: 1

سر دا محمد اقبال خان مستوکی



عمر: 29 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے  
لڑکیوں سے دوستی  
کرنا

پتہ: سر دا محمد گولہ، ڈاک خانہ، خاصا،  
پتہ: 1

شوارہ اللہ آرمانی شکیب



عمر: 18 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے  
لڑکیوں سے دوستی  
کرنا

پتہ: ڈاک خانہ، لارمرہ،  
پتہ: 1

عمر: 25 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے  
لڑکیوں سے دوستی  
کرنا

پتہ: ڈاک خانہ، لارمرہ،  
پتہ: 1

محمد فرارز ریاض بھٹی



عمر: 25 سال  
تعلیم: تعلیم

مشغلی: لڑکے  
لڑکیوں سے دوستی  
کرنا

پتہ: ڈاک خانہ، لارمرہ،  
پتہ: 1

جواب عرض 200

القدرت ہے دور

عمر 23 سال



تعمیر  
مشغلے: صم  
جواب عرض را  
پتہ: ذوالفقار

ہاؤس نمبر 10، پھول بازار، لاہور

امجد علی کورونائے

در عمل مدرس

عمر 23 سال



تعمیر  
مشغلے: ایجنسی  
دو تہوں سے ہے  
پناہ دہشت گردا

پتہ: حضرت خانی زاد ایگلویشن ورکس،  
ٹاؤنک انڈیا آباد، ڈیڑا گڑ، ڈیڑا گڑ

ساجد اعوان ساجد

عمر 24 سال



تعمیر  
مشغلے: توبہ خانہ  
پتہ: دوست آباد  
دوست آباد، تیرشاہ

پتہ: 22، گلشن ٹرسٹ، گلشن  
پتہ: 22، گلشن ٹرسٹ، گلشن

عمر 26 سال



تعمیر  
مشغلے: ہے ان  
لوگوں سے شہرت  
کریں

پتہ: 5/14، ڈاک خانہ  
سہیل آباد، ڈاک خانہ سکسٹھیں انڈیا،  
شہید گاندھی

محمد عثمان سعید

عمر 22 سال



تعمیر  
مشغلے: قالی و  
فونک ڈونٹ کرنا  
پتہ: غزالی ٹاؤن

پتہ: روزگاہ کوٹوالہ، کالونی گلبرگ، شہید  
گاندھی

سعید احمد عرف مرزا

عمر 21 سال



تعمیر  
مشغلے: دوستانہ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ  
خدمت غنچ آباد

پتہ: 5/14، ڈاک خانہ  
خاص آسٹریلیا، گلبرگ، گلبرگ

معاذ عیوب

عمر 20 سال



تعمیر  
مشغلے: خاتق کا  
اسٹیٹیشن میں  
مطالعہ کرنا

پتہ: موضع عمرتھیلا، چانڈی بھڑان،  
عمر، ڈاک خانہ، ڈیڑا گڑ، ڈیڑا گڑ، گلبرگ  
پتہ: موضع، موضع، موضع، موضع

عالمگیر نسیم

عمر 20 سال



تعمیر  
مشغلے: جواب  
عرض پناہ  
رکھ

پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ

عمر 20 سال



تعمیر  
مشغلے: ہمہ گیر  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ

پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ

محمد شاکر

عمر 22 سال



تعمیر  
مشغلے: شادی  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ

پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ

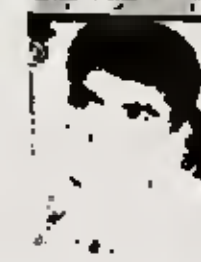
عمر 22 سال



تعمیر  
مشغلے: پتہ میں  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ

پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ

عمر 52 سال



تعمیر  
مشغلے: پتہ میں  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ

پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ  
پتہ: گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ، گلبرگ

جواب عرض 201

پروفیسر



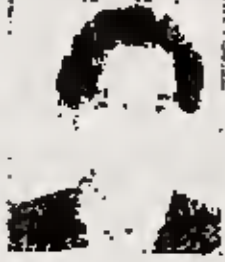
21 سال  
تعلیمی  
پروفیسر

پروفیسر



21 سال  
تعلیمی  
پروفیسر

پروفیسر



27 سال  
تعلیمی  
پروفیسر

پروفیسر



20 سال  
تعلیمی  
پروفیسر

پروفیسر



19 سال  
تعلیمی  
پروفیسر

پروفیسر



20 سال  
تعلیمی  
پروفیسر



18 سال  
تعلیمی  
پروفیسر



26 سال  
تعلیمی  
پروفیسر



20 سال  
تعلیمی  
پروفیسر



23 سال  
تعلیمی  
پروفیسر



60 سال  
تعلیمی  
پروفیسر



20 سال  
تعلیمی  
پروفیسر

جواب نمبر 202

پاکستان سوسائٹی





نمبر 14 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ



نمبر 20 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ



نمبر 17 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔



نمبر 19 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ



نمبر 21 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ



نمبر 18 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔



نمبر 19 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ



نمبر 46 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ



نمبر 24 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔



نمبر 21 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ

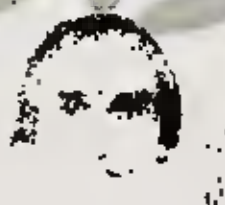


نمبر 21 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ



نمبر 32 سال  
تقدیم

سنگی ارمین احمد  
اورنگ آباد

یہ عورتوں کی ایک دلچسپ اور دلکش کتاب ہے جس میں ان کی زندگیوں کی مختلف جانبوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

پروفیسر صاحبہ





محمد عظیم علی پروسی



عمر: 18 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: کرکٹ  
کھیل: کھینڈ

پتہ: مکان نمبر 899، قلعہ صاحب، لاہور  
تلفون نمبر: 3333

ریاض احمد



عمر: 18 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: -  
پتہ: ڈاک خانہ

پتہ: ڈاک خانہ  
تعمیراتی ادارہ، شیخ پور  
لاہور

محمد حبیب کوٹلی



عمر: 20 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: ٹیچنگ  
تاریخوں سے قلمی  
دوستی

پتہ: قلعہ صاحب، لاہور  
تلفون نمبر: 3333

قریب علی امیری



عمر: 21 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: شاعری  
تلفون اور شاعری  
پہننا

پتہ: لاہور، لاہور  
تلفون نمبر: 3333

میاں محمد عرفان دگی



عمر: 28 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: جواب  
عرض: راجن اور  
کرکٹ کھینڈ

پتہ: ہفتا ہمدانی ٹولڈ نوشہرہ، ڈاک خانہ  
نوشہرہ، تحصیل بڈی صاحب، ضلع گوجرانو

شہزادہ حسرت



عمر: 18 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: مطابقت  
اور جواب  
کھینڈ

پتہ: نور پور، ڈاک خانہ  
تعمیراتی ادارہ، شیخ پور  
لاہور

محمد عباس انجم



عمر: 19 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: کرکٹ  
کھیل اور دوستی  
آرٹ

پتہ: چنگ نمبر 69/F، ڈاک خانہ 71/F  
تعمیراتی ادارہ، شیخ پور، لاہور

شاہد اقبال شکی



عمر: 22 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: ہفتا  
دوستی تلاش  
پتہ: کافور مہربان  
تعمیراتی ادارہ، لاہور

پتہ: کافور مہربان  
تعمیراتی ادارہ، لاہور

جواب عرش 204

سہیل آصف



عمر: 17 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: لڑکوں اور  
لڑکیوں سے قلمی  
دوستی کرنا

پتہ: چنگ نمبر 129/HB، راجن پور  
تعمیراتی ادارہ، شیخ پور، لاہور

امین مراد انصاری



عمر: 30 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: ایس ایم  
پتہ: 33، سنگھ  
شہر، امیر 5/F، ڈاک خانہ  
کراچی

محمد ہدیری شاد احمد



عمر: 20 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: مطابقت  
پتہ: کھیت، ڈاک خانہ  
تعمیراتی ادارہ، لاہور

پتہ: کھیت، ڈاک خانہ  
تعمیراتی ادارہ، لاہور

عبداللہ خان



عمر: 16 سال  
تعلیم: ششما  
مشغلہ: کرکٹ  
کھیل

پتہ: مکان نمبر 190، سیکٹر نمبر 4، محلہ  
نورود، کھلاہٹ، لاہور

مجھے اپنی دہ بیویوں کے لیے دہ رشتوں کی تلاش ہے میری بیسٹس مدلل پاس ہیں اور نہایت ہی شریف ہیں اور خوبصورت ہیں انہی عمریں اتھارہ اور بیس سال کے قریب ہیں ان کے لیے ایسے رشتے درکار ہیں جو حقیقت میں شاہی کے خواہشمند ہوں جن کا اپنا نانا یا دادا ہو پھر! سرکاری ملازم یا پھر کسی بھی ایسی ملازمت میں ہوں شریف ہوں اور انکی عمریں پچیس سال سے زیادہ نہ ہوں لاہور، اکڑہ، قصور والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

-----  
 نا: بی بی۔ لاہور  
 معرفت بی او بکس نمبر 3202  
 غالب مارکیٹ۔ گلبرگ III لاہور

مجھ: اپنی ایک سزن کیلئے ایک اچھے رشتے کی تلاش ہے میری سزن خوبصورت شریف بیٹی ہے اس کی عمر بائیس سال کے قریب ہے۔ انہیں سولہ سال تک ہو سبھی ہونے والی ہیں اور نہ کسی بھی اچھی صاحب میں ہو لڑکا شریف ہو جیسا کہ اپنی نہ ہو۔ اچھی سوچی کا مالک ہو فوری رابطہ کریں۔

ناہور والوں کو ترجیح دی جائے گی  
 -----  
 معرفت بی او بکس نمبر 3202  
 غالب مارکیٹ۔ گلبرگ III لاہور

مجھے اپنی بیٹی کے لیے رشتے کی تلاش ہے میری بیٹی کی عمر ایسے سال ہے نہایت شریف سے تعلیم بہت کم ہے کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ہم لوگ اس کو اسکے نہ پرانے سے تنہے بکن پڑھنا کھانا سب جانتی ہے اس کے لیے ایسے رشتے کی تلاش ہے جو نہایت شریف ہو جو میٹرک پاس ضرور ہو اپنے کام کرنا ہو یا پھر کسی بھی اچھے ادارے میں ملازم ہو برائے کرم جنیفر کے لاہچی لوگ۔ رابطہ نہ کریں کیونکہ ہم اتنے زیادہ امیر نہیں ہیں اور ہولٹ رابطہ کریں جن کو ایک اچھی شریک حیات کی تلاش نہ ہو ہم جلدی اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

-----  
 معرفت بی او بکس نمبر 3202  
 غالب مارکیٹ۔ گلبرگ III لاہور

میں شاہی کا خواہشمند ہوں میری عمر بیس سال ہے نہایت شریف بیٹی ہے تعلیم اتر ہے مجھے

ایک ایس شریک حیات کی تلاش ہے جو کم از کم میٹرک پاس ہو پاس سے بھی کم ہو تو کوئی حرج نہیں شریف ہونا ضروری ہے۔ زیادہ ہو اور مجھے اخلاق کی مالک ہوگی اس کی تمام ضرورتوں کو پورا کرے گا اس کو اچھے شوہروں جیسا پیار دوں گا فوری رابطہ کریں۔

-----  
 الفاتحہ جان۔ سینا کولٹ۔  
 معرفت بی او بکس نمبر 3202  
 غالب مارکیٹ۔ گلبرگ III لاہور

میں ایک خوبصورت انسان ہوں پڑھالکھا اور سلجھا ہوا ہوں اپنا بزنس سے خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میری عمر چالیس سال ہے اور مجھے ایسی عورت کی تلاش ہے جو بہت زندگی سے بزار ہو جو بیوہ ہو ہونہار ہو یا چھوٹی اور مسئلہ ہو میں اس کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اس کو زندگی کا ایسا ساتھی بناؤں گا کہ وہ اپنے تمام دلوں پریشانیوں کو ہموں جانے کی بھیجی اس کو تکلیف نہیں ہونے دیں گی۔ اپنی تمام زندگی اس کے نام تلواؤں گا فوری رابطہ کریں۔

-----  
 چاند۔ لاہور

### کامیابی کے اقوال

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

### فیصل طبیب احمد پور

### سہیل

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

### فیصل طبیب احمد پور

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

### فیصل طبیب احمد پور

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

### فیصل طبیب احمد پور

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

### فیصل طبیب احمد پور

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

### فیصل طبیب احمد پور

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔

### فیصل طبیب احمد پور

میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔  
میں نے کبھی ہمت نہ ہاری۔



کے لیے یہ سب کچھ ہے۔  
 لیکن یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

**عزت علیہ السلام - ڈاکٹر محمد**

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

**محمد ظفر اقبال - رحیم یار خان**

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

**عزت علیہ السلام - ڈاکٹر محمد**

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

**محمد ظفر اقبال - رحیم یار خان**

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

**عزت علیہ السلام - ڈاکٹر محمد**

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

**محمد ظفر اقبال - رحیم یار خان**

یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔  
 یہ سب کچھ ہے۔

ہوا اچھا ہوتا ہے۔

ہذا اسٹریٹ لائن ایک سال میں  
اڑھائی اچھی بڑھتا ہے۔  
ہذا اسٹریٹ لائن کی آستیں تین فٹ نہیں  
ہوتی ہیں۔

ہذا تین ہفتوں کے آنسو  
نہیں نکلتے وہ روتے نہیں جیتے  
ہیں۔

ہذا ایک خودی اپنے وزن سے  
پچاس گنا زیادہ وزن اٹھ سکتی  
ہے۔

ہذا گھوڑے کی سرسبز پر  
پچیس یا تیس سال ہوتی ہے۔

**ڈاکٹر شمیم اقبال۔  
بھاؤ بنگو**

**معلومات عام**

ہذا اڑھائی گھنٹی گزارا میں  
میں دہائی ہوتی ہے ہاتھوں سے  
ستہ دہائی میں دہائی اٹھانے  
پر پچھائی گھنٹی میں تین گھنٹے تک  
تاریقی سب ان تھکتے ہیں۔ ان  
کی گھان پھٹ جاتی ہے اور  
بچپن سے وہ پانچ آتے ہیں  
جن سے وہ اڑھائی دو ہر دہائی  
میں چلی جاتی ہے۔

ہذا شہر کی کمی کی بچھ آگھیں  
ہوتی ہیں۔

ہذا وہ ہیں ایک ایک ہر ہر  
پھیل پانی ہوتی ہے جب پانی  
پہن سکتے ہیں ان کی ہر  
پانی پورے نہیں ہوتی ہے۔

ہذا انگلشٹن سے تین ال ہوا  
ہیں۔

ہذا دینی کا سب سے زیادہ  
گندہ بن پرندہ بولگھوں کو کہا  
جاتا ہے ان لئے کہ ان پر  
پرندہ ہارٹس میں کھڑا ہو تو  
ذوب جائے گا مگر بھائے گا  
نہیں۔

ہذا راز میں لے جاتے میں ایک  
عجب وغریب تھی پانی ہوتی  
ہے یہ تھی دینے میں بہت  
فوائد ہوتے ہوتی ہے ان کی  
بانت چاہئے تھی ہوتی ہے  
اور اس کی خاصیت یہ ہے کہ  
تھی میں سے پانیٹ تھی کی  
خوشبو ہوتی ہے۔

ہذا دنیا کا سب سے بھونا پرندہ  
کیونکہ گھنٹوں میں پڑ جاتا  
ہے اس کا وزن ۱۰۰ گرام ہے  
اسے تکلف ہی ہوتا ہے نام  
سے پناہ سے ہیں یہ پہلوں سے  
اور وہ انداز کی چترتی ہے یہ  
پرندہ ایک ایک میں اس مرتبہ  
پڑ جاتا ہے اس کی ہوتی ہوتا  
اچھے ہے اس کا کھولنا چائے  
کی پھولنی کی بیان سے ہذا  
نہیں ہوتا۔

**گل حمید خان۔ عیسوی  
خیل میانوالی**

**خوش رہنے کا اصول**  
انہاں پھول ہونا چاہئے ہیں وہاں

ہذا بد اپنے سے بہتر انہوں سے نہ  
نیا نہیں ان سے آپ میں  
اسان کتری پیدا ہوگا اور آپ  
پریشان ہو جائیں گے دوسروں کی  
پھائیوں اور خوبیاں ضرور دیکھیے  
اور انہیں اہانت کی کوشش نہ کیجئے  
اچھی خامیاں اور کبھی اپنے آپ کو  
ان سے کمتر سمجھ کر اداں اور  
پریشان نہ ہوا کیجئے مشہور حکم کی  
ذوکان سے نکتہ ہے ان طرف  
انہاں کی حق یہ پھول کی زندگی  
ہوتی ہے ایسی ہی زندگی آپ بھی  
تیار کریں انہاں کی حق یا پھولوں  
اس وقت کی بائیں پڑھ نہیں آتے  
کہ ان سے بڑی گھان یہ  
فوری صورت ان ہارٹس میں اور بھی  
موجود ہیں اور وہ اپنے آپ سے  
مطمن رہتے ہیں دوسروں سے  
مقابلہ کر کے پریشان نہیں ہوتے  
یہی ہوتا ہے ان کی سرپرستی اور ترقی  
ہے۔ انہیں۔

**ڈاکٹر زاہد جاوید۔  
وہاڑی**

ہذا غنہ کے علاوہ کوئی دوسری چیز  
میں جو غلطی سے بار بار غصے  
جاتی ہے۔  
ہذا دو بیویاں پکچھ پھانٹنے سے  
پہلے ہوتی ہے اور اس سے  
تھکا ہوا ہوتا ہے انہی گھنٹے  
ہوں۔

**محمد ہارون اسلم۔ ہزیہ**



# پندیدہ اشعار

(سیف الرحمن زمی، سیالکوٹ)

موسم خزاں کا خوف نہیں ہے جھوم

ہیں

عجبت تو دیکھو ایک دوسرے کو چوم

ہیں

(بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

سینے میں جن آنکھوں میں طوفان سا

ہے

کیوں اس شہر میں ہر شخص پریشان سا

ہے

کیوں (پرنس عبدالرحمن مجر، عین رائیگاں)

اپنے سامان کو باندھے ہوئے اس

سوچ میں ہوں

جو تیس کے نہیں رہتے وہ کہاں

جاتے ہیں

(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

کاش کہ تو میری آنکھ کا پانی بن

جائے دوست

میں کبھی رونہ سکوں تجھے کھونے کے

ڈر

ہے (شاہد احمد، ڈیرہ آڈرٹوالہ)

نہ کر انکار ہمارے پاس آنے سے

خدا کبھی مٹھ جائے کسی کا دل دکھانے سے

(ذبحار شیر زمان پشاوری، پشاور)

وق کا دامن تھا مگر تجھے چاہا تو لوگوں

کے سب نام سردیا ذوالفقار تیرا

احساس رہا ورنہ تیرا شہر جلا دیتے

(ذوالفقار، یو کے)

کاش کہ دولت آئے مجھ سے یہ کہتے

تم کون ہوتے ہو مجھ سے بچنے والے

(فیض، دربار تخی سرور)

زندگی تباہیوں کی نظر ہو گئی تمام عمر

غموں میں بسر ہو گئی

کیا دیا ہمیں اس زندگی نے خوشیاں

جو ملی تو دکھوں کو ان کی خبر ہو گئی

(غابدہ رانی، گوجرانوالہ)

کسی نے دیکھا نہیں اُن کا اندازِ محبت

زندگی جن پر نو، دی ہم نے

(ثویبہ حسین، بہونہ)

لوگ کہتے ہیں تو مجھ سے خفا رہتا ہے

بن کے دھڑکن میرے دل میں

رہتا ہے

یہاں الفاظ کہتے ہیں تجارت ہے

محبت ایک پیشہ ہے تمہارے شہر میں زنی

(رانا غلام عباس زنی، ہندوئی بہاولدین)

ہر قدم پر فرشتوں کا لشکر تیرے ساتھ

ہو ہر جگہ تیری حفاظت خدا کرے

ہو تجھے دنیا میں ایسا عروج تیری

قسمت پر آسمان بھی تاز کرے

(سونا ناصر، انصوری نقشبندی، حافظ آباد)

ہے کچھ اس طرح سے گھیرا ہوا مرا

دل غموں کے جھوم میں

کبھی آنکھوں کے دھار میں کبھی بالوں

کے جھوم میں

(محمد اسحاق، کلکتہ پور)

پر دیس کو اب چھوڑ کر اوت آؤ احمد

میرے میت پہ رونے کے لیے اب تو

لوت آؤ احمد

(صاحب احمد، گوجرانوالہ)

بہ بے ہوئی تھی محبت تو لگا کسی اچھے

کام ہے

خبر تھی کہ گناہوں کا سزا ایسے بھی ملتی ہے

(محمد عرفان، راولپنڈی)

(سردار اقبال، سردار گڑھ)

عدالت عشق کی ہو گی  
مقدمہ میرا دل دے گا  
گواہی میرا دل دے گا  
بجرم تیرا پیار ہو گا  
(رائہ نذر عباس، منڈی بہاؤ الدین)

وہ مختیار ہے سزا دے یا جزا دے مانگ  
دو گھڑی ہوش میں آنے کے گنہگار  
ہیں  
(ملک فرحان، رحیم آباد)

سستی دلفریب ادا کیں تمہیں اس ظالم  
کی ساقوں  
رہتا بھی مستی میں تھا دل پھر بھی چیر  
دیتا  
(آصف سانول، بہاولنگر)

بدلا ہوا ہے آج میرے آنسوؤں کا رنگ  
شاید کہ میرے دل کے زخموں کا  
توئی ٹانگا اڑھ گیا ہو  
(عابد علی آرزو، سانگلہ)

کہا تو تھا تم سے کہ محبت میں درد  
ہے جدائی ہے  
اب جو لگا بیٹھے ہو یہ روٹ تو کس  
بات کی دوہائی ہے  
(عثمان نعیمی، قبولہ شریف)

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں

تجھے دیکھنا تھا تو تیری آرزو نہ تھی  
جب سے دیکھا ہے تجھے تیرے  
طلبگار ہو گئے  
(محمد ندیم تبسم، خانوال)

جان کی بازی ہار کے بھی ہم دل ان  
کا نہ جیت سکے  
دل نہ پائے دل کے بدلے صبح  
دشام محبت کے  
(رشید صادم اوڈ، سعودی عرب)

دوزخ مجھے قبول ہے ہمراہ یار کے  
بنت میں جا کے بجر کے صد سے  
اٹھائے  
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

میری موت کی اطلاع نہ دینا اسے ساقی  
کہیں وہ رو پڑا تو یہ دل پھر سے  
دھڑک اٹھے گا  
(محمد شہزاد، سوائس)

زندگی تو اپنے قدموں پہ چلا کرتی  
ہے فراز  
لوگوں کے سہارے تو جنازے اٹھا  
کرتے ہیں  
(محمد شفیق، ابراہیم شاہ)

اتنی ندرت تھی اگر مستوی سے تو پیار  
کیوں تھا  
پھر میری اوقات ہی بتا دی

اے کاش کہ تم موت ہوتے این  
اک روز تو یقین ہوتا تیرے آنے کا  
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

کسی کا ساتھ مل جائے تو تقدیر بن جائے  
میں بن جاؤں مصور کوئی میری  
تصویر بن جائے  
(ذکا رشیر زمان، پشاور، پشاور)

تم تو نگاہیں پھیر کے خوشیوں میں  
کھڑے  
ہم نے اداسیوں کو مقدر بنا لیا  
(اسحاق انجم، قصور)

اسے کاش تو چاند میں ستارہ ہوتا  
دور فلک پر آشیانہ ہمارا ہوتا  
لوگ تمہیں دور سے دیکھا کرتے  
چھوٹے کا حق صرف ہمارا ہوتا  
(محمد ندیم تبسم، خانوال)

میں جگ چلتا ہوں تیرے عشق  
کے انگاروں  
پاؤں جلتے ہیں مگر دل کو قرار آتا ہے  
(رائہ ہار علی، لاہور)

وہی محفوظ رکھے گا میرے گھر کو  
بلاؤں سے  
جو بادش میں شجر گونسلہ رتے نہیں دیتا  
(محمد وحی، کراچی)

جواب عرض 240

پنہ یرو اشور

یہی تو ہیں لاجواب آنکھیں  
(ملک علی رضا، کھیل آباد)

وہ ایک شخص جو بے حس چخروں کی  
طرح نکلا  
(محمد آفتاب شاہ، دوکوٹہ)

تم اپنے درد کی گہرائیاں مجھے دے دو  
(محمد ارسلان امیر، منڈی بہاؤالدین)

دوٹی رنے سے مجھے دلوے تو نہیں آتے  
اک جان ہے وہی کی جب دل  
چاہے مانگ لینا  
(محمد ولی اعوان، لاہور)

شرط وفا نبھاؤ تو نبھاؤ میں کس طرح  
حالات میرے پاؤں کی زنجیر بن گئے  
(ڈاکٹر عامر شہزاد، ننگران صاحب)

آج وہ بھی رو پڑے میرے  
حالات کو دیکھ کر اچانک  
جس شخص نے قسم کھائی تھی ہمیں  
برباد کرنے کی  
(محمد اعجاز مظفر ٹرڈہ)

تیا ملا خالم تجھے میرا ولی تو زکر  
خود ہی تنہا رہ گیا ذوالفقار مجھے تنہا  
چھوڑ کر  
(ملک ذوالفقار، پوکے)

پھر اسی شخص سے امید وفا.....؟  
اے دل میں تجھے نکال  
پھینکوں گا  
(سہیل محمود، رحیم آباد)

سب نے خاک میں خاک دیا میرے  
ارمانوں کو  
کس کو دوش دوں قسمت کو یا  
انسانوں کو  
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

مت ٹھکرا ہمیں غریب جان کر اے  
جان  
ہم دولت محبت تیرے لیے رکھے  
ہیں اور بست رکھتے ہیں  
(شہزاد احمد، اڈکازہ)

وہ شخص جو گزرا ہے ابھی آنکھ بچا کر  
اے میری ضرورت بھی بہت ہے  
(اکرم، گلشن پور)

سنگ سے بھی چند لحوں کے لئے  
جدا ہو گئی ہے حیات اپنی  
زندگی یوں بھی روٹھ جاتی ہے  
یہ سوچنا نہ تھا کبھی میں نے  
(صبا انور، لاہور)

دیکھ نہ جانے گا تم سے جدالی کا منظر  
کاش پٹی جانے جان ہماری اس  
وقت سے  
(محمد سعید، سرگودھا)

اس نجوی نے تو مجھے پریشانی میں  
ذال دیا  
کہتا ہے مجھے موت نہیں کسی کی یاد  
دے گی  
(محمد اسحاق انجم، گلشن پور)

اک حد میں ساتھ تو ہے حد قریب تھے  
بے ہوئے قریب تو قصہ ہوا تمام  
(ملک غلام قادر، ارزانی پور)

تیرے رشتے پہ ہوا اس پہ مجھے نہیں توارہ  
میں دکھ جہاں کا سر لو تیری اک خوشی  
کئی خاطر  
(نوید ملک، گولارچی)

یہ اشور تھا آج دل سے آئین میں  
رضا نبھانے کس حادثے کا شکار ہو گیا  
(منیر رضا، ساہیوال)

ہم کو نہ ملا ہم ساڑھانے بھر میں انس  
کاش اسے خدا کوئی ہم سا بھی بنایا ہوتا  
(صبا انور، لاہور)

وہی تو سارے جہاں سے عزیز تھا  
مجھ کو

میں ڈوب جاؤں اے آرا اس  
آنکھوں میں

کسی کا ساتھ مل جائے میری تقدیر  
بن جائے



www.PAKSOCIETY.COM

میں بن جاؤ تصور کوئی میری تصویر آس پاس ہے تو عیدِ قریب ہے تیری یادوں کے بھنور میں  
 بن جائے (سیف اللہ، بجیلا گلاب سنگھ) عید تو عید ملنے کا یہ دن ضرور ہے  
 (فدکا رشیر زمان، پشاور) (محمد عثمان، لاہور)

دلوں کی عمارتوں میں کہیں بندگی ہاتھ دیا اس نے میرے ہاتھ میں  
 نہیں فراز میں تو دلی بن گیا اک رات میں (مازہ مشتاق، ارزانی پور)  
 اینٹوں کے سجدوں میں خدا آسو بہا بہا کے بھی ہوتے نہیں ہیں  
 ڈھونڈتے ہیں ٹوٹ کتنی امیر ہوتی ہیں پتھریں غریب کی  
 (نوشین خان، مینسی) (غلام فرید جاوید، حیر و شاہ مقیم)

تشریف دیدار کر لو کھول کر بند کفن میرا: بھیجے اس جگہ سے بھی محبت ہوتی ہے  
 اب تو نہ تیرا ڈاک چشمِ منتظر ہے نور ہے جہاں بیٹہ کر، یک بار تجھے ہونچا لیتا ہوں  
 (برست اللہ، انجم، اوہاٹ) (فیض اللہ، نئی سرور)

یہ پیار تو جھوٹا دھند ہے سب کون گزرے ہیں زندگی میں ایسے  
 اسے نبھاتا ہے نغمہ اس دلا کر چاہت کا ہر ایک جدا سے  
 (انصاری فراز، پانڈو وال) (مرزا باہر علی، لاہور)

وقت اچھا بھی آئے گا فراز غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی  
 (انصاری فراز، کوٹلی) مگر تے رے بے بجدوں میں ہم اپنی  
 حسرتوں کے لئے

ہم دعا کہتے رہے وہ اپنا پڑھتے رہے کوئی عشقِ خدا میں گم رہے ہوتے تو  
 ایک نکتے نے محرم سے مجرم بنا دیا کونسی حسرت ادھوری نہ ہوتی  
 (فیاض احمد، مظفر گڑھ) (ٹوبیہ حسین، کہوڑ)

عجیب شے ہے محبت بھی دور ہیں نیکیں میں جو اک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے  
 تیرا قریب ہوں میں میرے دیر تک اسمِ محمد شاد رکھتا ہے مجھے  
 (عمران بلوچ، بلوچستان) (منظور اکبر، تبسم، جھنگ)

دل میں خدا کا ہونا لازمی ہے سزا  
 ہم لوگ تو سمندر کے چھترے  
 انسوؤں کی طرح  
 (عمر راز آکاش، فیصل آباد)

بہت شوق ہے نا تجھے بحث کا آئینہ  
 کیوں روٹھے ہو اس سہہ وفا دنیا  
 میں  
 (محمد عامر رحمان، دادوی لمپہ)

ہم سٹے جب ان سے تو کچھ کہہ نہ سکے  
 خوشی اتنی تھی کہ ملاقات آنسو پونچھتے  
 رہا ہے  
 (حافظ عبید اللہ، چکوان)

میرا بھی کوئی اپنا ہوتا  
 (حزلی عارف، مندرہ)

ایسا عالم ہو جائے گا ہمارے جانے  
 کے بعد  
 ہو کر اداس پرندے بھی میرا شہر چھوڑ  
 جائیں گے  
 (آفتاب شاد، دوکوئہ)

محببت نہ کرتے تو آج اداس نہ  
 ہوتے  
 (ذوالفقار)

ایک چھوٹی سی خطا میری زندگی  
 برباد نہ ہوئی  
 (ذوالفقار ملک، یوٹکے)

میرے دل میں میری سانسوں کو  
 پناہ مل جائے  
 تیرے عشق میں میری جان فنا ہو جائے  
 (رازے اظہر مسعود، فورٹ عباس)

یقین بن کے لوگ زندگی میں آتے ہیں  
 خواب بن کے آنکھوں میں جا  
 جاتے ہیں  
 پہنچنے تو یقین دلاتے ہیں کہ وہ  
 ہمارے ہیں

تیرے گرجنے سے بہت خوف آتا  
 ہے  
 (خلیل احمد، شیدانی شریف)

اب کیا ڈھونڈتے ہو جملے ہوئے  
 تو ہے آواز برس لیا کر میرے  
 اے بادل

مزد تو تب ہے اس کاغذ کو لگ جائے زبان میری (وئی اعوان، لاہور)

کل شب پھر اک خواب نے دیکھا دیا مجھے اس خواب میں وہ دلہن تھی یارو (شہزاد سلطان کیف، الکوئیت)

کاغذوں کی راکھ میں برلاس وہ افسانہ ہیں جل گیا جس کا عنوان تم تھے (چوہدری شاہ زریب، آزاد کشمیر)

چاند ہمارے ساتھ عجیب ہے حادثہ ہوا ہم رہ گئے ہمارا زمانہ چلا گیا (ملک مسیح اللہ، ساہیوال)

روٹھے ہوئے لوٹ آئیں تو جان لو کیف بیروں تلے کلیاں ہاتھوں میں گلاب رکھنا (شہزاد سلطان کیف، بھمبر)

یہ پھیلی ہوئی آرزوؤں کی دنیا سمت آئی آخر تیرے چاہنے پر (ایم عمید منظر، تہنکیاں)

چل تجھے دیکھا یوں اپنے دل کی دیران گھیاں شاید کہ تجھے ترس آ جائے میری اداس زندگی پر (عثمان عینی، قبولہ شریف)

لپٹے کبھی شاخوں سے کبھی زلف سے اچھے کیوں ذمہ دار بتا ہے سہارا تیرا آئینہ (ایم اشفاق، اول موسیٰ)

نوئی کہتا ہے یادیں نشہ بن جاتی ہے نوئی کہتا ہے یادیں سزا بن جاتی ہے پر یاد جب سچے دل سے کرو تو یادیں ہی جینے کی وجہ بن جاتی ہے (شاہد اقبال، کرک)

آنکھوں کے سمندر میں ڈوب کر جب نکلنا چاہے پھول دیکھا تو دل کی ناؤ کا بادبان پھا ہوا تھا (بشارت علی، پھول، حصد آباد)

چاند کو دیکھ کر دعا ضرور کرنا عا کشہ کسی کو عید ملو تو مجھے یاد ضرور کرنا (سید عارف شاہ، جنم)

تیرے عشق کی انتہا چاہتی ہوں میری سادگی دیکھ میں کیا چاہتی ہوں (اقراء ناز، صادق آباد)

میرے نام کو تو دیکھ لیا تھا اپنے نام کے ساتھ رخسار مگر بدنام بھی کر دیا صنم ہونے بے رحمی کے ساتھ رخسار (گلگن احمد، تربت)

آتشِ نسہ سے پتھر بھی نہیں خالی جل گیا طور جب موسیٰ سے ہوئی پیار کی بات (ایم یعقوب اعوان، چکوال)

محبت نہ کرتے تو آج اودھن نہ ہوتے ایف چھوٹی سی خطا میری زندگی برباد کر گئی (عابد علی، آزاد، ساکنڈل)

زندگی زندہ دلی کا نام ہے مردہ دل خاک جہاں کرتے ہیں (حکیم طفیل، کوئٹہ)

انہاں کر کفن کر لو دیدار میرا مجید وہ آنکھیں بند ہوگی جن جن سے تم شرمایا کرتے تھے (ملک عبدالجید، فیصل آباد)

بناں گئے وہ لوگ جو تیرے بنا رہا نہیں کرتے تھے اسیر آج سال بیت گئے اس کے بنا اس نے خبر تم نہ لی (عبدالجید اسیر، فیصل آباد)

گرتے ہیں مہرا میں پتے پر اٹھاتا ہے کوئی کوئی میری داستان

دوستی تو سبھی کرتے ہیں پر بھاتا ہے سانسیں بند ہوتی تو پھر: حوندے اٹھ کے وہ بھی چل: دیتا ہے جس کا کوئی کوئی گئے یہ مجھے جہاں میں کوئی گھر نہیں ہوتا (محمد ندیم عباس، پتوکی)

فرصت ہوا مگر آنے کی اسے جان تمنا کبھی مناسب ہو تو ہم سے بھی ہم کلام ہونا بنا ہے تم وفا کی باتیں خوب کہتے نہیں (محمد عرفان اراد پلٹنڈی)

میری زندگی میں نہ آنے والے میری قبر پر بھی نہ آنا مجھے تو زندہ جلا دینا مگر میری قبر کو نہ جلا: (چوہدری احمد مسین، آزاد کشمیر)

یوں ہی ہم کسی کا پیچھا کیا نہیں کرتے درد دل دیا دیا نہیں کہتے اتفاق کی بات ہے یہ دل تم پر آسنا نشان تھی قیمتی چیز کسی نو دیا نہیں کہتے (آئینہ از انشا قزلباش میاں چنوں)

اپنے ہاتھوں کی لکیریں نہ بدل سکیں ہادی خوش نصیبوں سے بھی بہت ہاتھ ملائے ہم نے (ممریز ہشیر گوئدل، گوجر)

اگر ہوتی میری حکومت ان یاروں پر اے یا سر تو ہر تارے کی جگہ تیرا نام لکھتے (محمد یاسر تنجا، سلطان خیل)

اب عادت ہی بن گئی ہے دوستوں کے انتظار میں ندیم محفل کتنا عجیب ہوتا ہے آداب رخصتی کے جگر برس رہتی ہیں جو سادہ کے بادلوں

کسی کی یاد ستاروں کے روپ میں وصل کہ چمک اٹھی پلکوں پہ آنسوؤں کی طرح انہاں سے مل گئے آنکھوں کو درد

جواب عرض 215

پند یہ اشعار

کی طرح دے مستوئی کو  
(راجا براہن، مٹان)

ہم فقیرانِ جمیعت سے رشید مانگ ہیں  
ہم کسی سینھ سے مرغوب نہیں ہوتے  
(رشید صائم، خودیہ)

مست پوچھو ہم دیوانوں سے انجامِ محبت  
ہم تو بیوقوفوں کو بھی بھینے کی دعا  
رہتے ہیں  
(حسن رضا، رکن سنی)

نغم نہ ہوتا غزال کون کہتا  
محبوب کے حسن کو نکل کون کہتا  
یہ تو محبت کا کرشمہ ہے ورنہ  
چتر کی دیواروں کو تاجِ گل کون کہتا  
(منظور اکبر، تبسم، جھنگ)

جس کو دل دیا وہ دلی چلی گئی جس  
سے پیار کیا وہ اٹلی چلی گئی  
میں نے سوچا خود کشی کر لوں یا تجھ  
سوچا میں دیا تو بجلی چلی گئی  
(محمد آفتاب شاہ، دوکوند)

چمن خوشیوں کا  
یہ چند آنسو یہ چند آہیں اب سبارا  
ہے زندگی کا  
(ندیم عباس ڈھکڑا، ساہیوال)

کیوں اس کو بار بار اپنا بنانے کی  
غلطی کرتے ہو  
جس نے تیرے وفاؤں کو سمجھا وہ  
تجھ کو کیا سمجھے گا  
(چوہدری الطاف حسین، بمبئی)

تم دور ہو تو یہ احساس ہوتا ہے  
کوئی ہے جو ہر پل دل کے پاس  
ہوتا  
(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

عینت رسم دنیا ہے چلتے آتے تو کیا ہوتا  
تمہارے پوچھ لینے سے نہ جی  
جاتے نہ مگر کتنے جاتے  
(اسحاق انجم، کشن پور)

نادانی کی حد تو اچھے ذرا فرماز  
تجھے کھو کر میرے جیسا ڈھونڈ رہا ہے  
(محمد سرفراز گوندل، خوشاں)

ذند کی لہر میں آپ سے جدا نہ ہوں  
انے ہان تمنا  
تجھے میں پیار کروں اور تجھے دل  
میں سب لوں  
(مولانا عبدالغفور حافظ آباد)

ترتی ہوئی نگاہیں تجھ کو سلام کہتی ہیں  
کہ دیکھے ہوئے تجھے بہت دن گزر گئے  
(مقصود احمد بلوچ، امیاں جنوں)

چپ چپ کے جہاں سے کہ  
انہیں دیکھ سکوں میں  
جنت میں مجھے آپس جگر میرے خدا  
یہ جو دو دل ہیں ایک دھڑکن ہے  
ہر زمانہ اسی کا دشمن ہے

مجھے غم نہیں تیری سبے وفائی کا میں  
پریشان اپنی وفا سے ہوں الگ  
درد تیری یاد میں بنے والے آنسو کا  
ہوتا سمندر (فاروق احمد شانی، سدھر چکوال)

جب تماشاگر ہیں یہ مٹی کے پتلے ساتی  
سبے وفائی کرو تو روتے ہیں وفا کر دو تو  
چپ (شاہد رفیق سہو خان نیوال)

کرنی تا تم نے تسلی دل تو زکر میرا  
میں نے کہا تھا تا کچھ نہیں اس میں  
تیرے (محمد اسحاق، نجم، کلنگن پور)

سے غم دوست نہ اتنے کوسزدت رکھے  
تجھ سے آباد ہے دنیا میرے  
ارمانوں (اقصد علی فراز کوتلی منانی)

خود اظہریوں میں بسر کرتے  
رہے ہم زندگی  
دوسروں کے گھر میں لیکن روشن  
کرتے (اسحاق، نجم، کلنگن پور)

عجیب زہم تھا اس کی یاد میں ناز  
مگر گزرنی مجھے مہتے مہتے  
(رانا بابا علی ناز، اہوہور)

یہ فہت ہے زمین نی ہر چیز کو  
جذب کر لیتی ہے  
اساں خوش ہاں تیریاں خوشیاں  
وہی ساڈا، وقت گزر دا راہی

مل فرض ہے تیریاں یادوں  
اسے دل کلا کلا  
شاہد اپنی قسمت سے حجت رو  
چپ (شاہد رفیق سہو خان نیوال)

زندہ میں بھی سوزش نہ گئی اپنے  
جنون کی سنگ مدادا ہے اس اشقتا  
سری (ساجد علی ادیب، پانپور)

دل توڑنے والے اتنا تو سوچا  
شکتہ دل کسی کے بھی کام نہیں آ  
(خنیسا احمد ملک، شیدانی شریف)

جس نے تیری وفاؤں کو نہ سمجھا  
تجھ کو کیا سمجھے  
(چوہدری عفاف حسین، سب جیل بمبئی)

وہ میری محبت ہے کہہ دینا اس سے  
دور رہنے سے رشتے ختم نہیں ہوتے  
(ایم وکیل عامر، ساہیوال)

اسے دل نہ تڑپ کے قہر ہو  
رسوا کوئی شہر شہر ہو  
(رائے اطہر مسعود آکاش، بہاولنگر)

محبت سے پیش آؤ تو جان تک  
قربان کر دیں برلاس  
زد کرو گے تو ہم اتنا پرستی کی اپنا  
رکھتے (چوہدری شاہ فریب علی برلاس، سب جیل بمبئی، آزاد کشمیر)

نہ تجھ کو خبر ہوئی نہ زمانہ سمجھ سکا  
ہم چپکے چپکے تجھ پہ کئی بار مر گئے  
(منظور اہر، قاسم، جھنگ)

# ششدرگی پینغام اپنے پیاروں کے نام

فاطمہ طفیل طوی کے نام خدا سے سب کچھ مانگ لیا پھر مانگ کر اب اٹھتے نہیں ہاتھ اس دعا کی بعد حکیم طفیل طوی۔ الکویت	بھی کہ برباد یوں میں کون ہمارا بنتا ہے بنا پھل کے درختوں کو کاٹ دیا جاتا ہے کسی بے سہارا کا یہاں سہارا کون ہے	ندیم عباس زھکو کے نام ... وہ فاکویم نے بھلایا کب تھا درجہ دہائی کا دل سے منایا کب تھا لگا کر بیوں جانا تیری عبادت تھی ہم نے تیرے سوا کسی اور کو دوست نہ پایا کب تھا نمبر وقاص ساگر۔ فیروزہ
جمشید پشاوری کے نام تجھ کو پانے کی تنہا مادی ہم نے فلن سے لیکن تیرے دیدار کی حسرت نہ گئی فکر شیر زمان پشاوری	قتیل احمد ملک۔ شیدائی شریف قادرین کے نام زندگی میں جو چاہو حاصل کر لو گھر اتنا خیال رکھنا کہ آپ کی منزل کا راستہ کبھی لوٹوں کہ تو زاتا ہوا نہ گزرتے وقار یونس ساگر۔ چیچہ وطنی	صدائ حسین صدائ کے نام ٹہ شہداری ہیں اگر رشتے نے بیوں جانے سے یہ پورے جاتے ہیں ایس ناز آزاد شہیر
کسی اپنے کے نام لنظوں کی بناوٹ ہم کو نہیں آتی کثرت سے یاد آتے ہو سیدھی سی بات ہے تزیلہ حنیف۔ نلہ جوگیوں	ایس کراچی کے نام تم کو جان سے پیارا بنالیا دلی کو سکون آنکھوں کا تارا بنالیا اب تم جیسا تھو وہاں نہ تمہاری مرضی نہم نے تمہیں زندگی کا سہارا بنالیا غلام عباس ساغر۔ جیل آباد	سب کے نام نہ آتی غلطیاں نہ کرو ... سے پیسے ریختم ہو جائے بہ حنیف۔ نلہ جوگیوں
اشفاق بنت کے نام زہر سے زیادہ فطرناک ہے یہ محبت کیا اس میں انسان مرم کے جیتا ہے رانا بابری علی ناز۔ لاہور	سلمان سندھو کے نام پھول درخشندہ تو ہے دیکھنے میں مگر سلمان بہت دکھ ہوا اسے برگ گل کی۔ جدائی کا ذیشان علی سمندری	عباس ساغر کے نام را بہری ایک امانت رکھنا نہں مر گیا تو میرے دوست کو دوست رکھنا کبیل جبار مر سرائے
صدائ حسین صدائ کے نام وہ جو روٹھا ہوا ہے مدت سے کاش وہ آن سے عید کے دن عمران شہزاد لاہور	نات کے نام نہں خود کو برباد کر کے	

جواب نمبر: 218

کہ کوئی کاٹنا سمجھ کر چھوڑ دے۔  
ندیم عباس ڈھکو۔ ساہیوال

مہوش اور کنزرا آبی کے نام  
تم بالکل زندگی جیسی ہو مہوش  
خوبصورت بھی ہو اور بے وفا بھی  
غلام فرید جاوید۔ حجرہ شاہ مقیم

ایم کے نام  
نہ ہر رے دل لگانے کے قابل  
نہ دل ربانم اٹھانے کے قابل  
تیری یاد نے دیئے ہیں اتنے زخم  
چھوڑا نہ سٹرانے کے قابل  
وسیم اکرم پانڈہ وال بالہ

آئی کے نام  
مجھ سے نہ پوچھ میری محبت کی  
کہانی اے دوست  
مرنے والے سے مرنے کی وجہ  
نہیں پوچھی جانی  
محمد عرفان۔ پانڈہ وال بالہ

محمد سرفراز ساقی کے نام  
فریاد کر رہی ہیں تو سستی ہوئی  
دیکھے ہوئے بہت دن گزر گئے  
محمد سرفراز۔ گوندل۔ کٹھن سکر

محمد فیاض گوندل کے نام  
اب نیا ہوا کہ تجھے مجھ سے محبت نہیں رہی  
تیری طلب میں وہ پہلی سی حدت  
نہیں رہی  
تو تیری اداؤں کا موسم بدل گیا

ایس کے نام  
بھلا دوں گا کہیں بھی ذرا صبر کرو  
رگ رگ میں بسے ہو کچھ وقت تو  
گنگا

رانا نذر عباس۔ منڈی بہاؤ الدین  
مجید احمد جانی کے نام  
بعد مرنے کے بھی اس نے نہ  
چھوڑا دل چلانا محسن  
اور ساتھ والی قبر پہ پھول پھینک  
جاتا  
محسن علی طالب ساہیوال

حماد ظفر ہادی کے نام  
رابطے ضروری نہیں اگر تعلق رکھتے  
ہوں ہادی  
لگا کر بھول جانے سے پودے  
سوکھ جاتے ہیں  
رانا نذر عباس

احسن ریاض بریکی کے نام  
دلوں سے گھیسے نکالیں ہمیں بھی  
تو ہے احسن  
مگر جن کھیل میں کھلونا نوٹ  
چلے وہ مجھے اچھا نہیں لگتا  
حماد ظفر ہادی۔ گوجرہ

سب دوستوں کے نام  
زندگی میں بھی اتنا باریک مت بنا  
کہ کوئی پھول مجھ کو توڑ لے  
اور نہ ہی اتنا سخت بنا

ایس کے نام  
یہ ٹھیک ہے نہیں مرنا کوئی جدائی میں  
خدا کسی کو ٹھنسی سے جدا نہ کرے  
پرنس عبدالرحمن۔ نین رانجھا

کسی اپنے کے نام  
بے چین رہی ہے ہر دم میری نظر  
ڈھونڈتی ہے تجھے ہر جگہ ادھر ادھر  
نظر آئے تھے ہر گھڑی تو ہی تو  
دیکھتی ہوں میں جدھر بھی جدھر  
عابدہ رانی۔ گوجرانوالہ

دوست کے نام  
بھرا لزم ہے تو پھر وصل کا وعدہ کیا  
یہ فزاں رست ہے بہاروں کا لبادہ کیا  
زخم دے کر نہ تم درد کی شدت پوچھو  
درد تو درد سے تم کیا زیادہ کیا  
آمن شہزادی۔ جہانیاں

حماد ظفر کے نام  
خدا نہ کرے آپ کو غم ملے  
ہنس خوشی آپ کو ہر دم ملے  
جب بھی آئے کوئی بھی غم آپ کی طرف  
دعا ہے کہ اس کو راستے میں ہم ملیں  
قمر اعجاز مرزا بشیر۔ منگوال

سویت اے کے نام  
نہ میری دعا نے سفر کیا  
نہ میرے آنسوؤں نے اثر کیا  
تجھے مانگ مانگ کے تھک گئے  
میرے ہونٹ بھی میرے ہاتھ بھی  
رائے اطہر مسعود اکاش



عشمان - کنگن پور

یا اب تجھے میری ضرورت نہیں رہی  
محمد سرفراز گوندل

حفظ نور کے نام  
رابطہ ضروری ہے اگر مرتے پہانے  
ہیں  
لگا کر پھول جانے سے تو پودے  
بھی سوکھ جاتے ہیں  
تزیلہ حنیف۔

محمد طالب حسین کے نام  
تم تو رہ لو گے ساتھ کسی اور کے مگر  
میں کیا کروں کہ مجھے رستہ دینا نہیں آتا  
محمد ندیم عناس میوالی پتوکی

کنول کے نام  
دل نے آنکھوں سے کن آنکھوں  
نے اپنی سے کہہ دی  
بات چل نکل ہے اب کہاں تک  
پہنچے دیکھیں  
عشمان کنگن پور

صدف شہزاد کے نام  
خدا نہ ترے آپ کو غم ملے  
ہنسی خوشی آپ کو ہر دم ملے  
اب بھی آنے کوئی نہیں تم آپ کی طرف  
دعا ہے کہ اس کو راستے میں ہم ملیں  
اشرف زحیٰ دل - ننگانہ

سول خان کے نام  
بکھر رہی ہے میری ذات اسے کہنا  
ملے تو میری یہ بات اسے کہنا  
اسے کہنا کہ بن اس کے دن نہیں نلتے  
سک سک کے کتنی ہے میری  
رات اسے کہنا  
خلیل احمد ملک - شیدائی شریف

طیب عثمان کے نام  
چاند بھی میری طرف حسن کا ثنا سا نکلا  
اس کی دیوار پر حیران کھڑا ہے کب سے  
غائب کنول لاہور

کشور کرن کے نام  
تمہارے پاس رہنے کے لیے جگہ  
ہمیں ہے کیا کرن  
جو ہر رات میری آنکھوں میں اتر  
آتی ہو

صرف الین کے نام  
تمہارے پاس رہنے کے لیے جگہ  
ہمیں کینا کینا میں اتر  
آتے ہو  
محمد سرفراز گوندل

صبا سکھر کے نام  
سالوں کے بعد رابطہ ترنا اچھی  
بات نہیں ہے  
پاتن ہو کر بھی اچھے دور ہو  
نثار احمد سنگھو

جان کے نام  
تیرے بنا وقت کہیں گزرتا  
آجا کہ ہم ایک ہو جائیں  
ریاض احمد - لاہور

محمد فیاض گوندل کے نام  
وہ اور ہیں جو تیری ذات سے  
غرض رکھتے ہیں ایف  
ہم جب بھی ملیں گے بے مطلب  
ہیں گے  
محمد سرفراز ساقی گوندل۔

رانا عرفان کے نام  
دل میں تعبیریں تھیں اپنی  
آنکھوں میں مانگنے کے خواب  
خود کو ہی دھوکہ دینا  
نود سے شرارت کی گئی  
محمد رضوان آکاش - سلا نوالی

ابن شہزادی کے نام  
اپنے آنکھوں پر ستاروں سے میرا  
نام نہ لکھو  
جیسا سفر ہوں تیرا اپنی آنکھوں میں

طیب کنول لاہور کے نام  
روکتے روکتے آنکھ چمک اٹتی ہے  
نیا کریں روگ پرانے دل کو لگ  
گئے

آر کیو آر کے نام  
دجھے یاد کیوں نہیں کرتا  
تو اتے بھول کیوں نہیں جاتا  
میریز بشیر گوندل گوجرہ

جواب عرض 220

میں بسا لے مجھ کو  
محمد محسن ساغر۔ عارفوالا  
گیا  
محبوبوں کو بہت پائیدار کرتے  
جہول جانا تو انسان کی فطرت ہے  
کچھ دوست یادوں میں بس  
جاتے ہیں

اخلاق چاہا کے نام  
دل کرتا ہے ہر چہر پر لکھو آئی مس  
غاصر امتیاز باری۔ مگر سیداں  
فیض اللہ مجاور۔ دربار تھی سرور

اپنی جان کے نام  
کوئی الزام رکھو تو سزا دینی ہوتی  
پھر میری لاشیں ہر عام جلاوی ہوئی  
اتنی غرت تھی تو پیار سے دیکھا  
کیوں تھا  
مجھے پہلے ہی میری اوقات بتادی  
ہوتی  
افضال احمد عباسی۔ راولپنڈی  
طارق علی شاہ کے نام  
فرصت ملے تو پوچھو بھی ان کا حال  
بھی  
جو لوگ جی رہے ہیں تیرے پیار  
کے بغیر  
اب۔ کراچی  
اسد شہزاد کے نام  
پہ عشق نہیں آساں بس انا سمجھ  
بیچے  
اب آگ کا دریا ہے اور ڈوب  
کے جانا ہے  
راہدار شہد۔ منڈی بہاؤ الدین

اپنی جان کے نام  
کوئی الزام رکھو تو سزا دینی ہوتی  
پھر میری لاشیں ہر عام جلاوی ہوئی  
اتنی غرت تھی تو پیار سے دیکھا  
کیوں تھا  
مجھے پہلے ہی میری اوقات بتادی  
ہوتی  
افضال احمد عباسی۔ راولپنڈی  
محمد یوسف کے نام  
یہ کون ہی منزل ہے یہ کون سا مقام  
ہے  
آنکھوں میں کوئی چہرہ ہونٹوں پر  
کوئی نام ہے  
مجید احمد جانی۔ ملتان  
کسی اپنے کے نام  
اگر جدائی کی خبر ہوئی تیرے  
پیار سے پہلے  
میں مرنے کی دعا کرتا تیرے  
دیدار سے پہلے  
محسن عزیز حکیم۔ کوئٹہ کلاں

تمام مسلمانوں کے نام  
پہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے  
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو  
نجات  
شفیق اقبال۔ کرک  
اپنی جان کے نام  
وہ رات درداور تم کی رات ہوگی  
جس رات رخصت ان کی بارات  
ہوگی  
اٹھ جاتے ہیں یہ سوچ کر ہم  
نیند سے اکثر  
محمد اسحاق انجم۔ سنگھن پور

ایمن کے نام  
میرے فراق کے لمحے شمار کرتے  
ہوئے  
لکھ چنے ہیں تیرا انتظار کرتے  
ہوئے  
یہ جہیں خبری نہیں ہے کہ کوئی لوٹ  
ساری کائنات ہوگی  
سراج خان۔ کرک  
سز تانیہ افضل کے نام  
دوست تو رخصت ہو جاتے ہیں  
بیدوستی کے ٹپے ہمیشہ یاد آتے ہیں

# آئینہ روبرو

رکرن چوکی سے لکھتی ہیں۔ اسلام علیکم۔ سب سے پہلے تو جواب عرض کے تمام سٹاف اور قارئین سلام قبول ہو پھر اس کے بعد میں سب کو ولی مبارکباد دیتی ہوں کہ ہم سب مسلمانوں کا پیارا مہمان ماہ رمضان المبارک کے مہینے کی آمد آمد ہے سب کو بہت بے چینی سے انتظار ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو اس پاک بابرکت مہینے کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین اس کے بعد میں آپ کو ایک اور جو کہ خواتین کے لیے شاید خوشی کی بات ہے میں نے ایک کو پن لکھ کر بھیجا ہے جو کہ۔ جواب عرض کا ستر خوان۔ بہت مزے مزے کے کھانے بھیجے ہیں جو آپ سب کو رمضان کی خوشی میں اضافہ کریں گے اب ادارہ جواب عرض سے گزارش ہے کہ وہ میرے پاس کو پن کو اب اس لیزر کو جو کہ خاص لکھا ہے جو ان میں شائع کر دین تو مہربانی ہوگی نئے لکھنے والوں کو ویلکم جی ماشاء اللہ آتے جائیں محفل کی خوشی دوئی ہو رہی ہے اور بہت خوش اخلاقی اور خوش مزاجی سے شامل ہوتے جائیں آپ سب کو ویلکم کہتے ہیں پھر پرانے رائٹروں کا حق بتا ہے کہ وہ نئے آنے والوں کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ ان کو کچھ حوصلہ ملے اور ان کی جھجک ختم ہو جائے اور وہ بھی ہماری طرح اس محفل میں بنا سوچے لکھتے جائیں اور ان کی خواہشات پوری ہوں۔ لیزر قارئین میں بہت جلد آپ کی خدمت میں جواب عرض میں ایک اور کو پن بھجوں گی جو کہ امید ہے ضرور پسند کیا جائے گا وہ ہے۔ بیونی نہیں۔ قارئین جنہوں نے میری کہانی ادارت کو پسند کیا ان کی میں بہت مشکور ہوں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بہن بھائیوں کو خوش رکھے میں سب کے لیزر پڑھ چکی ہوں کسی ایک کو جواب دینا نا انصافی ہے اور سب کو جواب دینا لینے طویل ہو گا اور پھر شائع نہ ہونے کا خطرہ ہے۔ خیر ایسا تو بھی ہوا ہی نہیں کہ کسی کا لیزر شائع نہ ہوا ہو بلکہ خوشی ہے اس بات کی یہ ہماری اس محفل میں چار چاند لگتے جا رہے ہیں مگر افسوس بھی ہے کہ کچھ نئے رائٹرز آ رہے ہیں اور پرانے خائب ہوتے جا رہے ہیں پرانے رائٹروں سے ریکویسٹ ہے کہ اپنی موجودگی میں ان نئے لکھنے والوں کو کچھ نہ کچھ توجہ دیتے ہیں تاکہ ان کی نوبت میں اضافہ ہو۔۔ خیر ادارے کے پاس میری کچھ تحریریں شاعرانہ اور کہانیاں پڑی ہیں میں کبھی نہیں کہوں گی کہ میری کہانیاں لگائیں میری کہانیوں کو پسند کرنے والے خود ہی ادارے سے کہہ سکتے ہیں۔ باقی کو پن اور لیزر تو ضرور کہوں گی اپنے لیے نہیں اپنے قارئین کیلئے کہوں گی۔ اور امید ہے کہ میری ان باتوں کا سب کو کچھ نہ کچھ تو اثر ہوا ہی ہو گا خط نہ نہ کرتے کرتے پھر بھی لکھا ہو ہی گیا ہے لیزر شائع کر دینا میں نے کسی کی کوئی دل شکنی نہیں کی ہاں جوئی کی ہے شاز یہ گل کیسی ہیں آپ اور نرگس ناز۔ گلشن ناز۔ اے آرا حیلہ آپ بھی آجائیں واپس بہت انجوائے کر لیا ہے ہماری محفل سے دور رہ

جواب عرض 222

جون 2015

آئینہ روبرو

Scanned By Amir



مدا م سراج دین پور سے لکھتے ہیں ماہ مئی کا شمارہ خریدنا بہت ہی اچھا ٹائٹل تھا کہہ نیاں بہت ہی  
 فری محبت شاہد رفیق سہوکی لا جواب ستوری تھی کہ کینا عشق تھا مقصود احمد بلوچ میرا بھر کب  
 کا تھا! اجالا۔ لا وارث آپی کشور کرن تو کوئی کی۔ کچے گھروندے سیدہ امامہ علی باقی بھی سب  
 اچھی تھی جواب عرض کی بات ہی زانی ہے۔

نبرد رفیق سہو کبیر والا سے لکھتے ہیں۔ اسلام ٹیکم۔ امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے  
 سنتوں سے ماہ مئی کا شمارہ بہت جلد ذاکیر دے گیا ٹائٹل والی حسینہ تیار ہو کر کسی کی راود کچھ رہی  
 کے بعد اسلام صفحہ پر عادل کو سکون ملا ہاں کی یاد میں افسانہ کنول آپ کی اپنی باتیں اللہ کی  
 منظور ہوں آمین۔ کہانیوں میں۔۔۔ عاشقی۔۔۔ ہمارے محروم انکل محمد فقیر بخش صابر بہت اچھی  
 تھی۔۔۔ بچی بچی پیار میں شگفتہ تاز۔۔۔ پاگل محبت ڈاکٹر شازیہ شفیق۔۔۔ محبت میں پاگل  
 تھی۔۔۔ چھے گھروندے سیدہ امامہ علی۔۔۔ میرا بھر کب جائے گا ثناء اجالا۔۔۔ تم بھول گئے  
 تھی۔۔۔ اجنبی محبت فیصل شیرازی۔۔۔ یہ کینا عشق تھا مقصود احمد بلوچ۔۔۔ شہراخوشاں  
 سیال۔۔۔ ایمانہ اری محمد ظریف احمد۔۔۔ بد قسمت کرن مندی عثمان واننا۔۔۔ وہ محتسب تھا  
 تاز۔۔۔ آپ کی ستوریاں مجھے پسند ہیں آپ نے خوب محبت کی ہے میری طرف سے  
 باہر سب لکھتے رہنا ہے جواب عرض کا ساتھ نہیں چھوڑنا تنقید سے نہیں بھرانائیں آپ کے ساتھ  
 دوستوں نے خط میں یاد کیا ان کا شکریہ محمد افضل آزاد۔ علی حسین دہلی۔ سوہرا فلک  
 شاکر۔ خضر حیات۔ اسد عباس۔ شازیہ گل ان سب کا شکریہ۔۔۔ آپی کشور کرن جی  
 20 د یو بی نمبر جس میں آپ کی کہانی دوست ہے وہ میرے پاس ہے آپ نہیں تو بھیج دیتا  
 ریاض احمد کا بہت شکر گزار ہوں کہ مجھے اپنی بزم میں جلد دیتے ہیں جہاں بھی رہو سب خوش  
 نشانیوں کا طلبگار۔

سہ ماہ نمبر نہیں لکھا۔ سر ریاض احمد جواب عرض کی پوری نیم کو سلام امید کرتی ہوں کہ ریاض  
 کی پوری نیم خیریت سے ہوں گی ماہ مارچ کا شمارہ پڑھا بہت اچھا تھا جواب عرض کے لکھنے  
 بہت محنت کر رہے ہیں خاص کر کے آپی کشور کرن جی سے بہت اچھا لکھتی ہیں ان کے  
 شمارہ پورا پڑھا بہت اچھا لکھا تمام تر کہانیوں بہت اچھی تھیں جن میں وہ شخص قیامت تھا محمد  
 ہل نکانہ صاحب۔۔۔ اجڑ گیا ہنستا ہنستا ہر شوکت علی انجم سلمین منڈی۔۔۔ نصیری زندگی  
 باقی، سراج، خٹک، ضلع کرک۔۔۔ تنہائیاں امداد علی عیاش میر پور خاص۔۔۔ سکھ نام  
 سرت شاہین سرگودھا۔۔۔ سچا انسان محمد رمضان ہٹی سوئی پیس۔۔۔ اور ایسا بھی ہوتا  
 ہے۔۔۔ سوری عطی ہو گئی خرم شہزاد مغل اس کے علاوہ اندھا عشق سیدہ امامہ کہوڑے سے اور  
 زندگی بہت اچھی تھیں قارئین میں بھی بہت جلد اپنی ایک ستوری کے ساتھ آؤں گی مجھے  
 آپ سب کو پسند آئے گی اور میری حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ میں آئندہ بھی لکھ سکوں  
 مگر اپنے کسی بڑے بزرگ کی کاپی بھیجی ہے جس کا نام علی اصغر حسن ابدال انک سے ہیں۔

جواب عرض 224

جون 2015

ناصر اقبال خٹک کوک سے لکھتے ہیں۔ جناب ریاض احمد صاحب کو اور تمام ٹیم کو سلام قبول ہو  
 میں ان سب دوستوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری تحریر کو پسند کیا میں آزاد کشمیر کے محمد  
 فضل زخمی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ پہلے کی طرح حوصلہ افزائی کریں گا میں کیا  
 کرونگا آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ اپنی کشور کران جی شاید آپ بہت بڑی رائٹر بن گئیں ہیں آپ  
 یقین کریں مجھے آپ کی کہانیاں بہت پسند ہیں اگر ممکن ہو سکتے تو پلیز بھائی کا شکر یہ ادا کر دیا کریں  
 آپ کا شمار دنیا جانتا ہوں میں نکلنے میں بزاروں مہینے ضائع کرتا ہوں کوشش بھی کرتا ہوں کہ آپ  
 کی طرح لکھوں لیکن پھر بھی نہیں لکھ پاتا پلیز میری رہنمائی کریں میں ان بہنوں کو بھی سلام دے دوں  
 جنہوں نے میری بہن کو کال کر کے میری تعریف کی جس میں اقرار، گونڈل رانی۔ مساندہ چوہدری  
 ۔ اس کے۔ بھابھی رخصت نہ بنیں۔ فوزیہ منڈی بہاؤالدین مقصدن۔ تنویر پورہ سے آپ سب کا شکر یہ۔ باقی  
 دوستوں سے عرض ہے کہ میرا نمبر دوست بھائی کی طرف سے اشیاء ہوا ہے دو بارہ بحال ہو گا پریشان نہ  
 ہوں میرا دوسرا نمبر بھی سے سب پیغام مجھے دینا رہتا ہے آپ کی صحبتوں کا پیغام باقی میں فوزیہ۔ دین محمد  
 بلوچ۔ ثناء اجالا۔ انتظار حسین ساقی رفعت خمود۔ محمد عرفان ملک۔۔۔ سلیم اختر۔ یا پھر وہی۔ سراج  
 الحق۔ آف کرک۔ آصف دکنی۔ مہر حیات شاہ۔۔۔ رابعہ ذوالفقار۔ مجید احمد جانی۔ بھائی یونس ناز۔ ملک  
 عاشق۔ عاقیہ گونڈل۔ ذاکر ایوب۔ راشد حفیظ۔ سید شہ نور محمد ابومریہ۔ غانمشعلی۔ آفتاب عالم خٹک  
 ۔ معاذیہ بلا۔ محمد سلیم نکلن پور۔ اسے آرزو رانی۔ انجم خٹک۔ سب کو خوشیوں بھرا سلام اور مجھ سے رابطہ  
 کریں اور ہمیشہ لکھتے ہیں۔

عاشقہ جز انوال فیصل آباد سے لکھتی ہیں۔ اسلام علیکم۔ ریاض بھائی جیسے ہیں آپ امید کرتی ہوں  
 کہ آپ خیریت سے ہوں گے بھائی میں جواب عرض لی خاموش قاری ہوں ہر فی میں دو سال سے  
 جواب عرض پڑھتی آ رہی ہوں آج دن کے نین پر میں آپ نے جواب عرض کے لیے پتہ لکھ رہی ہوں  
 بھائی میں نے ایک دوستوری بھی لکھی ہیں وہ بھی جلد ہی سچا دوں گی آپ کو مل جائے گی بھائی جواب  
 عرض ایسا دو سال سے اس کو پڑھنے سے تم دور ہو جاتے ہیں میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ ہی امن  
 محض کو چلاتے رہیں بھائی اپنی زندگی میں کچھ بننا چاہتی ہوں لیکن میں بہت غریب ہوں پلیز جواب  
 عرض والوں اور تمام پڑھنے لکھنے والوں سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں میں اپنے بھائی  
 وقاص انجم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں کہ بھائی آپ نے مشکل وقت میں میرا بہت سا سہارا دیا ہے بھائی  
 آپ اتنا احسان نہ کریں گے آپ کی بہن آپ سے احسان کیسے اتارے گی بھائی یہ سب باتیں میں آپ  
 کو کال پر بھی بول سکتی تھی لیکن نہیں میں سب کے سامنے جاتی ہوں کہ آپ اور احسان نہ کرنا پہلے ہی  
 آپ نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے اب نہ کرنا پلیز بھائی وقاص انجم میری باتیں آپ کو بہت  
 لگیں ہیں تو یہ بہن آپ سے معافی مانگتی ہے اور اپنی امی کے لیے دعا گو ہوں کہ اسے اللہ میری امی کا  
 سہا یہ میرے سر پر ہمیشہ رکھنا میں تمام قارئین سے کہتی ہوں کہ میری امی کے لیے دعا کریں اللہ وقاص  
 انجم بھائی جیسے بھائی بہاؤ کو دے آمین آخر پڑ جواب عرض کے لیے دعاؤں ہوں کہ یہ دن دینی رات

چونکی ترقی کرتی گئیں۔۔۔

عاشقہ میڈم آپ لکھیں۔ ہم انشاء اللہ شائع کرتے جائیں گے ٹینشن مست میں۔ منیجر۔ لاہور  
حاجی ایم وی اعوان گوڑوی لاہور سے لکھتے ہیں۔ اپریل کا شو و گڑھی شاہو اب سے فریڈ پر پڑھ کر  
بہت اچھا لگا۔۔۔ ایم جی وراز کی لکھی ہوئی داستان دل کو بھاننی۔۔۔ اور شہد مدد ریش سہو کی داستان  
جو اب بھی۔۔۔ اور پیار سے دوستی و دین محمد بلوچ کی قسم سے ترتیب دی ہوئی داستان بہت زیادہ  
پسند آتی۔۔۔ اور لہنی سرور کی شاعری بھی دل کے آنگن جگاتی۔۔۔ اشعار بھی لاجواب تھے۔۔۔ بھائی  
ایم جی ایس ایوان اور شوخ رائے بھائی حرمہ سے نظروں سے اوجھل تے آصف سائول سے تین دن  
پیسے بات ہوئی تھی اسیوں میں دو باہانگ رہا تھا دراصل وقت بے رحم ہے تاہم نہیں متا۔ اسے ذرا  
تازگی لکھی ہوئی غزل پسند آتی ایم جنید جانی پشاور نے بھی خوب لکھا۔ پس فی ذرا تازگی بھی لاجواب تھی  
شاہد ریش سہو کے ماموں کی وقت پر گہرا ہلی انہوں نے ہوا ہے خدا ان کو جنت اللہ دوں میں جہنم  
فرمانے آئیں راشد لطیف سہرے والا آپ سے ملنے سے رہتے ہیں سدا خوش رہو بھائی غازی خانہ گور  
شاہد جعفری آپ کی دعا میں ملتی رہتی ہیں آپ کی دعا ہی میرے لیے جنت سے تم نہیں ہیں بہت  
تواضع میرے شیخ عمران جعفری کو اور اپنے دوست تمہارا ڈیویری طرف سے دعا میں سلام دینا  
ناہنامہ جواب عرض کی پونہ نیم و ذہرہ سلام دہا میں آپ کی محبتوں کا طلبگار۔

ایم جی ٹی۔۔۔ جند۔ انگ سے لکھتے ہیں جواب عرض کے تمام سٹاف کو قارئین و محبتوں بھرا سلام  
جواب عرض کا میں نے تالی سے انتظار کرتے ہوں اب بھی یہ خبر تو اپنی تحریر نہ پا کر کافی افسوس ہوا  
پھر جان اس کے زبردستی تو نہیں کر سکتا اپریل کا غدا ب محبت ہم بلا پر ہا سب کی تحریریں اچھی تھیں جو  
تعمیر بنا پڑھی تو ایسے بے جان قلم زلفی چاند اور چاندنی پندرہ سرب اپنی مثال آپ تھی مزید  
اچھے لکھتے۔ بے کا شاعر میں غزلوں میں مسرت شاہین رباب کا لفظ اچھا سب سے نام شامل  
نہیں کر سکتا۔ اس لیے سب کو سلام اپنی ایک کاوش پر مبارکباد ہو آئی کشور لرن جی محبتوں بھرا سلام ہو  
آپ کی کہانیاں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں اس بار آپ کی کہانی نہیں تھی آپ لکھتی رہا کریں خدا حافظ۔

ظہیر صاحب آپ پریشان نہ ہوں آپ کی تحریر جلدی لگا دیں گے شکر یہ۔۔۔ منیجر ریاض احمد لاہور  
ارسلان آرزو و جزا والہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم جناب ریاض احمد صاحب اور جواب عرض کی  
پونہ نیم کو سلام میں پڑھتا ہوں اور مجھے نہیں پتا مجھے جواب عرض سے اتنی محبت کیوں ہے ویسے تو  
جواب عرض وہ لوگ پڑھتے ہیں جن کے دل ٹوٹے ہوں پھر محبتوں میں زخم کھائے ہوں میں نے نہ تو  
کسی سے محبت کی ہے اور نہ ہی کسی سے پیار کیا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے میں قسم تو نہیں دے سکتا پیار تو  
کبھی بھی ہو جاتا ہے لیکن ابھی نہیں ابھی تو میں پڑھتا ہوں اپنے دل بے کا نام روشن کرنا چاہتا ہوں  
یہ جواب عرض میرے دل کی ہڑکن بن چکا ہے اتنی چھوٹی سی عمر میں ہی ریاض بھائی مجھے خط لکھنے کا  
طریقہ تو نہیں سے لیکن پھر بھی میں اپنے لٹے پھولے الفاظ لیکر آپ کی دھی بزم میں شامل ہو رہا ہوں  
اگر لکھنے میں کوئی بھی غلطی ہو تو جواب عرض کی نیم سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے معاف کر دینا ماوا پریل

آئینہ روبرو: جواب عرض 226 جون 2015



کا شمارہ پڑھا۔ شہرہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے جو کہ میں نے ابھی تک پورا نہیں پڑھا لیکن سنوری نیم یہ ہیں۔۔۔ مجھے یاد رکھنا ریٹا محمود میں نے آپ کی سنوری پسند کی ہے میری دعا ہے کہ آپ اس سے بھی اچھا لکھیں اس کے بعد۔۔۔ محبت کامیاب نہ ہو سکی صبیحہ فیصل آباد کی سنوری بھی صبیحہ جی ہیری گڈ اس کے بعد۔۔۔ سکھ نال نصیبیاں دے ایم جاوید نسیم چوہدری کے ایک ایسا شخص انسان کی زندگی میں آتا ہے جیسے انسان دل و جان سے پیار کرتا ہے لیکن جب وہ ہی انسان بنے وہ فانی کرتا ہے تو کتنا دکھ ہوتا ہے اس کے بعد۔۔۔ بکھری زندگی عزت کی قربانی ماحرہ خٹک ربک صاحب آپ کی سنوری بھی کمال کی تھی اس میں بہت سارا اور دلچسپ ہوا تھا اور پھر وہ لیا نہ جو نئے پسند آیا ان میں سے یہ ہے یہ کہانی تو میں بھول ہی گیا۔۔۔ اجڑ گیا بستا بستا گھر شوکت علی انجم نے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا تھا انجم بھیا آپ کی کہانی کمال کی کہانی بھی بہت پسند آئی اور بھی کہانیاں مجھے پسند آئی ہیں۔

ہوں کہ اس ماہ کا جواب عرض کی کیا بات سے اس کے ساتھ اٹھا ہوں ہوں۔۔۔ ہو۔۔۔ ایک بات کہنا تو بھول ہی گیا تھا۔۔۔ نی کشور کرن جی آپ کی کہانی یا کوئی تحریر نہ تھی میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ نہ ہو کہ وہ مٹھی میں آپ کی دھی بھر پڑھنے کو ملے اس کے ساتھ دعا گو ہوں کہ جواب عرض کے تمام راز و نیاز اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے اور بھائی وقاص انجم اس کی نیکی کے لیے دعا گو ہوں ان کے ان کی سب پریشانیاں دور ہوں اب تک کے لیے اتنا ہی کافی ہے دعا ہے کہ جواب عرض دن و رات چوتنی ترتی کرے۔

ایم یعقوب ذبیحہ غازیخان سے لکھتے ہیں۔ اسامہ۔ کم۔ جناب بڑے بھائی ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ اور مزاج کرامی کیسے ہیں امید ہے کہ ٹھیک ہی ہوں گے بڑے بھائی جی لگتا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جو آپ کمال بھی نہیں سنتے بھائی پیار کا رشتہ دور نہیں فون پی کی نمایا ہوتا ہے پلیز بڑ جانے انجام دینے میں کوئی گستاخی ہوئی ہو تو پلیز معاف کریں امید ہے کہ آپ معاف کر دیں گے میری زندگی جواب عرض سے جڑی ہوئی ہے اور جواب عرض کے دوستوں کے لیے سے کہاں ہو سب کے۔ سب لگتا ہے سب کے نمبر پاک ہو گئے ہیں اور میری دنیا آج سے چودہ سال پہلے بھی جواب عرض تھا اور آج بھی جواب عرض ہی ہے میں آج جو بھی ہوں جواب عرض اور بڑے بھائی ریاض احمد اک بد دولت ہوں میرے دل کی خواہش پوری ہوئی کہ نمبروں والا سلسلہ ختم ہو گیا جس سے طرح طرح کے مسے درپیش تھے اور سب پڑھنے والے حضرات جواب عرض میں ہی اپنی رائے دیتے اور آخر میں اپنی ایک جی بہت ادا اس ہوں ایسے ملتا ہے زندگی و بیان جنگل نما ہو گئی ہے پلیز ایڈ میرے دوست کی باتوں پر دھیان مت دینا پتہ نہیں وہ کیا کیا کہتا رہا اس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں سواری پلیز ایک بار حال و نیت لو آخر سب وہ مستوں کو سلام اور جواب عرض کی پوری نیم و عقیدت بھرا سلام۔

ایم یعقوب صاحب نہ تو ہم کسی سے ناراض ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کو نظر انداز کرتے ہیں بس ہر اک کو جلد دینی پڑتی ہے جو ہر کسی کی باری آنے پر ملتی جا رہی ہے آپ کی ہری آنے پر آپ کو انشاء





بلوچ اچھی سنواری لکھنے پر مبارکباد۔۔۔ ایسا بھی ہوتا ہے خرم شہزاد مٹس۔۔۔ اندھا عشق سیدہ امامہ علی نبوت۔۔۔ بے جان بے زندگی ریاض حسین شاہد۔۔۔ چاند اور چاندنی شاہد رفیق سہوآل ہا بیسٹ۔۔۔ مجھے یاد رکھنا ریاض محمود قریشی میر پور سندھ باقی جو مجھے کہانی شمارے کی جان بھی دے۔۔۔ بھری زندگی عزت کی قربانی۔ بہت اچھی کہانی تھی باقی سب رائٹروں نے بھی خوب محنت کی آخر میں قارئین اور جواب عرض کی تمیر کو سلام۔

کنول جی تبہ سنگو منڈی سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم انکل جان کیسے ہیں آپ جو اب عرض کی حسین دنیا میں ملن ہوں گے انکل صاحب میں جواب عرض کی محفل میں چلی بار آیا ہوں ٹھیکے جواب عرض سے متعارف کرانے والے میرے پیارے بھائی ابرار احمد آرائیں سنگو منڈی اور بھائی راشد لطیف بھرنے والا ملتان مجھے بہت اچھا لگا کہ میں جواب عرض میں اپنی شاعری شائع کرانے جا رہا ہوں انکل ریاض جان یقین کرتا ہوں کہ آپ میری ذاتی شاعری اور خط و نیمہ ضرور شائع کریں گے اس سے میری حوصلہ افزائی ہوگی اور انکل صاحب میں ایک اپنی کہانی بھی لکھ رہا ہوں اس کہانی کا نام اچھا لگے تو آپ کوئی اور رکھ سکتے ہیں انکل جی یہ کہانی نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے انکل جی میرے اپنے ہو چکا ہے انکل جی آپ میرے ساتھ ہیں ہوں کہانی پڑھ گئے تو انکل جی آپ حیران ہو جائیں گے کہانی میں منی کے آخر میں بھیجوں گا ابھی تو صرف تین ورثے لکھے ہیں میں نے باقی بھی لکھ رہا ہوں انکل جی یہ بھی بہت شعر اور غزلیں لکھیں ہیں آپ کو ارسال کر چکا ہوں لیکن آپ نے شائع نہیں کی انکل جی تم سے کون سی ایسی غلطی ہوئی ہے جو آپ ہماری شاعری شائع نہیں کر رہے آؤں میں سب قارئین کو سلام جن میں چند جان سے پیارے انکل ریاض احمد۔۔۔ پلی کشور۔۔۔ ان پونی۔ راشد لطیف۔ ابرار احمد آرائیں غونڈہ کنول اور باقی سب کو سلام۔

کنول جی تمہا صاحب آپ اُس پہلی بار آئے ہیں تو ہم آپ کو وہیم کہتے ہیں اور آپ نہور نہیں ہم شائع کرتے جائیں گے اور آپ کی خواہش پوری کرتے جائیں گے۔۔۔ منیر ریاض احمد حمد ندیم میوانی پتوئن سے لکھتے ہیں۔ ایسا جی ایک خدا کے فضل و کرم کے طفیل امید کرتا ہوں کہ آپ سب مناف جواب عرض کے کھاری اینڈ تازہ میں خیر و عافیت سے ہوں گے اور مل کا شمار شدت کے اظہار کے بعد نوا میں مل و ملا انکل جو بصورت تھا! سلائی صفحہ سے ایمان تازہ ہوا پھر کہانیوں کے اد پر سے گزرتا ہوا خطوط کی محفل میں آیا۔۔۔ ادو آئی کشور کرن کھانے کا نام سن کر کیوں اتنا ذر رہی ہیں میں نور۔ دلا میں رہتا ہوں اتنی جلدی نہیں آؤں گا آپ پریشان نہ ہونا میں زیادہ نہیں کھاتا بس دس بارہ روز دنیاں اور پانچ سات کلو گوشت۔۔۔ اوہو۔ آپنی جان پھر ذر گئی و رہمت یہ سب تو میں آپنی سنہی کہیم میوانی کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی کھاؤں گا انکل ریاض حسین شاہد قبول شریف کافی عرصہ بعد جواب عرض میں نظر آئے ہیں یعنی دسمبر 2013 میں آپ کی سنواری آپنی تھی پلیز اب نہ ٹب نہ ہونا آپ ہمارے رہبر ہیں کیونکہ میں نے آپ کی حوصلہ افزائی سے ہی لکھنا شروع کیا تھا اور آپ ہی جو پہلے رائٹر ہو جن سے ہم کھر جا کر ملے تھے بھی سے آپ ہمارے انکل جان بن گئے ہیں یا سردی جی

جون 2015

جواب عرض 229

نیز روید

Scanned By Amir

کیا بات ہے کیا مجھے مل کر اچھا نہیں لگا جو یوں مذاقت کے بعد بے رخی دکھا رہے ہو۔ ابو ہریرہ ہوج  
 کتب آ رہے ہو ہمارے پاس شدت سے انتظار رہ رہے گا اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ نمبروں سے پاس کرنے  
 آمین۔ میں آپ کو اپنے شاہین ٹروپ میں خوش آمدید کہتا ہوں دھرنا جواب عرض میں بھی دینا ہے  
 ٹاؤنٹر میں خطوط کے جواب ایڈیٹر صاحب دیتے ہیں ہمارے خطوط کے جواب ہمارا ایڈیٹر کیوں نہیں  
 دیتا اگر آپ سب یہ اساتذہ و اساتذہ کا میاب ہو سکتا ہے یہی گزارش ہے میری محمد ندیم عباس  
 ڈھکو۔ ایک وکیل غامر جسٹ۔ ڈیزیر مصباح کریم میوانی۔ ایڈیٹر تمام لکھاری قارئین سے ہے سب کی  
 ایک کا منتظر ہوں والسلام دعاؤں میں یاد رکھنا۔

ندیم صاحب دھرنا دینے کی زہمت مت کرو ہم جواب دے رہے ہیں اور دیتے جائیں گے۔

مختصر ریاض احمد ناہور

محمد جان عباسی ہستی خمینہ سے لکھتے سلام نہ کروں تو محفل میں شامل ہونے کا مزاج نہیں آتا اس  
 لیے سب کو سلام علیکم۔ حواء ظفر بادی بیادہ دین کی چھوٹی سی تحریر ماں کی یاد میں بہت پیاری تھی  
 انیب پیاری ماں کی طرح ماں تو ماں ہی ہوتی ہے بچے چاہے جوان ہو اور بڑھائی ہو نہ ہو جائے  
 ماں کی نظر میں بچہ ہی ہوتا ہے اور شہزاد عالمگیر کی خواہش پوری ہوتی دوستو کے لیے ایک بات لوگوں  
 کی نفس نے بی نظر میں نہ لگے بے وفا ہوتی ہے نہ لگے کا بے وفا ہوتا ہے چھڑنا تو تنہا کا شیل سے لیکن  
 خرابی تو تو بد مان ہونا ہی ہوتا ہے۔ شاہد رتی سہونی تحریر چاند اور چاندنی اس کے بارے میں تو سنیں  
 غرض سے۔ عشق کی آہ رنگی اور نہ ہی کرتے ہیں یہاں لونب تدر حضرت میں یہاں مل رہا ہے چھڑ  
 جاتے ہیں لوگ متاثر نہ ہوجائے تو عانی کو نڈل کی چھوٹی سی تحریر تھی لیکن الفاظ بہت ڈرنی تھے شاید ان  
 الفاظوں کا نون بھی تو نہ تھا ماں کی عظمت اور زمین کی عظمت و سلام دونوں ہی انمول ہیں ماں ہم  
 دیتا ہے اور زندگی ہم لیتی ہے۔ حکیم ایم جاہد سیم جو بہر کی زہدوں چھپائے۔ دے تحریر نبی تھی  
 جو بچہ نہ میری آنکھوں میں آنسو آگے اور موٹے کے لیے دعا کرنا ہوں نہ اللہ تعالیٰ ان کے سنا ہوں کو  
 حاف فوجانے سن اور نور کنول پنوں کی طرح تو شوہر بن کر تیری جوت میں رہ جاؤں گا مر جاؤں گا  
 محبت تازہ کرتے تیرنی قبر پر آگے ٹھہراؤں گا سرت میں چن چن کر یہ نگہاں تصویب کے اچھی تھی۔  
 محمد آفتاب دت شاد ملک کی دعا ہے اللہ تعالیٰ ان اللہ بہت اچھی تھی۔ ذرا انگہ ایسے میں بہد بجاوری  
 کے لکھے ہوئے الفاظ انوں تھے کہ ایک شخص شمارا دن بکری دکھ کے کونے میں دیکھتا تو ایسے بہت  
 فضا ہے دو بکری لڑ رہی تھیں تو خونا بھی اور لوگوں کو بھی گوشت تمیز کرتا ہے جب تک دیکھتا ہے تو  
 بکری کونے میں ہوتی ہے اور تمنا نانب ہوتا ہے یہ الفاظ پڑھ کر خوش ہوا لیکن اشارہ ضرور  
 کرتے ہیں یہ الفاظ نہ وہ شخص تو رات کے اندھیرے میں بکری کی جلد ستاؤں تر دیتا ہے لیکن آقا  
 لوگ جان بوجھ کر حرام جانور انک کرتے ہیں انسان ایک اپنی خطا کی سزا ضرور پائیں گے و نیاطیں ہی  
 سہی لیکن آخرت میں ادب میں جائیں گے محمد مقبول۔ خیر۔ انڈسین۔ الطاف حسین میر۔ آمین  
 ڈوگر یہ میرے دوست پاکہتن میں رہتے ہیں ان کو دل کی چاہت سے اسلام شیکم اور باقی سب کو

محمد روبرو      جواب عرض 230      جون 2015

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو م ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو ایسے کمانے کے لئے شرک نہیں کیا جاتا

**We Are Anti Waiting WebSite**

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

← ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

← ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on  
Facebook

[fb.com/paksociety](https://fb.com/paksociety)



[twitter.com/paksociety1](https://twitter.com/paksociety1)

وقاص انجم چک 126 گ ب شہر دانہ سے لکھتے پیارے محترم ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کرم سے خیریت سے ہی ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پورنی نیہ اور اس سے بڑے تمام سٹاف عمران و سلام قبول ہو ماہ اپریل کا شمار اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے جو کہ میں نے مکمل پڑھ لیا ہے اس بار جواب عرض نے حد کردی انتظار کی پتہ نہیں جواب عرض اتنا تاخیر سے کیوں پہنچتا ہے آپ کو پتہ نہیں ہم اس سے کتنا پیار کرتے ہیں جب تک اس کا دیدار نہ ہو جائے ہمیں چین نہیں آتا بڑی کوششوں کے باوجود جزاوالہ شہر سے ملا جب میں نے جواب عرض دیکھا تو جان میں جان آگئی۔ اب آتا ہوں اپریل کی کہانیوں کی طرف سب سے پہلے ماں کی یاد میں پڑھا تو خدا کی قسم مجھے اپنے بچپن کے دل یاد آئے کہ کئی کا لکھا تھا جس کو حنا دھنڑ ہادی نے تحریر کیا تھا خدا کی قسم جب یہ یادیں اُن کی میرے دل کو چھوئی ہیں تو یقین کریں میرا دل ایسا ہو جاتا ہے دل کی دریاں ٹھری ماں کے بغیر! عجوبی ہے ماں جن کے پیچھے دعا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اپنے دل سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بہت انعاموں میں اپنی تمام عطا فرمائے آمین ماں کے لیے تو جتنا بھی لکھیں کم ہے لیکر لبا: ہوتا جا رہا ہے۔ اب کہانیوں پر نظر دو: تا ہوں سب سے پہلے ب جان ہی زندگی ریاض حسین شاہد اس کی کمال کی تھی اُن کہانی کی نسبت اہمیت دیتا ہوں اس کے بعد زخمی دل چھپانے والے ایم جاوید نسیم۔ اس کے بعد چہرہ منزل ملنی اللہ دتہ۔ نیر کے جواب ریاض جاوید نسیم۔ عمر بھائی میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھے مل سکتے ہیں۔۔۔ نسبت کا ایسا ب نہ ہوتی سبھی فیصل آباد میں آپ کی سنواری لا بہت پسند کرتا ہوں اس کے بعد مجھے یاد رہتا ریاض محمود مجھے آپ کی سنواری بھی بہت پسند آتی۔ چہرہ سکھ نال نسیمیاں دے مسرت شاہین ان تحریر کو پڑھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ زندگی عزت کی قربانی ناصر خٹک یہ کہانی مٹان لگی آپ کی چہرہ تہنہ سیاہت بست ہر۔ شہادت علی انجم۔ ہ چہرہ وہ شہنشاہ قیامت تھا۔ محمد اشرف زخمی دل بلکہ اس بات تو پورا شہر دہتی تو دریافت کے قابل تھا ریاض بھائی میں آپ کا سن لفظوں سے شکر یہ ادا ہوں کہ آپ اس بندہ ناخیز کو بار بار اپنی چاہتوں جبری محفل میں شامل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہی پھولوں کی طرح مسکراتا رکھے میں اپنے کچھ دوستوں کے نام لکھن چاہتا ہوں جو مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں چوہدری خالد محمود۔ سجاد ہل پڑوسی۔ وقار یونس۔ رخسانہ گوجر ازالہ سنی اسلم۔ عم ان نگ۔ شاہد اقبال۔ اصغر علی۔ اور میرے پیارے بھائی شاہ زیب۔ علیشا۔ روہی جزاوالہ اور میں اپنے تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جو مجھے ہر لمحہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ میرے تمام دوستوں اور جواب عرض کے تمام شاف کو ہمیں اپنانے پر بے حد ان کے مشکور ہیں۔۔۔

محمد آفتاب شاہ کوٹ ملک سے لکھتے۔ اسلام علیکم فروری کا جواب عرض میرے ہاتھ میں ہے اور میں اس کو مکمل پڑھ چکا ہوں اسلامی صفحہ نہ پا کر دکھ ہوا آئندہ اسلامی صفحہ مت جو نہیں گا اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف سب سے پہلے قسط دار کہانی پڑھ کر آنکھوں سے آنسو آگئے۔۔۔ دل خون کے آنسو





مذنی انتہائی میں برا نہیں ہوں کہ عاصمہ میاں والی آپ کا بھی شکریہ کہا آپ یاد کرتی ہیں باقی سب دوستوں کو پیار فہر اسلام اللہ سب کو کامیابی دے آمین جواب غرض کو دن دینی رات چوٹی ترقی عطا فرمانے۔

محمد سلیم منٹو کو فہر کلاں سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم سب سے پہلے میری طرف سے جواب عرض نی پوری نیٹیم کو سلام قبول ہو۔ سر ریاض احمد صاحب کیا حال ہیں ہر امید ہے کہ آپ سب لوگ خیریت سے ہوں گے اور اس کے بعد میں ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھے دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں قارئین جواب غرض مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں جواب عرض میں کسی کا نام اپنے نام سے لگاؤں قارئین آپ سب دوستوں کے نام میرے دل میں ہیں دوستو یہ ضروری نہیں کہ آپ سب کے نام لکھوں تب ہی ہماری بات بنے گی آپ سب دوستوں کا بہت شکریہ کہ آپ میری کہانی کو پسند کرتے ہیں اور میں سر ریاض احمد کا احسان مند ہوں کہ آپ نے مجھے اتنی کم عمر میں اتنی عزت دی تھی اگر مجھے کوئی پاکستان میں ہی نہیں پاکستان سے باہر اس ناچیز انسان کو یاد کیا جاتا ہے آخر میں میری طرف سے تمام پڑھنے والوں کو سلام قبول ہو۔

نیٹیم میں فحشک ہوں سلیم صاحب یہ تو آپ کی محنت اور اللہ کی مہربانی سے جس نے آپ نے یہ عزت دی۔

ایم عاصم یونہا چوک متیلا سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم۔ محترم ریاض احمد صاحب امید ہے کہ آپ جواب غرض کی نیٹیم خیریت سے ہوں گے اور میری دلی دعا ہے کہ رب کائنات سب دوستوں کو اپنی امان میں رکھے آمین۔ محترم براہر ان اسلام جواب عرض ہمارے اس مطلب پرست ہلو کہ بازی نثر امتیز دور کے گلستان کا انمول پھول ہے جو اپنے مسلنے والے ہاتھوں کو بھی خوشبو۔۔۔ کر جاتا ہے قارئین قاتب ذکر ہے کہ دو چار ماہ سے کوپن ہکھ سکھ ہمارے میں ایم یونہا دہلی کا برائے ایچل تعاون کا کوپن شکی ہوتا آ رہا ہے کافی لوگوں دوستوں نے مجھے کا لکڑنرتے یہ کوپن آپ کا ہے تو میں نے کہا کہ نہیں جناب یہ میرا نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور کا ہے میرا نام تو ناٹھم یونہا دہلی اور دو سبھی بات نہ میں فریب ہوں اور نہ ہی میرے بیوی بچے ہیں اور نہ ہی میں مغرور ہوں حن دوستوں کو مجھ پر شک ہوا ہے وہ اپنے دل سے یہ بات نکال دیں باقی ریاض احمد صاحب اگر کوئی ایسے بنتے بنتے نام کا کوپن ہو تو ایڈریس لکھ کر وضع تیا کریں باقی جنورنی میں میرے والد صاحب کی بیماری کا اشتہار لگا یا تھا کہ ان کی صحت کے لیے دعا کرنا مگر افسوس جد افسوس کے میرے والد صاحب پندرہ دسمبر کو رات دس بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور ہم یتیم ہو گئے قارئین آپ سب سے گزارش ہے کہ میرے والد صاحب کے لیے دعا سنے مغفرت کرنا آپ سب کا احسان مند ہوں گا۔

عاصم یونہا صاحب وہ کسی اور کا دین آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔۔۔ منیجر ریاض احمد لاہور سویرا کلف خان لکھتی ہیں اسلام علیکم۔ ریاض بھائی کیسے ہیں آپ سب واہ پریل کا شمار و میرے ہاتھوں میں ہے اور کافی اچھا ہے ماں یاد میں حماد ظفر بادی نے بہت خوبصورت کھنا دیلڈن



کہانیوں میں سچا انسان سُوری خوبصورت انداز سے لکھی گئی تھی ہے حد پسند آئی ویری ویلڈن میٹ آف لکھی۔ فلک زاہد کا ناول پیار کا سراپ بہت اچھے طریقے سے آگے بڑھ رہا ہے ویری ویری ویلڈن پلیز زیادہ لکھا کریں۔ بھری زندگی عزت کی قربانی سُوری اپنی مثال آپ تھی ویلڈن پھر منزل مل گئی بہت دلکش تھی۔ اجڑ گیا ہنستا ہنستا گھر ایک سبق آموز کہانی تھی جب سکے بھائی کا یہ حال ہے تو غیروں پر کیا امید ہے۔ تنہائیاں سُوری اچھی سبق آموز تھی۔ خدا تعالیٰ عظمت اور احسان جیسے لڑکوں کو مدایت دے۔ چاند اور چاندنی سُوری پر اثر دلکش اور لا جواب تھی ویری ویلڈن۔ مجھے یاد رکھنا رہتا محمود قریشی۔ سیدہ امامہ کی سُورنی اندھا شمس۔۔ عافیہ موندل کی سُوری ممتا روٹھ جانے تو بہت بہترین سُوری تھی اپنی مثال آپ تھی باقی بھی زخم دے چھپا کے روئے۔ پھر بے وفائی۔ سکھ نام نصیبیاں دے وہ شخص قیامت تھا۔ عذاب محبت۔ نے جان ہے زندگی۔۔ میرے خواب ریزہ ریزہ محبت ہی محبت۔ محبت کا میاں نہ ہو سکی اچھی اور بے حد سہلی آموز سُوریاں تھیں۔ اپنی فیورٹ اینڈ سپر ہٹ رائٹر۔۔ آئی کشور کرن جی کی بی بی بے حد محسوس ہوئی باقی سارے کالم اور گلہ دست زبردست تھا شاعری سب کی اچھی تھی اور پسندیدہ اشعار میں حماد ظفر باولی لکھے۔ آخر میں آئی کشور کرن۔ شاعر اجالا۔ مناظریں۔ اینڈ حماد ظفر ہادی کو سلام۔ اللہ حافظ۔

منظور اکبر تبسم۔ جھنگ سے لکھتیا سلام حکیم۔ امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے باہم عرصہ قبل گھریلو مسائل کی وجہ سے جواب عرض سے دور باہیں قارئین کرام کی طویل کالوں نے میرے اندر پھر سے جذبوں کو کاوش کر دی تمام قارئین کرام کا تہ دل سے شکور ہوں۔ وہ ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں آج سب قارئین کے لیے ماں کی زندگی پر مبنی کہانی قرینہ تریقی جنت لے کر حاضر ہوا ہوں امید ہے کہ پڑھ کر پسند فرمائیں گے سب قارئین سے نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میرے ایک عزیز کی والدہ ایتھائی پیار ہیں ان کے لیے دعا کریں اللہ پاک سب کو خوش رکھے آمین۔

پانس مظفر شاہ پشاور سے لکھتے ہیں۔ اپریل کا جواب عرض اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور پورا پڑھ چکا ہوں پڑھنے کے بعد پورے انصاف کے ساتھ حاضر ہوا ہوں لیکن افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ میرے پچھ دوست جی لکھنے پر ناراض ہو جاتے ہیں اس لیے میں کسی تنقید نہیں کروں گا مثلاً ایب بھائی نے مین چارٹسٹوں پر مشتمل کہانی محبت کا دوزخ لکھی تھی اس کے بارے میں سب نہیں لکھ سکتا ورنہ وہ دوست ناراض ہو جائے گا اور میں نے کال کر کے ان کو بتایا تھا اپنی اپنی سُوریں لکھنے کا مقصد کیا تھا بحر حال تمام رائٹر بھائی خوش رہیں ابھی آتے ہیں شہرے کی طرف تو ہم سے پہلی سُوری این محمد بلوچ کی عذاب محبت پر مبنی گند بلوچ بھائی۔ خرم شہزادہ کی ایسا بھی ہوتا ہے ایک منفرد کہانی تھی۔ ویلڈن استاد ریاض نے جان کی زندگی لکھنے پر۔ چاند اور چاندنی شاید رفتی سہو کی بہتر کہانی تھی حسب روایت۔ حکیم جاوید سیم کی زخم دل چھپا کے روئے ایک اچھی کہانی تھی میرے دوست عمر دوزخ کی کہانی میرے خواب ریزہ ریزہ لکھنے پر مبارکباد قبول ہو باقی مسرت شایین آپ کی نئی کہانی آئی ہے آپ کی سُوری سکھ نال نصیبیاں دے اچھی تھی۔ امداد علی کی تنہائیاں۔ ناصر اقبال

جون 2015

جواب عرض 235

آئینہ رو بہ رو

Scanned By Amir

خٹک کی بھگڑی زندگی عزت کی قربانی۔ اور محمد اشرف زخمی دہلی کی وہ شخصیت قیامت تھا بہترین کہانی تھی۔ اس ماہ کی ناپ کہانی شوکت علی انجمن کی اجزا گیا ہوتا ہوا گھر تھی انجمن صاحب بہت بہت مبارک ہو باقی تمام دوستوں کو برسیں سلام۔

سجاد احمد علی پھیل پنڈی صاحب انک سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم جناب ریاض احمد صاحب آپ میرا یہ خط شائع کر کے شکر یہ کام موقع دیں آپ کی مہربانی ہوگی میں جواب عرض تو آفریبا پانچ سال سے پڑھ رہا ہوں لیکن خط لکھنے کی ہمت آج پہلی بار کی ہے مجھے امید ہے کہ آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے تو جناب اب آتا ہوں جواب عرض کی طرف جیسے میں اپنا گہرا دوست سمجھتا ہوں مکی کے جواب عرض میں سب سے پہلے مجید احمد باغی کی سنواری تلاش کی ہے جو کہ اس بات پر پھر نہیں تھی تو تھوڑا سا پریشان ضرور ہوا کیونکہ مجھے بھائی مجید احمد جانیہ کی کہانیوں کا بہت انتظار ہوتا ہے لیکن جب میں نے وہ مہرئی سنواری پڑھی تو بہت ہی دل کوڑوں ماہ وہ کہانی اور وارث کا آفری حصہ آئی کشور کرن بنی تینا بات ہے۔ اس کے علاوہ زندگی کی شام ہوئی تیر۔ شاہ صاحب یہاں سے آپ کی بھی کتنا خوبصورت لکھنے اس کے علاوہ سب سوریں ہی۔ چھی نہیں جو کہ بہت زیادہ سبق دے رہی تھیں آخر میں جواب عرض کی تمام پارٹی کو دلی سے سلام جتا ہوں اور بھائی مجید احمد جانی صاحب اگر میرا خط پڑھیں تو ضرور مجھ سے رابطہ کریں جناب میں اپنی زندگی کے بارے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

ارسلان آرزو جزاؤ اللہ سے لکھتے ہیں۔ اسلام علیکم سب سے پہلے تو جواب عرض کی پورنی نمبر کو سلام اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے تمام ممبران کو مبارکباد۔ مکی کے شمارے کی کیا بات تھی اس بات تو جواب عرض کے رابطہ نے اللہ تعالیٰ نے فاضل سے حد کر دی ہے بہت ہی خوبصورت سنواری تھیں سب سے پہلے اسلامی صفحہ پر حاکم و جان کو بہت سہول ملا اس کے بعد پھر ڈیڑھ منٹ کے نیٹ کے نیٹاں پڑھیں سب سے پیسے عاشی۔ جیسے فقیر محمد بخش نے تحریر کیا تھا نصاب صاحب بہت اچھی داستان تھی اس کے بعد پانچ محبت جیسے ڈاکٹر شاز یہ عشق مہناس نے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا تھا یقین کرنے ڈاکٹر صاحب بہت اچھی کہانی تھی میں اپنے دل سے کہہ رہا ہوں اللہ آپ کے علم میں اضافہ اور میز یہ نہکت عطا فرمائے آپن اس کے بعد ماں کی بددعا دوستوں اس طرح کی کہانیاں بہت دہی ہوتی ہیں خیر ماں باپ تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عظیم دولت ہیں دوستو اپنی ماں کی خدمت کر دو اور اپنے لیے جنت میں گھر بنا دو جنت ہیں وہ لوگ جو اپنی زیویوں کے ساتھ مل کر اپنی ماں کو چھوڑ دیتے ہیں اس کے بعد میرا جگر تپ جائے گا جیسے شہداء اجالا نے تحریر کیا تھا شہداء باجی آئی نہ تک اسے یہ وہیری مچے سوریں اس کے بعد جو کہانیاں مجھے بہت پسند آئیں جن میں۔۔۔! وارث آئی کشور کرن جی آپ کی داستان بہت اچھی لگتی ہے بہت کم ہے وہ لوگ جن کے دل میں اس زمانے میں بھی ہمدردی وہ ہرے کے لیے انتخابیہ آج تو کوئی سی کہانیاں بننا کرن باجی آپ کی پر زور ہمدردی کو میرا سلام اس کے بعد بھی سنواریاں جن میں بہ قسمت تحریر کرن سنڈی عثمان والا سے لکھا ہے خیر جو بھی اچھا تھا اس کے بعد ایمانداری تحریر مجھ نظر لیا احمد لیا پھر کوئی درد سنبھالے میرے مار یہ شائیں نے بہت ہی خوبصورت تحریر کیا تھا پھر محبت میں

پاکستان تحریک مجاہدہ کی دعاگوں ہوں اللہ آپ کو اور جواب عرض کی ٹیم کو اپنے حفظ احسان میں رکھے آمین۔۔

ساجد علی منیو ڈھنگ شاہ سے نکلتے ہیں۔ اسلام ٹیکم۔ بھائی ریاض احمد صاحب اینڈ پور سے سٹاف کو میرا سلام قبول ہو آپ نے میری کہانی ماں کی بدو عاشق کر جس کی وجہ سے میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور میں ان تمام دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جو مجھے میرے گھر میں مبارک دینے آئے تھے جن میں محمد سلیم منیو۔ میرا حامی اس کے بعد شہزاد احمد لاہور۔ اس کے بعد شفیق احمد لاہور سے۔ عائشہ کرن۔ منڈی عثمان والا سے۔ کاشف ملتان۔ مبارک قصور۔ یوسف الہ ہادی سے وسیم احمد ٹونڈی سے احسان مکی ٹنگن پور سے جو میرے بہت بہت دوست ہیں ان میں سے ایک سے اور طارق ہونی سے اس نے میرے گھر آکر مجھے سے ملے اور شاز یہ گل۔ فرح جی۔ ڈاکٹر منظور حسین احسان صاحب جو میرے استاد بھی ہیں وہ مجھے میرے گھر مبارک دینے آئے یوسف صاحب کا جو میرے دوستوں میں سے ایک ہیں اس کے بعد شہباز ڈھنگ شاہ سے راشد ڈھنگ شاہ سے اور اس طرح بہت سے دوست اور بھی ہیں جن کا نام لکھوں تو خط طویل ہو جائے گا میرے پارٹنر کے پیچھے ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے میں نے ان بھائیوں کو بہت کم نام لیا ہے جس سے وہ مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہیں میں ان تمام دوستوں سے معافی مانگتا ہوں اور آخر میں جواب عرض کے تمام دوستوں کو سلام اور دعا میں دیتا ہوں ریاض بھائی میری آپ سے درخواست ہے کہ میرا شہزادہ شاکر کریں تاکہ جو دوست میرے گھر مبارک دینے آئے تھے ان کو کوئی مشکل نہ ہو مجھ سے ملنے کی۔

سلمان شہزاد شہزاد سے نکلتے ہیں۔ اسلام ٹیکم امید ہے۔ آپ سب خیریت سے ہوں گے سب سے پہلے میں اپنے بہادر شہزاد کا ذکر چھیڑنا چاہتا ہوں کیونکہ جواب عرض کی محفل میں بہادر شہزاد نے تھے چیر دیں نے انہوں نے بنے پہلا نام ابو ہریرہ کا ہے دو مہرانا نہیں راؤ کا ہے خوش آمد یہ بہادر شہزاد بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ اب جواب عرض کی جان بن چکے ہیں اور اپنا کلمہ بہت انا اندازی اور خوش اسوئی سے گزر رہے ہیں جن میں پہلا شہزاد کی کشور کرن چوکی ہیں پھر شاہد رفیق سہو۔ ثناء اجالا۔ اور انتظار حسین سیاقی شامل ہیں آپ لوگوں کی تقریریں پڑھ کر دل تر و تازہ ہو جاتا ہے آفس اوقات طبیعت ایسی ہو جاتی ہے کہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم بہت اکیلے ہیں اس بھری دنیا میں سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ایسے گناہتہ جیسے کچھ بھی نہیں ہو میری ایک کہانی۔ خاموشی حاصل محبت جواب عرض کے آفس میں کہیں پڑنی ہوئی ہے مہربانی کر کے اسے شائع کر دیں ارمان شختم صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا بہت اچھا لگا میرے ایک پیارے بھائی جان تو قیر جی کے گھر ایک پیارے سے ننھے سے بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے خدا ان کو ہمیشہ خوش رکھے اور نئے کو نیک انسان بنائے آمین انوشہ آجر۔ ثناء لاہور۔ زریہ زاری۔ فخر ہمار دینی۔ فرحان! کا زہ۔ طاہر بہا ونگر۔ ابو ہریرہ بہا ونگر۔ محمد تیب۔ بخت مرنی او رو کچھ لوگوں کے نام میں نہیں لکھ پایا سب کو میری طرف سے سلام دعا خوش رہو۔۔

جی سلمان صاحب آپ کی کہانی ہے ہمارے پاس آپ پریشان نہ ہوں وہ انشاء اللہ جلدی شائع

آئینہ روبرو: جواب عرض 237 جون 2015

۱۱

جواب نمبر 238

## شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام \_\_\_\_\_ شہر \_\_\_\_\_

پیغام (شعری شکل میں)

نام \_\_\_\_\_ شہر \_\_\_\_\_

بھیجنے والے کا نام و مقام

یہ کوئین کات کر ان پر شعر لکھ کر امیں ارسال کریں

## جواب نمبر 238

نام \_\_\_\_\_ شہر \_\_\_\_\_ فون نمبر \_\_\_\_\_

مکمل پتہ \_\_\_\_\_

جواب نمبر 238

Scanned By Amir



# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✦ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو ایسے کمانے کے لئے شرک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on  
Facebook

[fb.com/paksociety](https://fb.com/paksociety)



[twitter.com/paksociety1](https://twitter.com/paksociety1)

# کریچن جو اب عرض میں مختصر اشتہارات کیلئے استعمال کریں

آپ کے ویئے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہئے  
اگر اشتہار کرشل ہے تو اس کی فیس ۸۰۰ روپے ارسال کریں۔ درجہ اشتہار شائع کر دیا جائے گا۔ ایڈیٹر

مکمل پتہ

نام

یہ جہاں میں نام  
"ملاقات"  
کیلئے کونٹ کر دیا  
کریچن

# کریچن کا ملاقات کیلئے

اور اس میں اپنا تعارف لکھ دیجئے۔ کوہی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی فیس بلاؤں لکھ کر بھیج کر دینا  
وہیں کے دفتر آپ کا تعارف شائع نہیں کیا جائے۔

جواب عرض

نام

عنوان

مکمل پتہ

اس کوہی کے عنوان  
اپنی ایک عدد تصویر  
ارسال کریں ہم شائع  
کریں گے۔ ایڈیٹر

ملاقات

جواب عرض 24.0